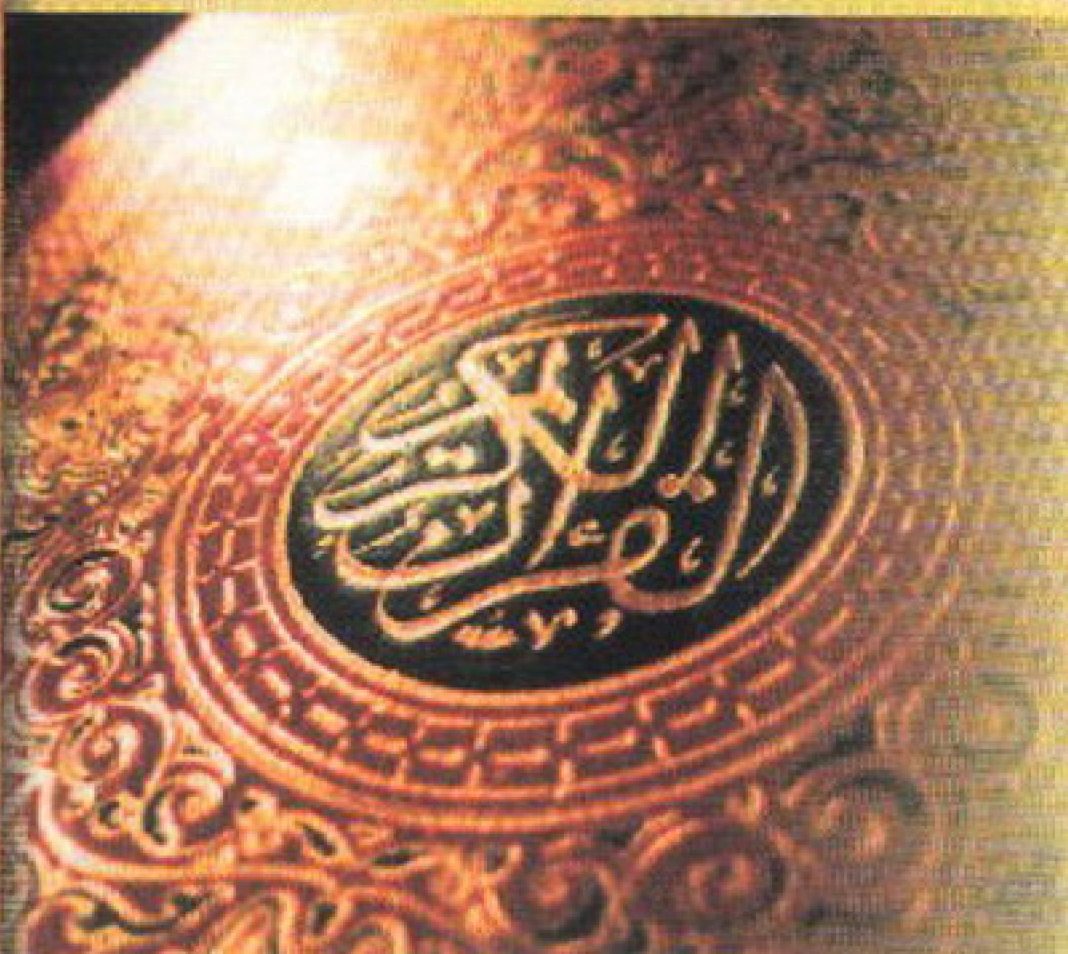
خلاصۂ مضامینِ
قرآنِ حکیم



پہلا پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

خلاصہ ٔمضامینِ قرآن

پہلا پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ﴿﴾ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ﴿﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿﴾ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ﴿﴾
اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ﴿﴾ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ﴿﴾ صِرَاطَ
الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ﴿﴾ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ﴿﴾

الحمدللہ! اِس تحریر کے ذریعے اللہ کا نام لے کر ایک مبارک سلسلہ کا آغاز کیا جا رہا ہے جس میں سلسلہ وار قرآنِ حکیم کے ایک ایک پارہ کے اہم مضامین کا جائزہ لیا جائے گا اور اِن مضامین سے سے ہدایت اخذ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ بلاشبہ قرآنِ حکیم علم اور معلومات کا وسیع خزانہ ہے۔ اِس میں سائنس، تاریخ، جغرافیہ، فلسفہ، نفسیات، معاشیات، سیاست، معاشرت غرض ہر شعبہ ٔحیات و کائنات کے بارے میں معلومات ہیں۔ لیکن قرآنِ حکیم محض معلومات کی کتاب نہیں بلکہ یہ کتابِ ہدایت ہے۔ یہی کتاب راہ نمائی کرتی ہے اُس راہ کی جس میں دنیا میں بھی امن و سکون ہے اور آخرت میں بھی ابدی راحت و لذت ہے۔ البتہ اِس میں سے ہدایت اخذ کرنے کے لیے بنیادی شرط اخلاصِ نیت ہے۔ نیت یہ ہو کہ صرف اور صرف اللہ کی رضا کے حصول کے لیے قرآنِ حکیم کو سمجھنا مقصود ہو تا کہ اللہ اِس کتاب سے ایسی ہدایت دے جس سے ہمارے ایمان اور عمل کو جلا حاصل ہو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

یَھْدِیْ بِہِ اللّٰہُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَہٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ
اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِہٖ وَیَھْدِیْھِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿﴾ (المائدۃ:۱۶)

”ہدایت دیتا ہے اللہ اس کے ذریعے سے اُنہیں جو اُس کی رضا کی پیروی کرتے ہیں سلامتی کے راستوں کی اور وہ اُنہیں نکالتا ہے اندھیروں سے روشنی کی طرف اپنے حکم سے اور اُنہیں ہدایت دیتا ہے سیدھے راستے کی“۔

تعوذ

قرآنِ حکیم کی تلاوت کے آغاز میں ہم تعوذ پڑھتے ہیں یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔سورہ ٔنحل آیت ۹۸ میں نبی اکرم ﷺ کو با قاعدہ ایسا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ میں ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ تو ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔ سورۂ اعراف آیات ۱۶ اور ۱۷ میں شیطان کا یہ قول نقل ہوا ہے کہ وہ سیدھے راستہ پر گھات لگا کر بیٹھے گا اور اور اِس راستہ پر چلنے والوں پر سامنے سے، پیچھے سے، دائیں سے اور بائیں سے حملہ آور ہوگا۔شیطان نے **Challanging** انداز میں اللہ سے کہا کہ اے اللہ تو انسانوں میں سے اکثر کو اپنا شکر گزار نہیں پائے گا۔اللہ شیطان کے حملوں کے مقابلہ میں ہماری حفاظت فرمائے۔آمین! آیئے! ہم شعوری طور پر تعوذ پڑھتے ہیں

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

اے اللہ! میں شیطان مردود سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔آمین، یارب العالمین!

تسمیہ

قرآنِ حکیم کی تلاوت کے آغاز میں تعوذ کے بعد تسمیہ پڑھتے ہیں یعنی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ...... خاص اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان ہے ہمیشہ مہربان۔ سورہ علق کی پہلی آیت میں نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ پڑھیے اپنے رب کے نام کے ساتھ۔ یہ ایک دعائیہ کلمہ جسے کسی کام کے آغاز میں پڑھنا مسنون ہے تا کہ اُس کام سے خیر و برکت حاصل ہو۔

سورہ ٔ فاتحہ

فطرتِ انسانی کی ترجمان

قرآنِ حکیم کی ابتدا میں سورہ ٔفاتحہ ہے۔الفاتحہ کا مفہوم ہے کھولنے والی یعنی **The opening Surah of Quran**۔اِس سورہ ٔ مبارکہ کے کئی نام احادیثِ نبوی ﷺ سے ثابت

ہیں لیکن اِس کا سب سے معروف نام فاتحہ ہی ہے۔ یہ سورہ ٔ مبارکہ سات آیات پر مشتمل ہے۔ اِن آیات میں درحقیقت فطرتِ انسانی کی ترجمانی کی گئی ہے۔ ایک سلیم الفطرت اور سلیم العقل انسان اِس حقیقت تک رسائی حاصل کر لیتا ہے کہ اِس کائنات کا ایک خالق ہے، ایک مالک ہے اور وہی اِس کا ایسا رب یعنی پروردگار ہے جو رحمان بھی ہے اور رحیم بھی۔ پھر اِس حقیقت تک بھی اُس کی رسائی ہو جاتی ہے کہ انسانی اعمال بے کار نہیں ہیں بلکہ اُن کا اچھا یا برا نتیجہ نکل کر رہے گا اور اِس نتیجہ کا پورا اختیار اللہ ہی کے ہاتھ میں ہوگا۔ البتہ عملی زندگی میں اچھے اعمال کے لیے انسان ایک متوازن اور معتدل راستے کا محتاج ہے۔ یہ معتدل اور متوازن راستہ انسان اپنی عقل سے متعین نہیں کر سکتا بلکہ اِس کے لیے وہ مجبور ہے کہ اللہ ہی سے درخواست کرے کہ وہ اُس کے سامنے صراط مستقیم واضح کرے اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جس طرح قرآنِ حکیم کی سب سے پہلے نازل ہونے والی آیت یعنی سورہ ٔ علق کی پہلی آیت میں بھی اللہ تعالیٰ کا تعارف بطور رب کروایا گیا، اِسی طرح سورہ ٔ فاتحہ کی پہلی آیت میں بھی اللہ تعالیٰ کا تعارف بطور رب العالمین کروایا گیا ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ قریش اللہ تعالیٰ کو پہلے سے جانتے تھے اور مانتے بھی تھے لیکن وہ مانتے تھے کائنات کے خالق ، مخلوقات کے رازق، سماعت و بصارت کے مالک اور زندگی و موت دینے کا اختیار رکھنے کے اعتبار سے۔ رب کا لفظ وہ اپنے سرداروں کے لیے استعمال کرتے تھے۔ آج بھی عربی زبان میں آقا اور غلام کے لیے رب اور عبد ہی کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ قرآنِ حکیم کے آغاز ہی میں اللہ تعالیٰ نے اپنا تعارف بطور رب کروایا اور یہی قریش کی مخالفت کی اصل وجہ بنا۔ وہ اللہ کو آقا مان کر اُس کی بندگی کے لیے تیار نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کا تعارف کروانے کے بعد کہ وہ رب العالمین ہے، اُس کی کچھ اور صفات کا تذکرہ فرمایا کہ وہ اَلرَّحْمٰنِ ہے اور اَلرَّحِیْمِ ہے یعنی اُس کی رحمت میں جوش اور تسلسل ہے۔ وہ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ یعنی جزا و سزا کے دن کا مالک ہے۔ اِس کے بعد اللہ تعالیٰ کو رب ماننے کا وہ لازمی نتیجہ سامنے آیا کہ اب ہم اُسی کے بندے ہیں۔ لہٰذا اِیَّاکَ نَعْبُدُ اے اللہ ہم تیرے ہی بندگی کرتے ہیں۔ اِس کے بعد انسان جس کو

بھی اپنا رب مانتا ہے اُسی سے مدد مانگتا ہے اور اُسی سے راستہ پوچھتا ہے کہ کدھر جانا ہے؟ اور کیا کرنا ہے؟ یہی وہ بات ہے جو سورۂ فاتحہ میں بھی سکھائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانو، اُس کی بندگی کا عہد کرو، اُسی سے مدد مانگو اور پھر اُسی سے التجا کرو کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا یعنی جن سے تو راضی ہوا۔ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ جو نہ تیرے غضب کا نشانہ بنے اور نہ ہی گمراہ ہوئے۔ اِسی دعا کے جواب میں اگلی سورۂ مبارکہ کا آغاز ہوا اِن الفاظ کے ساتھ کہ قرآنِ حکیم ہدایت ہے طلب گاروں کے لیے۔ گویا سورۂ فاتحہ دعا ہے اور پورا قرآنِ حکیم جوابِ دعا۔

سورۂ بقرۃ

قرآنِ حکیم کا نقطۂ عروج

سورۂ بقرہ قرآنِ حکیم کی طویل ترین سورہ ہے جو ۲۸۶ آیات پر مشتمل ہے۔ اِس سورۂ مبارکہ کے حوالے سے ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامٌ وَاِنَّ سَنَامَ الْقُرْاٰنِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ (ترمذی)

''ہر شے کی ایک چوٹی ہوتی ہے اور قرآن کی چوٹی سورۃ البقرۃ ہے''۔

یہ سورۂ مبارکہ مدنی ہے جو ہجرت کے فوراً بعد اور غزوۂ بدر سے پہلے نازل ہوئی۔

سورۂ مبارکہ کے مضامین کا تجزیہ :

سورۃ البقرۃ کے دو حصّے ہیں۔ پہلا حصہ آیات ۱ تا ۱۵۲ (رکوع ۱ تا ۱۸) پر مشتمل ہے جس میں خطاب کا رُخ سابقہ امتِ مسلمہ بنی اسرائیل کی طرف ہے۔ دوسرا حصہ آیات ۱۵۳ تا ۲۸۶ (رکوع ۱۹ تا ۴۰) پر مشتمل ہے جس میں موجودہ امتِ مسلمہ یعنی مسلمانوں سے خطاب ہے۔

پہلا حصہ ...... آیات ۱ تا ۱۵۲ (رکوع ۱ تا ۱۸)

☆ آیات ۱ تا ۳۹ (رکوع ۱ تا ۴) : تمہیدی مضامین

i- آیات ۱ تا ۲۰ : اسلام کے حوالے سے تین کردار۔ پکے مسلمان، پکے کافر اور منافقین

ii- آیات ۲۱ تا ۲۹ : قرآنِ حکیم کی دعوت

iii- آیات ۳۰ تا ۳۹ : قرآنِ حکیم کا فلسفہ

☆ آیات ۴۰ تا ۱۲۳ (رکوع ۵ تا ۱۴) : سابقہ امتِ مسلمہ سے براہِ راست خطاب

i- آیات ۴۰ تا ۴۶ : سابقہ امتِ مسلمہ کے لیے دعوت

ii- آیات ۴۷ تا ۱۲۳ : سابقہ امتِ مسلمہ کے جرائم اور اُن کے لیے ملامت

☆ آیات ۱۲۴ تا ۱۵۲ (رکوع ۱۵ تا ۱۸) : تحویلی مضامین

تحویلِ قبلہ کا بیان اور اِس کے ساتھ تحویلِ امت کا اعلان یعنی سابقہ امتِ مسلمہ کی معزولی اور اُس کی جگہ مسلمانوں کو لوگوں کی امامت کا منصب عطا کرنے کا فیصلہ۔

دوسرا حصہ آیات ...... ۱۵۳ تا ۲۸۶ (رکوع ۱۹ تا ۴۰)

اِس حصہ میں مسلمانوں سے خطاب ہے جس میں چار مضامین کا بیان ہے :

i- عبادات سے متعلق احکامات
ii- معاملات سے متعلق احکامات

iii- جہاد بالمال یعنی انفاق فی سبیل اللہ
iv- جہاد بالسیف یعنی قتال فی سبیل اللہ

پہلے دو مضامین کا تعلق احکاماتِ شریعت سے اور آخری دو مضامین نفاذِ شریعت سے متعلق ہیں۔ یہ چاروں مضامین اِس حصہ میں بار بار آئے ہیں۔ گویا یہ حصہ ایک ایسی ڈور کی مانند ہے جسے مذکورہ مضامین کی چار لڑیوں سے پر وکر بٹا گیا ہے۔ اس ڈور میں پانچ قیمتی موتی بڑی بڑی آیات کی صورت میں ٹانک دیے گئے ہیں۔ یہ پانچ آیات حسبِ ذیل ہیں :

i- آیت الآیات (ایک ہی آیت میں کئی آیات کا بیان) آیت ۱۶۴

ii- آیت البر (نیکی کے بیان پر جامع آیت) آیت ۱۷۷

iii- آیت الاختلاف (انسانوں میں اختلاف کیوں پیدا ہوا) آیت ۲۱۳

iv- آیت الکرسی (تمام آیاتِ قرآنی کی سردار) آیت ۲۵۵

v- آیت الدَین (قرض کے معاملہ کے لیے ہدایت) آیت ۲۸۲

آیات ۱ تا ۵

قرآن کن کے لیے ہدایت ہے؟

پہلی آیت حروفِ مقطعات الٓـمٓ پر مشتمل ہے۔امت کا اِس پر تقریباً اجماع ہے کہ اِن حروف کے حقیقی معانی اللہ ہی کے علم میں ہیں۔دوسری آیت قرآنِ حکیم کی تمہیدی آیت ہے جس کا ایک حصہ اِس مبارک کتاب کی عظمت بیان کرر ہاہے۔فرمایا ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لاَ رَیْبَ فِیْهِ ...... یہ وہی کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے یعنی بلاشبہ یہ وہ کتاب ہے جس کا تورات و انجیل میں تذکرہ تھا اور اِس کے مضامین بھی ہر طرح کے شک وشبہ سے بالاتر ہیں۔یہ دنیا کی واحد کتاب ہے جو اِس دعویٰ سے اپنے تعلیمات کا آغاز کرتی ہے۔

آیت ۲ کے دوسرے حصہ سے لے کر آیت ۵ تک ایسے بندوں کی پانچ صفات کا ذکر ہے جنہیں قرآنِ حکیم سے ہدایت نصیب ہوتی ہے۔پہلی صفت ہے کہ وہ غیب پر یقین رکھتے ہیں یعنی بن دیکھے مانتے ہیں۔آج کے سائنسی دور میں اور سیکولر سوچ کے تحت حقائق صرف اُن ہی امور کو تسلیم کیا جاتا ہے جو کہ انسان کے حواس خمسہ کی گرفت میں آئیں۔لیکن قرآن اُن کے لیے ہدایت ہے جو یقین رکھتے ہوں کہ اصل حقائق وہ ہیں جو ہماری حواسِ خمسہ کی پہنچ سے دور اور سرحدِ ادراک سے پرے (**beyond**) ہیں۔گویا مادہ پرستی، عقل پرستی اور ظاہر پرستی کی نفی ہدایتِ قرآنی کے حصول کے لیے شرطِ اوّلین ہے۔یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے قرآنِ حکیم کے بیان کردہ غیبی حقائق اور معجزات کی مادہ پرستانہ توجیح کی کوشش کی وہ گمراہی کی دلدل میں دھنستے چلے گئے۔دوسری صفت بیان ہوئی وہ اللہ کی مسلسل یاد کے لیے نماز قائم کرتے ہیں۔تیسری صفت یہ ہے کہ وہ دل سے دنیا کی محبت دور کرنے کے لیے اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں۔اُن کی چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ تعصّبات سے بالاتر ہوکر قرآن کے ساتھ ساتھ سابقہ آسمانی کتابوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔آخری صفت یہ ہے کہ وہ آخرت کی باز پرس پر تو گہرا یقین رکھتے ہیں۔یہ صفات بیان کرنے کے بعد فرمایا یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں اور اور یہی لوگ آخرت میں فلاح پانے والے ہوں گے۔

آیات ۶ تا ۷

ہدایت سے محروم کون ہوتے ہیں؟

اِن آیات میں اُن کفار کا ذکر ہے جو حق واضح ہونے کے باوجود کفر پر اڑے ہوئے ہیں۔ فَلَمَّا زَاغُوْا اَزَاغَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ ...... جب وہ ٹیڑھے ہوئے اللہ نے اُن کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا (سورہ ٔصف آیت 4) کے مصداق فرمایا گیا کہ اے نبی ﷺ اُن کے لیے برابر ہے کہ آپ اُنہیں سمجھائیں یا نہ سمجھائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ بقول شاعر :

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

آیات ۸ تا ۱۶

منافقانہ کردار کیا ہے؟

اِن آیات میں منافقین کا طرزِ عمل کا بڑی وضاحت سے تذکرہ ہے۔ یہ وہ عناصر ہیں جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اللہ پر اور روزِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔ وہ اپنے خیال میں اللہ اور اہلِ ایمان کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن غیر شعوری طور پر وہ اپنے آپ ہی کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ اُن کی یہ منافقت شعوری نہیں بلکہ دنیا کی محبت کی صورت میں ایک بیماری ہے جو دلوں کو زنگ آلود کرتی جاتی ہے۔ وہ کفار سے دوستی کر کے حق اور باطل کے درمیان مصالحت کرانا چاہتے ہیں لیکن یہ مصالحت نہیں بلکہ فساد ہے۔ بقول اقبال :

باطل دوئی پسند ہے حق لا شریک ہے
شرکت میانہ ٔحق و باطل نہ کر قبول

یہ فسادی اِس اعتبار سے بھی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کے بجائے منفی تبصرے کر کے پورے نظم جماعت کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی ایسے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں تو وہ بڑے طنز کے ساتھ کہتے ہیں کیا ہم ان پاگلوں کی طرح ایمان لے آئیں؟ یہ بیوقوف ہیں جنہیں نہ اپنے نفع نقصان کی فکر ہے اور نہ

مستقبل کی پرواہ۔ ہماری کوئی مت ماری ہوئی ہے۔ہم **senseble** لوگ ہیں، بچ بچ کر اور سوچ سمجھ کر چلتے ہیں۔ اِس پر بڑی سخت ڈانٹ پلائی گئی۔فرمایا کہ آگاہ ہوجاؤ کہ یہی پاگل ہیں۔مت اِن کی ماری گئی ہے لیکن اُنہیں اِس کا اندازہ ہی نہیں ہے۔یہ بدنصیب ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی لے کر خسارے کا سودا کیا ہے۔

آیات ۱۷ تا ۲۰

کافروں اور منافقین کے لیے تماثیل

اِن آیات میں کفر پر اڑ جانے والے کافروں اور منافقین کے لئے تماثیل بیان ہوئی ہیں۔ کافروں کے لیے یہ تمثیل بیان ہوئی کہ نبی اکرم ﷺ کی آمد سے قبل گمراہی کا اندھیرا تھا۔حق کو دیکھنا ممکن نہ تھا۔آپ ﷺ نے ہدایت کا چراغ جلایا اور روشنی ہوگئی لیکن ان کافروں کی بداعمالیوں کی وجہ سے اللہ نے اُن کی بینائی چھین لی۔لہٰذا وہ اب بھی اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔منافقین کے لئے آسمانی بجلی کی تمثیل دی گئی۔بجلی چمکی تو چل پڑے ورنہ کھڑے رہے۔گویا یہ لوگ فائدہ سمیٹنا چاہتے ہیں لیکن مشکلات میں ساتھ دینے کو تیار نہیں۔

آیات ۲۱ تا ۲۵

قرآنِ حکیم کی دعوت

اِن آیات میں قرآنِ حکیم کی دعوت بیان ہورہی ہے۔دعوت کا پہلا نکتہ یہ ہے کہ اللہ کو رب مانو اور اُس کی عبادت کرو یعنی پورے ذوق وشوق سے زندگی کے ہر معاملہ میں اس کی اطاعت کرو۔عبادت تمہارا مقصدِ تخلیق ہے اور اسی کے ذریعہ تم دنیا میں در در کی ٹھوکریں کھانے اور آخرت میں عذاب سے بچ سکتے ہو۔دعوت کے دوسرے نکتہ کے طور پر قرآنِ حکیم کی معجزانہ حیثیت کو نمایاں کرنے کے لیے چیلنج دیا گیا کہ اگر تمہیں شک ہے اِس کلام کے بارے میں جو ہم نے اپنے بندے محمد ﷺ پر نازل فرمایا ہے تو اِس جیسی کوئی ایک ہی سورۃ لے آؤ۔ساتھ ہی آگاہ کردیا گیا کہ تم ایسا ہرگز نہ کرسکو گے لہٰذا بچو اُس آگ سے جس کا ایندھن بنیں گے انسان

اور پتھر۔ اِس کے بعد باعمل اہلِ ایمان کو جنت کی نعمتوں کی بشارت دی گئی۔

آیات ۲۶ تا ۲۷

قرآن کسے گمراہ کرتا ہے؟

اِن دو آیات میں واضح کر دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اِسی قرآن کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ گمراہ صرف اُن فاسقوں کو کرتا ہے جو

i- اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد کر کے توڑ دیں۔

ii- قرابت داروں، سلف صالحین اور نیک لوگوں کے ساتھ تعلق قائم نہ رکھیں۔

iii- اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتے پھریں۔

آیات ۲۸ تا ۲۹

قرآنِ حکیم کا فلسفہ

یہ آیات قرآنِ حکیم کے فلسفہ کا خلاصہ پیش کر رہی ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان اور کائنات کے بارے میں ذہنِ انسانی میں پیدا ہونے والے اُن سوالات کا جواب دیا ہے جن سے فلسفہ بحث کرتا ہے۔ انسان کی تخلیق کے حوالے سے فرمایا گیا کہ اللہ نے پہلے ہر انسان کی روح کو پیدا کیا۔ پھر اُسے موت کی نیند سلا دیا۔ پھر زندہ کر کے جسم کے ساتھ دنیا میں بھیجا۔ پھر وہ اُسے دوبارہ موت دے گا اور پھر دوبارہ زندہ کر کے اپنی بارگاہ میں جوابدہی کے لیے حاضر کرے گا۔ اِسی طرح یہ کائنات بھی اللہ نے بنائی ہے۔ اِسے انسان کے لیے مسخر کر دیا تا کہ وہ اِس سے استفادہ حاصل کر سکے۔

آیات ۳۰ تا ۳۴

انسان کی عظمت

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی خلافتِ ارضی کا اعلان فرمایا ہے۔ اللہ نے اُنہیں صاحبِ علم بنایا اور اِسی وجہ سے اُنہیں فرشتوں پر فضیلت دی۔ اِس فضیلت کے اظہار کے لیے

اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو حضرت آدمؑ کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا۔ یہ حکم انسان کی عظمت کے لیے ایک بے مثال دلیل بن گیا۔

آیات ۳۵ تا ۳۷

زمین پر ہونے والے امتحان کا تجربہ

ان آیات میں اس آزمائش کا ذکر ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور اماں حوا کو جنت میں گزارا۔ ان پر ابلیس کی دشمنی واضح ہوگئی جس نے انہیں اللہ کے حکم کے برعکس ممنوعہ درخت کا پھل کھانے پر مائل کیا۔ حضرت آدمؑ اپنے کیے پر پشیمان ہوئے۔ اللہ نے اُنہیں وہ کلمات سکھائے جن کے ذریعہ اُنہوں نے اظہارِ ندامت کیا اور اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی التجا کی۔ اللہ نے آدمؑ کی توبہ قبول فرما کر اُنہیں خلافت کے منصب کے ساتھ زمین پر اترنے کا حکم دیا۔

آیات ۳۸ تا ۳۹

امتحانِ دنیا میں کون کامیاب ہوگا؟

اِن آیات میں رہنمائی دی گئی کہ زمین پر بھی ابلیس انسان کو اللہ کے احکامات پر عمل سے روکنے کی کوشش کرے گا۔ یہ ایک امتحان ہوگا جس میں وہی لوگ کامیاب ہوں گے جو اللہ کی عطا کردہ ہدایت کی پیروی کریں گے۔

آیات ۴۰ تا ۴۶

بنی اسرائیل کے لیے دعوت

آیت **40** سے بنی اسرائیل سے خطاب کا آغاز ہوا۔ یہ خطاب آیت **123** تک جاری رہے گا۔ اسرائیل حضرت یعقوبؑ کا لقب تھا جو حضرت ابراہیمؑ کے پوتے اور حضرت اسحاقؑ کے بیٹے تھے۔ اسرائیل کے معنی ہیں عبداللہ یعنی اللہ کا بندہ۔ اُن کی اولاد بنی اسرائیل کہلاتی ہے۔ اِن میں سینکڑوں کے حساب سے نبی اور رسول آئے۔ اب اُن کے لیے امتحان ہوا کہ وہ نبی اکرم ﷺ پر ایمان لائیں جو ابراہیمؑ کے بڑے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کی نسل میں سے

تھے۔آیت 40 تا 46 میں بنی اسرائیل کے لیے دعوت کا بیان ہے۔اُنہیں نبی اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرآنِ حکیم پر ایمان لانے میں سبقت لے جانے کی دعوت دی گئی اور خبردار کیا گیا کہ وہ دنیا کے حقیر مفادات کے عوض اللہ کی آیات کا سودا نہ کریں۔اُنہیں ایفاءِ عہد، اللہ سے ڈرنے ،نماز قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے کی تلقین کی گئی۔حق و باطل کی آمیزش،حق کو چھپانے اور قول و فعل کے تضاد سے منع کیا گیا۔احکاماتِ خداوندی پر چلنے کے لیے نماز اور استقامت سے اللہ کی مدد حاصل کرنے کی نصیحت کی گئی۔

آیات ۴۷ تا ۴۸

نجاتِ اُخروی کے لیے جھوٹے سہاروں کی نفی

اِن آیات میں بنی اسرائیل کو اللہ کی طرف سے عطا کی گئی نعمتوں کی یاددہانی کرائی گئی اور اُن جھوٹے سہاروں کی زوردار نفی کی گئی جن کے ذریعے انسان بےعملی کے باوجود آخرت میں سزا سے بچنے کی امید رکھتا ہے۔یہ سہارے شفاعتِ باطلہ،کسی نیک انسان کے ساتھ زبانی کلامی نسبت یا دے دلا کر سزا سے بچنے کا تصور ہے۔

آیات ۴۹ تا ۶۱

بنی اسرائیل کے لیے ملامت

اِن آیات میں بنی اسرائیل پر اللہ کے کئی احسانات کا بیان ہوا اور بنی اسرائیل کی ناشکریوں اور نافرمانیوں پر ملامت کی گئی۔اللہ نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے معجزاتی نجات دی، صحرائے سینا میں من وسلویٰ نازل فرمایا،اُن پر بادلوں کا سایہ کیا اور پانی کے بارہ چشمے ایک ہی چٹان سے جاری فرما دیے۔بنی اسرائیل نے ان نعمتوں کی ناشکری کی،بچھڑے کو معبود بنالیا، حضرت موسیٰؑ سے اللہ کا دیدار کرانے کا مطالبہ کیا اور من وسلویٰ کی ناقدری کرتے ہوئے اُن چیزوں کی فرمائش کی جو زمین سے اُگتی ہیں۔اللہ کے احکامات کی نافرمانی،انبیاء کے ناحق قتل اور دیگر زیادتیوں کی وجہ سے وہ اللہ کے غضب اور در در کی ٹھوکریں کھانے کی ذلت سے دوچار ہوئے۔

آیت ۶۲

کسی گروہ سے نسبت آخرت میں نجات کے لیے کافی نہیں

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ کسی نبی یا گروہ سے نسبت آخرت میں انسان کی نجات کے لیے کافی نہیں ۔نجات اُسی کو ملے گی جو خلوص کے ساتھ یعنی اللہ کی رضا جوئی اور آخرت کی فلاح کے حصول کے لیے اچھے اعمال کرے گا۔

آیات ۶۳ تا ۶۶

بنی اسرائیل کے لیے عبرتناک سزا

اِن آیات میں بنی اسرائیل کواُن کی عہد شکنی،ضابطۂ سبت کے حوالے سے اُن کی نافرمانی اور اِس پر بندر بنائے جانے کی سزا کا واقعہ یاد دلایا گیا۔اِس سزا کو اللہ نے رہتی دنیا تک کے لیے عبرت بنا دیا۔

آیات ۶۷ تا ۷۱

اللہ کے حکم پر بے چون و چرا عمل کرو

اِن آیات میں اُس واقعہ کا ذکر ہے جب اللہ نے بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا۔ اُنہوں نے حکم پر عمل کرنے کی بجائے حضرت موسیٰؑ سے گائے کے بارے میں طرح طرح کے سوالات پوچھنے شروع کر دیے۔اِن سوالات کے نتیجے میں اُن کے لیے لازم کر دیا گیا کہ وہ ایسی گائے ذبح کریں جس کو اُنہوں نے تقدس کا درجہ دیا ہوا تھا۔مراد یہ ہے کہ اللہ کا حکم آئے تو فوراً اِس کی تعمیل کرنی چاہیے۔

آیات ۷۲ تا ۷۴

اللہ کی نشانی

اِن آیات میں اُس واقعہ کا بیان ہے کہ جب بنی اسرائیل میں سے کسی نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔مجرم کو ظاہر کرنے کے لیے اللہ نے حکم دیا کہ ذبح شدہ گائے کا ایک ٹکڑا مقتول کو مارو۔ مقتول زندہ ہوا اور اُس نے اپنے قاتل کی نشاندہی کی ۔یہ اللہ کی بہت بڑی نشانی تھی لیکن

اسرائیلی اِس واقعہ کے بعد پتھروں سے بھی زیادہ سخت دل ہو گئے ۔

آیات ۷۵ تا ۸۲

بنی اسرائیل کے عوام اور علماء کے جرائم

اِن آیات میں بنی اسرائیل کے مختلف جرائم بیان کیے گئے ۔عوام الناس اپنی خواہشات ہی کو اللہ کا حکم سمجھتے تھے اور اُن کے تصورات خیالی باتوں پر مشتمل تھے ۔علماء اللہ کے کلام میں جان بوجھ کر تحریف کرتے تھے ۔وہ من گھڑت باتوں کو اللہ کی طرف منسوب کر کے دنیا کماتے تھے اور دعویٰ کرتے تھے کہ اسرائیلی اللہ کے وہ محبوب لوگ ہیں جنہیں جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا سوائے چند روز کے لیے ۔اللہ نے فرمایا کہ جس نے جان بوجھ کر ایک بھی گناہ کبیرہ کیا اور اُس گناہ سے توبہ کرنے سے محروم رہا وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلتا رہے گا ۔جنت میں وہی جائے گا جو ایمان اور عمل کی دولت لے کر آئے گا ۔

آیات ۸۳ تا ۸۴

بنی اسرائیل کا اللہ سے عہد اور عہد شکنی

اِن آیات میں بنی اسرائیل سے لیے گئے عہد کی تفصیل بیان کی گئی ۔اِس عہد کی رو سے بنی اسرائیل کو اللہ کی بندگی کرنے ،والدین ،قرابت داروں اور محتاجوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے ،تمام لوگوں کے ساتھ خوش کلامی کرنے ،نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی نصیحت کی گئی ۔آپس میں ایک دوسروں کو گھروں سے بے دخل کرنے اور باہمی خون ریزی سے منع کیا گیا ۔اِس کے ساتھ ساتھ بنی اسرائیل کی طرف سے عہد شکنی کی مذمت کی گئی ۔

آیات ۸۵ تا ۸۶

شریعت پر جزوی عمل کی سزا

اِن آیات میں یہود کا یہ جرم بیان کیا گیا کہ وہ شریعت کے بعض احکامات پر عمل کرتے ہیں اور بعض احکامات کو پس پشت ڈال دیتے ہیں ۔اِس روش کی سزا دنیا میں رسوائی اور آخرت میں

دردناک عذاب کی صورت میں بیان کی گئی۔ مزید فرمایا کہ اِس روش کی وجہ، اِس عارضی دنیا کی لذت کو آخرت کی دائمی لذات پر ترجیح دینا ہے۔ آج مسلمانوں کی موجودہ ذلت و رسوائی کی وجہ بھی یہی ہے کہ ہماری اکثریت اللہ کے احکامات پر جزوی عمل کرتی ہے۔

آیات ۸۷ تا ۹۳

بنی اسرائیل کا نبی اکرم ﷺ سے حسد

اِن آیات میں بنی اسرائیل کے چند اور جرائم بیان کیے گئے ہیں۔ اِن جرائم میں جان بوجھ کر حق سے اعراض کرنا، نبی اکرم ﷺ سے غیر اسرائیلی ہونے کی وجہ سے حسد کرنا، انبیاء کو ناحق قتل کرنا، بچھڑے کو معبود بنانا اور اللہ سے کیے گئے عہد کو توڑنا شامل ہیں۔

آیات ۹۴ تا ۹۶

اللہ کے محبوب ہو تو موت کی آرزو کرو!

اِن آیات میں بنی اسرائیل کو اللہ کے ساتھ اپنے تعلق کو جانچنے کا ایک معیار دیا گیا۔ فرمایا گیا کہ اگر تم واقعی اللہ کے محبوب ہو اور آخرت میں تمہیں اعزاز واکرام سے نوازا جائے گا تو موت کی تمنا کرو تاکہ جلد از جلد اپنے محبوب یعنی خالقِ حقیقی سے جا ملو۔ فرمایا کہ بنی اسرائیل اپنے سیاہ کرتوتوں کی وجہ سے کبھی بھی موت کی خواہش نہ کریں گے۔ آج ہم بھی اپنا محاسبہ کریں کہ کیا اپنے اعمال کی بنیاد پر ہم اللہ کے سامنے حاضر ہونے اور جوابدہی کے لیے تیار ہیں؟

آیات ۹۷ تا ۱۰۱

بنی اسرائیل کا حضرت جبرائیل پر بہتان

اِن آیات میں بنی اسرائیل کے اِس بہتان کی نفی کی گئی کہ حضرت جبرائیلؑ نے بنی اسرائیل کی دشمنی میں وحی کا نزول بنی اسمٰعیل کے فرزند حضرت محمد ﷺ پر کر دیا۔ حضرت جبرائیلؑ وحی کا نزول اللہ کے حکم سے کرتے تھے اور جو اُن پر بہتان لگائے گا تو اللہ ایسے لوگوں کا دشمن بن جائے گا۔ بنی اسرائیل پر حق واضح ہو چکا ہے اور وہ یہ بہتان تراشی صرف اپنی بے عملی کے جواز کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔

آیات ۱۰۲ تا ۱۰۳

جادو کا عمل کفر ہے

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ بنی اسرائیل اللہ کی کتاب کے بجائے جادو سیکھنے اور سکھانے میں دلچسپی لیتے تھے۔ جادو کا علم شہر بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر لوگوں کی آزمائش کے لیے اتارا گیا۔ یہ فرشتے خبردار کر دیتے تھے کہ اِس علم کا سیکھنا کفر ہے۔ یہ بھی واضح کیا گیا کہ جادو ایسے لوگ سیکھتے تھے جو ایک مرد اور اُس کی بیوی کے درمیان پھوٹ ڈالنا چاہتے تھے۔ خاندان کو تباہ کرنا شیطانی قوتوں کا خاص مشن ہے۔ یہ بھی بتایا گیا کہ جادو کا اثر اللہ کے اذن کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ جو شخص بھی جادو سیکھتا اور استعمال کرتا ہے وہ آخرت کی کامیابی سے محروم ہو جاتا ہے۔

آیات ۱۰۴ تا ۱۱۳

بنی اسرائیل کی گمراہیاں

اِن آیات میں بنی اسرائیل کی اہل ایمان سے حسد اور دشمنی واضح کی گئی اور اُن کی بعض گمراہیوں کا ذکر کیا گیا۔ اُن کی پہلی گمراہی یہ بتائی گئی کہ وہ اعتراض کرتے تھے کہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ اپنی کسی آیت یا کتاب کو منسوخ کر کے دوسری آیت یا کتاب نازل کر دے؟ جواب دیا گیا کہ اللہ کی سنت ہے کہ جب وہ کسی آیت یا کتاب کو منسوخ کرتا ہے تو اُس سے اگلے درجے کا کلام اور حکم نازل فرما دیتا ہے۔ اُن کی دوسری گمراہی یہ تھی کہ اُن کی دانست میں جنت میں صرف یہودی اور عیسائی ہی جا سکیں گے۔ فرمایا کہ جس کسی نے اللہ کے احکامات کے سامنے سر جھکا دیا اور نیک بن گیا وہی جنت میں داخل ہوگا۔ یہ بھی بتا دیا گیا کہ یہودی اور عیسائی باہم ایک دوسرے کے مذاہب کی نفی کرتے ہیں لیکن مسلمانوں کے خلاف متحد ہو رہے ہیں۔

آیات ۱۱۴ تا ۱۱۸

مشرکینِ مکہ کے جرائم

اِن آیات میں روئے سخن مشرکینِ مکہ کی طرف ہے۔ اُن کے جرائم یہ ہیں کہ اُنہوں نے مسجد حرام

سے اہلِ ایمان کو بے دخل کر دیا، فرشتوں کو اللہ کی اولاد قرار دیا اور مطالبہ کیا کہ اللہ ہم سے براہِ راست ہم کلام ہو۔ اِن آیات میں قبلہ کی تبدیلی کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اللہ کسی سمت میں مقید نہیں۔ انسان جس طرف رخ کرے اللہ وہاں موجود ہوگا۔ قبلہ کا تعین صرف نظم اور مرکزیت پیدا کرنے کے لیے ہے ورنہ اللہ ہر جگہ موجود ہے۔ اِس سے اُن لوگوں کی بے چینی کا ازالہ ہوا جن کے دلوں میں یہود نے قبلہ کی تبدیلی کے حوالے سے شکوک وشبہات پیدا کر دیے تھے۔

آیات ۱۱۹ تا ۱۲۰

داعی کا کام حق پہنچانا ہے منوانا نہیں

اِن آیات میں یہ حقیقت بتائی گئی کہ داعی کا کام صرف حق پہنچانا ہی ہے منوانا نہیں۔ یہودی اور عیسائی صرف اُسی وقت راضی ہوں گے جب اُن کے تصورات کی پیروی کی جائے۔ لہٰذا لوگوں کو راضی کرنے یا قریب لانے کے لیے ہرگز نہ حق کو چھپایا جائے اور نہ ہی اُس میں کسی قسم کی آمیزش کی جائے۔

آیت ۱۲۱

تلاوتِ کلام پاک کی اہمیت

اِس آیت میں تلاوتِ کلام پاک کی اہمیت بیان کی گئی۔ جو لوگ باقاعدگی کے ساتھ تلاوتِ کلام پاک کرتے ہیں اور اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہی درحقیقت اللہ کے کلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ جو لوگ اللہ کے کلام پر ایمان سے محروم ہیں وہی درحقیقت خسارے میں جانے والے ہیں۔

آیات ۱۲۲ تا ۱۲۳

بنی اسرائیل سے خاتمۂ کلام

اِن آیات پر بنی اسرائیل سے کلام کا اختتام ہو رہا ہے۔ اِن آیات میں ایک بار پھر اُنہیں اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کی یاد دہانی کرائی جارہی ہے اور ایسے چور دروازوں کی نفی کی جارہی ہے جن کے ذریعے انسان بے عملی کے باوجود اپنے جرائم کی سزا سے محفوظ رہنے کی جھوٹی امید رکھتا ہے۔

آیت ۱۲۴

حضرتِ ابراہیمؑ ...... آزمائش وامتحان کی اِک داستان

اِس آیت میں حضرت ابراہیمؑ سے لیے گئے امتحانات کی داستان بیان کی گئی ہے۔حضرت ابراہیمؑ کو اللہ نے کئی آزمائشوں میں ڈالا اور وہ ہر امتحان میں پورے اترے۔اُنہوں نے موروثی عقائد، والدین، گھر،قوم، وطن، اپنی جان، اپنی بیوی، اپنی اولاد غرض ہر شے کی محبت کو اللہ کی محبت کے سامنے قربان کر کے امام الناس ہونے کا اعلیٰ مقام حاصل کیا۔حضرت ابراہیمؑ کی تمنا تھی کہ امامت کا اعزاز اُن کی اولاد میں بھی جاری رہے لیکن اللہ نے واضح فرمایا کہ امامت کا مقام کردار سے ملتا ہے نہ کہ وراثت میں۔بقول اقبال :

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابلِ میراثِ پدر کیونکر ہو

آیات ۱۲۵ تا ۱۲۶

بیت اللہ کی عظمت وشرف

اِن آیات میں بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ کی عظمت وشرف کا بیان ہے۔اللہ تعالیٰ نے اِس گھر کو لوگوں کی محبت کا مرکز اور امن کا گہوارہ بنا دیا۔اللہ نے حکم دیا کہ اِس گھر کو شرک اور ظاہری نجاستوں سے پاک رکھا جائے۔حضرت ابراہیمؑ کی دعا کے جواب میں اللہ نے اِس گھر کے قریب رہنے والوں کے لیے رزق کی فراوانی کا وعدہ فرمایا۔اللہ نے یہ بھی واضح فرمایا کہ امامت صرف صاحبِ کردار لوگوں کو ملے گی لیکن دنیا میں رزق نافرمانوں کو بھی دیا جائے گا۔

آیات ۱۲۷ تا ۱۲۹

ابراہیمؑ واسماعیلؑ کی دعا

اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی اُن دعاؤں کا بیان ہے جو اُنہوں نے بیت اللہ کی بنیادوں پر تعمیر نو کے دوران مانگیں تھیں۔اُنہوں نے اللہ سے دعا کی کہ ہماری زندگی

بھر کی نیکیوں کو شرفِ قبولیت حاصل ہو۔ اللہ ہمیں اور ہماری اولادوں کو اپنا فرمانبردار بنائے۔ ہمیں اپنی بندگی کا طریقہ سکھائے۔ ہماری اولاد میں سے ایک ایسا رسول اٹھائے جو لوگوں پر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرے، اُنہیں احکامات اور حکمت سکھائے اور اُن کے باطن کا تزکیہ کرے۔ اولاد کے حوالے سے انسان کی تمنائیں اُس کی دین سے وابستگی کا اظہار ہوتی ہیں۔

آیات ۱۳۰ تا ۱۳۱

ملتِ ابراہیم کیا ہے؟

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ حقیقی دانش مندی کی روش یہی ہے کہ ملتِ ابراہیم کی پیروی کی جائے۔ ملتِ ابراہیمؑ سے مراد ہے کہ جب بھی اللہ کا حکم سامنے آئے سرِ تسلیم خم کر دیا جائے۔

آیات ۱۳۲ تا ۱۳۳

اللہ والوں کی وصیت

اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یعقوبؑ کی اپنی اولادوں کے لیے وصیت بیان ہوئی کہ اللہ نے تمہارے لیے دینِ اسلام یعنی اللہ کی مکمل فرمانبرداری کو پسند کیا ہے۔ لہٰذا تم مرتے دم تک اللہ کی فرمانبرداری کی روش سے چمٹے رہنا۔ یہ ہے وصیت اللہ کے محبوب بندوں کی، بقول اقبال :

یہی ہے ساقی متاعِ فقیر
اِسی سے فقیری میں ہوں میں امیر
مرے قافلے میں لٹا دے اِسے
لٹا دے ٹھکانے لگا دے اِسے

آیات ۱۳۴ تا ۱۴۱

نجات کا دارومدار اپنے عمل پر ہے

اِن آیات میں بنی اسرائیل کی گمراہیوں کا جواب دیا گیا۔ اول و آخر وضاحت کی گئی کہ تِلْکَ

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلاَ تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

(وہ گروہ تھا جو گذر گیا، اُن کے کام آئیں گے اُن کے اعمال اور تمارے کام آئیں گے تمہارے اعمال اور تم سے ہرگز نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کیا کیا کرتے تھے؟)۔ گویا آخرت میں نجات کے لیے نیک لوگوں سے نسلی تعلق نہیں بلکہ اپنا عمل کام آئے گا۔ یہودی یا عیسائی ہونے سے ہدایت نہیں ملے گی بلکہ ہدایت کا راستہ یہ ہے کہ ملتِ ابراہیمؑ کی پیروی کی جائے۔ اللہ کے نزدیک اُسی کا ایمان قابلِ قبول ہے جو تمام انبیاء پر ایمان لائے۔ کسی ایک نبی کا انکار بھی انسان کو کافر بنا دیا دیتا ہے۔

حرفِ آخر

سورۂ بقرۃ کے اِس حصے میں بنی اسرائیل کی ناشکریوں اور جرائم کا بیان اِس لیے کیا گیا ہے تاکہ اُن پر واضح کر دیا جائے کہ اب تم اہل نہیں رہے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور شریعت کے حامل ہونے اور نوعِ انسانی کے لیے رہنما بننے کے۔ لہٰذا تمہیں اِس منصب سے معزول کیا جاتا ہے اور اب امت محمدی ﷺ کو اِس منصب پر فائز کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے۔ یہ اعلان دوسرے پارے کے آغاز میں تحویلِ قبلہ کی بحث کے دوران سامنے آجائے گا۔

سورۂ بقرۃ کے اِس حصے میں نہ صرف یہ کہ ماضی کی تاریخ بیان ہوئی ہے بلکہ علامہ اقبال کے الفاظ میں ''آنے والے دور کی دھندلی سی اِک تصویر'' بھی موجود ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے اِس قول کے مصداق کہ: ''لَيَاْتِيَنَّ عَلٰى اُمَّتِىْ مَا اَتٰى عَلٰى بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ ''(یعنی میری امت پر بھی وہ سب کچھ وارد ہوگا جو بنی اسرائیل پر ہوا بالکل اِسی طرح جس طرح ایک جوتا دوسرے جوتے کے مشابہ ہوتا ہے) بعد میں خود امت مسلمہ میں وہ ساری اخلاقی و عملی اور اعتقادی یا نظری و فکری گمراہیاں پیدا ہو کر رہیں جو بنی اسرائیل میں تھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن آیات سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور بنی اسرائیل کی سی روش اختیار کرنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

اے کاش میں ملتا اپنے بھائیوں سے!

یَا لَیْتَنِیْ قَدْ لَقِیْتُ اِخْوَانِیْ! قَالُوْا یَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلَسْنَا اِخْوَانَکَ وَ اَصْحَابَکَ ؟ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنَّ قَوْمًا یَّجِیْئُوْنَ مِنْم بَعْدِکُمْ، یُؤْمِنُوْنَ بِیْ اِیْمَانَکُمْ، وَیُصَدِّقُوْنِیْ تَصْدِیْقَکُمْ، وَیَنْصُرُوْنِیْ نَصْرَکُمْ، فَیَالَیْتَنِیْ قَدْ لَقِیْتُ اِخْوَانِیْ

''اے کاش میں ملتا اپنے بھائیوں سے! صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ہم آپ ﷺ کے بھائی اور ساتھی نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں! لیکن یہ وہ لوگ ہوں گے جو تمہارے بعد آئیں گے، مجھ پر ایسے ایمان لائیں گے جیسے تم ایمان لائے ہو اور میری اُسی طرح تصدیق کریں گے جیسے تم نے کی ہے اور اُسی طرح میری مدد کریں گے جیسے تم نے کی ہے، تو اے کاش میں ملتا اپنے بھائیوں سے''! (مسندِ ابنِ ابی شیبہ)

اَللّٰھُمَّ اجْعَلِ الْقُرْاٰنَ

اے اللہ! بنادے قرآن کو

رَبِیْعَ قُلُوْبِنَا --- وَ --- نُوْرَ صُدُوْرِنَا

ہمارے دلوں کی بہار اور ہمارے سینوں کا نور

وَجِلَاءَ اَحْزَانِنَا --- وَ --- ذَھَابَ ھُمُوْمِنَاوَغُمُوْمِنَا

اور ہمارے دکھوں کا مداوا اور ہمارے تفکرات وغموں کا دور کرنے والا

حقیقی مسلمان کون ہے؟

اَلْـمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَی اللّٰه عَنْهُ (بخاری)

''حقیقی مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اورزبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور حقیقی مہاجر وہ ہے جو چھوڑ دے اُس عمل کو جس سے اللہ نے روکا ہے''۔

اپنے بھائی کی مدد کرو!

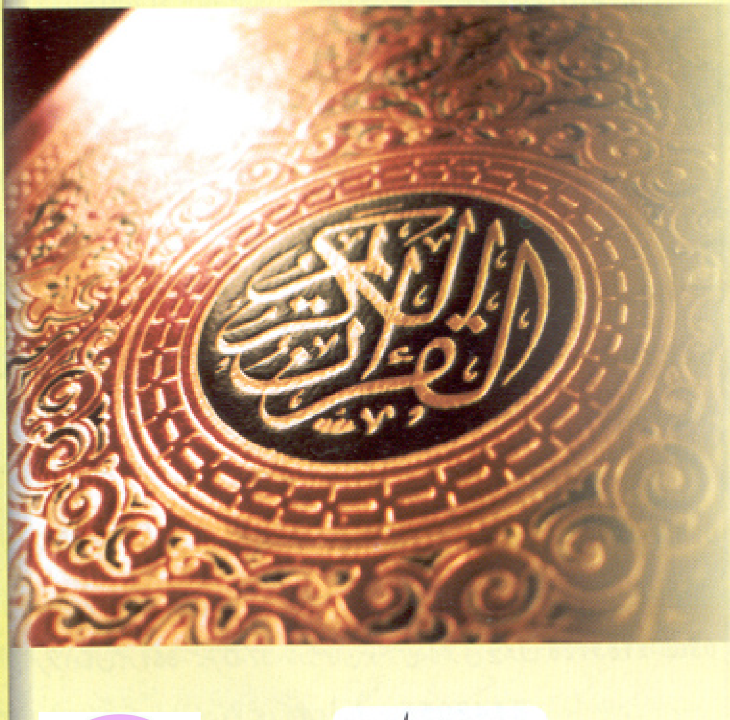
اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا فَقَالَ رَجُلٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْصُرُهٗ اِذَا کَانَ مَظْلُوْمًا اَفَرَاَیْتَ اِذَا کَانَ ظَالِمًا کَیْفَ اَنْصُرُهٗ قَالَ تَحْجُزُهٗ اَوْ تَمْنَعُهٗ مِنَ الظُّلْمِ فَاِنَّ ذٰلِکَ نَصْرُهٗ

(بخاری، مسلم)

''اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم''۔ اِس پر ایک شخص نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اُس کی مدد کروں گا اگر وہ مظلوم ہے۔ کیا آپ بتائیں گے کہ اُس کی مدد میں کیسے کروں اگر وہ ظالم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اُس کا ہاتھ پکڑلو یا اُسے روک دو ظلم کرنے سے، پس بے شک یہ ہے اُس کی مدد کرنا''۔

خلاصۂ مضامینِ

قرآنِ حکیم



دوسرا پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

خلاصہ ٔ مضامینِ قرآن

دوسرا پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝
سَیَقُوْلُ السُّفَھَآءُ مِنَ النَّاسِ مَاوَلّٰھُمْ عَنْ قِبْلَتِھِمُ الَّتِیْ کَانُوْا عَلَیْھَا ؕ قُلْ لِّلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۝

آیات 142تا145

تحویلِ قبلہ کا حکم ...... تحویلِ امت کی علامت

اِن آیات میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ نماز کے دوران اپنا رخ بیت المقدس کے بجائے مسجد حرام کی طرف کرلیں۔ مسجدِ حرام میں خانہ کعبہ ہے جس سے نبی اکرم ﷺ اور تمام مہاجر صحابہ کرامؓ کو شدید محبت تھی۔ اِس سے قبل بیت المقدس کو قبلہ کی حیثیت حاصل تھی۔ مدینہ ہجرت کے بعد مہاجر صحابہؓ کے لیے بڑی آزمائش تھی کہ آیا وہ کعبہ کی محبت کو ترجیح دیتے ہیں یا نبی اکرم ﷺ کی اتباع کو ترجیح دے کر بیت المقدس کی طرف رخ کرتے ہیں۔ صحابہؓ کرام جب اِس آزمائش میں کامیاب ہوگئے تو نبی اکرم ﷺ کی بار بار دعا کے نتیجہ میں اللہ نے مسجد حرام کو قبلہ بنانے کا حکم دیا۔ اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ اہلِ کتاب بھی جانتے ہیں کہ اصل اور اوّلین قبلہ خانہ کعبہ ہی ہے جس کی بنیادوں کو اُن کے جدامجد حضرت ابراہیمؑ نے اٹھایا تھا۔ اہلِ کتاب نے جب قبلہ کی تبدیلی پر اعتراض کیا تو جواب دیا گیا کہ اللہ ہر سمت میں موجود ہے۔ اہمیت کسی سمت کی نہیں اللہ کے حکم کی ہے۔ ساتھ ہی اِس حقیقت سے آگاہ کیا گیا کہ تحویلِ قبلہ دراصل تحویلِ امت کی علامت ہے۔ بنی اسرائیل کو کتاب وشریعت کا حامل ہونے اور نوعِ انسانی کی رہنمائی کے اعزاز سے محروم کیا جاتا ہے۔ اب نوعِ انسانی تک اللہ کا پیغام پہنچانا اور اتمامِ حجت کرنا امت محمدی ﷺ کی ذمہ داری ہے۔ اُنہیں یہ حجت اُسی طرح پوری کرنی

ہوگی جیسے اِسے پورا کیا نبی اکرم ﷺ نے یعنی اپنے قول، عمل اور غلبۂ دین کے لیے اجتماعی جدوجہد میں ثابت قدمی اور پامردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے۔

آیات 146 تا 147

بنی اسرائیل کا حق کو چھپانے کا جرم

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ بنی اسرائیل نبی اکرم ﷺ کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے سگے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ وہ حق کو چھپانے کا جرم کر رہے ہیں لیکن اللہ حق کو واضح فرما کر رہے گا۔

آیت 148

مقابلہ کا اصل میدان ...... سبقت الی الخیر

اِس آیت میں تحویلِ قبلہ کی بحث کے دوران اللہ نے اِس حقیقت کی طرف رہنمائی فرمائی کہ ہر انسان کا ایک معنوی قبلہ بھی ہوتا ہے جس کو وہ اپنا مطلوب و مقصود بنا لیتا ہے۔ اب اِس کے حصول کی خاطر وہ محنت و مشقت کرتا ہے۔ اہلِ ایمان کے لیے مقابلہ کا اصل میدان نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کا ہے۔ ایک روز اُن سب کو اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے جہاں نتیجہ کا اعلان ہوگا کہ کون آگے نکلا اور کون پیچھے رہ گیا۔

آیات 149 تا 150

تحویلِ قبلہ کے حکم کی تکرار

اِن آیات میں دوبار تحویلِ قبلہ کا حکم دیا گیا۔ بنی اسرائیل نے تحویلِ قبلہ کے حکم پر ایک طوفان اٹھا دیا تھا کہ مسلمانوں کا کیسا دین ہے کہ جس کا قبلہ ہی طے نہیں؟ فرمایا گیا کہ اِن کے پروپیگنڈے کی پرواہ مت کرو اور صرف اللہ ہی سے ڈرو۔ ایسا کرو گے تو عنقریب اللہ تم پر اپنی نعمتوں کی تکمیل فرما دے گا۔

آیات 151 تا 152

نبی اکرم ﷺ کا اساسی طریقِ کار

اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی اُس دعا کی قبولیت کا اعلان ہے جس کا

بیان آیت **129** میں آیا تھا۔اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔اللہ نے ڈھائی ہزار برس بعد دعا قبول فرمائی اور اِن انبیاء کی ذریت میں سے نبی اکرم ﷺ کو بھیجا جو لوگوں کو اللہ کی آیات سنا سنا کر متوجہ کرتے ہیں، جو متوجہ ہوں اُن کا تزکیہ کرتے ہیں ہیں یعنی اُن کے دل سے دنیا کی محبت نکال کر اللہ کی محبت اور آخرت کی فکر داخل کرتے ہیں، اُنہیں اللہ کے احکامات سکھاتے ہیں، حکمت و دانائی کی تعلیم دیتے ہیں اور اُنہیں وہ کچھ سکھاتے ہیں جو وہ پہلے نہیں جانتے تھے۔یہ ہے نبی اکرم ﷺ کا وہ اساسی طریقِ کار جس کے ذریعہ آپ ﷺ نے وہ افرادی قوت فراہم کی جس نے مال و جان کی بازیاں لگا کر اقامتِ دین کی منزل سر کی۔ نبی اکرم ﷺ نے مذکورہ بالا تمام امور قرآنِ کریم کے ذریعہ انجام دیئے اور بگڑے ہوئے افراد کو تربیت کے ذریعہ بتدریج اللہ کی راہ کا مجاہد بنا دیا، بقول حالی:

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اِک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

نبی اکرم ﷺ کی آمد اور آپ ﷺ کا طریقِ تعلیم و تربیت اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، لہٰذا حکم دیا گیا کہ تم اللہ کا شکر کرو اور اللہ کی نعمتوں کی ناقدری نہ کرو۔اللہ کو ہمیشہ یاد رکھو وہ بھی تمہیں یاد رکھے گا۔

آیات 153 تا 157

اللہ کی راہ میں آزمائش آ کر رہیں گی

اِن آیات سے اہل ایمان سے خطاب کی ابتدا ہوتی ہے۔انہیں بتایا جا رہا ہے کہ مدینہ ہجرت کے بعد اب امتحان و آزمائش کی نئی صورتیں سامنے آئیں گی۔بقول اقبال:

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

اب تم پر جنگ فرض کی جائے گی اور جو لوگ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہوئے مارے جائیں وہ

مردہ نہیں بلکہ ایسی شاندار زندگی پا لیتے ہیں جس کا شعور اِس دنیا میں ممکن نہیں۔ دین پر عمل صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ اِس کی تبلیغ اور غلبہ کی جدوجہد بھی کرنی ہوگی۔ اِس جدوجہد کے دوران آزمائشیں آ کر رہیں گی اور مال و جان کی قربانیاں پیش کرنی پڑیں گی۔ بشارت اُن خوش نصیبوں کے لئے ہے جو ہر طرح کی آزمائشوں کا دیوانہ وار مقابلہ کریں۔ ایسے لوگوں پر اللہ کی عنایات ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

آیت 158

اللہ کی راہ میں حضرت حاجرہ کی بے قراری کی یاد

پچھلی آیت میں جنگ کا ذکر کرکے اب حدودِ حرم میں سے صفا و مروہ کا ذکر اِس لیے کیا گیا کہ اُس وقت جنگ کا اوّلین ہدف حدودِ حرم کو مشرکین کی نجاست سے پاک کرنا تھا۔ اللہ کی راہ میں مشقت کا ذکر سابقہ آیات میں آیا ہے۔ ایسی ہی مشقت کی یاد صفا و مروہ کو دیکھ کر آتی ہے۔ یہ مشقت اِن پہاڑوں کے درمیان سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ حضرت حاجرہ نے اُس وقت اٹھائی جب حضرت ابراہیمؑ، اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اُنہیں اور اپنے شیر خوار بچے اسماعیلؑ کو حرم کی بنجر زمین میں چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ بچہ بھوک سے بلک رہا تھا اور حضرت حاجرہ غذا اور پانی کی تلاش میں بے قرار ہو کر صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ رہی تھیں۔ اللہ نے قربانی و ایثار کے اِس عمل کو اتنا پسند کیا کہ رہتی دنیا تک جاری رکھنے کے لیے سعی کے عنوان سے حج اور عمرہ کا ایک لازمی رکن بنا دیا۔

آیات 159 تا 163

اللہ کی لعنت ہے حق کو چھپانے والوں پر

اِن آیات میں بنی اسرائیل کے کتمانِ حق کے جرم کو بیان کیا گیا اور اُنہیں اللہ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت کی وعید سنائی گئی۔ ہاں جو توبہ کرے اور حق کو واضح کرے وہ اِس وعید سے محفوظ ہو جائے گا۔ آج حق کی امین امت محمدی ﷺ ہے۔ اللہ ہمیں حق کو سمجھنے اور اسے دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت 164

ایک آیت میں کئی آیات کا بیان

اِس آیت میں اللہ کی معرفت کے حصول کے لئے کئی آیاتِ آفاقی کا بیان ہے۔آسمان وزمین کی تخلیق، رات اور دن کا الٹ پھیر،سمندروں میں چلتی ہوئی کشتیاں، آسمان سے برستی ہوئی بارشیں، زمین سے اگنے والی نباتات، زمین میں پھیلے ہوئے جاندار، فضا میں بدلتی ہوئیں ہوائیں اوراُن کے دوش پراُڑتے ہوئے معلق بادل زبانِ حال سے پکار پکار کراپنے خالق کی اعلیٰ صناعی کی گواہی دے رہے ہیں۔ بقول شاعر:

حق میری دسترس سے باہر ہے
حق کے آثار دیکھتاہوں میں

آیات 165تا167

دنیادار قائدین کی پیروی کا حسرتناک انجام

اِن آیات میں فرمایا گیا کہ اہلِ ایمان وہی ہیں جن کی اللہ سے محبت انتہائی شدید ہوتی ہے۔ البتہ انسانوں کی اکثریت اللہ کوچھوڑ کر دوسری ہستیوں کومحبوب بنالیتی ہے۔اِن میں سے خاص طور پر بعض دنیادار سیاسی و مذہبی پیشوا ہوتے ہیں جن کی دل وجان سے پیروی کی جاتی ہے۔ روزِ قیامت یہ پیشوا جب عذاب دیکھیں گےتو اپنے پیروکار سے اعلانِ بیزاری کریں گے۔اُس وقت پیروکار پشیمان ہوں گے۔وہ اللہ سے دنیا میں دوبارہ بھیجے جانے کی التجا کریں گےاور کہیں گے اب ہم اِن پیشواؤں سے ایسی ہی بیزاری کا اظہار کریں گے جیسے آج انہوں نے ہمارے ساتھ اظہارِ بیزاری کیا ہے۔لیکن دنیا میں دوبارہ کسی کونہیں بھیجا جائے گا اور مجرمین جہنم میں حسرت سے اپنی دنیوی زندگی کی روش پرنادم ہوتے رہیں گے۔

آیات 168تا173

رزقِ حلال کھانے کی تلقین

اِن آیات میں تمام انسانوں کوایسی غذا کھانے کاحکم دیا گیا جسے اللہ نے حلال قرار دیااور جوطیب ہو

یعنی اُسے جائز ذرائع سے حاصل کیا گیا ہو، جانور ہو تو ذبح کیا گیا ہو اور اُس پر اللہ ہی کا نام لیا گیا ہو۔ اِن ہدایات کے برعکس روش اختیار کرنا شیطان کی پیروی ہے جو اللہ کی نافرمانی اور بے حیائی کی طرف راغب کرتا ہے۔ جب نافرمانوں کو اللہ کے کلام کی پیروی کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ اندھوں اور بہروں کی طرح سنی ان سنی کر دیتے ہیں اور اپنے آباء واجداد کی روش کو جاری رکھنے کا اعلان کرتے ہیں۔ اہل ایمان سے کہا گیا کہ وہ ایسی روش اختیار نہ کریں۔ پاکیزہ رزق کھائیں، اللہ کا شکر ادا کریں اور رزق سے ملنے والی توانائی سے اللہ کی بندگی کریں۔ اللہ نے مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور ایسا کھانا حرام کر دیا ہے جسے اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر نذر کیا گیا ہو۔ البتہ جان بچانے کے لیے بقدرِ ضرورت حرام کھانے پر کوئی گناہ نہیں۔

آیت 174 تا 176

علماءِ سوء پر اللہ کا غضب

اِن آیات میں اُن علماء پر اللہ کے غضب کا بیان ہے جو اللہ کی کتاب کی تعلیمات کو چھپاتے ہیں اور تھوڑی سی قیمت کے عوض لوگوں کی خواہشات کے مطابق فتویٰ دے دیتے ہیں۔ اُنہوں نے سودا کر لیا گمراہی کا ہدایت کے بدلہ میں۔ ایسے لوگ فتوی فروشی کے ذریعہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں۔ روزِ قیامت اللہ نہ اُن سے کلام کرے گا اور نہ ہی اُن کے گناہوں کی سزا دے کر اُنہیں جہنم سے نکالے گا۔ یہ وہ بدنصیب ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلہ میں گمراہی اور بخشش کے بدلہ میں عذاب کو پسند کر لیا۔

آیت 177

نیکی کا صحیح تصور

اِس آیت میں اللہ نے تحویلِ قبلہ کی بحث کے ضمن میں فرمایا کہ نیکی بس یہ ہی نہیں کہ رخ کو مشرق و مغرب کی طرف کر لیا جائے۔ گویا نیکی کے محدود تصور کی نفی کر کے نیکی کا صحیح تصور بیان فرمایا۔ واضح کیا گیا کہ نیکی کا تعلق عمل کرنے والے سے ہے۔ وہی شخص نیک ہے جس کا اللہ، آخرت اور رسالت پر ایمان ہو۔ ایمان اُس کی نیکی کی روح ہے یعنی اُس کی نیکی اللہ کی رضا،

آخرت کی فلاح اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے خلاف نہ ہو۔ وہ انسانی ہمدردی پر اپنا محبوب مال خرچ کرنے والا ہو، عبادات کا اہتمام کرنے والا ہو، اپنے وعدوں کو پورا کرنے والا ہو اور حق و باطل کے معرکہ میں حصہ لے کر باطل کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے والا ہو۔ ایسا شخص نہ صرف نیک ہے بلکہ اللہ کی نظر میں یہی سچا اور متقی انسان ہے۔

آیات 178 تا 182

قصاص اور وصیت کا حکم

اِن آیات میں حکم دیا گیا کہ قاتل پر اگر جرم ثابت ہو جائے تو قصاص لیا جائے۔ اگر اصلاح کا امکان ہو تو مقتول کے ورثاء قاتل کو معاف بھی کر سکتے ہیں لیکن اگر معاف کرنے سے مجرموں کے اور جری ہونے کا امکان ہو تو قصاص لینا ہی بہتر اور جانوں کی حفاظت کا ضامن ہے۔ اِسی طرح یہ بات فرض کی گئی کہ ہر شخص اپنے والدین اور قرابت داروں کے لئے وصیت کرے۔ اگر کسی نے وصیت کو بدلا تو گناہ بدلنے والے کو ہوگا۔ البتہ اگر کسی نے کسی جھگڑے کو ختم کرنے کے لئے وصیت سے ظلم یا جانبداری کا عنصر ختم کیا تو کوئی حرج نہیں۔ سورۂ نساء میں وراثت کے احکامات آنے کے بعد وصیت کرنے کا یہ حکم منسوخ کر دیا گیا۔

آیات 183- 184

روزہ کا ابتدائی حکم

اِن آیات میں ہر قمری ماہ کی ۱۳، ۱۴، اور ۱۵ تاریخ اور محرم میں عاشورہ کا روزہ فرض کیا گیا۔ رمضان کا روزہ فرض ہو جانے کے بعد اِن روزوں کی فرضیت ختم کر دی گئی۔ روزہ کی حکمت یہ بتائی گئی کہ اِس کے ذریعہ سے تم اللہ کی نافرمانی سے بچنے کی صلاحیت یعنی تقویٰ حاصل کر سکو گے۔ صحابہ کرامؓ چونکہ اِس عبادت کے عادی نہ تھے لہٰذا رعایت دی گئی کہ سفر یا بیماری کے دوران روزہ نہ رکھا جائے اور بعد میں تعداد پوری کر لی جائے۔ جو روزہ نہ رکھ سکے وہ ایک مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلا دے۔ رمضان کا روزہ فرض ہو جانے کے بعد یہ آخری رعایت ختم کر دی گئی۔

آیت 185

رمضان المبارک کے روزہ کی فرضیت

اِس آیت میں رمضان المبارک میں روزہ رکھنے کوفرض کر دیا گیا۔ ماہِ رمضان کو یہ سعادت اِس لیے دی گئی یہ نزولِ قرآن کا مہینہ ہے۔ اِس ماہ میں قرآنِ حکیم کولوحِ محفوظ سے دنیوی آسمان پر نازل کیا گیا۔قرآن کی شان نمایاں کی گئی کہ یہ لوگوں کے لئے ہدایت ہےاور اِس میں ہدایت اورحق وباطل میں فرق کرنے کے واضح دلائل ہیں۔ مسافراور بیمارکودوسرے دنوں میں روزے رکھنے کی رعایت دی گئی۔ آیت کے آخرمیں حکم دیا گیا کہ جس طرح تم نے روزہ کے دوران اللہ کو بڑا مانتے ہوئے نفسانی خواہشات کی تسکین سے اجتناب کیااِسی طرح زندگی کے ہرگوشہ میں اللہ کی نافرمانی سے بچ کراُس کی بڑائی جاری وساری کرو۔ اِسی طرح تم اللہ کے احسانات کاشکرادا کرسکوگے۔

آیت186

اللہ ہردعا کا جواب دیتاہے

اِس آیت میں روزہ کی عبادت کا حاصل یہ بتایا گیاہے کہ اِس سے انسان میں اللہ کی قربت کی تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ جب کوئی بندہ اللہ کی قربت چاہےتو اُسے بتا دیا جائے کہ اللہ بہت قریب ہے۔ اللہاور بندہ کے درمیان کوئی واسطہ یاوسیلہ نہیں :

کیوں خالق ومخلوق میں حائل رہیں پردے
پیرانِ کلیسا کو کلیسا سے اٹھا دو

جب بھی کوئی پکارنے والا اللہ کوپکارتاہےتو وہ اُس کی پکارکا جواب دیتاہے :

ہم تو مائل بہ کرم ہیں،کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے،رہروِ منزل ہی نہیں

یہ آیت نوعِ انسانی کے لیے رحمتِ خداوندی کا بہت بڑاخزانہ ہے۔ ہردوراور ہر مذہب میں مذہبی پیشواوؤں نے واسطوں اوروسیلوں کی حیثیت اختیارکرکے بندوں کانذرانوں کے نام پر

استحصال کیا ہے۔البتہ اللہ نے حکم دیا کہ میں تمہاری دعا کا جواب دیتا ہوں تو تم بھی میرے احکامات پر لبیک کہواور میرا کہنا مانو۔معاملہ دوطرفہ ہے۔تم میرے احکامات کو پاؤں تلے روندو اورامید کرو کہ میں تمہاری دعائیں پوری کروں گا، یہ ممکن نہیں۔

آیت187

مسلمانوں اور یہودیوں کے روزے کا فرق

اِس آیت میں فرمایا کہ مسلمان روزے کی راتوں میں بیویوں سے تعلق قائم کر سکتے ہیں اور طلوعِ فجر سے قبل سحری بھی کھا سکتے ہیں۔ یہودیوں کواُن کے روزے کے دوران اِن دوامور کی اجازت نہ تھی۔البتہ فرمایا کہ جب تم مساجد میں حالتِ اعتکاف میں ہوتو پھر بیویوں سے تعلق قائم کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

آیت188

زندگی بھر کے روزے کا حکم

اِس آیت میں زندگی بھر کے روزے کا حکم ہے۔ یہ روزہ ہے رزقِ حرام سے بچنے کا۔فرمایا گیا کہ دوسروں کا مال ناحق مت کھاؤ اور نہ حکام کو رشوت دے کر حرام خوریوں پر قانون کی گرفت سے بچنے کی کوشش کرو۔

آیت189

نیکی کا خودساختہ رسومات سے تعلق نہیں

اِس آیت میں چاند کی اہمیت بتائی گئی کہ یہ اوقات کومعلوم کرنے اور خاص طور پر حج کی عبادت کے وقت کا تعین کرتا ہے۔مشرکین اگر حج یا عمرہ کی نیت سے احرام باندھ لیتے اور گھر سے نکل پڑتے تو کسی ضرورت کے وقت دوبارہ گھر میں داخل ہونے کے لیے سیدھے راستہ سے آنا حرام سمجھتے۔فرمایا کہ یہ تمہارا من گھڑت خیال ہے اور اِس کا نیکی سے کوئی تعلق نہیں۔نیکی اُس کی ہے جو اللہ کی رضا کی خاطر اُس کی نافرمانی سے بچتا رہے یعنی متقی ہو۔متقی کی صفات آیت 177 میں سامنے آچکی ہیں۔

آیات 190 تا195

اللہ کی راہ میں لڑنے کا حکم

اِن آیات میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ اللہ کی راہ میں ایسے لوگوں سے لڑیں جو اُن پر ظلم کرتے رہے ہیں۔ پورے مکی دور میں مسلمانوں کو کفار کے ظلم کے مقابلے میں لڑنے کا نہیں بلکہ صبر محض، یعنی ہر تشدد کے جواب میں ہاتھ نہ اٹھانے کا حکم تھا۔ اب اجازت دی گئی کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دو۔ حدودِ حرم کو مشرکین کی نجاست سے پاک ہونے اور اللہ کا دین غالب ہونے تک جنگ جاری رکھو۔ اگر مشرکین حدودِ حرم یا حرمت والے مہینوں کا احترام نہ کریں تو تم بھی اُن کی زیادتی کا جواب دو، لیکن خود نہ زیادتی کرو اور نہ ہی حدودِ حرم یا حرمت والے مہینوں کی خلاف ورزی کرو۔ جنگ بغیر مال کے نہیں لڑی جاسکتی لہٰذا اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ جان لو کہ مال کا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا تمہیں آخرت میں جہنم سے بچائے گا اور دنیا میں بھی مال وجان کا جہاد ہی تمہاری بقاوسلامتی کا ضامن ہے۔

آیات 196 تا 203

حج اور عمرہ کے لیے احکامات

اِن آیات میں حج اور عمرہ کے حوالے سے ہدایات دی گئیں۔ حج وعمرہ کی نیت سے گھر سے نکلنے کے بعد اگر حرم پہنچنے میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو جائے تو پھر قربانی کا جانور حدودِ حرم تک پہنچانا ہوگا اور اُس کے قربان ہونے تک حلق کرانا ممنوع ہے۔ جو لوگ مسجد حرام سے دور آباد ہیں وہ ایک ہی سفر میں حج وعمرہ کرسکتے ہیں لیکن انہیں ایک قربانی پیش کرنا ہوگی۔ قربانی کی استطاعت نہ ہو تو دس روزے رکھنے ہوں گے۔ حج کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ بے حیائی، نافرمانی، جھگڑے اور ریاکاری سے بچیں۔ حج کے سفر میں کسی پر بوجھ نہ بنیں اور اپنا خرچ ساتھ لے کر جائیں۔ حج کی قبولیت کا مظہر یہ ہے کہ تمہاری زندگی کا رخ بدل جائے اور تم تقویٰ کی پاکیزگی کا رنگ اختیار کرلو۔ پھر حکم دیا گیا کہ حج کے دوران ذکر واستغفار کی کثرت کرو اور اللہ سے صرف دنیا کی نعمتیں نہ مانگو بلکہ یہ دعا کرو :

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَاحَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃ وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ .

اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی عطافرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطافرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

جو لوگ صرف دنیا مانگیں گے اُن کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ ہاں جو لوگ دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کے لیے بھی دعا کریں گے اُنہیں اُن کے نیک اعمال کا اجر دیا جائے گا۔

آیات 204 تا 207

پسندیدہ اور ناپسندیدہ کردار

اِن آیات میں دو کرداروں کا بیان ہے۔ ناپسندیدہ کردار یہ ہے کہ انسان گفتگو میں تو دوسروں کے دل موہ لینے کی کوشش کرے لیکن کردار کے اعتبار سے جوں ہی موقع ملے دوسروں کی جان، مال اور املاک سے کھیلنے کی کوشش کرے۔ ایسے کردار کا انجام جہنم ہے۔ پسندیدہ کردار اُس کا ہے جو اللہ کی رضا جوئی کی خاطر سب کچھ لٹا دینے پر آمادہ ہو۔ اللہ ایسے پر خلوص لوگوں کے حق میں انتہائی مہربان ہے۔

آیات 208 تا 210

پورے کے پورے اسلام پر عمل کرو

اِن آیات میں حکم دیا گیا ہے کہ پورے کے پورے اسلام پر عمل کرو۔ یعنی زندگی کے ہر گوشہ میں اور انفرادی واجتماعی ہر سطح پر اللہ کی اطاعت کرو۔ اللہ کی جزوی اطاعت دراصل شیطان کی پیروی ہے۔ واضح ہدایات آنے کے باوجود پورے کے پورے اسلام پر عمل نہ کرنا اِس بات کا مظہر ہے کہ انسان روزِ قیامت کا انتظار کر رہا ہے جس روز اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ساتھ زمین پر جلوہ افروز ہوں گے اور تمام معاملات کا فیصلہ چکا دیا جائے گا۔

آیات 211 - 212

ناشکری سے نعمت چھن جاتی ہے

بنی اسرائیل کے طرزِ عمل کے حوالے سے یہ حقیقت بیان کی گئی کہ ناشکری کی وجہ سے نعمتیں چھین

لی جاتی ہیں۔ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دی جاتی ہے۔ آخرت کے طلب گاروں کو بیوقوف سمجھا جاتا ہے لیکن روز قیامت اللہ کے متقی بندے جنت کے بلند مقامات پر ہوں گے اور دنیادار جہنم کی پستیوں میں ہوں گے۔

آیت 213

تفرقہ کا سبب............ چودھراہٹ کی خواہش

اِس آیت میں فرمایا گیا کہ پہلے انسان اللہ کے نبی تھے لہٰذا نوعِ انسانی نے ہدایت کے ساتھ سفرِ دنیا کا آغاز کیا۔ بعد میں جب بھی اختلافات پیدا ہوئے اللہ نے انبیاء کرام کو بھیج کر اور کتابیں نازل کر کے حق کو واضح کر دیا۔ اختلافات کی وجہ تھی باہم ضد اور اپنی برتری کی خواہش۔ آج مسلمانوں میں فرقہ واریت کا سبب بھی اِس آیت کی روشنی میں سمجھا جاسکتا ہے۔

آیات 214

جنت مشکلات میں گھیر دی گئی ہے

اِس آیت میں فرمایا کہ جنت ایمان کے محض زبانی دعویٰ سے نہیں ملے گی۔ ماضی میں اہلِ ایمان پر ہلا دینے والی سختیاں اور آزمائشیں آئیں۔ یہاں تک کہ اللہ کے رسول اور اہلِ ایمان پکار اُٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ اللہ تعالیٰ آزمائشوں کے ذریعہ بندوں کے خلوص کا امتحان لیتا ہے۔ جو آزمائشوں میں ایمان پر ثابت قدم رہتے ہیں وہی جنت میں جانے کے حق دار بنتے ہیں۔

آیت 215

انفاق کن کے لیے کیا جائے؟

اِس آیت میں بتایا گیا کہ انفاق کے اولین حق دار والدین، قرابت دار، یتیم، محتاج اور مسافر ہیں۔ البتہ انفاق کے حوالے سے یہ حقیقت پیشِ نظر رہے کہ اِس کے پیچھے نیت صرف اور صرف اللہ کی رضا کا حصول ہو۔ اللہ کو ہر کسی کے انفاق کا علم ہے۔ اپنے انفاق کا ڈھنڈورا پیٹنے کی ضرورت نہیں۔

آیت 216

جنگ کی فرضیت کا حکم

اِس آیت میں قتال یعنی جنگ کی فرضیت کا حکم دیا گیا۔ممکن ہے قتال لوگوں کو پسند نہ ہو لیکن اللہ کے علمِ کامل کی روشنی میں اِسی میں خیر ہے۔انسان کا علم محدود ہے لہٰذا وہ خیر کو شر اور شر کو خیر سمجھ بیٹھتا ہے۔

آیت 217

حرمت والے مہینہ میں جنگ کا حکم

وادئ نخلہ میں مسلمانوں کی کفار سے اچانک مدبھیڑ ہوئی اور مسلمانوں کے ہاتھوں ایک مشرک جہنم واصل ہوا۔اتفاق سے یہ واقعہ حرمت والے مہینے میں ہوا۔قریش نے اِس پر طوفان اٹھا دیا۔اِس آیت میں اللہ نے ارشاد فرمایا کہ حرمت والے مہینہ میں جنگ کرنا حرام ہے۔البتہ طوفان اٹھانے والے اپنے گریبان میں جھانکیں۔اُنہوں نے اللہ کے ساتھ کفر کیا۔اللہ کی راہ اور مسجد حرام سے دوسروں کو روکا۔اُن کے جرائم اللہ کے نزدیک زیادہ بڑے ہیں۔اہلِ ایمان کو خبردار کیا گیا کہ کافروں کی باتوں کا اثر نہ لیں۔وہ خود تو برباد ہوئے ہیں تمہیں بھی برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔جس نے کفار کی باتوں میں آکر دینِ اسلام سے رخ پھیرا اُس کی تمام نیکیاں برباد ہو جائیں گی۔

آیت 218

اللہ کی رحمت کن کے لیے ہے؟

جو لوگ ایمان لائے، پھر اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور جہاد کیا وہی اللہ کی رحمت کے برحق امیدوار ہیں۔عمل نہ کرنا اور اللہ کی رحمت کی امید رکھنا اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔

آیت 219 - 220

تین سوالات کے جوابات

اِن آیات میں تین سوالات کے جوابات دیئے گئے۔شراب اور جوئے کے بارے میں ابتدائی حکم

دیا گیا کہ اِن میں بظاہر فائدہ ہے لیکن درحقیقت گناہ ہے۔ اِن کے گناہ کا پہلو فائدہ سے بڑھ کر ہے۔ مال خرچ کرنے کے حوالے سے اسلام کی اخلاقی تعلیم بتائی گئی کہ جو ضرورت سے زائد ہو اللہ کی راہ میں دے دو (قانونی اعتبار سے معین نصاب پر سال کے بعد زکوۃ دینا فرض ہے)۔ یتیموں کے حوالے سے اجازت دے دی گئی کہ تم اپنے اور اُن کے مال میں شراکت کر کے کوئی مشترکہ ضرورت پوری کر سکتے ہو۔ البتہ اگر کسی کی نیت اُن کا مال ہڑپ کرنے کی ہے تو اللہ اُسے جانتا ہے۔ اِن آیات میں اہم نکتہ یہ بیان ہوا کہ اللہ مختلف امور کی وضاحت اِس لیے کرتا ہے تا کہ تم دنیا اور آخرت دونوں کی فکر کرو۔ محض دنیا کی فکر کرنا دنیاداری ہے اور صرف آخرت کی فکر کرنا رہبانیت ہے۔

آیت 221 تا 242

نکاح اور طلاق کے مسائل

اِن آیات میں تفصیل کے ساتھ نکاح اور طلاق کے حوالے سے ہدایات دی گئیں، جن کا خلاصہ یہ ہے۔

1- مسلمانوں کا مشرکین سے نکاح جائز نہیں۔

2- ایام ماہواری میں بیوی سے تعلق قائم کرنے کی اجازت نہیں۔

3 - شوہر کو اجازت نہیں کہ وہ ناراضگی کی بنیاد پر چار ماہ سے زائد بیوی سے قطع تعلق جاری رکھے۔

4- طلاق یافتہ خاتون کی عدت تین ایام ماہواری تک ہے۔

5- ایک یا دو طلاق کے بعد عدت کے دوران شوہر رجوع کر سکتا ہے۔

6- طلاق یافتہ بیوی سے مہر یا دیئے گئے تحائف واپس لینا جائز نہیں۔

7- موافقت نہ ہو تو بیوی پورا مہر یا اس کا کچھ حصہ چھوڑ کر یا کچھ اور مال دے کر شوہر سے خلع لے سکتی ہے۔

8- تین طلاقوں کے بعد بیوی شوہر کے لیے حرام ہے۔ البتہ اگر وہ کسی شخص سے نکاح کے ذریعہ تعلق قائم کرے اور پھر وہ شوہر اُسے طلاق دے تو اب یہ دوبارہ سابقہ شوہر سے نکاح کر سکتی ہے۔

9- شوہر کے لیے بیوی کو ستانا اور اس کے حقوق ادا نہ کرنا جائز نہیں۔

10- ایک یا دو طلاق کے بعد عدت گزر جائے تو بھی دوبارہ نکاح کے ذریعہ ایک خاتون اپنے شوہر سے تعلق قائم کر سکتی ہے۔ اِس حوالے سے کسی عورت کو روکنا جائز نہیں۔

11- طلاق یافتہ خاتون پر لازم ہے کہ وہ دو سال تک بچے کو دودھ پلائے۔ اِس دوران اُس کے اخراجات کی ذمہ داری شوہر پر ہوگی۔

12- بیوہ خاتون کی عدت چار ماہ اور دس دن ہے۔

13- عدت کے دوران بیوہ سے نکاح کرنا یا نکاح کا واضح الفاظ میں پیغام دینا جائز نہیں۔

14- رخصتی سے قبل طلاق دینا جائز ہے۔ اِس صورت میں خاتون پر عدت کی پابندی نہیں۔ اگر مہر مقرر کیا جا چکا تھا تو آدھا ادا کرنا ہوگا۔ اگر مہر مقرر نہیں ہو تو بھی کوئی تحفہ دے کر بیوی کو رخصت کیا جائے۔

15- شوہر کو چاہیے کہ بیوی کے لیے ایک سال تک تمام اخراجات برداشت کرنے کی ورثاء کو وصیت کر جائے۔ اِس آیت کا حکم بعد ازاں منسوخ کر دیا گیا۔

اِن آیات میں خاندانی زندگی کے حوالے سے ایک اہم بات یہ بیان کی گئی کہ :

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (البقرۃ :228)

"اور عورتوں کے بھی حقوق ہیں جیسے کہ اُن کے اوپر فرائض ہیں بھلے طریقہ پر اور مردوں کو اُن پر ایک درجہ حاصل ہے"۔

آیت کے اِس حصہ میں مردوں کو عورتوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا اور عورتوں پر واضح کیا گیا کہ خاندان کے سربراہ کی حیثیت مرد کو حاصل ہے اور اُنہیں چاہیے کہ شوہر کی اطاعت کریں۔

اِن آیات میں بیویوں پر زیادتی کرنے والے مردوں کو تنبیہ کی گئی :

وَلاَ تَتَّخِذُوْٓا اٰیٰتِ اللّٰہِ ھُزُوًا (البقرۃ :231)

’’اور اللہ کی آیات کو کھیل نہ بنالو‘‘۔

یہ حکم اُن مردوں کے لیے ہے جو طلاق دینے کے بعد عدت ختم ہونے سے کچھ وقت پہلے رجوع کر لیتے تھے۔ پھر دوبارہ طلاق دیتے اور عدت کی تکمیل سے ذرا پہلے رجوع کر لیتے۔ پھر تیسری طلاق دیتے اور یوں خاتون کی عدت تین گنا طویل ہو جاتی۔ بظاہر اس صورت میں شریعت کا حکم نہ ٹوٹتا لیکن حکم کی روح مجروح ہو جاتی۔ یہ ہے اللہ کی آیات کے ساتھ کھیلنا۔ دل میں تقویٰ نہ ہو تو شریعت کے ساتھ اِسی طرح کا مذاق کیا جاتا ہے اور حیلوں کے ذریعہ شریعت کی روح کو پامال کیا جاتا ہے۔

نکاح وطلاق کے مسائل کے بیان کے دوران اللہ نے نمازوں اور بالخصوص اُن میں عاجزی اور خشوع وخضوع اختیار کرنے کا حکم دیا :

حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی ق وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ ﴿﴾

(البقرۃ :238)

’’حفاظت کرو نمازوں کی اور خاص طور پر درمیانی (بہترین) نماز کی اور کھڑے ہو اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی اختیار کرتے ہوئے‘‘۔

نماز نہ صرف اللہ کو یاد رکھنے کا ذریعہ ہے بلکہ آخرت کی جوابدہی کی یاددہانی کی بھی ایک مؤثر صورت ہے۔ جس طرح ہم نماز میں اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہوتے ہیں ایسے ہی یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کے مصداق روزِ قیامت اللہ کے سامنے جوابدہی کے لیے کھڑے ہوں گے۔ جوابدہی کا یہ احساس انسان کو تمام امور بشمول نکاح وطلاق کے معاملات میں اللہ کی نافرمانیوں سے بچاتا ہے۔ جو نماز پڑھے لیکن معاملات میں شریعت کی پابندی نہ کرے، اس کی نماز درحقیقت نماز ہے ہی نہیں۔

آیت 243 تا 252

اللہ کی مدد کا ایمان افروز واقعہ

اِن آیات میں تاریخِ بنی اسرائیل سے ایک واقعہ بیان ہوا۔ حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد حضرت یوشع بن نونؑ کی قیادت میں بنی اسرائیل نے فلسطین فتح کیا اور حکومت قائم کر لی۔ کچھ ہی عرصہ بعد اُن کی بداعمالیوں کی وجہ سے ایک دوسری قوم نے اُنہیں فلسطین سے نکال باہر کیا۔ اب اُنہوں نے اُس وقت کے نبی حضرت سموئیلؑ سے ایک ایسا بادشاہ مقرر کرنے کی درخواست کی جس کی قیادت میں وہ دوبارہ فلسطین کے حصول کے لیے جنگ کرسکیں۔ اللہ نے حضرت طالوت کو بادشاہ مقرر کیا۔ سرداروں نے اعتراض کیا کہ ایسے شخص کو یہ منصب کیوں دیا گیا جس کے پاس مال و دولت نہیں۔ نبیؑ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک مال سے زیادہ اہمیت علم کی ہے۔ حضرت طالوت نہ صرف علم بلکہ جسمانی قوت میں بھی ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ حضرت طالوت جب لشکر لے کر فلسطین پر قابض قوم کے خلاف نکلے تو اُنہوں نے راستہ میں ایک نہر پر ساتھیوں کے نظم کا امتحان لیا۔ فرمایا کہ میرے ساتھ وہی آگے جائے گا جو نہر میں سے صرف چلو بھر پانی پیئے۔ اکثریت نظم کے اس امتحان میں کامیاب نہ ہوسکی۔ جب اُن کے لشکر کا دشمن کے لشکر کے ساتھ آمنا سامنا ہوا تو دشمن کی تعداد اور وسائل دیکھ کر اُن کے بعض ساتھی مرعوب ہو گئے۔ ایسے میں چند اللہ والوں نے کہا :

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴿۲۴۹﴾ (البقرہ : 249)

"کتنی ہی بار ایسا ہوا ہے کہ چھوٹی جماعتیں غالب آئی ہیں بڑی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے اور اللہ ڈٹ جانے والوں کے ساتھ ہے"۔

اللہ کی مدد آئی۔ لشکر میں شامل حضرت داوٗدؑ نے دشمن کے بادشاہ جالوت کو قتل کیا اور اہلِ ایمان فتح یاب ہوئے۔ بعد ازاں اللہ نے حضرت داوٗدؑ کو علم و حکمت سے نوازا اور نبوت پر سرفراز فرمایا۔ نبی اکرم ﷺ پر اِن واقعات کا وحی کیا جانا اِس بات کا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسولوں میں سے ہیں۔

حرفِ آخر

سورہ ٔ بقرۃ کے اِس حصے میں خطاب کا غالب حصہ اہلِ ایمان کے لیے ہے۔اُنہیں عبادات اور معاملات کے حوالے سے احکاماتِ شریعت دیے گئے اور ساتھ ہی حکم دیا گیا کہ پورے کے پورے احکامات پر عمل کریں۔انفرادی سطح پر عمل کریں اور اجتماعی سطح پر عمل کرانے کے لیے مال اور جان سے جہاد کریں۔اللہ ہمیں نہ صرف شریعت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے بلکہ اِس کے نفاذ کے لیے اِس طرح سے جہاد کی توفیق عطا فرمائے جس طرح جہاد کا حق ہے۔آمین!

بھتر کون ھے؟

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَاخَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ (ترمذی)

’’(لوگو! جان لو کہ)تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہو اور تم میں اپنے گھر والوں سے سب سے بہتر حسنِ سلوک کرنے والا میں خود ہوں‘‘۔

بھترین نعمتیں

اَفْضَلُہٗ لِسَانٌ ذَاکِرٌ وَّقَلْبٌ شَاکِرٌ وَّزَوْجَۃٌ مُّؤْمِنَۃٌ تُعِیْنُہٗ عَلٰی اِیْمَانِہٖ

’’سب سے بہتر شے ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل اور وہ مومن بیوی ہے جو شوہر کی مدد کرے اُس کے ایمان کے حوالے سے‘‘۔(ترمذی)

ناپسندیدہ کام

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی حَرَّمَ عَلَیْکُمْ عُقُوقَ الْاُمَّھَاتِ، وَمَنْعًا وَّھَاتِ، وَوَاْدَ الْبَنَاتِ وَکَرِہَ لَکُمْ قِیْلَ وَقَالَ، وَکَثْرَۃَ السُّؤَالِ، وَاِضَاعَۃَ الْمَالِ (بخاری ومسلم)

''بے شک اللہ نے تم پر حرام کردیا ہے ماؤں کی نافرمانی کرنا، ضرورت کے موقع پر خرچ نہ کرنا اور بچیوں کو زندہ درگور کردینا اور تمہارے لئے ناپسند کیا ہے فضول بحث و گفتگو، کثرتِ سوال اور مال کے ضائع کرنے کو''۔

خواتین کے لیے اللّٰہ کی قربت

اَلْمَرْاَۃُ عَوْرَۃٌ وَّاِنَّھَا اِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطَانُ وَاِنَّھَا اَقْرَبُ مَا تَکُوْنُ اِلَی اللّٰہِ وَھِیَ فِیْ قَعْرِ بَیْتِھَا (ترمذی)

''عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے اور بے شک جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو اُسے شیطان تکنے لگتا ہے اور عورت سب سے زیادہ اللہ سے قریب اُس وقت ہوتی ہے جب کہ وہ اپنے گھر کے اندرونی حصہ میں ہوتی ہے''۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے رحمت

رَحِمَ اللّٰہُ رَجُلاً قَامَ مِنَ اللَّیۡلِ فَصَلّٰی وَاَیۡقَظَ امۡرَاَتَہٗ فَاِنۡ اَبَتۡ نَضَحَ فِیۡ وَجۡہِهَا الۡمَاءَ، رَحِمَ اللّٰہُ امۡرَاَۃً قَامَتۡ مِنَ اللَّیۡلِ فَصَلَّتۡ وَاَیۡقَظَتۡ زَوۡجَهَا فَاِنۡ اَبٰی نَضَحَتۡ فِیۡ وَجۡہِہِ الۡمَاءَ

(ابوداؤد)

''اللہ رحم فرمائے اُس شخص پر جو رات میں بیدار ہوا، پھر اُس نے نماز پڑھی اور جگایا اپنی بیوی کو بھی، پھر اگر اُس نے جاگنے میں دیر کی تو اُس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے، اللہ رحم فرمائے اُس خاتون پر جو رات میں بیدار ہوئی، پھر اُس نے نماز پڑھی اور جگایا اپنے شوہر کو بھی، پھر اگر اُس نے جاگنے میں دیر کی تو اُس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے''۔

اَللّٰہُمَّ اجۡعَلِ الۡقُرۡاٰنَ

اے اللہ بنا دے قرآن کو

رَبِیۡعَ قُلُوۡبِنَا --- وَ --- نُوۡرَ صُدُوۡرِنَا

ہمارے دلوں کی بہار اور ہمارے سینوں کا نور

وَجِلَاءَ اَحۡزَانِنَا --- وَ --- ذَهَابَ هُمُوۡمِنَاوَغُمُوۡمِنَا

اور ہمارے دکھوں کا مداوا اور ہمارے تفکرات وغموں کا دور کرنے والا

قرآن میڈیا پلیئر

مدرّسین اور شائقینِ علومِ قرآنی کے لیے خوشخبری

☆ چار مدرسین کے صوتی تراجم :

- ڈاکٹر اسرار احمد
- حافظ عاکف سعید
- انجینئر نوید احمد
- شجاع الدین شیخ

☆ خوبصورت قرآنی متن - انڈو پاک طرزِ کتابت

☆ سرچ آپشنز کے ساتھ اردو، انگریزی ترجمے اور مکمل تفسیر عثمانی

☆ دو حسین قراءت

☆ متن قرآنِ حکیم میں تلاش کرنے کے لیے مختلف آپشنز کی سہولت (مادّہ، لفظ اور موضوع)

ایک DVD پر دستیاب یہ سافٹ ویئر دورۂ ترجمہ قرآن کی نشستوں میں بیان کیے گئے ترجمۂ قرآن اور مختصر تشریح کی آڈیو ریکارڈنگ پر مشتمل ہے جس میں بنیادی طور پر قرآنی آیت کے ساتھ صوتی ترجمہ اور تشریح کو منسلک کیا گیا ہے۔ یعنی اسکرین پر نظر آنے والی کسی بھی آیت پر ڈبل کلک کرنے سے آپ اس آیت کا ترجمہ اور تشریح مختلف مدرّسین کی زبانی سن سکیں گے۔

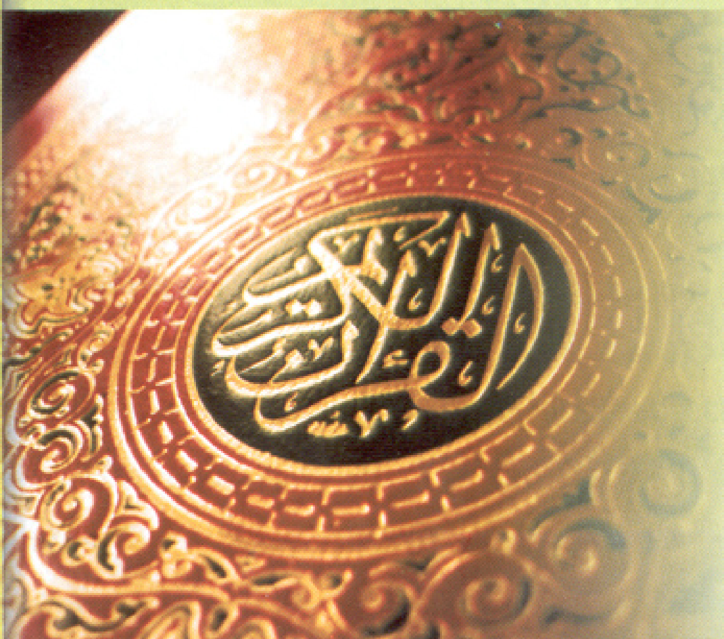
تیار کردہ: شعبہ آئی ٹی، قرآن اکیڈمی، کراچی

www.quranmediaplayer.com

support@quranmediaplayer.com

خلاصۂ مضامینِ

قرآنِ حکیم



تیسرا پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

خلاصہ مضامینِ قرآن

تیسرا پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿﴾ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿﴾

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ کَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنٰتُ وَلٰکِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ کَفَرَ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ ﴿﴾

آیت ۲۵۳

انسان مجبورِ محض نہیں

اِس آیت میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ رسولوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی گئی۔ حضرت موسیٰؑ کو اللہ نے شرفِ ہمکلامی عطا فرمایا۔ حضرت عیسیٰؑ کو اللہ نے واضح معجزات عطا فرمائے اور حضرت جبرائیلؑ کے ذریعہ اُنہیں مصلوب ہونے سے محفوظ رکھا۔ رسولوں کے آنے کے بعد اگر اللہ چاہتا تو زبردستی تمام انسانوں کو ایمان لانے پر مجبور کر دیتا۔ اِس کے برعکس اُس نے انسانوں کو اختیار دیا ہے۔ کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ نے کفر کیا۔ پھر اُن کے درمیان باہم تصادم ہوتا رہا۔ انسان کو ملنے والے اختیار ہی کی بنیاد پر روزِ قیامت اُس سے باز پرس ہوگی۔

آیت ۲۵۴

نجاتِ اخروی کے لیے چور دروازوں کی نفی

اِس آیت میں اہل ایمان کو آخرت میں نجات کے حصول کے لیے اللہ کے دیے گئے رزق میں سے نیک مقاصد کے لیے خرچ کرنے کا حکم دیا گیا۔ ساتھ ہی واضح کیا گیا کہ روزِ قیامت کوئی

لین دین، کوئی رشتہ داری اور کوئی سفارش کام نہ آئے گی۔اب جو شخص آخرت کی تیاری کے لیے خرچ نہ کرے وہ اللہ کے اِس حکم کا حقیقی اعتبار سے کافر ہے اور درحقیقت اپنے اوپر ظلم کر رہا ہے۔

آیت ۲۵۵

آیت الکرسی ...... توحیدِ باری تعالیٰ کا خزانہ

یہ آیت توحیدِ باری تعالیٰ کا خزانہ ہے اور ترمذی شریف کی ایک روایت کے مطابق قرآنِ حکیم کی تمام آیات کی سردار ہے۔اِس آیت میں اللہ تعالیٰ کی بارہ صفات بیان کی گئی ہیں:

1- اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔
2- وہ بذاتِ خود زندۂ جاوید ہے۔
3- وہ دوسروں کو بھی زندہ رکھنے والا ہے۔
4- اُس کی حیات اُونگھ یا نیند کے ذریعہ کسی آرام کی محتاج نہیں۔
5- آسمان و زمین کی ہر شے کا وہی مالک و مختار ہے۔
6- اُس کی بارگاہ میں کوئی کسی کے حق میں سفارش نہیں کرسکتا مگر اُسی کی اجازت سے۔
7- اللہ تمام انسانوں کے سابقہ، موجودہ اور آئندہ ہونے والے اعمال سے بذاتِ خود واقف ہے۔کوئی کسی کے اعمال کی غلط رپورٹنگ کو اس کے لیے اللہ کے ہاں سفارش کا جواز نہیں بنا سکتا۔
8- انسان اللہ کے علم میں سے صرف اتنا حصہ پا سکتے ہیں جتنا وہ چاہے۔
9- اُس کا اقتدار تمام آسمانوں اور زمین پر حاوی ہے۔
10- آسمانوں اور زمین کی حفاظت ونگرانی اُسے تھکانے والی نہیں۔
11- وہ انتہائی بلند و بالا ہے۔
12- وہ بڑی عظمتوں کا حامل ہے۔

آیات ۲۵۶ تا ۲۵۷

کسی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا

اِس آیت میں یہ حقیقت بیان کی گئی کے انفرادی اعتبار سے کسی انسان کو مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ اسلام قبول کرے۔ البتہ اجتماعی طور پر غلبہ اللہ کے دین کا اور نفاذ شریعتِ اسلامی کا ہوگا۔ اللہ نے دینِ اسلام کی حقانیت اور دیگر مذاہب کا باطل ہونا واضح کردیا ہے۔ اب جو کوئی طاغوت کا انکار کرے اور اللہ کے ساتھ رشتہ جوڑے اُس نے ایک ایسے مضبوط سہارے کو تھام لیا جو چھوٹنے والا نہیں۔ طاغوت ایک ایسا کردار ہے جو فاسق سے بھی بدتر ہے۔ اللہ کا نافرمان فاسق کہلاتا ہے جبکہ اللہ کا دشمن اور اللہ کے مقابلہ میں اپنی مرضی اور قانون جاری کرنے والا طاغوت کہلاتا ہے۔ فرعون، نمرود، آج کی مادر پدر آزاد اسمبلیاں یا من مانے فیصلے کرنے والے آمر طاغوت ہیں۔ اللہ طاغوت کے خلاف بغاوت کرنے والے مومنوں کا حامی و ناصر بن جاتا ہے اور اُنہیں مسلسل گمراہی کے اندھیروں سے ہدایت کی روشنی کی طرف رہنمائی عطا فرماتا رہتا ہے۔ اِس کے برعکس اللہ پر ایمان نہ لانے والوں کے ساتھی طاغوت ہوتے ہیں جو مسلسل اُنہیں گمراہ کرتے رہتے ہیں۔ یہ بدنصیب ہمیشہ ہمیش جہنم میں جلنے والے ہیں۔

آیت ۲۵۸

نمرود پر اتمامِ حجت

اِس آیت میں حضرت ابراہیمؑ کے نمرود جیسے طاغوت کے ساتھ اُس کے دربار میں مکالمہ کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اُس طاغوت کو رب ماننے سے انکار کیا اور فرمایا کہ میرا رب اللہ ہے جس کے اختیار میں موت اور زندگی ہے۔ نمرود نے کہا کہ یہ میرا اختیار ہے جسے چاہوں سزائے موت دوں اور جسے چاہوں بری کردوں۔ حضرت ابراہیمؑ نے ایک بلیغ دلیل کے ذریعہ نمرود پر حجت تمام کردی۔ آپؑ نے فرمایا میرا رب سورج کو مشرک سے طلوع فرماتا ہے۔ تم اِسے مغرب سے نکال کر دکھاؤ۔ اِس بات کو سنکر نمرود ششدر اور لاجواب ہوگیا۔ اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت سے محروم رکھتا ہے۔

آیت ۲۵۹

اللہ مُردوں کو کیسے زندہ کرے گا؟

اِس آیت میں ایک ایسے تجربہ کا ذکر ہے جس سے حضرت عزیرؑ کو گزارا گیا۔ **587** ق م میں جب بیت المقدس کو بخت نصر نے تخت وتاراج کر دیا تو اُس اجڑے ہوئے شہر کو دیکھ کر حضرت عزیرؑ بے اختیار پکار اٹھے کہ اللہ دوبارہ اِس مُردہ بستی کو کیسے زندہ کرے گا؟ اللہ نے اُنہیں ایک سو برس کے لیے سلا دیا۔ جب بیدار ہوئے تو اُن کا کھانا اور مشروب اپنی اصل حالت میں تھے جبکہ سواری کا گدھا نہ صرف مر چکا تھا بلکہ اُس کی ہڈیاں بھی چورہ چورہ ہو چکی تھیں۔ اللہ نے حضرت عزیرؑ کے سامنے گدھے کو دوبارہ زندہ کر دیا۔ حضرت عزیرؑ پکار اٹھے کہ میں حق الیقین کے درجہ میں جان گیا کہ اللہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اِس تجربہ سے اُنہیں تحریک ہوئی کہ کیوں نہ میں بھی بنی اسرائیل کے مُردہ جسم میں جان ڈالوں اور اُن کا دین سے تعلق زندہ کر دوں۔ اُنہوں نے محنت کی اور اللہ تعالیٰ نے پھر سے بنی اسرائیل کو ایک زندہ قوم بنا دیا۔

آیت ۲۶۰

حضرت ابراہیمؑ کے لیے اطمینانِ قلب کا سامان

اِس آیت میں حضرت ابراہیمؑ اطمینانِ قلب کے لیے اللہ سے دریافت کرتے ہیں کہ وہ مُردوں کو کیسے زندہ کرے گا؟ اللہ نے فرمایا کہ چار پرندوں کو اپنے ساتھ مانوس کرو، پھر اُنہیں ذبح کر کے اُن کے ٹکڑے مختلف پہاڑوں پر رکھ دو۔ اب اُنہیں آواز دو۔ اُن کے ٹکڑے باہم ملیں گے، وہ زندہ ہوں گے اور تمہاری طرف اڑتے ہوئے چلے آئیں گے۔

آیات ۲۶۱ تا ۲۷۳

انفاق فی سبیل اللہ کے بیان پر قرآن حکیم کا نقطۂ عروج

اِن آیات میں انفاق فی سبیل اللہ کے حوالے سے **13** پہلوؤں کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا گیا:

1- اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا اجر 700 گنا عطا کیا جائے گا۔ پھر اللہ جس کے لیے چاہے گا اجر کو مزید بڑھا دے گا۔

2- خرچ کرنے کے بعد احسان جتلانے یا کسی پر طنز کرنے سے اجر ضائع ہو جاتا ہے۔ اِس سے تو بہتر ہے کہ انفاق کیا ہی نہ جائے۔

3- انفاق کا مقصد اللہ کی رضا اور آخرت کی فلاح کا حصول ہونا چاہیئے۔ جو دکھاوے کے لیے انفاق کرتا ہے گویا وہ نہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ آخرت پر۔

4- انفاق کرنے کے بعد دکھاوا کرنے والے کی مثال ایسے ہے جیسے کسی نے ایسی چٹان پر بیج ڈال دیے جس پر گرد پڑی ہوئی تھی۔ بارش نہ صرف گرد بلکہ بیج بھی بہا کر لے گئی۔ فائدہ کیا حاصل ہوتا بلکہ بیج کی صورت میں لگایا گیا سرمایہ بھی ڈوب گیا۔

5- اللہ کی رضا اور خود کو دین پر ثابت قدم رکھنے کے لئے خرچ کرنے والوں کی مثال ایسے ہے جیسے کسی نے اونچے مقام پر زراعت کی۔ عام بارش سے بھی فصل حاصل ہوئی اور زوردار بارش سے تو فصل دو چند ہوگئی۔ جتنا خلوص ہوگا اتنا ہی انفاق کا اجر زیادہ ہوگا۔

6- انفاق کے بعد احسان جتانے، طعنہ دینے اور ریاکاری کرنے والوں کی مثال اُس بوڑھے باغبان کی سی ہے کہ جس کا باغ عین بڑھاپے میں برباد ہو جائے۔ اُس کی اولاد ناتواں ہے اور اُس کے لیے فوری طور پر دوسرا باغ لگانا ممکن نہیں۔ بدنصیب باغبان کو جو حسرت بڑھاپے میں ہوئی، اُس سے زیادہ بڑی حسرت خلوص کے ساتھ انفاق نہ کرنے والوں کو روزِ قیامت ہوگی۔

7- اللہ کی راہ میں بہترین شے پیش کرنی چاہیئے۔ ایسی ردی شے نہیں جو انسان کے لیے خود بھی نا قابلِ قبول ہو۔

8- شیطان انسان کو فقر سے ڈرا کر بخل کی طرف مائل کرتا ہے۔ البتہ بے حیائی کی طرف لے جا کر بیہودہ فیشن، تقریبات اور تفریحات پر پیسہ ضائع کرا دیتا ہے۔ اِس کے برعکس اللہ انسان سے انفاق کرنے کی صورت میں دنیا میں وسعت اور آخرت میں بخشش کا

وعدہ فرماتا ہے۔

9- روپیہ پیسہ کے مقابلہ میں زیادہ بڑی دولت حکمت یعنی اشیاء کی حقیقت کو دیکھنے کی باطنی بصیرت ہے۔ جسے یہ نعمت مل جائے اُسے تو سب سے بہترین دولت ہاتھ آ گئی :

اے اہلِ نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

10- صدقات اگر علی اعلان کیے جائیں تا کہ دوسروں کو بھی ترغیب ہو تو اچھی بات ہے، البتہ زیادہ محفوظ راستہ یہ ہے کہ یہ سعادت رازداری سے حاصل کی جائے۔ تا کہ دکھاوے کا امکان نہ رہے۔

11- انفاق فی سبیل اللہ کے اہم ترین حقدار وہ خوددار فقراء ہیں جنھوں نے دین کی خدمت کی خاطر ترکِ معاش اور اختیاری فقر برداشت کر رکھا ہے۔ وہ کسی سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے لیکن اُن کے چہرے اُن کے ضرورت مند ہونے کی عکاسی کرتے ہیں۔

12- یہ حقیقت بار بار بیان کی گئی ہے کہ انفاق کا مقصد صرف اللہ کی رضا کا حصول ہونا چاہیے۔ ایسا انفاق انسان ہی کے بھلے کے لیے ہے۔ اِس سے اُس کے گناہوں کی بخشش ہوگی اور اُسے بھرپور اجر عطا کیا جائے گا۔

13- نبی کریم ﷺ کو آگاہ کیا گیا کہ آپ ﷺ نے کھول کھول کر حق لوگوں پر واضح کر دیا ہے۔ اب یہ اللہ کا اختیار ہے جسے چاہے ہدایت کی توفیق بخشے اور وہ آپ ﷺ کے واضح کردہ حق کو قبول کر کے اِس کی پیروی کرے۔

آیات ۲۷۴ تا ۲۷۶

فاضل سرمایہ کا اعلیٰ اور گھٹیا استعمال

آیت **274** میں فاضل سرمایہ کا اعلیٰ ترین استعمال یہ بتایا گیا کہ اُسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا جائے۔ اِس کا بھرپور بدلہ روزِ قیامت حاصل ہوگا۔ آیات **275** اور **276** میں بیان کیا گیا کہ فاضل سرمایہ کا بدترین استعمال یہ ہے کہ اُسے سود حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا جائے۔ سود کھانے

والے روزِ قیامت پاگلوں کی طرح مارے مارے پھر رہے ہوں گے۔ وہ طنزیہ طور پر کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ اللہ کی طرف سے سود کی حرمت کے اعلان کے بعد جو اِس جرم سے باز آ گیا اُس کا سابقہ معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ البتہ جس نے سود کا لین دین جاری رکھا وہ ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم کا ایندھن ہوگا۔ سود سے دنیا میں خباثتیں پھیلتی ہیں جبکہ صدقات سے معاشرہ میں پاکیزہ جذبات پروان چڑھتے ہیں اور اللہ کی برکات کا ظہور ہوتا ہے۔

آیت ۲۷۷

نماز اور زکوۃ معاملات کی درستگی کا ذریعہ

اِس آیت میں سود کی حرمت کے بیان کے دوران نماز اور زکٰوۃ کا ذکر وارد ہوا ہے۔ یہ بات آیت **238** کے حوالے سے پہلے عرض کی جا چکی ہے کہ نماز اللہ کو اور آخرت کی جوابدہی کو یاد رکھنے کا مؤثر ذریعہ ہے۔ یہ انسان کو برائی اور بے حیائی سے روک دیتی ہے۔ اللہ کے سامنے بار بار اِس بات کا اقرار کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ (ہم تیری ہی بندگی کریں گے) انسان کو معاملات میں اللہ کی نافرمانی سے بچاتا ہے۔ زکٰوۃ کی عبادت انسان کا تزکیہ کرتی ہے یعنی دل سے مال کی محبت کو نکال دیتی ہے جو سود کے کھانے کا اصل سبب ہے۔

آیات ۲۷۸ تا ۲۸۰

عملی اعتبار سے بدترین گناہ سود

آیت **278** میں سود لینے سے سختی کے ساتھ منع کر دیا گیا۔ آیت **279** میں وعید سنائی گئی کہ اگر تم سود لینے سے باز نہیں آتے تو پھر تمھارے ساتھ اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے۔ گویا جس طرح عقیدہ کے اعتبار سے شرک بدترین گناہ ہے اِسی طرح عملی اعتبار سے سود خوری بدترین جرم ہے۔ ایک حدیثِ نبوی ﷺ میں اِس جرم کی شناعت یوں بیان کی گئی :

اَلرِّبٰوا سَبعُوْنَ حُوْ بًا اَيْسَرُهَا اَنْ يَّنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ (ابن ماجہ)

”سود خوری کے گناہ کے ستر حصے ہیں۔ اُن میں ادنیٰ اور معمولی ایسا ہے جیسے

اپنی ماں کے ساتھ منہ کالا کرنا''۔

سود سے توبہ کے بعد انسان کا حق صرف اُس کے اصل مال پر ہے۔ مقروض اگر اصل زر واپس کرنے پر قادر نہ ہو تو اُسے آسودگی کے حصول تک مہلت دینی چاہیے۔ البتہ قرض پر دیے ہوئے مال کا اعلیٰ ترین استعمال تو یہ ہے کہ اگر مقروض قرض ادا نہیں کر پا رہا تو اُسے معاف ہی کر دیا جائے اور اپنے لیے عظیم اجرِ آخرت کا ذریعہ بنایا جائے۔

آیت ۲۸۱

آخرت میں جوابدہی کا احساس ...... عمل کی اصلاح کا ذریعہ

بعض روایات کے مطابق یہ آخری آیت ہے جو نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی۔ اِس آیت میں یہ حقیقت دوٹوک انداز میں بیان کر دی گئی کہ اُس دن کا احساس کرتے ہوئے ڈرو جب تمہیں اللہ کی عدالت میں پیش کیا جائے گا اور ہر انسان کو اُس کے کیے کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا۔ یہ احساس ہی انسان کو دنیا میں اللہ کی نافرمانی سے بچنے اور حلال و حرام کی تمیز کرنے پر کاربند رکھتا ہے۔

آیت ۲۸۲

ادھار معاملہ کے حوالے سے ہدایاتِ قرآنی

یہ پورے قرآن مجید کی طویل ترین آیت ہے۔ اِس آیت میں ادھار معاملہ کے حوالے سے مندرجہ ذیل ہدایات دی گئیں :

1- ادھار ہمیشہ یک طرفہ ہونا چاہیئے، یعنی جنس پوری دے دی جائے یا قیمت پوری ادا کر دی جائے۔

2- ادھار معاملہ میعادی ہونا چاہیئے یعنی ایک طے شدہ مدت کے لیے ہو۔

3- معاملہ کو ضبطِ تحریر میں لایا جائے۔

4- معاملہ کی تحریر وہ قلمبند کرائے جس پر قرض کا بوجھ آ رہا ہے۔ اگر وہ معذور ہے تو اُس کی طرف سے ولی یہ کام سرانجام دے۔

5- تحریر واضح ہو اور اُس میں مبہم اسلوب اختیار نہ کیا جائے۔

6- باہمی رضامندی سے دو مسلمان مردوں کو معاملہ پر گواہ بنایا جائے۔ اگر دو مرد دستیاب نہ ہوں تو ایک مرد اور دو خواتین کو گواہ بنالیا جائے تا کہ بوقت ضرورت جب گواہی دینی پڑے تو مردوں کے سامنے ایک خاتون کی مدد کے لیے دوسری خاتون موجود ہو۔

7- جب بھی باہم معاہدہ ہو گواہی کی یہ صورت قائم کرنی چاہیئے۔

8- گواہوں کو جب بھی طلب کیا جائے وہ ضرور حاضر ہوں۔

9- فوری لین دین میں اگر معاملہ نہ لکھا جائے تو کوئی گناہ نہیں۔

10- لکھنے والا اور گواہ کسی فریق کو نقصان نہ پہنچائے اور نہ ہی کوئی فریق اِن دونوں کو نقصان پہنچائے۔ جو کوئی ایسا کرے گا وہ اپنے فاسق ہونے کا ثبوت دے گا۔

آیت ۲۸۳

رہن کے حوالے سے ہدایت اور گواہی چھپانے کی مذمت

اِس آیت میں ہدایت دی گئی کہ اگر ادھار معاملہ کو ضبطِ تحریر میں لانا ممکن نہ ہو تو مقروض کوئی شے گروی رکھ سکتا ہے۔ البتہ گروی رکھی گئی شے میں خیانت یا اُس کا استعمال کرنا جائز نہیں۔ پھر اگر کسی نے کوئی شے گروی رکھے یا معاملہ کو تحریر میں لائے بغیر کسی کو قرض دے دیا تو اب قرض لینے والے کو قرض دینے والے کے اعتماد پر پورا اترنا چاہیئے۔ اِس آیت میں دوسری ہدایت یہ دی گئی کہ گواہی کو نہ چھپاؤ۔ جو کوئی یہ حرکت کرے گا وہ ضمیر کا مجرم ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ معاملات کی اصل حقیقت کیا ہے؟ یہاں گواہی چھپائی گئی تو آخرت میں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

آیت ۲۸۴

اللہ کے ہاں ہر عمل کا محاسبہ ہو گا

یہ آیت انسان کو لرزا دینے والی ہے۔ اِس آیت میں فرمایا گیا کہ انسان کسی معاملہ کو ظاہر کرے یا پوشیدہ رکھے اللہ حساب لے کر رہے گا۔ پھر اللہ کا اختیار ہے جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے سزا دے۔ بعض ایسے خوش نصیب بھی ہوں گے جن کے اعمال کا حساب تو لیا جائے

گا لیکن اُن کا مواخذہ نہیں ہوگا۔ابنِ کثیرؒ نے صحیح بخاری کے حوالے سے ایک روایت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ایمان والے کو اپنے پاس بلائے گا۔ یہاں تک کہ اپنا بازو اُس پر رکھ کر اُسے چھپا دے گا۔ پھر اُس سے کہے گا۔ بتا تو نے فلاں فلاں گناہ کیا؟ فلاں فلاں گناہ کیا؟ وہ غریب اقرار کرتا جائے گا جب بہت سے گناہ ہونے کا اقرار کرلے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ سن دنیا میں بھی میں نے تیرے اِن گناہوں کی پردہ پوشی کی اور آج بھی میں اِن تمام گناہوں کو معاف فرما دیتا ہوں۔ اب اُسے اس کی نیکیوں کا صحیفہ اُس کے داہنے ہاتھ میں دے دیا جائے گا۔ البتہ کفار و منافق کو تمام مجمع کے سامنے رسوا کیا جائے گا اور اُن کے گناہ ظاہر کئے جائیں گے اور پکارا جائے گا کہ یہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر تہمت لگائی، اِن ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہے۔

آیات ۲۸۵ تا ۲۸۶

عرشِ الٰہی کے دو خزانے

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات عرش الٰہی کے دو خزانے ہیں جو معراج کی شب آسمان پر نبی کریم ﷺ کو تحفتاً عطا کیے گئے (مسندِ احمد)۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیتوں کو رات کو پڑھ لے تو یہ اِس کی حفاظت کے لیے کافی ہیں (بخاری)۔ آیت **285** میں اہلِ ایمان کو اعزاز بخشا گیا کہ اُن کا ذکر اللہ کے حبیب ﷺ کے ہمراہ کیا گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ اور اہل ایمان اللہ، اُس کے فرشتوں اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ اُنہوں نے کسی ایک رسول کا بھی انکار نہیں کیا۔ اُن سب نے اللہ کے سامنے اپنی وفا شعاری کا اظہار اِن الفاظ میں کیا کہ :

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ

''اے ہمارے رب ہم نے آپ کے فرامین کو سنا اور آپ کا کہا مان لیا۔ ہم آپ سے آپ کی بخشش کا سوال کرتے ہیں اور ہمیں آپ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے''۔

آیت **286** میں رحمت کی نوید ہے کہ اللہ ہر انسان سے اُس کی صلاحیت اور حالات کے موافق ہی باز پرس کرے گا۔ انسان کی نیکی اُسی کے کام آئے گی اور گناہ کا وبال بھی اُسی پر پڑے گا۔

آیت کے آخر میں ایمان افروز دعائیں سکھائی گئیں ہیں:

رَبَّنَا لاَ تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا ج رَبَّنَا وَلاَ تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلاَ تُحَمِّلْنَا مَا لاَ طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعْفُ عَنَّا وقفة وَاغْفِرْ لَنَا وقفة وَارْحَمْنَا وقفة اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿﴾

''اے ہمارے رب! ہم سے جو خطا یا بھول چوک ہوئی اِس پر ہماری پکڑ نہ فرمانا۔ اے ہمارے رب! ہمیں اُن آزمائشوں سے دوچار نہ کرنا جن سے ماضی میں اہلِ ایمان دوچار ہوتے رہے۔ اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کو برداشت کرنے کی ہم میں سکت نہ ہو۔ ہمیں معاف فرمادے۔ ہمارے گناہوں کی پردہ پوشی فرما۔ ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا حامی وناصر ہے پس کافروں کے مقابلہ میں ہمارے مدد فرما''۔

مسلم شریف کی روایت ہے کہ ہر دعا کے جواب میں اللہ کی طرف سے جواب آتا ہے کہ **قَدْ فَعَلْتُ** یعنی میں نے یہ دعا پوری کردی:

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
اٹھتے ہیں حجاب آخر، کرتے ہیں خطاب آخر

نوٹ فرمایئے کہ جن لوگوں کی کافروں سے دوستیاں ہوں یا جو لوگ کافروں کے اتحادی ہوں کیا وہ مذکورہ بالا دعا خلوص سے کر سکتے ہیں۔ بلاشبہ علم رکھ کر بے عمل ہونا انسان کو مناجات کی لذت سے محروم کردیتا ہے۔

سورۂ آلِ عمران

تلاوت کرنے والے کو غنی کرنے والی سورۂ مبارکہ

سورۂ آلِ عمران کی عظمت کے حوالے سے ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

مَنْ قَرَءَ اٰلَ عِمْرَانَ فَهُوَ غَنِيٌّ (سنن دارمی)

''جس نے سورۂ آلِ عمران پڑھی پس وہ غنی ہے''۔

اِس سورہ ٔ مبارکہ کی ابتدائی آیات اُس وقت نازل ہوئیں جب نجران سے عیسائیوں کا ایک وفد نبی اکرم ﷺ سے اپنے عقائد کے حوالے سے بحث کرنے کے لیے آیا تھا۔

سورہ ٔ مبارکہ کے مضامین کا تجزیہ :

آیات 1-32	تمہیدی مضامین
آیات 33-63	عیسائیوں کے گمراہ کن تصورات کی نفی
آیات 64-101	تحویلِ امت کا مضمون
آیات 102-120	اہلِ ایمان کے لیے جامع ہدایات اوراہلِ کتاب کی مسلمانوں سے دشمنی
آیات 121-180	غزوہٗ احد کے حالات پر تبصرہ۔
آیات 181-200	اہلِ کتاب کے گمراہ کن تصورات کی نفی اوراہلِ ایمان کے لیے اہم ہدایات

آیات ۱ تا ۶

ذات وصفاتِ باری تعالیٰ کا بیان

اِن آیات میں معبودِ برحق یعنی اللہ تعالیٰ کی وہ صفات بیان کی گئی ہیں جن سے عیسائیوں کے الوہیتِ عیسیؑ کے من گھڑت عقیدے کی نفی ہوتی ہے۔معبودِ برحق کی مندرجہ ذیل صفات بیان کی گئیں ہیں :

1- اللہ ہی وہ معبود حقیقی ہے جو بذاتِ خود زندہ ٔ جاوید ہے۔

2- وہ دوسروں کو بھی زندہ رکھنے والا ہے۔

3- اُس نے لوگوں کی ہدایت کے لیے پہلے تورات وانجیل نازل فرمائی اوراب قرآن نازل کیا جو سابقہ کتابوں کی تصدیق کرنے والا اورحق وباطل میں فرق کرنے کی کسوٹی ہے۔

4- اللہ اپنی آیات کا انکار کرنے والوں کو عذابِ شدید سے دوچار کرے گا۔

5- کائنات کی کوئی شے اللہ سے مخفی نہیں۔

6- اللہ تعالیٰ رحمِ مادر میں جس طرح چاہتا ہے انسان کی صورت گری کرتا ہے۔
7- اللہ تعالیٰ ذبردست ہے لیکن اُس کے ہر فیصلہ میں حکمت ہے۔
کیا مذکورہ بالا صفات حضرت عیسیٰؑ میں تھیں۔معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ معبود نہیں بلکہ اللہ کے بندے اور رسول تھے۔

آیات ۷ تا ۹

فتنہ پیدا کرنے والوں کا طرزِ عمل

قرانِ حکیم میں دو طرح کی آیات ہیں۔ایک محکم جن کو سمجھنا ہمارے لیے آسان ہے۔دوسری متشابھات جن کا فہم ہمارے لیے مشکل ہے۔جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہوتی ہے، اُن کی ساری توجہ متشابھات پر ہوتی ہے، تاکہ اُن کا خود ساختہ مفہوم بیان کرکے کوئی ایسی نئی بات کریں جو امت کے متفقہ امور کے برعکس ہو تاکہ اِس سے انتشار پیدا ہو اور ایک فتنہ برپا ہو جائے۔اللہ ہمیں ایسے متجددین کے شر سے محفوظ فرمائے اور سلف صالحین کے ساتھ چمٹے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین! بقول اقبال :

زاجتہادِ عالمانِ کم نظر
اقتدا بر رفتگاں محفوظ تر

اللہ کے محبوب بندے آیاتِ متشابھات کی حقیقت کا کھوج لگانے کے بجائے توجہ آیاتِ محکمات پر مرکوز رکھتے ہیں۔وہ اعلان کرتے ہیں کہ یہ پورا کلام اللہ کی طرف سے ہے اور ہماری عقل اِس کا احاطہ کر سکے یا نہ کر سکے ہم ہر صورت میں اِس پر ایمان رکھتے ہیں۔آیت 8 میں اللہ نے ایمان افروز دعا سکھائی ہے :

رَبَّنَا لاَ تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ج
اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۸﴾

” اے رب ہمارے ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر دینا اِس کے بعد کہ تُو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں عطا فرما اپنے پاس سے رحمت۔بے شک تُو تو ہے ہی عطا فرمانے والا“۔

آیات ۱۰ تا ۱۳

کفار کے لیے وعید

اِن آیات میں اللہ نے کفار کے متعلق فرمایا کہ اُن کا مال اور اُن کی اولاد اُنہیں کوئی فائدہ نہ دے سکے گی۔ فرعون کی طرح اُن کا بھی بدترین انجام ہوگا۔ اُن کے سامنے بدر کی مثال موجود ہے۔ اِس معرکہ میں سرفروشوں کی چھوٹی جماعت نے اپنے سے کہیں بڑی جماعت کو شرمناک ہزیمت سے دوچار کیا اور اُسے دیکھنے والوں کے لیے عبرت بنا دیا۔

آیات ۱۴ تا ۱۷

دنیا بمقابلہ آخرت

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ دنیا میں انسان کے امتحان کے لیے کچھ خواہشات کی محبت اُس کے لیے مزین کردی گئی ہے۔ یہ عورتوں، بیٹوں، سونے چاندی کے جمع کیے گئے خزانوں، خاص نسل کے گھوڑوں، مویشیوں اور کھیتوں کی محبت ہے۔ اِن سب کا تعلق اِس عارضی دنیا کی آسائشوں سے ہے۔ اللہ کے پاس اپنے محبوب بندوں کے لیے ہمیشہ ہمیش کے باغات ہیں جن کے دامن میں نہریں رواں ہوں گی اور اُن کے لیے پاکیزہ جوڑے ہوں گے۔ سب سے بڑھ کر اللہ کی خوشنودی کی نعمت ہے جو اُنہیں حاصل ہوگی۔ اللہ اپنے اُن بندوں کی پاکیزہ محنتوں سے خوب واقف ہے جو اللہ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں :

رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

"اے ہمارے رب! بے شک ہم ایمان لے آئے پس تُو ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہمیں بچالے آگ کے عذاب سے"۔

یہ بندے دین کی خاطر ڈٹ جانے، سچائی پر قائم رہنے والے، اللہ کے سامنے عاجز رہنے والے، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور سحر کے وقت اللہ سے بخشش مانگنے والے ہیں۔

آیت ۱۸

اللہ کی شانِ خاص ...... قیامِ عدل

اِس آیت میں جلالی اسلوب میں اللہ نے فرمایا کہ وہ خود اِس پر گواہ ہے کہ اُس کے سوا کوئی

معبود نہیں۔ یہ گواہی فرشتوں اور تمام صاحبانِ علم نے دی۔ اللہ کی خاص شان یہ ہے کہ وہ عدل قائم کرنے والا ہے۔

آیت ۱۹

اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے

اِس آیت میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔ اسلام کے معنی ہیں اللہ کی فرمانبرداری۔ صرف دینِ اسلام ہی زندگی کے انفرادی و اجتماعی تمام گوشوں کے بارے میں ہدایات دیتا ہے، لہٰذا صرف اِسی کے ذریعہ اللہ کی مکمل فرمانبرداری ممکن ہے۔ اہلِ کتاب بھی اِس حقیقت کو جانتے ہیں کہ اُن کے مذاہب کی تعلیمات نامکمل اور تحریف شدہ ہیں لیکن وہ جان بوجھ کر اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہوئے اسلام کی مخالفت کر رہے ہیں۔ اللہ جلد اِن ظالموں سے حساب لینے والا ہے۔

آیت ۲۰

اسلام کا راستہ ہی ہدایت کا راستہ ہے

اِس آیت میں نبی کریم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ جو لوگ حق آنے کے باوجود آپ ﷺ سے بحث و مباحثہ کریں، اُن کے سامنے اعلان کر دیجئے کہ میں اور میری اتباع کرنے والوں نے اپنے سر جھکا دیے ہیں اللہ کے احکامات کے سامنے۔ اب اگر تم بھی یہی روش اختیار کرو تو ہدایت کے راستہ پر آ جاؤ گے۔ اگر وہ یہ دعوت قبول نہ کریں تو اے نبی ﷺ آپ کے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے۔ اِس کے بعد لوگوں کا حساب لینا اللہ کے ذمہ ہے۔

آیات ۲۱ تا ۲۵

اہلِ کتاب کے جرائم

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اہلِ کتاب اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔ اُنھوں نے انبیاء کرامؑ اور عدل کے مطابق فیصلہ کرنے والوں کو ناحق قتل کیا۔ اللہ کے احکامات کے مطابق اپنے معاملات کے فیصلے قبول کرنے کو تیار نہیں۔ اِن بداعمالیوں کی وجہ یہ خوش فہمی ہے کہ ہمیں

جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی مگر صرف چند دن ۔ اِس خوش فہمی نے اُنہیں دھوکہ میں ڈال دیا ہے۔اُن کی نیکیاں اللہ نے برباد کردیں۔اُن کے لیے روزِ قیامت وہ حسرتناک دن ہوگا جب سب لوگ جمع کیے جائیں گے اور اُنہیں اُن کے کیے کا پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا۔

آیات ۲۶ تا ۲۷

اللہ کی عظمتوں کا بیان

اِن آیات میں نبی کریم ﷺ کو اللہ کی عظمتیں بیان کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔اللہ ہی کے اختیار میں کائنات کی مکمل بادشاہی ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے بادشاہت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے بادشاہت چھین لیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کردیتا ہے۔اُس کے ہر فیصلہ میں خیر ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔وہی داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور دن کو رات میں ۔مُردہ کو زندہ کرتا ہے اور زندہ کو موت دیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے بغیرِ حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

آیت ۲۸

مومن کافروں کو مومنین کے مقابلہ میں دوست نہ بنائیں

اِس آیت میں منع کیا گیا ہے کہ اہلِ ایمان کافروں کو دیگر اہلِ ایمان کے مقابلہ میں دوست نہ بنائیں۔جس نے یہ حرکت کی اُس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں ۔البتہ اگر جان کو خطرہ ہو تو ظاہری طور پر دوستی کی جاسکتی ہے۔البتہ اِس کی اجازت نہیں کہ کفار کے ڈر کی وجہ سے اُن کے ساتھ مل کر اسلام یا مسلمانوں کے خلاف کسی مہم میں شامل ہوجائیں۔بہتر تو یہ ہے کہ بجائے کفار کے اللہ سے ڈرو۔ وقتی طور پر جان بچالو تو بھی کیا فرق پڑے گا،آخر کار اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

آیات ۲۹ تا ۳۰

اللہ انسان کے ظاہر و باطن سے واقف ہے

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ انسان اپنے جی کی بات ظاہر کرے یا پوشیدہ رکھے اللہ اُسے

جانتا ہے۔ روزِ قیامت انسان کے تمام اعمال اُس کے سامنے آجائیں گے۔ گناہ گار انسان اپنے نامۂ اعمال سے دور بھاگنا چاہے گا۔ اللہ بندوں پر مہربان ہے اِسی لیے آخرت میں ہونے والے واقعات بیان کرتا ہے تاکہ بندے اُس دن کی رسوائی سے بچنے کا سامان کریں۔

آیت ۳۱

اللہ کی محبت اتباعِ رسول ﷺ سے حاصل ہوگی

اتباعِ رسول ﷺ کے حوالے سے یہ بڑی اہم آیت ہے۔ فرمایا گیا کہ اگر تمہیں واقعی اللہ سے محبت ہے تو زندگی اللہ کے رسول ﷺ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے گزارو۔ اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔ اتباعِ رسول ﷺ کے جن گوشوں کو قرآنِ حکیم نے نمایاں کیا ہے وہ ہیں اللہ کے احکامات کے سامنے سر جھکانا (سورۂ آلِ عمران آیت **20**)، اللہ کی بندگی کی طرف دعوت دینا (سورۂ یوسف آیت **108**) اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا (سورۂ توبہ آیت **117**)۔ ہماری اکثریت کی توجہ اتباعِ رسول ﷺ کی طرف ہے ہی نہیں اور جن کی توجہ ہے اُنہوں نے بھی اِسے عام معمولاتِ زندگی تک محدود کر رکھا ہے۔

آیت ۳۲

اطاعتِ رسول سے اعراض کفر ہے

اِس آیت میں حکم دیا گیا کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کا کہا مانو۔ جس نے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے اعراض کیا تو حقیقت کے اعتبار سے ایسے لوگ کافر ہیں اور اللہ اِن کافروں کو پسند نہیں فرماتا۔

آیات ۳۳ تا ۳۶

آلِ عمران پر عنایتِ ربّانی

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ نے حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، آلِ ابراہیمؑ اور آلِ عمران کو تمام جہانوں والوں میں سے چن لیا۔ حضرت عمران کی زوجہ نے اللہ کی بارگاہ میں نذر مانی کہ وہ اپنے ہاں پیدا ہونے والے بچہ کو خدمتِ دین کے لئے اللہ کی راہ میں وقف کردیں گی۔ اُن

کے ہاں ولادت ہوئی تو حیرت سے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میرے ہاں بچہ کے بجائے بچی کی ولادت ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتے تھے کہ کون پیدا ہوا ہے؟ اللہ نے فرمایا کہ بچہ کہاں ہوسکتا تھا ایسی نیک بخت بچی کی طرح! والدہ نے بچی کا نام مریم رکھا اور اللہ سے دُعا کی کہ وہ اِس بچی اور اِس کی اولاد کو مردود شیطان کے حملوں سے اپنی حفاظتِ خاص عطا فرمائے۔ اللہ نے بچی کی صورت میں نذر قبول فرمائی اور ہیکلِ سلیمانی میں حضرت زکریاؑ کو بچی کی پرورش اور تربیت کی سعادت عطا کی۔

آیات ۳۷ تا ۴۱

حضرت یحییٰؑ کی معجزانہ ولادت

اِن آیات میں یہ واقعہ بیان ہوا کہ حضرت زکریاؑ جب بھی حضرت مریم کے لئے مخصوص حجرہ میں جاتے تو اُن سے علم وحکمت کے گراں قدر کلمات سن کر حیران ہو جاتے۔ ایک روز اُنہوں نے حضرت مریم سے پوچھ ہی لیا کہ رشد ومعرفت کا یہ فیض اُن کے لیے کہاں سے جاری ہوا ہے؟ حضرت مریم نے جواب دیا:

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

''یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے بغیرِ حساب رزق عطا فرماتا ہے''۔

حضرت مریم کے یہ الفاظ سن کر حضرت زکریاؑ وجد میں آ گئے اور برسوں سے دل میں مچلنے والی ایک خواہش اُن کے لبوں پر آ گئی۔ عرض کیا: اے میرے رب! جب تُو حضرت مریم کو اسباب کے بغیر رزقِ روحانی سے فیض یاب فرما رہا ہے تو مجھے بھی باوجود میری کبرسنی اور میری زوجہ کے بانجھ پن کے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد مرحمت فرما۔ بے شک تو ہی دعا سننے اور قبول فرمانے والا ہے۔ ایک روز دورانِ نماز فرشتوں نے اُنہیں حضرت یحییٰؑ کی ولادت کی بشارت دی۔ حضرت زکریاؑ حیران ہوئے کہ اللہ میرے آنگن میں رونق کیسے بھیجے گا جبکہ میں بوڑھا اور میری بیوی بانجھ ہے۔ غیب سے ندا آئی کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے اور وہ جو چاہے کرسکتا ہے۔ حضرت زکریاؑ کو تلقین کی گئی کہ وہ اب شکرانے کے طور پر صبح وشام اللہ کی تسبیح کرتے رہیں۔ حضرت یحییٰ

ؑ کی معجزانہ ولادت کا ذکر عیسائیوں کو یہ باور کراتا ہے کہ معجزانہ ولادت کسی کو معبود نہیں بنا دیتی۔ نہ حضرت یحیٰؑ معبود ہیں اور نہ حضرت عیسیٰؑ جن کی معجزانہ ولادت کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

آیات ۴۲ تا ۴۴

حضرت مریم کی تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت

اِن آیات میں حضرت مریم کو فرشتوں کے ذریعہ تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت کی نوید سنائی گئی۔ شکرانہ کے طور پر اُنہیں اللہ کی بارگاہ میں سجدہ کرنے اور ہیکل میں اپنے حجرہ میں رہتے ہوئے با جماعت نماز ادا کرنے کی تلقین کی گئی۔ اِن حقائق کا بیان اِس بات کی دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور وحی کے ذریعہ ماضی کے واقعات سے آگاہ کر رہے ہیں۔

آیات ۴۵ تا ۴۹

حضرت عیسیٰؑ کی معجزانہ ولادت اور اُن کے معجزات

اِن آیات میں اللہ کی طرف سے حضرت مریم کے لیے حضرت عیسیٰؑ کی معجزانہ ولادت کی بشارت بیان ہوئی ہے۔ بتایا گیا کہ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت بغیر والد کے ہوگی۔ وہ اللہ کا کلمہ ہوں گے یعنی اُن کی ولادت میں اللہ کا کلمہ کُن وہ کردار ادا کرے گا جو بچہ کی ولادت میں والد کا ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی اِس طرح سے پیدائش پر حضرت مریم نے اظہارِ حیرت کیا تو اللہ نے فرمایا کے وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ دنیا و آخرت میں باعزت اور اللہ کی قربت والے مقام کے حامل ہونگے۔ وہ ماں کی گود میں اور ادھیڑ عمر میں لوگوں سے معجزانہ کلام کریں گے۔ ادھیڑ عمر میں اُن کی گفتگو اِس لیے معجزانہ ہے کہ جب اُنہیں آسمان پر اٹھایا گیا تو وہ جوانی کی عمر میں تھے۔ جب وہ دنیا میں سیکڑوں برس بعد واپس آئیں گے تو اِسی عمر میں ہوں گے اور پھر رفتہ رفتہ ادھیڑ عمر کو پہنچیں گے۔ اللہ اُنہیں تورات اور انجیل یعنی احکاماتِ شریعت اور حکمت کی تعلیم دے گا۔ اُن کی رسالت صرف بنو اسرائیل کے لیے ہوگی۔ وہ مٹی کا پرندہ بنا کر اُس میں پھونک ماریں گے اور وہ اللہ کے حکم سے اڑنا شروع کر دے گا۔ وہ مادر زاد اندھے اور برص کے مریض کو اللہ کے حکم سے شفایاب کریں گے۔ وہ اللہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کریں گے۔ کسی مجمع میں لوگوں کہ

بتا دیں گے کہ کیا کھا کر آئے ہو اور خوراک کا کتنا ذخیرہ گھر چھوڑ کر آئے ہو۔

آیات ۵۰ تا ۵۴

حضرت عیسیٰؑ کی دعوت اور بنی اسرائیل کا ردِّعمل

اِن آیات میں بنی اسرائیل کے لیے حضرت عیسیٰؑ کی دعوت اور بنی اسرائیل کے ردِّعمل کا بیان ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ میں تورات کے کلامِ الٰہی ہونے کی تصدیق کرتا ہوں اور بعض ایسی چیزوں کو بنی اسرائیل کے لیے حلال ٹھہراتا ہوں جسے اللہ نے اُن کی شرارتوں کی وجہ سے حرام قرار دے دیا تھا۔ اللہ ہی ہم سب کا رب ہے لہٰذا اے بنی اسرائیل! اللہ کی عبادت کرو۔ اُس کی نافرمانی سے بچو اور میری اطاعت کرو۔ تم میں سے کون ہے جو اللہ کی خاطر میرا ساتھ دے؟ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے ساتھی ہیں یعنی آپ کا ساتھ دے رہے ہیں اللہ کے دین کی نصرت کے لیے۔ اے ہمارے رب! ہم آپ کی نازل کردہ تعلیمات پر ایمان لے آئے اور ہم نے آپ کے رسولؑ کی پیروی کی۔ پس ہمیں بھی اپنے دین کے گواہوں میں شمار فرمالے۔ پھر بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰؑ کے خلاف سازش کی اور اُنہیں صلیب دینے کی کوشش کی۔ اللہ نے خفیہ تدبیر کے ذریعہ بنی اسرائیل کی سازش کا جواب دیا اور حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اٹھالیا۔

آیات ۵۵ تا ۵۸

حضرت عیسیٰؑ کا رفعِ آسمانی

اِن آیات میں اللہ نے حضرت عیسیٰؑ کو بشارت دی کہ میں تمہیں تمہارے دشمنوں سے محفوظ کردوں گا اور آسمان پر اٹھالوں گا۔ دنیا میں تمہارے پیروی کرنے والوں کو تمہارے دشمنوں پر غالب کردوں گا۔ تمہارے دشمنوں کو دنیا و آخرت میں شدید عذاب دوں گا۔ تم پر ایمان لانے والوں کو اُن کی قربانیوں کا پورا پورا صلہ عطا کروں گا۔

آیات ۵۹ تا ۶۳

حضرت عیسیٰؑ کی مثال حضرت آدمؑ کی طرح ہے

اِن آیات میں حضرت عیسیٰؑ کو حضرت آدمؑ کی مانند قرار دیا گیا ہے۔ جس طرح حضرت آدمؑ

کو اللہ نے بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا اِسی طرح حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش بھی بغیر والد کے ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ سے فرمایا گیا کہ یہی حق ہے آپ ﷺ کے رب کی طرف سے۔ البتہ پھر بھی اگر عیسائی حق کو تسلیم نہ کریں تو اُنہیں دعوتِ مباہلہ دیجئے۔ اُنہیں دعوت دیں کہ آؤ ہم سب اپنے پورے خاندان سمیت کھلے میدان میں جمع ہوں اور اللہ سے التجا کریں کہ وہ جھوٹوں پر اپنی لعنت بھیجے۔ اگر عیسائی یہ دعوت قبول نہ کریں تو اللہ ایسے حق کے دشمنوں سے خوب واقف ہے۔

آیات ۶۴ تا ۶۸

اہلِ کتاب کے لیے دعوت

ان آیات میں اہلِ کتاب کو بڑے خوبصورت اسلوب میں دعوت دی گئی ہے۔ اِس دعوت کے نکات حسبِ ذیل ہیں :

1- آؤ ایک مشترکہ حقیقت کی طرف کہ ہم صرف اللہ کی بندگی کریں اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔
2- حضرت ابراہیمؑ کے اُسوہ کی پیروی کریں جو نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی بلکہ خالص اللہ کی بندگی کرنے والے تھے۔
3- غور کرو ابراہیمؑ کے راستہ پر چلنے والے ہیں نبی اکرم ﷺ اور اُن پر ایمان لانے والے صحابہ کرامؓ۔

اِن آیات سے معلوم ہوا کہ کسی کو دین کی دعوت دیتے ہوئے ہمیشہ مشترکہ اساسات سے بات کا آغاز کرنا چاہیے۔

آیات ۶۹ تا ۷۱

اہلِ کتاب کی مسلمانوں سے دشمنی

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو آگاہ کیا گیا کہ اہلِ کتاب خود تو گمراہ ہیں وہ تمہیں بھی گمراہ کرنا چاہتے ہیں یعنی ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔ اہلِ کتاب کو ملامت کی گئی کہ تم کیوں جانتے بوجھتے اللہ کی آیات کا انکار کر رہے ہو، حق میں باطل کی آمیزش کر رہے ہو اور حق کو

چھپانے کے جرم کا ارتکاب کر رہے ہو۔

آیات ۷۲ تا ۷۴

شعوری منافقت ...... یہود کی سازش

اِن آیات میں یہود کی ایک سازش کا ذکر ہے۔ اُنہیں اِس بات پر شدید غصہ تھا کہ مسلمان ہونے کے بعد کوئی شخص اِس دین سے نہیں پلٹتا۔ اسلام کی اِس ساکھ کو نقصان پہنچانے کے لیے اُنہوں نے طے کیا کہ صبح کے وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ اور شام کے وقت اسلام چھوڑنے کا اعلان کر دو۔ شاید اِس عمل سے کچھ لوگ شکوک وشبہات کا شکار ہو کر اسلام سے دور ہو جائیں۔ یہ ہے شعوری منافقت کی سازش۔ قرآنِ حکیم میں زیادہ تر بیان غیر شعوری منافقین کا ہے جو صدقِ نیت سے مسلمان ہوئے لیکن دین کی ذمہ داریوں سے گھبرا کر اور مال وجان کی قربانی سے گریز کر کے ایمانِ حقیقی کی دولت سے محروم ہو گئے۔ اللہ نے یہود سے فرمایا کہ دینِ اسلام حق کی وہ دولت اور نعمت ہے جو پہلے تمہیں ملی تھی اور اب مسلمانوں کو عطا کی گئی ہے۔ اِس حق کی بنیاد پر مسلمان روزِ قیامت تمہاری شرارتوں اور سازشوں کے خلاف گواہی دیں گے اور تمہیں اپنے کیے کی سزا مل کر رہے گی۔

آیات ۷۵ تا ۷۷

اہلِ کتاب میں نیک لوگ بھی ہیں

آیت 75 میں فرمایا گیا کہ اہلِ کتاب میں بعض ایسے دیانت دار ہیں کہ اگر اُن کے پاس بطورِ امانت خزانہ رکھ دیا جائے تو لوٹا دیتے ہیں۔ گویا دعوت کا اسلوب یہ ہو کہ مخاطب میں موجود خیر کی تحسین کی جائے تا کہ مخاطب کو احساس ہو کہ مسلمانوں میں عدل ہے اور وہ محض ضد کی بنیاد پر کسی گروہ سے دشمنی نہیں کر رہے۔ البتہ واضح کیا گیا کہ اہلِ کتاب میں سے اکثر خائن ہیں اور ایک دینار کی امانت بھی لوٹانے کو تیار نہیں ہوتے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کا خود ساختہ تصور تھا کہ غیر یہودی کے ساتھ زیادتی کے حوالے سے اللہ ہم سے باز پُرس نہیں کرے گا۔ اللہ کا فیصلہ تو یہ ہے کہ جو اللہ کے ساتھ عہدِ بندگی وفا کرے گا اور اُس کی نافرمانی سے بچے گا تو وہ اللہ کا

محبوب قرار پائے گا۔ اِس کے برعکس جن لوگوں نے اپنے عہدِ بندگی کا دنیا کے حقیر سے مفادات کے عوض سودا کیا، اُن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اللہ روزِ قیامت نہ اُن سے کلام کرے گا، نہ اُن کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی اُن کے گناہوں سزا دے کر اُن سے گناہوں کی آلائش صاف کر کے اُنہیں جہنم سے نکالے گا۔

آیت ۷۸

یہود کا اللہ کی کتاب میں تحریف کرنا

اِس آیت میں یہود کا یہ جرم بیان کیا گیا کہ وہ اللہ کی کتاب پڑھتے ہوئے بعض من گھڑت باتیں اِس طرح بیان کرتے ہیں کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ شاید یہ بھی اللہ کی کتاب کا حصہ ہیں۔ گویا وہ گھڑی ہوئی باتوں کو اللہ کی طرف منسوب کر کے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اِس جرم کا ارتکاب ہمارے ہاں بھی علماءِ سوء نے کیا جس کا گلہ اقبال نے یوں کیا :

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

آیات ۷۹ تا ۸۰

نبی کے لیے امکان نہیں کہ وہ شرک کی تعلیم دے

اِن آیات میں اللہ نے تمام انبیاء بالخصوص حضرت عیسیٰؑ کو اِس بہتان سے بری کیا کہ اُنہوں نے لوگوں کو شرک کی راہ دکھائی۔ فرمایا کہ ممکن ہی نہیں کہ اللہ اپنے کسی بندے کو نبوت پر سرفراز فرمائے، اُسے کتاب اور حکمت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ مجھے یا کسی اور نبی کو یا فرشتوں کو اللہ کے ساتھ شریک کر دو۔ شرک کے لیے دلیل نہ کسی الہامی کتاب میں ہے، نہ کسی نبی کی تعلیمات میں ہے اور نہ ہی عقل کو اِس کی بنیاد بنایا جا سکتا ہے۔

آیات ۸۱ تا ۸۲

انبیاءِ کرامؑ سے عہدِ خاص

اِن آیات میں اُس خصوصی عہد کا ذکر ہے جو اللہ نے انبیاءِ کرامؑ سے ازل میں لیا تھا۔ اللہ نے

ہر نبی کو پابند فرمایا کہ اگر اُس کی موجودگی میں کوئی ایسا رسول آجائے جو اُس کی تعلیمات کی تصدیق کرتا ہو تو تم اُس پر ایمان لانا اور اُس کا ساتھ دینا۔ تمام انبیاء نے اِس عہد کی پاسداری کا وعدہ کیا۔ اب اگر کوئی شخص کسی نبی پر ایمان کا اقرار کرتا ہے تو وہ بھی اُس عہد کا پابند ہوگا جو اُس کے نبی نے کر رکھا ہے۔ اہلِ کتاب جو اپنے انبیاء پر ایمان کا دعوی کرتے تھے، اُن پر لازم تھا کہ وہ اب آخری رسول ﷺ پر ایمان لائیں اور اُن کا ساتھ دیں۔ آیت **82** میں فرمایا کہ جو کوئی اِس عہد کو وفا نہیں کرے گا ایسے ہی لوگ فاسق ہیں۔

آیت ۸۳

پوری کائنات کا دین اسلام ہے

اِس آیت میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ پوری کائنات دینِ اسلام پر عمل پیرا ہے۔ اسلام کے معنی ہیں اللہ کی فرمانبرداری۔ کائنات کی ہر شے مجبور ہے کہ وہ اُس ضابطہ اور قانون کی پیروی کرے جو اللہ نے بنایا ہے۔ انسان کی خیر بھی اِسی میں ہے کہ وہ کائنات کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر انفرادی و اجتماعی ہر سطح پر اللہ کی فرمانبرداری کرے۔

آیت ۸۴

ہر نبی پر ایمان لانا ضروری ہے

یہ آیت واضح کر رہی ہے کہ ایمان صرف اُسی کا اللہ کے نزدیک قبول ہے جو ہر نبی پر ایمان رکھے اور کسی ایک نبی کا بھی انکار نہ کرے۔ نبی اکرم ﷺ کے آنے کے بعد یہ نعمت حاصل ہے صرف امتِ محمد ﷺ کو اور اللہ کے نزدیک صرف امتِ محمد ﷺ ہی کا شمار مومنین میں ہوگا۔ اللہ ہمیں اِس ایمان کے ساتھ عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۵ تا ۹۱

اسلام کے سوا اور کوئی دین قابل قبول نہیں

اِن آیات میں واضح اعلان کر دیا گیا کہ اللہ اسلام کے سوا کسی اور دین کو قبول نہیں فرمائے گا۔ اسلام قبول نہ کرنے والے خسارے میں ہوں گے۔ اللہ ایسے اہلِ کتاب کو کیسے ہدایت دے جو دلی طور

پر جان چکے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور اُن کا پیش کردہ دین، اسلام ہی برحق دین ہے۔ ایسے ظالموں پر اللہ فرشتے اور پوری انسانیت لعنت بھیجتی ہے۔ اگر اُنہوں نے اِس روش سے توبہ نہ کی تو ہمیشہ ہمیش کے دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔ روزِ قیامت زمین بھر سونا بھی اگر فدیہ میں دینا چاہیں تو قبول نہ ہوگا اور کوئی اُن کی مدد کو نہ آئے گا۔

حرفِ آخر

تیسرے پارہ میں شامل سورۂ بقرۃ کی آیات ضرورت سے زائد مال کے استعمال کے حوالے سے بڑی اہم ہدایات عطا کرتی ہیں۔ اگر اِس مال کو ہم اللہ کی راہ میں خرچ کردیں تو اپنے لیے عظیم توشۂ آخرت کا سامان کر سکتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ ہم نے اِسے دنیا میں سود کے ذریعہ اضافہ کا ذریعہ بنایا تو دنیا و آخرت کی بربادی ہی ہمارا مقدر بن جائے گی۔

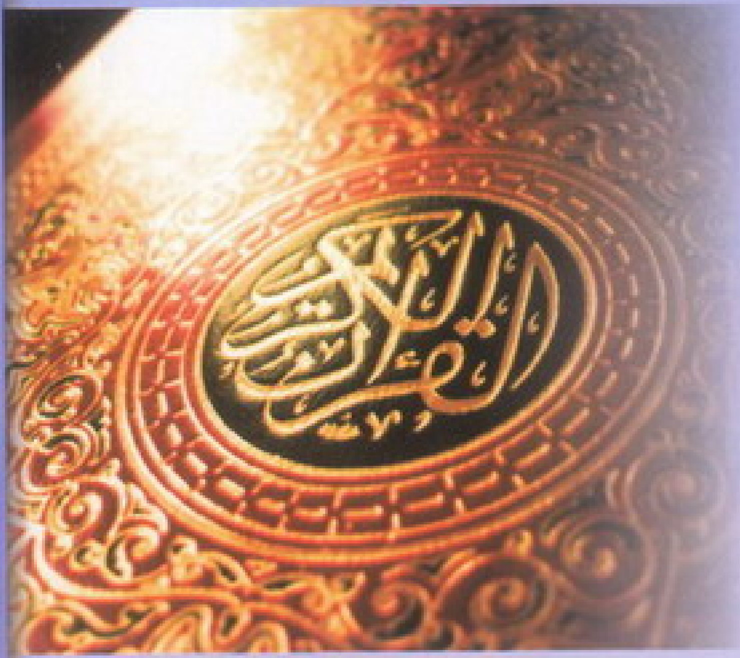
سورۂ آل عمران میں اہلِ کتاب کے عقائد و اعمال کی گمراہیاں ہماری عبرت کے لیے بیان ہوئی ہیں۔ اِن کی روش کی پیروی ہمیں دنیا میں ذلیل اور آخرت میں عذابِ شدید سے دوچار کردے گی اور ان کی روش سے اجتناب دنیا و آخرت کی سعادتوں کے دروازے کھول دے گا۔ اللہ ہمیں سعادتوں کی راہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سورۂ بقرۃ اور سورۂ آلِ عمران کی عظمت

’’قرآن پڑھا کرو وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کا شفیع بن کر آئے گا۔ (خاص کر) ’’زہراوین‘‘ یعنی اِس کی دو اہم نورانی سورتیں البقرۃ اور آلِ عمران پڑھا کرو، وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کو اپنے سایہ میں لیے اِس طرح آئیں گی جیسے کہ وہ ابر کے ٹکڑے ہیں، یا سائبان ہیں، یا صف باندھے پروں کے پرے ہیں۔ یہ دونوں سورتیں قیامت میں اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے مدافعت کریں گی۔ پڑھا کرو سورۂ بقرۃ کیونکہ اِس کو حاصل کرنا بڑی برکت والی بات ہے اور اِس کو چھوڑنا بڑی حسرت اور ندامت کی بات ہے اور اہلِ بطالت اِس کی طاقت نہیں رکھتے (یعنی حق کے دشمن اِس سورۂ مبارکہ کی برکات سے محروم رہیں گے)۔

خلاصۂ مضامینِ

قرآنِ حکیم



چوتھا پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

خلاصۂ مضامینِ قرآن

چوتھا پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿﴾ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿﴾
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ط وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ
فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ ﴿﴾

آیت ۹۲

نیکی کا مظہرِ اوّل ...... محبوب شے کا انفاق

اِس آیت میں رہنمائی دی گئی کہ نیکی کی حقیقت تک رسائی کا ذریعہ ہے اپنی محبوب شے کو اللہ کی راہ میں پیش کر دینا۔ ساتھ ہی واضح کیا کہ اللہ کی راہ میں پیش کردہ ہر مال اور قربانی کا مقصد صرف اللہ کی رضا ہونا چاہیے۔ اللہ ہمارے ہر فعل سے واقف ہے لہٰذا دکھاوا کر کے نیکی کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

آیات ۹۳ تا ۹۵

من گھڑت بات، اللہ کی طرف منسوب کرنا ظلم ہے

اِن آیات میں یہود کے ایک جھوٹ کو ظاہر کیا جا رہا ہے۔ شریعت محمدی ﷺ میں اونٹ کا گوشت حلال قرار دیا گیا۔ یہ بنی اسرائیل کے لیے بھی حلال تھا۔ حضرت یعقوبؑ نے بوجوہ اونٹ کا گوشت کھانا چھوڑ دیا تھا۔ بنی اسرائیل نے حضرت یعقوبؑ کی پیروی میں اونٹ کے گوشت کو ہی حرام قرار دے دیا۔ جب شریعت محمد ﷺ میں اونٹ کے گوشت کو جائز قرار دیا گیا تو اُنہوں نے ایک طوفان اٹھا دیا کہ حرام شے کو حلال کیا جا رہا ہے۔ جواب میں اللہ نے فرمایا کہ اپنی کتاب تورات سے دلیل لاؤ کہ کہاں اللہ نے اونٹ کا گوشت حرام قرار دیا ہے؟ جو لوگ اللہ کی طرف خود ساختہ شریعت منسوب کریں گے وہی ظالم ہیں۔ بہتر ہے کہ بنی اسرائیل

جھوٹ بولنا چھوڑ دیں اور اپنے جد امجد حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کریں جو اللہ کے سچے فرمانبردار تھے اور اُس کے ساتھ کسی بھی قسم کا شرک کرنے والے نہ تھے۔

آیات ۹۶ تا ۹۷

عظمتِ کعبہ اور فرضیتِ حج

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ کرۂ ارضی پر پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیے بنایا گیا وہ شہرِ مکہ میں واقع خانہ کعبہ ہے۔ بقولِ اقبال :

دنیا کے بتکدوں میں ، پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اُس کے پاسباں ہیں، وہ ہے پاسباں ہمارا

خانہ کعبہ بڑی مادی و روحانی برکات کا حامل ہے۔ اِس گھر کے طفیل لوگوں کے لیے رزق کے وسیع ذرائع پیدا ہوئے اور روحانی اعتبار سے ایسی بڑی بڑی نیکیوں کے مواقع میسر آئے جن کا اجر بھی کئی گنا زیادہ ملنے کی نوید ہے۔ عام مساجد کے مقابلہ میں یہاں کی نماز کا اجر ایک لاکھ گنا زیادہ ہے۔ یہ گھر تمام جہان والوں کے لیے ہدایت یعنی زندگی کے رخ کی تبدیلی کا ذریعہ ہے۔ اِس گھر میں اللہ کی معرفت کی کئی نشانیاں ہیں اور خاص طور پر مقامِ ابراہیم کے نام سے موسوم پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے اِس گھر کی دیواروں کو بلند کیا تھا۔ اِس گھر کے اطراف حدودِ حرم ہیں جہاں ہر طرح کا جنگ و جدال منع ہے۔ جو شخص بھی مال، صحت، امن و امان کے اعتبار سے اِس قابل ہو کہ خانہ کعبہ آ سکے، اُس پر اِس گھر کا حج لازم ہے۔ جس شخص نے باوجود استطاعت کے اِس گھر کا حج نہ کیا تو ایسا کرنا حقیقت کے اعتبار سے کفر ہے۔ حج و دیگر عبادات بندوں ہی کے لیے باعثِ خیر اور اجر و ثواب ہیں۔ اللہ کو بندوں کی عبادت کی قطعاً کوئی حاجت نہیں۔

آیات ۹۸ تا ۱۰۱

اہلِ کتاب کی مسلمانوں سے دشمنی

اِن آیات میں اہلِ کتاب کے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خبثِ باطن کا ذکر ہے۔ اُنہیں

ملامت کی گئی کہ کیوں اللہ کی آیات کو برحق جانتے ہوئے بھی اُن کا انکار کر رہے ہو؟ کیوں دینِ اسلام پر بے بنیاد اعتراضات کرتے ہو اور لوگوں کو اِس کی طرف آنے سے روکتے ہو جبکہ تم جانتے ہو کہ یہی دینِ حق ہے؟ اہلِ ایمان کو آگاہ کیا گیا کہ اگر تم نے اہلِ کتاب کی بات مانی تو وہ تمہیں ایمان کی پونجی سے محروم کر کے کافر بنا دیں گے۔ ذرا سوچو تم کیسے کفر کرو گے جبکہ تمہارے درمیان اللہ کے رسول موجود ہیں جو تمہیں اللہ کی آیات سنا رہے ہیں؟ خوش نصیب وہ ہے جو اللہ سے یعنی اللہ کے کلام سے چمٹ جائے۔ ایسے ہی لوگ ہدایت کی نعمت سے سرفراز ہوتے ہیں۔

آیات ۱۰۲ تا ۱۰۴

فوز و فلاح کے لیے سہ نکاتی لائحۂ عمل

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو فوز و فلاح کے حصول کے لیے ایک سہ نکاتی لائحۂ عمل دیا گیا ہے۔

i- ہر فرد اپنی انفرادی زندگی میں اللہ کی نافرمانی سے ایسے بچے جیسے کہ اللہ کی نافرمانی سے بچنے کا حق ہے یعنی زندگی کے ہر گوشے میں اللہ کی اطاعت کرے۔ زندگی کے ہر لمحہ میں اِس طرح محتاط رہے کہ اُسے موت نہ آئے مگر یہ کہ حالتِ فرمانبرداری میں۔

ii- اہلِ ایمان اللہ کی رسی یعنی قرآن کی بنیاد پر باہم متحد ہو کر ایک حزب اللہ بنائیں اور باہم تفرقہ سے بچیں۔ طے کر لیں کہ قرآنِ کریم کا پڑھنا، سمجھنا، اُس کے انفرادی احکامات پر عمل کرنا، اُس کے اجتماعی احکامات کے نفاذ کی کوشش کرنا اور اُس کی تعلیمات کو عام کرنا ہی ہمارا مشترکہ مشن ہے۔

iii- قرآن کی بنیاد پر قائم ہونے والی حزب اللہ اب لوگوں کو قرآن سے جوڑنے کی کوشش کرے، ہر نیکی کو عام کرے اور ہر برائی کو روکنے کی جدوجہد کرے۔ آخر میں نوید عطا کی گئی کہ اِس سہ نکاتی لائحۂ عمل پر چلنے والے ہی کامیاب ہوں گے۔

آیات ۱۰۵ تا ۱۰۹

روزِ قیامت کچھ چہرے روشن اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ جو لوگ امتِ مسلمہ میں اختلاف وانتشار پیدا کرنے کی کوشش کریں گے اُن کے لیے بہت بڑا عذاب ہوگا۔ روزِ قیامت انسانوں کے اعمال کا نتیجہ اُن کے چہروں پر ظاہر ہوگا۔ سیاہ کرتوتوں کی وجہ سے جن کے چہرے سیاہ ہوں گے، اللہ اُنہیں ملامت فرمائے گا کہ تم نے ایمان لانے کے بعد امت میں انتشار پیدا کیا اور ہمارے بتائے ہوئے لائحۂ عمل کو اختیار نہیں کیا۔ نیک لوگوں کے چہرے روشن ہوں گے اور وہ ہمیشہ ہمیش کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

آیت ۱۱۰

مقصدِ امت ...... امر بالمعروف ونہی عن المنکر

یہ آیت اِس اعتبار سے انتہائی اہم ہے کہ ہمیں امتِ مسلمہ کے مقصد سے آگاہ کر رہی ہے۔ امتِ مسلمہ کا دنیا میں کام ہی یہ ہے کہ وہ نیکیوں کی دعوت دے، برائیوں سے روکے اور اللہ پر پختہ ایمان رکھتے ہوئے ہر طرح کے شرک سے اجتناب کرے۔ بقولِ اقبال :

ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں ترا نام رہے
کہیں ممکن ہے کہ ساقی نہ رہے جام رہے؟

اگر امت اپنا مقصد پورا نہیں کرتی تو پھر اندیشہ ہے کہ عذابِ الٰہی سے دوچار ہوگی۔ ترمذی شریف میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ، وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ، اَوْ لَیُوْشِکَنَّ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عِقَاباً مِّنْہُ، ثُمَّ تَدْعُوْنَہٗ فَلاَ یُسْتَجَابَ لَکُمْ

”قسم ہے اُس ہستی کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم ضرور حکم دیتے رہو گے نیکی کا اور روکتے رہو گے برائی سے ورنہ اندیشہ ہے کہ اللہ تم پر بھیجے گا اپنی طرف سے عذاب پھر تم اُسے

پکارو گے لیکن تمہاری پکار کا جواب نہیں دیا جائے گا‘‘۔

آیت کے آخر میں فرمایا کہ یہ ذمہ داری اِس سے قبل اہلِ کتاب کی تھی۔ اُن میں سے چند ہی نے یہ ذمہ داری نبھائی۔ اکثریت اللہ کی نافرمان رہی۔

آیات ۱۱۱ تا ۱۱۲

امت ذلیل ورسوا کیوں ہوتی ہے؟

اِن آیات میں اہلِ کتاب کی ذلت ورسوائی کا سبب بیان کیا گیا۔ اہلِ کتاب نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ذمہ داری ادا کرنے سے گریز کیا اور دنیاداری کے فتنہ میں پڑ گئے۔ اب وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں لگے ہوئے ہیں۔ البتہ وہ دینِ حق اور اہلِ حق کو مٹا نہیں سکتے۔ جب بھی مقابلہ پر آئیں گے، آخر کار منہ کی کھائیں گے۔ وہ اللہ کی نصرت و رحمت سے محروم ہیں۔ دنیا میں ہر جگہ اُن پر ذلت ورسوائی تھوپ دی گئی ہے سوائے اِس کے اللہ ہی کہیں رعایت کر دے یا دوسرے لوگ اُنہیں سہارا دے دیں۔ وہ اللہ کے غضب کا شکار ہوئے اور تباہی اُن کا مقدر بن گئی۔ یہ سزا ہے اُن کے اِن جرائم کی کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے رہے، انبیاءِ کرامؑ کو ناحق شہید کرتے رہے، اللہ کی نافرمانیاں کرتے رہے اور سرکشی میں حد سے تجاوز کرتے رہے۔ بدقسمتی سے آج یہ نقشہ ہم مسلمانوں کا ہے۔ جو جرائم اہلِ کتاب نے کئے تھے، وہی ہم نے بھی کئے۔ اللہ کا عدل بے لاگ ہے۔ جو ذلت ورسوائی اللہ نے اہلِ کتاب کو دی، آج وہی مسلمانوں کے گلے کا ہار ہے۔ اللہ ہمیں توبہ اور اصلاح کی اور اپنے اصل مقصد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آیات ۱۱۳ تا ۱۱۵

ذلیل ورسوا اُمت میں بھی صالحین کا گروہ ہوتا ہے

اِن آیات میں اہلِ کتاب کے صالحین افراد کی پانچ صفات بیان کی جارہی ہیں :

i- وہ رات کی گھڑیوں میں اللہ کی آیات تلاوت کرتے ہیں۔

ii- وہ اللہ کی بارگاہ میں کثرت سے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ اِس کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ وہ تہجد گزار ہونے کے باوجود عاجزی اختیار کرتے ہیں۔

iii- وہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں یعنی اُن کی نیکیاں اللہ کی رضا اور آخرت کے اجروثواب کے لیے ہوتی ہیں۔

iv- وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

v- وہ نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

اللہ نے مذکورہ صفات کے حاملین کو صالحین اور متقی قرار دیا۔ آج امت مسلمہ کو بھی شرمناک ذلت ورسوائی کا سامنا ہے۔ ایسے میں ہم اللہ کے غضب سے بچ سکتے ہیں اور اُس کے محبوب بن سکتے ہیں اگر مذکورہ بالا صفات کو اپنے کردار میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔

آیات ۱۱۶ تا ۱۲۰

اہلِ کتاب دشمن ہیں، اُن سے دوستی مت کرو!

اِن آیات میں اہلِ کتاب کا اہلِ ایمان کے ساتھ بغض وعداوت کا رویہ کھول کر رکھ دیا گیا ہے۔ اہلِ کتاب، دینِ اسلام کا راستہ روکنے کے لیے مال، جان اور اولاد کھپا رہے ہیں لیکن تخریبی کام کے لیے اُن کی یہ قربانیاں ضائع ہوکر رہیں گی اور ناکامی اُن کا مقدر ثابت ہوگی۔ اہلِ ایمان کو منع کیا گیا ہے کہ وہ اہلِ کتاب سے قلبی دوستی ہرگز نہ کریں۔ وہ اہلِ ایمان کے لیے بربادی ہی کے خواہش مند ہیں۔ اُن کا خبثِ باطن زبان پر ظاہر ہوتا رہتا ہے لیکن جو خباثت اُن کے باطن میں پوشیدہ ہے وہ بہت ہی بڑی ہے۔ وہ بظاہر اہلِ ایمان سے خلوص کا اظہار کرتے ہیں لیکن تنہائی میں اہلِ ایمان کی کامیابیوں پر پیچ وتاب کھاتے ہیں۔ اہلِ ایمان کو بھلائی نصیب ہو تو اُن کے سینوں پر سانپ لوٹتے ہیں اور اگر اہلِ ایمان کو کوئی نقصان پہنچ جائے تو خوشی میں آپے سے باہر ہوجاتے ہیں۔ البتہ اگر اہلِ ایمان حق پر استقامت کا مظاہرہ کرتے رہیں اور اللہ کی نافرمانی سے بچیں تو اہلِ کتاب کی سازشیں اُن کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔

آیات ۱۲۱ تا ۱۸۰

غزوۂ احد پر بھرپور تبصرہ

سورۂ آلِ عمران کی آیات ۱۲۱ تا ۱۸۰ میں غزوۂ احد کے حالات و واقعات پر ایک بھرپور تبصرہ بیان ہوا ہے۔ شوال سن ۳ ہجری میں قریش بدر کی شکست کا بدلہ لینے کے لیے تین ہزار کے لشکر کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ مسلمانوں نے مدینہ سے باہر نکل کر احد کے مقام پر اُن کا مقابلہ کیا۔ مسلمانوں کی ایک ہزار کی تعداد میں سے تین سو منافقین نکلے جو ساتھ چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ احد کے میدان میں نبی اکرم ﷺ نے اِس طرح مورچہ بندی کی کہ احد پہاڑ کو اپنے لشکر کی پشت پر رکھا۔ البتہ ایک درہ پہاڑ میں ایسا تھا جہاں سے دشمن حملہ کر سکتا تھا۔ اِس درے پر آپ ﷺ نے پچاس تیر اندازوں کو مقرر کیا تا کہ وہ دشمن کو اِس طرف سے نہ آنے دیں۔ ابتدا میں مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی اور کافر پسپا ہو گئے۔ اِس موقع پر درہ پر موجود ساتھیوں میں سے ۳۵ نے اپنے امیر کی نافرمانی کرتے ہوئے درہ خالی کر دیا۔ کفار نے درّہ کو خالی ہوتے ہوئے دیکھا اور اِسی کے راستے عقب سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کی فتح شکست میں بدل گئی۔ ۷۰ صحابہؓ شہید ہوئے اور نبی کریم ﷺ سمیت کئی صحابہؓ زخمی ہوئے۔ آخر کار نبی کریم ﷺ کے حکم پر صحابہؓ نے پہاڑوں پر چڑھ کر کفار پر تیر اندازی کی اور کفار، مکہ کی طرف پلٹ گئے۔

آیات ۱۲۱ تا ۱۲۷

اللہ کی طرف سے نصرت کی بشارت

اِن آیات میں اللہ نے اہلِ ایمان سے نصرت کے وعدہ کا ذکر فرمایا۔ اہلِ ایمان میں سے دو قبیلے بنو حارثہ اور بنو سلمہ کی ہمت افزائی کا تذکرہ کیا جو کفار کی کثیر تعداد اور منافقین کی بے وفائی کی وجہ سے ہمت ہار رہے تھے۔ مزید وعدہ فرمایا کہ اگر اہلِ ایمان نے پامردی کا ثبوت دیا اور

اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہے تو اللہ پانچ ہزار فرشتے بھیج کر اُن کی نصرت فرمائے گا اور کفار کو ذلیل ورسوا کردے گا۔

آیات ۱۲۸ تا ۱۲۹

ہدایت دینے کا اختیار صرف اللہ کا ہے

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کی کفار پر ناراضگی کی طرف اشارہ ہے۔ جب ایک کافر نے آپ ﷺ کے رخسارِ مبارک پر پتھر مارا جس سے آپ ﷺ کے دو دانت شہید ہوگئے اور پورا چہرہ خون آلود ہوگیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ خَضَبُوْا وَجْهَ نَبِيِّهِمْ بِالدَّمِ وَهُوَ يَدْعُوْهُمْ اِلَى اللّٰهِ (ابنِ ماجہ)

''وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کے چہرے کو خون آلود کردیا جبکہ وہ اُنہیں اللہ کی طرف دعوت دے رہا ہے''۔

اللہ نے اِس بات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اے نبی ﷺ یہ آپ ﷺ کا نہیں، اللہ کا اختیار ہے کہ جس پر نظرِ کرم کرکے اُسے اسلام کی ہدایت دے اور جسے چاہے عذاب دے۔ اللہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے۔

آیت ۱۳۰

سودِ مرکب کی حرمت

سود کی حرمت کا حتمی حکم تو سورۃ البقرہ میں آچکا ہے۔ اِس آیت میں سود کی حرمت کا ابتدائی حکم نازل ہوا جس کی رُو سے سودِ مرکب یعنی سود در سود کو حرام قرار دیا گیا۔ سود کے ذریعہ انسان موجود مال سے مزید مال بنانے کی فکر میں ہوتا ہے جبکہ اُس وقت صورت یہ تھی کہ مسلمانوں کی تحریک جنگ کے مرحلہ میں داخل ہوگئی تھی اور اِس مرحلہ کے لیے پہلے سے موجود مال کو بھی اللہ کی راہ میں لگانے کی ضرورت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ سود کی حرمت کا ابتدائی حکم دے دیا گیا۔

آیات ۱۳۱ تا ۱۳۳

اہلِ ایمان کے لیے قیمتی ہدایات

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو بڑی اہم ہدایات دی گئیں :

i- حرام خوری جس کی ایک صورت سود خوری ہے، انسان کو جہنم کی آگ میں لے جانے والی ہے لہٰذا اس جرم سے بچو۔ جہنم کفار کے لیے تیار کی گئی ہے لیکن اُس میں حرام خور اور گناہِ کبیرہ کرنے والے بدنصیب مسلمان بھی ڈال دیے جائیں گے۔

ii- اللہ اور اُس کے رسول کا کہنا مانو تا کہ دنیا و آخرت میں اللہ کی رحمت حاصل کرسکو۔

iii- مقابلے کا اصل میدان ہے خیر اور بھلائی کے کام ۔ اِس مقابلے میں ایک دوسرے سے آگے نکل کر اپنے رب کی بخشش اور جنت کے حصول کی کوشش کرو۔ وہ جنت جس کا پھیلاؤ آسمانوں اور زمین کی وسعت کے برابر ہے اور جسے متقیوں کے لیے آراستہ کیا گیا ہے۔

آیات ۱۳۴ تا ۱۳۶

متقی کون ہیں؟

اِن آیات میں اُن متقیوں کے چھ اوصاف بیان کیے گئے ہیں جن کے لیے جنت تیار کی گئی ہے:

i- وہ خوشحالی یا تنگدستی دونوں صورتوں میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔

ii- وہ غصہ کو دبانے والے یعنی غصہ کے دوران خود کو قابو میں رکھنے والے ہیں۔

ظفر آدمی اُس کو نہ جانیے گا، وہ ہو کیسا ہی صاحبِ فہم و ذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی، جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

iii- وہ لوگوں کو اُن کی زیادتیوں پر معاف کرنے والے ہیں۔

iv- اُن سے جب کوئی بے حیائی کا کام ہو جاتا ہے یا کسی اور گناہ کی وجہ سے اپنے اوپر زیادتی کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اُسے یاد کرتے ہیں۔

v- اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے رہتے ہیں۔

vi- جب اپنی کسی غلطی کا علم ہو جائے تو اُس پر اڑتے نہیں بلکہ اعترافِ تقصیر کر کے اصلاح کر لیتے ہیں۔

اللہ ایسے نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے اور اُنہیں اُن کے اعمال کا بہترین بدلہ جنت کی صورت میں عطا فرمائے گا۔ آخر میں فرمایا کہ عمل کرنے والوں کا کیا خوب بدلہ ہے۔ بقولِ اقبال :

جنت تری پنہاں ہے ترے خونِ جگر میں
اَے پیکرِ گِل ، کوششِ پیہم کی جزا دیکھ

آیات ۱۳۷ تا ۱۳۸

حصولِ ہدایت کے دو ذرائع

تاریخ سے عبرت اور آیاتِ قرآنیہ سے فیض

اِن آیات میں دعوت دی گئی کہ زمین میں چل پھر کر، اللہ کی ہدایت کو جھٹلانے والی قوموں کے انجام کو دیکھو اور اِس سے عبرت حاصل کرو۔ اللہ کا یہ کلام، اللہ کی نافرمانی سے بچنے والوں کے لیے حق کی وضاحت، سیدھے راستے کی رہنمائی اور دلوں کو نرم کرنے کا سامان رکھتا ہے۔ کوئی ہے جو اِس نعمت کی قدر کرے اور اِس سے استفادہ کر کے دنیا و آخرت کی بھلائیاں سمیٹ لے؟

آیت ۱۳۹

مسلمانوں کا عروج ایمان سے مشروط ہے

اِس آیت میں بڑی اہم حقیقت کی طرف رہنمائی دی گئی کہ احد کی وقتی شکست سے مسلمان ہرگز دلگیر نہ ہوں۔ غلبہ مسلمانوں کا ہی ہوگا بشرطیکہ وہ حقیقی ایمان سے بہرہ ور ہوں۔ کلمۂ طیبہ پڑھنے سے ہمیں قانونی ایمان حاصل ہوتا ہے۔ اب ہماری کوشش ہو کہ ہمارا دل بھی نورِ ایمان سے منور ہو جائے۔ بقولِ اقبال :

زبان سے کہہ بھی دیا لا اِلٰہ تو کیا حاصل؟
دل و نگہ جو مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں !

دل میں ایمان پیدا ہوتا ہے نیک لوگوں کی صحبت سے، آیاتِ آفاقی، آیاتِ انفسی اور آیاتِ قرآنی پر غور کرنے سے۔ ایمان اگر دل میں ہو تو اِس کا لازمی مظہر انسان کے سیرت و کردار کی پاکیزگی کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ اللہ ہمیں حقیقی ایمان کی نعمت عطا فرمائے تاکہ دنیا میں پھر سے مسلمانوں کو عزت و غلبہ حاصل ہو۔ آمین!

آیات ۱۴۰ تا ۱۴۳

اہلِ ایمان ہمت نہ ہاریں

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو رہنمائی دی گئی کہ احد کی وقتی شکست سے ہمت نہ ہارو۔ اگر احد میں تمہارے ۷۰ ساتھی شہید ہوئے ہیں تو بدر میں کفار کے بھی ۷۰ افراد جہنم واصل ہوئے تھے۔ قوموں پر کامیابیوں اور ناکامیوں کے دور آتے رہتے ہیں۔ مشکل حالات میں طرزِ عمل کھرے اور کھوٹے کو جدا کر دیتا ہے۔ کیا تم نے سمجھا تھا کہ جنت بغیر مشکلات اور قربانیوں کے مل جائے گی۔ اللہ آزمائشوں کے ذریعہ ظاہر کر دے گا کہ کون اللہ کی راہ میں ڈٹ کر جہاد کرنے والے ہیں اور کون صرف بھلے وقتوں کے ساتھی ہیں۔ ۷۰ ساتھیوں کی شہادت پر غمگین نہ ہو۔ شہادت ایک سعادت ہے جس کی پہلے تم تمنا کیا کرتے تھے اور اب تم نے قریب سے اپنے ساتھیوں کو یہ نعمت حاصل ہوتے ہوئے دیکھ لیا ہے۔

آیت ۱۴۴

وابستگی نبی کی حیات سے نہیں اُن کے مشن سے رکھو

اس آیت میں اہم تحریکی ہدایت دی گئی۔ اس ہدایت کا پس منظر یہ ہے کہ معرکۂ احد کے دوران افواہ پھیل گئی کہ حضرت محمد ﷺ شہید ہو گئے ہیں۔ ایسے میں بعض ساتھیوں نے تلواریں پھینک دیں کہ اب لڑنے کا کیا فائدہ۔ ہدایت دی گئی کہ اہلِ ایمان کی وابستگی نبی اکرم ﷺ کی حیات سے نہیں اُن کے مشن کے ساتھ ہونی چاہیے۔ نبی ﷺ بہر حال انسان ہیں اور اُنہوں نے اِس دارِ فانی سے کوچ کرنا ہے۔ کیا اُن کے بعد تم لوگ اُن کے مشن یعنی دین کے غلبہ کی جدوجہد

سے کنارہ کش ہو جاؤ گے۔ جو کوئی ایسا کرے گا وہ اللہ کا نہیں بلکہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔

آیت ۱۴۵

موت کا وقت طے شدہ ہے

اِس آیت میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ ہر انسان کی موت کا وقت اللہ کی طرف سے طے شدہ ہے۔ موت تو اپنے طے شدہ وقت ہی پر آئے گی البتہ دنیا میں انسان کے پاس دو راستے ہیں۔ چاہے تو وہ دنیا کی عارضی اور کم تر لذتوں کا طلب گار رہے یا آخرت کی ابدی اور اعلیٰ نعمتوں کو مقصود بنائے۔ جو جس کی آرزو کرے گا اُسے اُسی میں سے دے دیا جائے گا۔ البتہ آخرت کی نعمتوں کے حصول کے لیے محنت کرنے والے اللہ کے شکر گزار بندے ہیں اور اللہ ضرور اُنہیں بہترین اجر عطا فرمائے گا۔

آیات ۱۴۶ تا ۱۴۸

اللہ والے، اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں

اِن آیات میں فرمایا کہ کتنے ہی نبی گزرے ہیں کہ جن کے ساتھ مل کر اللہ والوں نے اللہ کی راہ میں جنگ کی۔ اِن جواں مردوں کو اللہ کی راہ میں طرح طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن نہ اُنہوں نے ہمت ہاری، نہ کوئی کمزوری دکھائی اور نہ ہی وہ باطل کے سامنے جھکے۔ اللہ کو ایسے ہی ڈٹ جانے والے محبوب ہیں۔ اُن کی دعا ہمیشہ یہ رہی :

رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَاِسۡرَافَنَا فِیۡۤ اَمۡرِنَا وَثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا
وَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ

’’اے رب ہمارے تو بخش دے ہمارے گناہ اور جو بھی ہم نے اپنے معاملات میں زیادتی کی اور تو جما دے ہمارے قدموں کو اور تو ہماری مدد فرما کافر قوم کے مقابلے میں‘‘۔

اللہ نے اُنہیں دنیا میں بھی فتوحات سے نوازا، آخرت میں بھی بھرپور اجر عطا فرمائے گا اور سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ وہ اللہ کی محبت سے سرفراز ہوں گے۔

آیات ۱۴۹ تا ۱۵۱

کافروں کا مشن ...... مسلمانوں کو ایمان کی دولت سے محروم کرنا

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو خبردار کیا گیا کہ اگر اُنہوں نے کفار کی بات مانی تو وہ اُنہیں ایمان کی دولت سے محروم کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے خسارے سے دوچار کر دیں گے۔ کفار کے مقابلے میں مسلمانوں کا حامی و ناصر اللہ ہے۔ اللہ اِن کافروں کے دلوں میں اُن کے شرک کی وجہ سے مسلمانوں کا رعب بٹھا دے گا۔ وہ دنیا میں بھی ناکامی سے دوچار ہوں گے اور آخرت میں جہنم کی آگ ہی اُن کے لیے ٹھکانہ بنے گی۔

آیت ۱۵۲

نظم کی خلاف ورزی ...... فتح شکست میں بدل گئی

اِس آیت میں معرکۂ احد میں مسلمانوں کی شکست کی وجہ نظم کی خلاف ورزی بیان کی گئی۔ فرمایا کہ اللہ نے تو اپنی نصرت کا وعدہ پورا کر دیا تھا۔ جب اے مسلمانو! تم کافروں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہے تھے، لیکن تم میں سے کچھ کو دنیا کی فتح اتنی محبوب تھی کہ اُنہوں نے اپنے امیر سے جھگڑا کیا، اُس کی نافرمانی کی اور درہ سے نیچے اتر آئے۔ اب اللہ نے کافروں کو تم پر غلبہ دے دیا تاکہ تمہارا امتحان ہو کہ آزمائش کی اِس گھڑی میں کون ڈٹ جاتا ہے اور کون اسلام کے دینِ حق ہونے میں شک کرتا ہے۔ بہرحال اللہ نے نظم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو معاف کیا کیونکہ اللہ مومنوں کے حق میں بڑا ہی فضل کرنے والا ہے۔ اِس آیت سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اللہ کی نگاہ میں نظمِ جماعت کی کیا اہمیت ہے؟

آیت ۱۵۳

مشکلات پر مشکلات کی حکمت

اِس آیت میں اہلِ ایمان پر پے بہ پے پڑنے والی مشکلات کی حکمت بتائی گئی۔ احد میں مسلسل شہادتوں کی خبریں اہلِ ایمان کو ملتی رہیں اور صدمہ پر صدمہ آتے رہے۔ صدمات کی کثرت

نے اُنہیں رنج کا ایسا خوگر بنایا کہ یہ مشکلات اُن پر آسان ہوگئیں۔ بقول غالب :

رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہوگئیں

آیت ۱۵۴

موت کا وقت ہی نہیں جگہ بھی طے ہے

اِس آیت میں منافقین کے ایک فتنہ کا جواب دیا گیا۔ منافقین نے کہا کہ اگر ہماری بات مانی جاتی اور مدینہ میں محصور ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا جاتا تو یوں ۷۰ مسلمان شہید نہ ہوتے۔ اللہ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اگر تم لوگ اپنے گھروں پر بھی ہوتے تب بھی جن کی موت کا وقت طے تھا وہ مقررہ جگہ پر پہنچ کر جامِ شہادت نوش کرتے۔ یہ وقتی شکست تو اللہ نے اِس لیے دی ہے تاکہ تم سب کے باطن میں پوشیدہ دل کی بات زبان پر آ کر ظاہر ہو جائے، اگرچہ اللہ خود تو ہر اُس راز سے واقف ہے جو کسی کے سینہ میں ہے۔

آیت ۱۵۵

بزدلی گناہوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ احد کے معرکہ میں جو مسلمان پسپا کر میدان چھوڑ گئے، دراصل اُن کے بعض گناہوں کی وجہ سے شیطان نے اُن میں بزدلی پیدا کر دی تھی۔ بہرحال اللہ نے اُنہیں معاف کر دیا یعنی اُن کے گناہ بھی معاف فرمائے اور میدانِ جنگ سے فرار کے عمل سے بھی درگزر فرمایا۔

آیات ۱۵۶ تا ۱۵۸

اللہ کے راستے کی موت دنیا و مافیھا سے بہتر ہے

اِن آیات میں اللہ کی راہ میں جان دینے کی فضیلت بیان ہوئی۔ اُن منافقین کی مذمت کی گئی جو کہتے تھے کہ اگر ہماری بات مان لی گئی ہوتی تو یوں ۷۰ مسلمان مارے نہ جاتے۔ فرمایا کہ جو

لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوئے ، اُن کے لیے عطا کیے گئے انعامات کئی گنا بہتر ہیں اُس مال و اسباب سے جو منافقین دنیا میں رہ کر جمع کر رہے ہیں۔ پھر ہمیشہ کس نے زندہ رہنا ہے؟ منافقین بھی بالآخر موت کا مزا چکھیں گے اور پھر سب اللہ کے دربار میں حاضر ہو کر اپنے اپنے عمل کا بدلہ پائیں گے۔

آیت ۱۵۹

میرِ کارواں کے لیے ہدایت

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کے مزاج کی نرمی کی تحسین فرمائی گئی اور اِسے اللہ کی رحمت کا مظہر قرار دیا گیا۔ اگر نبی اکرم ﷺ مزاج کے تیز اور دل کے سخت ہوتے تو ساتھی آپ ﷺ کے پاس سے بکھر جاتے۔ بقول اقبال :

کوئی کارواں سے ٹوٹا، کوئی بدگماں حرم سے
کہ میرِ کارواں میں نہیں خوئے دلنوازی

اِس کے بعد آپ ﷺ کو چند ہدایات دی گئیں، جو ہر میرِ کارواں کے لیے مشعلِ راہ ہیں :

i- ساتھیوں کو اُن کی غلطیوں پر معاف کر دیں۔ احد میں ساتھیوں سے بہت بڑی غلطی ہوئی اور فتح شکست میں بدل گئی لیکن پھر بھی اُنہیں معاف کرنے کی ہدایت دی گئی۔

ii- ساتھیوں کے لیے اللہ سے بخشش طلب کیجیے۔

iii- معاملات میں ساتھیوں سے مشاورت کیجیے تا کہ اُنہیں احساسِ شراکت ہو۔

iv- فیصلہ کثرتِ رائے سے نہیں بلکہ اپنی بصیرت سے کیجیے۔

v- فیصلہ کے بعد اللہ پر بھروسہ کیجیے۔ اللہ پر بھروسہ کرنے والے ہی اللہ کے محبوب ہیں۔

آیت ۱۶۰

فیصلہ کن شے اللہ کی مدد ہے

یہ آیت اِس ایمان افروز حقیقت کو بیان کر رہی ہے کہ فیصلہ کن شے اسباب نہیں اللہ کی مدد

ہے۔ اگر کسی کو یہ حاصل ہو جائے تو اُس پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ اگر کوئی اللہ کی مدد سے محروم ہو جائے تو کسی اور کی مدد، اُسے کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔

آیات ۱۶۱ تا ۱۶۳

نبی ﷺ کی دیانتداری اور اخلاص مسلّم ہے

منافقین نے بہتان لگایا کہ نبی ﷺ اپنے ذاتی عزائم اور مفادات کے لیے دوسروں کو استعمال کر رہے ہیں۔ اِن آیات میں اللہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ صرف اور صرف اللہ کی رضا کے طلب گار ہیں۔ جو اللہ کی رضا کے سوا کسی اور مقصد کے لیے سرگرمِ عمل ہو اُس پر اللہ کا غضب ہوگا۔ یہ دونوں برابر نہیں۔ ہر ایک کو اُس کے کیے کا بدلہ مل کر رہے گا۔

آیت ۱۶۴

نبی اکرم ﷺ نے صالحین کی جماعت کیسے تیار کی؟

سورۂ بقرۃ آیات ۱۲۹ اور ۱۵۱ کے بعد اب تیسری بار ایک اہم مضمون اِس آیت میں بیان ہو رہا ہے۔ فرمایا کہ اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ جب بھیجا ایک رسول اُن ہی میں سے۔ اِن رسول ﷺ نے چار وظائف کے ذریعہ بگڑے ہوئے معاشرہ میں سے صالحین کی ایک جمعیت تیار کی جس نے مال و جان کی قربانیاں دے کر ظالمانہ نظام کا خاتمہ کر دیا اور اسلام کا عادلانہ نظام قائم کر دیا۔ آپ ﷺ کے چار وظائف یہ ہیں :

i- آیاتِ قرآنیہ کے ذریعہ لوگوں کو خوابِ غفلت سے نکالنا۔

ii- دعوتِ قرآنی قبول کرنے والوں کا قرآن کے ذریعہ تزکیہ کرنا یعنی انہیں اللہ اور آخرت کے اجر کا طلب گار بنانا۔

iii- قرآن کے ذریعہ اللہ کے احکامات سے آگاہ کرنا۔

iv- دین کی تعلیمات و احکامات کی حکمت سے روشناس کرانا۔

آج اِسی لائحۂ عمل کو اختیار کر کے ہم بھی موجودہ بگڑے ہوئے معاشرہ کی اصلاح کر سکتے ہیں۔

آیات ۱۶۵ تا ۱۶۸

احد میں شکست کی وجہ اور حکمت

اِن آیات میں فرمایا اے مسلمانو! احد میں شکست تمہاری نظم کی خلاف ورزی کی وجہ سے ہوئی۔ اس شکست کی وجہ سے اللہ نے مومنوں اور منافقوں کو علیحدہ کر دیا۔ منافقین نے اِس موقع پر جنگ کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ تین گنا بڑے دشمن سے جنگ کرنا، جنگ نہیں بلکہ خودکشی ہے۔ اُس روز اُن کا باطن ایمان کے مقابلہ میں کفر سے زیادہ قریب تھا :

ایماں مجھے روکے ہے، جو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ میرے پیچھے ہے کلیسا میرے آگے

وہ خود تو مقابلہ سے فرار ہو گئے اور اب اہلِ ایمان سے کہہ رہے ہیں کہ اگر ہماری بات مانی گئی ہوتی تو یوں مسلمان شہید نہ ہوتے۔ فرمایا کہ تم اپنے اوپر سے موت کو ٹال کر دکھاؤ، اگر تم واقعی سچے ہو۔

آیات ۱۶۹ تا ۱۷۱

شہداء کے لیے انعامات

اِن آیات میں اُن سعادت مندوں کے اونچے مقام اور انعامات کا ذکر ہے جو اللہ کی راہ میں جامِ شہادت نوش کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

i- جو اللہ کی راہ میں شہید ہو جائیں اُنہیں مردہ مت سمجھو۔ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کی طرف سے رزق پا رہے ہیں۔

ii- جو نعمتیں اللہ نے اُنہیں دی ہیں اُن پر انتہائی شاداں اور فرحاں ہیں۔

iii- وہ اپنے اُن ساتھیوں کے بارے میں اللہ کی بشارتیں وصول کر رہے ہیں جو بعد میں شہید ہو کر اُن سے ملنے والے ہیں۔

iv- اللہ اُنہیں اپنی طرف سے مزید نعمتوں اور فضل کی خوشخبریاں عطا فرما رہے ہیں۔

اللہ ہم سب کو شہادت کی موت نصیب فرمائے۔آمین

آیات ۱۷۲ تا ۱۷۸

زخموں سے چُور صحابہؓ کی جرأت و بہادری

نبی کریم ﷺ کو اندیشہ تھا کہ کہیں مشرکین اُحد میں مسلمانوں کی شکست سے حوصلہ پا کر مدینہ پر حملہ آور نہ ہو جائیں۔آپ ﷺ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ مشرکین کا تعاقب کرو۔اگرچہ صحابہؓ زخموں سے چُور تھے لیکن اُنہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کی پکار پر لبیک کہا اور آٹھ میل تک مشرکین کا تعاقب کرتے ہوئے گئے۔اللہ نے صحابہؓ کے اِس ایثار کو بہت پسند فرمایا اور اِن آیات میں اِس کی تحسین فرمائی۔راستہ میں صحابہؓ کو ایک تجارتی قافلہ نے مشرکین کی تازہ دستوں کے ساتھ آمد کی خبر دے کر مرعوب کرنے کی کوشش کی لیکن صحابہؓ نے فرمایا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ...... ''ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے''۔اللہ نے اِس ایمان اور پامردی پر صحابہؓ کو عظیم اجر و ثواب کی نوید سنائی اور اُن مشرکین کے لیے جنھوں نے دنیا کے گھٹیا اور عارضی مفادات کے عوض ایمان کے بجائے کفر کو اختیار کیا، بہت بڑے، دردناک اور ذلت والے عذاب کی وعید بیان فرمائی۔

آیت ۱۷۹

آزمائش مومن اور منافق کو جدا کر دیتی ہے

اِس آیت میں فرمایا کہ اللہ کی سنت ہے کہ وہ ایمان کا دعویٰ کرنے والوں کو آزماتا ہے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون سچا مومن ہے اور کون ایمان کا محض زبانی دعویٰ کر رہا ہے۔اللہ بذاتِ خود تو ہر انسان کی باطنی کیفیات سے واقف ہے۔یہ غیب کے معاملات ہیں جو اللہ جانتا ہے یا اِس میں سے کچھ سے اپنے رسولوں کو آگاہ فرما دیتا ہے۔عام لوگوں پر انسانوں کی باطنی کیفیات ظاہر ہوتی ہیں آزمائشوں کے دوران اُن کے رویّوں سے۔اللہ ہمیں ایمان کی دولت عطا فرمائے اور اگر کوئی آزمائش آجائے تو اِس ایمان پر ثابت قدمی کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

آیت ۱۸۰

بخل روزِ قیامت گلے کا طوق ہوگا

اِس آیت میں وعید سنائی گئی کہ بخل کرنا انسان کے حق میں خیر نہیں بلکہ شر ہے۔ روزِ قیامت بچا بچا کر رکھا ہوا مال طوق کی صورت میں سامنے آئے گا اور اِس طوق سے انسان کو جکڑ دیا جائے گا۔ اللہ ہمیں اپنی راہ میں مال لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۸۱ تا ۱۸۴

یہود کی گستاخیاں اور جھوٹ

اِن آیات میں یہود کی شرارتوں کا بیان ہے۔ اُنہوں نے اللہ کی شان میں یہ گستاخی کی کہ اللہ اپنی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے گویا اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں (معاذ اللہ)۔ اللہ نے فرمایا کہ اُن کی یہ گستاخی نوٹ کر لی گئی ہے اور سابقہ جرائم بھی۔ اُنہیں اِن جرائم کی بھرپور سزا مل کر رہے گی۔ نبی ﷺ پر ایمان لانے کے حوالے سے یہود نے یہ جھوٹ تراشا کہ اللہ نے ہمیں پابند کر دیا ہے کہ صرف اُس نبی کو مانیں جن کی پیش کردہ قربانی کو آسمان سے آکر آگ چٹ کر جائے۔ فرمایا کہ اِس سے پہلے رسول آئے تھے واضح نشانیوں کے ساتھ اور اِن کے بیان کردہ معاملہ کے ساتھ لیکن اِنہوں نے اُن کو جھٹلایا اور کئی انبیاء کو شہید کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ یہود کی مخالفت سے دلگیر نہ ہوں، یہ اِن کی قدیم روش ہے۔

آیت ۱۸۵

اصل کامیابی جہنم سے نجات ہے

اِس آیت میں ایک یقینی حقیقت کا ذکر کیا گیا کہ ہر جان کو موت کا مزا چکھنا ہے۔ دنیا، دارالعمل ہے اور دارالجزاء آخرت ہے۔ اُس روز جو خوش نصیب جہنم سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ اصل کامیابی کو پا گیا۔ یہ دنیا کی رعنائیاں دھوکہ کا سامان ہیں۔ اِن کے فریب میں آکر انسانوں کی اکثریت آخرت کی تیاری سے غفلت کا شکار ہو جاتی ہے۔ بقولِ اقبال :

کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا

فریبِ سود وزیاں، لا الٰہ اِلاّ اللہ

آیت ۱۸۶

اللہ کی راہ میں تکلیف دہ اُمور آتے ہی رہیں گے

اِس آیت میں واضح کیا گیا کہ اللہ کی راہ کانٹوں سے بھری گزرگاہ ہے۔ یہاں بار بار آزمائشیں آئیں گی اور مال وجان کی قربانی دے کر اپنے مخلص ہونے کا ثبوت دینا پڑے گا۔ پھر مشرکین اور اہلِ کتاب سے اذیت ناک طنزیہ باتیں سننا پڑیں گی۔ ایسے میں جو اہلِ ایمان صبر اور تقویٰ کی روش پر قائم رہے تو یہ بڑے ہی ہمت اور ثبات کے مظاہر میں سے ہے۔

آیت ۱۸۷

اہلِ کتاب کی اللہ کی کتاب کے ساتھ بے وفائی

اِس آیت میں ذکر کیا گیا کہ اللہ نے اہلِ کتاب سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ اللہ کی کتاب کی تعلیمات لوگوں تک پہنچائیں گے اور اُن تعلیمات میں سے کچھ بھی نہیں چھپائیں گے۔ اُنہوں نے بدعہدی کی، اللہ کی کتاب کو پسِ پشت ڈال دیا اور اپنے اوقات، اللہ کی کتاب کے بجائے دنیا داری میں لگا کر گویا دنیا کے حقیر سے مفادات کے تحت اللہ کی کتاب کا سودا کرلیا۔ پس برا سودا ہے جو اُنہوں نے کیا۔ بدقسمتی سے آج یہی جرم اُمتِ مسلمہ قرآن کے ساتھ کر رہی ہے۔ اللہ ہمیں اپنے روّیہ کی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۸۸ تا ۱۸۹

تعریف وتحسین کی خواہش عذاب سے دوچار کردے گی

آیت ۱۸۸ میں ایسے لوگوں کو وعید سنائی گئی جو اپنی کاوشوں پر اتراتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ایسے کاموں پر بھی اُن کی تحسین کی جائے جو اُنہوں نے کیے ہی نہیں۔ یہ روش انتہائی خطرناک ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے اللہ کے ہاں دردناک عذاب ہے۔ آیت ۱۸۹ میں فرمایا گیا کہ

آسمانوں اور زمین کا کل اختیار اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ گویا انسان کی خیر اِسی میں ہے کہ خود کو اللہ کی مرضی کے تابع کر دے۔

آیت ۱۹۰

کائنات کی تخلیق پر غور اللہ کی معرفت کے حصول کا ذریعہ

اِس آیت میں اللہ کی معرفت کے حصول کا ایک ذریعہ آسمان وزمین کی تخلیق اور رات اور دن کے الٹ پھیر پر غور وفکر کو قرار دیا گیا۔ اتنی بڑی کائنات کی تخلیق اور اِس کا ایک طے شدہ ضابطہ کے ساتھ مسلسل کام کرنا اِس بات کی دلیل ہے کہ کوئی ہستی ہے اِس کی بنانے والی اور پھر اِسے چلانے والی :

حق میری دسترس سے باہر ہے
حق کے آثار دیکھتا ہوں میں

آیات ۱۹۱ تا ۱۹۲

سلوکِ قرآنی - ذکر وفکر

اِن آیات میں رہنمائی دی گئی کہ آیاتِ آفاقی پر غور وفکر کر کے معرفتِ ربّانی حاصل کرنے والے خردمند اب اللہ کو یاد رکھتے ہوئے اُس کی تخلیق پر مزید غور کرتے ہیں اور بالآخر اِس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ کائنات میں ہر شے بامقصد ہے :

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

ہر شے اللہ کی اطاعت کر رہی ہے اور ہمیں بھی کرنی چاہیے۔ ہمارا ضمیر ہمیں اِسی مقصد کی یاد دلاتا ہے۔ ہمارے باطن میں ضمیر کی آواز بھی بے مقصد نہیں۔ برائی پر اِس کی ڈانٹ اور نیکی پر تحسین مکافاتِ عمل کی دلیل ہے۔ دنیا میں برائی کا برا اور نیکی کا اچھا نتیجہ نہیں نکلتا۔ نتائج کسی اور جہان میں ظاہر ہوں گے۔ جن لوگوں نے کائنات کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ضمیر کی آواز پر

لبیک کہہ کر نیکی کی وہ سرخرو ہوں گے۔ جنہوں نے اِس کے برعکس روش اختیار کی وہ اپنے اصل مقصد سے ہٹ گئے۔ بے مقصد شے کوڑا کرکٹ ہے اور آگ میں جلائے جانے کے ہی لائق ہے۔ لٰہذا خردمند اللہ سے دعا کرتے ہیں :

فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿﴾ رَبَّنَآ اِنَّکَ مَنۡ تُدۡخِلِ النَّارَ فَقَدۡ اَخۡزَیۡتَهٗ ؕ

وَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿﴾

"پس (اے اللہ) تو ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔ اے ہمارے رب جس کو تو نے داخل کر دیا آگ میں، اُس کو تو تو نے رسوا کر دیا اور ظالموں کے لیے کوئی مددگار نہیں ہے"۔

گویا ذکر و فکر سے خردمند توحید سے آغاز کرتے ہوئے ایمان بالآخرۃ تک سفر کر لیتے ہیں۔ یہ ذکر و فکر ہی سلوکِ قرآنی ہے جس سے انسان معرفت کے خزانوں تک پہنچتا ہے۔ بقولِ اقبال:

جز بہ قرآں ضیغمی روباہی است
فقرِ قرآں اصلِ شاہنشاہی است
فقرِ قرآں؟ اختلاطِ ذکر و فکر
فکر را کامل نہ دیدم جز بہ ذکر

آیات ۱۹۳ تا ۱۹۴

تکمیلِ ایمان اور ایمان افروز دُعائیں

اِن آیات میں ایمان بالرسالت کا ذکر ہے۔ غور و فکر کے ذریعہ توحید اور آخرت پر ایمان لانے والوں کے سامنے جیسے ہی کسی نبی کی دعوتِ ایمان آتی ہے وہ ابوبکر صدیقؓ کی طرح لپک کر اُسے قبول کرتے ہیں۔ اِس لیے کہ :

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اُس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ ہی میرے دل میں ہے

اب یہ بندے اللہ تعالیٰ کے سامنے دستِ سوال دراز کر کے عرض کرتے ہیں کہ :

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾

''اے رب ہمارے پس تو بخش دے ہمارے گناہ اور دور کردے ہم سے ہماری خطائیں اور ہمیں وفات دے نیکوکاروں کے ساتھ۔اے رب ہمارے تو ہمیں (وہ سب کچھ) عطا فرما کہ جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے اپنے رسولوں کے ذریعے سے اور روزِ قیامت ہمیں رسوا نہ کرنا بیشک تو وعدے کے خلاف کرنے والا نہیں ہے''۔

یعنی تیرا نبیوں کے ذریعہ کیا گیا وعدہ سچا ہے، ہمیں اِس وعدہ کا مصداق بنادے۔آمین!

آیت ۱۹۵

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر

اِس آیت میں اللہ نے مومنوں کی دعاؤں کی قبولیت کی بشارت دی۔مزید فرمایا کہ عمل کرنے والا مرد ہو یا عورت دونوں کو اِس کا بدلہ مل کر رہے گا۔گویا عمل کے میدان میں مرد اور عورت کے لیے آگے بڑھنے کے یکساں مواقع ہیں (صرف خاندان میں بیوی کو شوہر کے تابع کیا گیا ہے۔النساء:۳۴)۔اللہ کو خاص طور پر اُن لوگوں کا عمل محبوب ہے جنہوں نے اللہ کی خاطر ہجرت کی، اللہ کی راہ میں تکالیف برداشت کیں، دشمنانِ حق سے جنگ کی اور جامِ شہادت نوش کیے۔اللہ اُن کی خطائیں معاف فرمائے گا اور اپنے خاص بدلہ کے طور پر جنت کی نعمتوں سے شادکام فرمائے گا۔

آیات ۱۹۶ تا ۱۹۸

کافروں کی سرگرمیوں کا اثر نہ لو

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ اور اُن کے توسط سے اہلِ ایمان کو ہدایت دی گئی کہ کافروں کی سرگرمیوں اور بھاگ دوڑ سے مرعوب نہ ہو۔یہ وقتی ابھار ہے اور اُن کے لیے محض ''چار دن کی چاندنی'' ہے۔عنقریب اُن کی ''اندھیری رات'' آنے والی ہے اور وہ ہمیشہ ہمیش جہنم کی آگ

میں جلتے رہیں گے۔ اِس کے برعکس اہلِ ایمان کی مشکلات وقتی ہیں۔عنقریب اُنہیں جنت کی ابدی نعمتیں حاصل ہوں گی جن کا درجہ بھی ابتدائی ضیافت کا ہوگا۔اصل نعمت وہ ملے گی جسے صرف اللہ ہی جانتا ہے۔

آیت ۱۹۹

اہلِ کتاب میں بھی صالحین ہیں

اِس آیت میں بشارت دی گئی کہ اہلِ کتاب میں بھی ایسے صالحین ہیں جو اللہ، اُس کے آخری رسول ﷺ اور قرآنِ حکیم پر ایمان لائیں گے۔وہ دنیا کے وقتی مفادات کے عوض اللہ کے کلام کا سودا نہیں کریں گے۔ایسے سعادت مندوں کا اجر اللہ کے ہاں محفوظ ہے۔

آیت ۲۰۰

فلاحِ اخروی کے لیے چار ہدایات

سورۂ آلِ عمران کی اِس آخری آیت میں اہلِ ایمان کو فلاحِ اُخروی کے حصول کے لیے چار ہدایات دی گئیں :

i- اللہ کی راہ میں استقامت کے ساتھ ڈٹے رہو۔

ii- صبرواستقامت میں کفار سے بازی لے جاؤ۔

iii- آپس میں مربوط رہو اور نظم کی پابندی کرتے رہو۔

iv- اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہو۔

اللہ ہمیں اِن ہدایات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت میں فوز وفلاح کی نعمت مرحمت فرمائے۔آمین!

سورۃ النساء

قرآنِ کریم کو زینت دینے والی سورۂ مبارکہ

سورۂ نساء کی عظمت کے حوالے سے سنن دارمی میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

وَالنِّسَاءُ مُحَبِّرَۃٌ ...... ''اورسورہ ٔنساء قرآنِ حکیم کوسجاوٹ دینے والی ہے''۔

سورۂ مبارکہ کے مضامین کا تجزیہ :

آیات ۱-۴۳ اسلام کی معاشرتی ہدایات جن کا ہدف ہے معاشرہ کے ہر فرد کے مال، جان اور آبرو کا احترام اور تحفظ

آیات ۴۴-۵۷ یہود کے جرائم کا بیان

آیات ۵۸-۱۴۹ اہلِ ایمان سے خطاب۔منافقین کی تین کمزوریوں کی مذمت۔ یہ کمزوریاں ہیں: اطاعتِ رسول ﷺ سے گریز، ہجرت سے پہلوتہی اور اللہ کی راہ میں جنگ سے فرار۔

آیات ۱۵۰-۱۷۶ اہلِ کتاب کے جرائم اور اہلِ ایمان کے لیے ہدایات

آیت ۱

مساواتِ انسانی کی اساسات

اِس آیت میں تمام لوگوں کو اللہ کی نافرمانی سے بچنے کی دوبار تلقین کی گئی۔ یہ حقیقت بھی واضح کی گئی کہ تمام انسان برابر ہیں کیوں کہ سب کا خالق اللہ ہے اور سب کے والدین حضرت آدم اور اماں حوا سلامٌ علیھما ہیں۔نسل کی بنیاد پر کسی انسان کو دوسرے انسان پر فضیلت حاصل نہیں ہے۔ اِس آیت میں تقویٰ کا ایک مظہر یہ بھی بتایا گیا کہ رحمی رشتوں کا پورا ادب واحترام ملحوظ رکھا جائے۔

آیات ۲ تا ۱۰

خواتین اور یتیموں کے حقوق

ان آیات میں خواتین اور یتیموں کے حقوق کا بیان ہے۔

خواتین کے مندرجہ ذیل حقوق کا بیان ہوا :

i- ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں اُن کے درمیان عدل لازم ہے۔

ii- بیویوں کو اُن کے مہر خوشی خوشی ادا کرو۔

iii- وراثت کا مال تھوڑا ہو یا زیادہ، اُس میں جس طرح مردوں کا حصہ ہے اِسی طرح عورتوں کا بھی حصہ ہے۔

یتیموں کے درجِ ذیل حقوق بیان کیے گئے :

i- یتیموں کا مال مت کھاؤ۔

ii- یتیموں کے اچھے مال کو اپنے ردّی مال سے مت بدل لو۔

iii- اگر عدل نہ کرنے کا اندیشہ ہو تو یتیم لڑکیوں یا یتیموں کی ماؤں سے نکاح مت کرو۔

iv- یتیم کے مال کی حفاظت کرو جب تک کہ وہ سمجھدار نہ ہو جائیں۔

v- یتیم کے مال کی حفاظت کا معاوضہ نہ لو۔ البتہ اگر کوئی تنگدست ہو تو مناسب حد تک لے سکتا ہے۔

vi- جب یتیم سمجھدار ہو جائے تو گواہوں کی موجودگی میں اُس کا مال اُس کے حوالے کر دیا جائے۔

vii- یتیموں کا اِسی طرح خیال رکھو جیسے تم اپنے بچوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی تمنا کرو گے اُس صورت میں کہ اگر خدانخواستہ تمہارا انتقال ہو جائے اور وہ یتیم ہو جائیں۔

viii- یتیم کا مال کھانے والے درحقیقت اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور روزِ قیامت جہنم میں داخل ہوں گے۔

آیات ۱۱ تا ۱۲

احکاماتِ وراثت

اِن آیات میں اللہ نے وراثت کے اُصولی احکامات عطا فرمائے ہیں۔ وراثت میں اولاد، والدین، شوہر اور بیوی کے حصوں کا تناسب بیان کیا گیا۔ اِسی طرح اگر مرنے والے کے والدین یا اولاد نہ ہو تو ایسے شخص کو کلالہ کہا جائے گا۔ کلالہ کی وراثت اُس کے بہن بھائیوں میں تقسیم ہوگی۔ ماں شریک بہن بھائیوں کے حصہ کی وضاحت آیت ۱۲ میں کر دی گئی۔ وراثت

کے تفصیلی احکامات فقہ کی کتابوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

آیات ۱۳ تا ۱۴

حدوداللہ کی اہمیت

اِن آیات میں احکاماتِ خداوندی کو حدوداللہ قرار دیا گیا۔ جو بھی ان حدود کی پاسداری کرے گا وہ ہمیشہ ہمیش کی جنت کا حق دار ہوگا۔ اِس کے برعکس جو شخص ان حدود کو پامال کرے گا ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم کے ذلت آمیز عذاب سے دوچار ہوگا۔

آیات ۱۵ تا ۱۶

بدکاری کی سزا

اِن آیات میں کھلی بے حیائی کرنے والوں کے لیے سزاؤں کا ذکر ہے۔ اگر مسلمان عورت کسی غیر مسلم سے بدکاری کی مرتکب ہو اور چار مرد اِس جرم کے گواہ ہوں تو اُسے تاحیات گھر میں قید کردیا جائے اِلّا یہ کہ شریعت میں اُس کے لیے کوئی اور حکم آجائے (بعدازاں سورۂ نور میں زنا کی سزا بیان کردی گئی اور یہ حکم منسوخ ہوگیا)۔ اِسی طرح مسلمان مرد اور عورت باہم بدکاری کریں یا دونوں مسلمان باہم ہم جنس پرستی کا جرم کریں تو اُن کو بھی تکلیف دہ سزا دو یہاں تک کہ وہ توبہ کرلیں۔

آیات ۱۷ تا ۱۸

توبہ کا بیان

آیت ۱۷ میں فرمایا گیا کہ اگر کوئی انسان نادانی میں گناہ کرے اور پھر فوری طور پر سچی توبہ کرے تو اللہ ضرور اُس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ سچی توبہ کی شرائط حسبِ ذیل ہیں:

i- گناہ پر حقیقی ندامت اور افسوس ہو۔

ii- آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کیا جائے۔

iii- گناہ کو عملاً ترک کردیا جائے۔

iv- کسی بندے کے ساتھ زیادتی کی صورت میں اُس کا حق لوٹایا جائے یا اُس سے معاف

کرایا جائے۔

آیت ۱۸ میں فرمایا کہ ایسے شخص کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی جو عین موت کے وقت توبہ کرے یا مرے اِس حال میں کہ وہ کافر ہو۔

آیات ۱۹ تا ۲۱

خواتین کے حقوق

اِن آیات میں خواتین کے مندرجہ ذیل حقوق بیان کیے گئے :

i- کسی عورت کو اُس کی مرضی کے بغیر زبردستی گھر میں قید نہ کیا جائے۔ اِس کی کئی صورتیں ہیں۔ سوتیلی ماں کو گھر سے جانے نہ دینا تاکہ اُسے ملنے والا وراثت کا مال گھر سے نکل نہ جائے۔ بہن یا بیٹی کا نکاح نہ کرنا تاکہ اُس کی ملکیت کا مال گھر سے نہ نکل جائے۔ بیوی کو اُس کی علیحدگی کی خواہش کے باوجود طلاق نہ دینا کیونکہ وہ اپنی ملکیت کا مال لے کر چلی جائے گی۔ کسی خاتون سے زبردستی نکاح کر لینا تاکہ اُس کے مال پر قبضہ کر لیا جائے وغیرہ۔

ii- کوئی عورت کھلی بے حیائی کا ارتکاب کرے تو پھر اُسے زبردستی گھر میں محصور کیا جاسکتا ہے یا شوہر ایسی عورت سے دیا ہوا مال لے سکتا ہے۔ حدِ زنا آنے کے بعد یہ حکم بھی منسوخ ہوگیا۔

iii- بیویوں سے حسنِ سلوک کیا جائے۔ اگر وہ آج تمہیں ناپسند ہیں تو ممکن ہے کہ کل اُن کا کوئی خیر ظاہر ہو جائے۔

iv- اگر بیوی کو طلاق دی جا رہی ہو تو جو بھی مہر یا تحائف اُسے دیئے ہیں اُن میں سے کوئی شے اُس سے واپس نہ لی جائے۔

آیات ۲۲ تا ۲۵

کن خواتین سے نکاح حرام ہے

آیت ۲۲ میں فرمایا کہ سوتیلی ماں سے نکاح مت کرو۔ یہ بہت بڑی بے حیائی اور اللہ کو ناراض کرنے والا عمل ہے۔ آیت ۲۳ اور ۲۴ میں بارہ ابدی محرم خواتین (جن سے کبھی بھی نکاح نہیں

ہوسکتا) اور دو عارضی محرم خواتین (جن سے وقتی طور پر نکاح نہیں ہوسکتا) کی فہرست دی گئی ہے۔ ابدی محرم خواتین میں ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، رضاعی ماں، رضاعی بہن، خوشدامن، سوتیلی بیٹی (جس کی والدہ سے تعلق قائم کیا جاچکا ہو) اور بہو شامل ہیں۔

دو عارضی محرم خواتین حسبِ ذیل ہیں:

i- بیوی کی بہن۔ دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا حرام ہے۔ اگر ایک خاتون کو طلاق دے دی جائے یا اُس کا انتقال ہوجائے تو پھر اُس کی بہن سے نکاح ہوسکتا ہے (حدیثِ نبوی ﷺ میں بیوی کی بہن کے علاوہ اُس کی پھوپھی، بھتیجی، خالہ اور بھانجی سے بھی نکاح کی ممانعت آئی ہے۔)

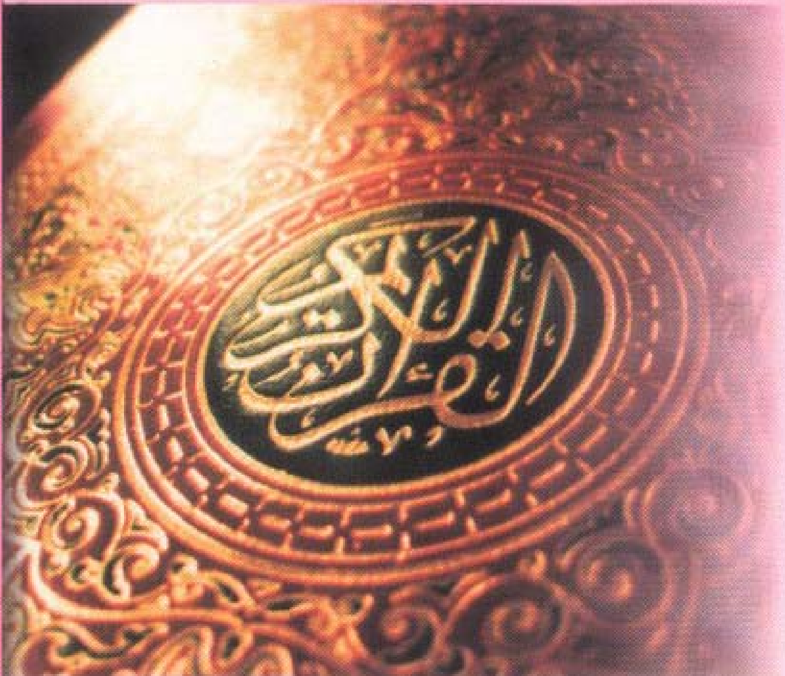
ii- منکوحہ خاتون۔ اگر منکوحہ خاتون کا شوہر فوت ہوجائے یا اُسے طلاق دے دے تو عدت کے بعد اُس خاتون سے نکاح کیا جاسکتا ہے۔

آیت ۲۴ میں مزید فرمایا کہ اِن محرمات کے علاوہ دیگر خواتین سے نکاح ہوسکتا ہے بشرطیکہ اُنہیں طے شدہ مہر ادا کیا جائے اور ارادہ گھر بسانے کا ہو نہ کہ محض وقتی لذت لینے کا۔ اگر بیوی طے شدہ مہر میں سے کچھ چھوڑ دے تو کوئی حرج نہیں۔

آیت ۲۵ میں فرمایا کہ اگر آزاد مسلمان عورت سے نکاح کی حیثیت نہ ہو تو کسی مسلمان کنیز سے اُس کے مالک کی اجازت سے نکاح کرلیا جائے۔ کنیز سے نکاح میں مالی بار کم پڑتا تھا کیونکہ اُس کا مہر کم مقرر ہوتا تھا اور اُس کا خرچ مالک برداشت کرتا تھا۔ البتہ نکاح کے بعد کنیز، مالک کی خدمت تو کرسکتی ہے لیکن اُس کا جنسی تعلق صرف شوہر کے ساتھ ہوگا۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ صبر ہی کیا جائے اور کنیز سے نکاح نہ کیا جائے۔

خلاصۂ مضامینِ

قرآنِ حکیم



پانچواں پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

خلاصۂ مضامینِ قرآن

پانچواں پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ﴿﴾ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴿﴾

یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُبَیِّنَ لَکُمْ وَیَھْدِیَکُمْ سُنَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَیَتُوْبَ عَلَیْکُمْ ط

وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ﴿﴾ (النساء:۲۶)

آیات ۲۶ تا ۲۸

شریعت اللہ کی رحمت کا مظہر

اِن آیات میں اللہ کی رحمت کے دو مظاہر بیان کیے گئے۔ایک یہ کہ اُس نے ایسی شریعت عطا فرمائی جس پر عمل سے معاشرہ کے ہر فرد کے مال، جان اور آبرو کو تحفظ حاصل ہوتا ہے۔دوسرا یہ کہ اللہ نے ماضی کے واقعات کے بیان سے انسان کو اعتدال کی راہ پر چلنے کی روش اور اُس کے اچھے انجام سے آگاہ فرمایا۔شریعت کے مقابلہ میں جو لوگ خواہشاتِ نفس کی پیروی کرتے ہیں وہ انسانوں کو شریعت سے دور ایسے راستہ کی طرف لے جانا چاہتے ہیں جس میں وقتی لذت تو ہے لیکن اُس سے دنیا کا امن بھی برباد ہوتا ہے اور آخرت میں بھی دردناک عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔شریعت پر عمل کی صورت میں انسان کو ایسی سہولت حاصل ہوتی ہے جو گمراہ کن عقائد، بے جا رسومات اور لغویات کے بوجھ سے انسان کو آزاد کرا دیتی ہے۔

آیات ۲۹ تا ۳۰

مال اور جان کی حرمت

اِن آیات میں مال اور جان کی حرمت کا ذکر ہے۔فرمایا کہ کسی کا مال ناحق طور پر نہ کھاؤ اور نہ ہی ناحق کسی کی جان لو۔جس نے ظلم و زیادتی سے یہ جرائم کیے اللہ اُسے جہنم میں داخل کر کے رہے گا اور ایسا کرنا اللہ کے لیے کچھ مشکل نہیں۔

آیت ۳۱

بڑے گناہوں سے بچو' چھوٹے گناہ معاف کر دیے جائیں گے

یہ آیت اللہ کی طرف سے بہت بڑی بشارت لیے ہوئے ہے۔ اِس آیت میں خوشخبری دی گئی کہ انسان اگر بڑے بڑے گناہوں سے بچے گا تو اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے گناہ خود ہی معاف فرمادے گا اور بڑے عزت والے مقام میں داخل فرمائے گا۔ مروجہ خانقاہی نظام یا محدود مذہبی تصور کے تحت انسان نوافل پر توجہ دیتا ہے لیکن فرائض سے غفلت برت رہا ہوتا ہے۔ عام برائیوں سے بچتا ہے لیکن حرام میں ملوث ہو جاتا ہے۔ کماتا حرام سے ہے لیکن کھاتا سنت طریقہ سے ہے۔ گویا مچھر چھانتا ہے اور پورے پورے اونٹ نگل جاتا ہے۔ قرآنِ کریم کئی بار بشارت دیتا ہے کہ فرائض پورے کرو' حرام سے بچو' چھوٹی خطائیں خود بخود معاف کر دی جائیں گی۔

آیت ۳۲

حسد مت کرو

اِس آیت میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ اللہ نے کسی کو ایک اعتبار سے فضیلت دی ہے اور دوسرے کو دوسرے اعتبار سے۔ کسی کی خوبی دیکھ کر حسد نہیں کرنا چاہیے۔ البتہ اللہ سے ہر خیر و خوبی کا سوال کرنا چاہیے۔ قیامت کے روز نتیجہ نکلے گا انسان کے عمل کے اعتبار سے۔ وہاں مرد یا عورت سے اُن کی جنس کے اعتبار سے کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا۔ جو زیادہ نیکیاں کرے گا وہی اونچا مقام حاصل کرے گا۔

آیت ۳۳

حق دار کو حق دو

اِس آیت میں ایک بار پھر وراثت کے احکامات پر عمل کرنے اور ہر وارث کو اُس کا طے شدہ حق ادا کرنے کی تلقین ہے۔ ورثاء کے علاوہ اگر کسی سے کوئی عہد کیا ہے تو اُسے بھی پورا کرنے کا حکم ہے۔

آیات ۳۴ تا ۳۵

نیک بیوی اپنے شوہر کی تابعدار ہوتی ہے

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ شوہر کو بیوی پر ایک درجہ فضیلت دے کر گھر کا سربراہ بنایا گیا ہے کیونکہ کہ اُس کی ذمہ داری ہے خاندان کے تمام اخراجات برداشت کرنا۔ نیک بیویاں اپنے شوہروں کی تابعدار ہوتی ہیں اور اللہ کی حفاظت کے سہارے شوہر کے مال، اولاد، بستر، راز اور آبرو کی حفاظت کرتی ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا گیا عورتوں میں کون سی عورت اچھی ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو اپنے شوہر کو خوش کرے جب بھی وہ اِس کی طرف دیکھے اور اُس کا کہنا مانے جب بھی وہ کوئی حکم دے (جو خلافِ شرع نہ ہو) اور اپنی جان اور مال سے ایسا کام نہ کرے جو شوہر کو برا لگے''۔ (نسائی)

البتہ اگر کوئی بیوی شوہر کی اطاعت نہ کرے تو اُسے سمجھاؤ۔ نہ سمجھے تو بستر سے علیحدہ کر دو۔ پھر بھی اصلاح نہ ہو تو ہلکی سی سرزنش کرو۔ اگر اب بھی بات نہ بنے تو شوہر اور بیوی دونوں کے خاندانوں سے ایک ایک حکم چن لیا جائے۔ یہ دونوں حکم صلح کرانے کی کوشش کریں۔ اگر نیت صاف ہوگی تو اللہ موافقت کی صورت پیدا فرما دے گا۔

آیات ۲۶ تا ۲۸

اسلام کی معاشرتی تعلیمات کا خلاصہ

سورۃ البقرۃ آیت ۸۳ کے بعد اب اِن آیات میں دوسری بار اسلام کی معاشرتی تعلیمات کا خلاصہ بیان کیا جا رہا ہے۔ اِن تعلیمات کے مطابق :

i- عبادت یعنی بندگی صرف اللہ کی کرو۔

ii- والدین، قرابت داروں، یتیموں، محتاجوں، پڑوسیوں، ساتھ بیٹھنے والوں، مسافروں، کنیزوں اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

iii- اللہ ایسے لوگوں کو پسند نہیں فرماتا جو خود کو کچھ سمجھتے ہیں اور اپنی بڑائیاں کرتے ہیں۔

iv- کنجوسی مت کرو۔ اللہ کی دی ہوئی نعمتیں انسان کے رہن سہن میں محسوس ہونی چاہئیں۔

v- انسان کا عمل اللہ کی رضا اور آخرت کے اجر کے لیے ہونا چاہیے۔ دکھاوا اِس بات کا مظہر ہے کہ انسان اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتا اور دنیا والوں ہی سے عمل کی تحسین کا طلب گار ہے۔

اللہ کی شانِ رحمت کا مظہر ہے کہ اُس نے دنیا میں نیکی کی تعلیمات عطا فرمائیں اور روزِ قیامت نہ صرف نیکی کا اجر دے گا بلکہ اپنی طرف سے مزید انعامات سے بھی نوازے گا۔

آیات ۴۱ تا ۴۲

اللہ کے رسول ﷺ کی اپنی امت کے خلاف گواہی

اِن آیات میں لرزا دینے والا مضمون بیان ہوا ہے۔ روزِ قیامت ہر امت پر اُس کے رسول بطور گواہ لائے جائیں گے اور نبی کریم ﷺ کو اپنی امت کے خلاف گواہ کے طور پر لایا جائے گا۔ آپ ﷺ گواہی دیں گے کہ اے اللہ میں نے اِن تک آپ کا دین پہنچا دیا تھا۔ اب اِن کی ذمہ داری ہے کہ عمل کیا یا نہیں؟ آپ ﷺ کو اپنی امت سے انتہائی محبت تھی لہٰذا ایک بار جب یہ آیت آپ ﷺ کے سامنے تلاوت کی گئی تو آپ ﷺ کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں۔ آیت ۴۲ میں فرمایا کہ جن لوگوں نے اللہ کے رسول ﷺ کی رسالت کا انکار کیا یا آپ ﷺ کی نافرمانی کی، روزِ قیامت احساسِ ندامت سے وہ چاہیں گے کہ زمین اُن کے برابر کر دی جائے اور وہ اُس میں دفن ہو جائیں لیکن اُنہیں اپنے کیے کا وبال چکھنا ہوگا۔

آیت ۴۳

شراب کی حرمت کے حوالے سے دوسرا حکم

سورۃ البقرۃ آیت ۲۱۹ میں یہ مضمون آیا تھا کہ شراب میں گناہ بھی ہے اور فائدہ بھی۔ گناہ زیادہ ہے اور فائدہ کم۔ اب اِس آیت میں فرمایا کہ جب شراب نوشی کی وجہ سے تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب مت جاؤ۔ نماز اُس وقت پڑھو جبکہ تم پورے ہوش و حواس میں ہو اور جانتے ہو کہ تم نماز میں کیا پڑھ رہے ہو؟ اِس آیت میں مزید حکم دیا گیا کہ ناپاکی کی حالت میں نماز

پڑھنا یا مسجد میں جانا منع ہے۔ اگر پانی دستیاب نہ ہو تو وضو اور غسل کے قائم مقام کے طور پر پاک مٹی سے تیمّم کر لو۔ تیمّم کے دو ارکان ہیں یعنی چہرے اور ہاتھوں کا پاک مٹی سے مسح کرنا۔

آیات ۴۴ تا ۴۷

یہود کی گھٹیا حرکات

اِن آیات میں یہود کی چند گھٹیا حرکات کا بیان ہے۔ وہ جان بوجھ کر ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی کے طلب گار ہوئے اور اللہ کے رسول ﷺ کی شان میں نازیبا کلمات کہنے کا جرم کرتے رہے۔ سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا (ہم نے سنا اور مان لیا) کے بجائے سَمِعۡنَا وَعَصَیۡنَا (ہم نے سنا اور نہیں مانا)، اُنۡظُرۡنَا (ہم پر نظرِ عنایت کیجئے) کے بجائے رَاعِیۡنَا (ہمارے چرواہے) اور وَاسۡمَعۡ (اور سنئے) کے ساتھ غَیۡرَ مُسۡمَعٍ (نہ سننے والے ہوتے ہوئے) کہہ کر اپنے باطن کی خباثت کا اظہار کرتے تھے۔ یہود کو خبردار کیا گیا کہ تمہاری خیر اسی میں ہے کہ قرآنِ مجید پر ایمان لے آؤ قبل اِس کے کہ ہم تمہاری صورتیں مسخ کر کے اُن کا رخ پھیر دیں یا تم پر اِس طرح لعنت کریں جیسے اُن لوگوں پر لعنت کی تھی جنہوں نے سبت کے قانون کی خلاف ورزی کی تھی۔

(سبت والوں کی داستان سورہ اعراف کی آیات ۱۶۳ تا ۱۶۶ میں بیان کی گئی ہے۔)

آیت ۴۸

شرک ناقابلِ معافی جرم ہے

اِس آیت میں وعید سنائی گئی کہ اللہ شرک کے جرم کو معاف نہیں فرمائے گا۔ اِس کے علاوہ جس گناہ کو چاہے گا معاف فرما دے گا۔ اللہ اپنی ذات، صفات اور حقوق کے اعتبار سے یکتا ہے۔ اُس کے ساتھ کسی کو برابر کر دینا بہت بڑا ظلم ہے جس کی بغیر توبہ کے معافی ناممکن ہے۔ ضروری ہے کہ شرک کی حقیقت اور اِس کی اقسام کو سمجھا جائے تاکہ اِس گناہ سے بچنے کی کوشش کی جا سکے۔ اِس حوالے سے ''حقیقت واقسامِ شرک'' کے موضوع پر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے بیان کی سماعت یا تحریر کا مطالعہ مفید رہے گا۔

آیات ۴۹ تا ۵۵

یہود کے مذید جرائم

اِن آیات میں یہود کے مذید جرائم کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ وہ اپنی پاکیز گی کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں، اللہ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتے ہیں، مسلمانوں کے مقابلہ میں مشرکین کے عقائد کو برحق قرار دیتے ہیں اور مسلمانوں پر ہونے والی نعمتوں پر حسد کرتے ہیں۔ اللہ نے یہود کو یاددہانی کرائی کہ جس طرح تم حضرت ابراہیمؑ کی آل میں سے ہو، اِسی طرح حضرت محمد ﷺ بھی اُن ہی کی آل میں سے ہیں۔ لہٰذا اللہ نے آلِ ابراہیمؑ میں سے پہلے تم پر نعمتیں نازل فرمائیں اور اب بھی آلِ ابراہیمؑ ہی میں سے حضرت محمد ﷺ اور اُن کے ساتھیوں پر عنایات ہورہی ہیں۔ البتہ آلِ ابراہیمؑ میں سے جو لوگ اللہ کی نعمتوں کی قدر کریں گے اللہ اُنہیں اپنے فضل سے نوازے گا اور جو ناشکری کریں گے وہ جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

آیت ۵۶

جہنم میں جلی ہوئی کھال کو نئی کھال سے بدل دیا جائے گا

یہ آیت جہنم کے عذاب کے لرزا دینے والے بیان پر مشتمل ہے۔ اللہ کی آیات کا انکار کرنے والے جہنم میں اِس طرح جلیں گے کہ اُن کی جلی ہوئی کھال کو نئی کھال سے بدل دیا جائے گا تاکہ وہ مسلسل آگ کی سوزش کا عذاب چکھتے رہیں۔ **اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَامِنَ النَّارِ** (اے اللہ ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ فرما۔) آمین!

آیت ۵۷

اہلِ جنت کے لیے دائمی نعمتیں اور گھنے سائے

اِس آیت میں فرمایا کہ اہلِ جنت ہمیشہ ہمیش باغات اور نہروں کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ وہاں اُن کے لیے پاکیزہ جوڑے ہوں گے اور اللہ انہیں گھنے سائے عطا فرمائے گا۔ اللہ ہم سب کو جنت کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۸ تا ۵۹

اسلام کے سیاسی اصول

اِن آیات میں اسلام کے سیاسی نظام کے چھ اصول بیان کیے گئے ہیں :

i- ریاست میں تمام مناصب ایک اجتماعی امانت ہیں اور وہ اہل افراد کے حوالے کیے جائیں۔عوام خلافت کے منصب کے لیے اہل فرد کے حق میں رائے دیں اور خلیفہ ماتحت مناصب پر اہل افراد کا تقرر کرے۔

ii- کسی بھی منصب پر فائز فرد فیصلے عدل کے ساتھ کرے۔

iii- ریاست اِس بات کی پابند ہوگی کہ ہر سطح پر اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کی جائے۔اِسی طرح ریاست کا نظم ہوگا کہ اولوالامر یعنی صاحبانِ اختیار کی بھی اطاعت کی جائے۔البتہ صاحبانِ اختیار کی اطاعت میں ایک استثناء ہے جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

iv- آیت ۵۸ میں اَطِیۡعُوۡا (اطاعت کرو) کے الفاظ اللہ کے ساتھ آئے ہیں اور رسول ﷺ کے ساتھ آئے ہیں لیکن اولوالامر کے ساتھ نہیں آئے۔یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ مطلق اور غیر مشروط اطاعت صرف اللہ اور رسول ﷺ کی ہے۔اولوالامر کی اطاعت صرف اِس صورت میں ہے کہ یہ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے تابع ہو۔ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِی مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ (ابوداؤد)

''مخلوقات میں سے کسی کی اطاعت جائز نہیں اگر اِس سے خالق کی نافرمانی ہو''۔

v- اولوالامر سے اختلاف کی صورت میں قرآن وسنت سے رہنمائی کے حصول کا حکم دیا گیا ہے۔

vi- اُوۡلِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ کے الفاظ واضح کرتے ہیں کہ اولوالامر کا مسلمانوں میں سے ہونا لازم ہے۔

آیات ۶۰ تا ۶۳

اطاعتِ رسول ﷺ سے گریز منافقت کا مظہر ہے

اِن آیات میں منافقین کی اطاعتِ رسول سے گریز کی مجرمانہ روش بیان کی گئی ۔ وہ اپنے

تنازعات کے فیصلے اللہ کے رسول ﷺ سے کرانے کے بجائے یہود سے کراتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ یہود کی عدالتوں سے دے دلا کر من پسند فیصلے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ آؤ قرآن کی طرف اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف تو وہ اللہ کے رسول ﷺ کی طرف آنے سے صاف منع کر دیتے ہیں۔ البتہ جب کوئی مصیبت آتی ہے تو پھر اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آ کر اپنے مخلص ہونے کی یقین دہانیاں کراتے ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ اُن کے باطن میں کیا ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ کو وصیت کی گئی کہ اُنہیں زیادہ اہمیت نہ دیں اور اُنہیں فیصلہ کن انداز میں نصیحت کریں تاکہ یہ منافقانہ روش ترک کر کے کسی ایک طرف یکسو ہو جائیں۔ موجودہ دور میں انکارِ سنت کے فتنہ کی گمراہی بھی یہی ہے کہ وہ قرآن سے رہنمائی لینے کو تیار ہیں لیکن سنتِ رسول ﷺ کو حجت تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں۔

آیات ۶۴ تا ۶۸

اطاعتِ رسول ﷺ کی اہمیت

یہ آیات اطاعتِ رسول ﷺ کے موضوع پر انتہائی تاکیدی اسلوب رکھتی ہیں۔ فرمایا کہ ہم نے ہر رسول کو بھیجا ہی اِس لیے ہے کہ تاکہ اُس کی اطاعت کی جائے۔ اگر منافقین سے غلطی ہو گئی تھی تو اللہ سے معافی مانگتے، آپ ﷺ کے پاس آتے اور آپ ﷺ بھی اُن کے حق میں اللہ سے دعائے استغفار کرتے تو وہ ضرور اللہ کو بخشنے اور رحم کرنے والا پاتے۔ اِس کے بعد اللہ نے اپنی قسم کھا کر فرمایا کہ کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے نزاعی معاملہ میں آپ ﷺ سے فیصلہ نہ کرائے اور آپ ﷺ کے کیے ہوئے فیصلہ پر دل میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کرے۔ اِن آیات پر عمل کی اب یہ صورت ہے کہ باقاعدہ شرعی عدالتیں قائم ہوں اور ہم اپنے تمام تنازعات کا فیصلہ شریعت کی روشنی میں کرائیں۔ اِس کے بغیر ہمارا ایمان معتبر نہیں ہے۔

آیات ۶۹ تا ۷۰

اللہ کے انعام یافتہ بندے

اِن آیات میں بشارت دی گئی کہ جو کوئی اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا، اللہ

اُسے اپنے انعام یافتہ بندوں میں شامل فرمادے گا۔ اللہ کے انعام یافتہ بندے چار ہیں یعنی صالحین، شہداء، صدیقین اور انبیاء۔ اللہ کے راستہ پر چلنے والے نیک بندوں کا ابتدائی درجہ صالحین کا ہوتا ہے۔ اِن میں ایسے لوگ جن کے مزاج میں جوش اور حرکت ہو وہ دینِ حق کی تبلیغ اور غلبہ کے لیے سرگرمی سے محنت کرتے کرتے شہداء کا درجہ پا لیتے ہیں۔ اِسی طرح وہ لوگ جن کا مزاج غور وفکر کرنے والا ہوتا ہے' وہ اپنے من میں ڈوب کر زندگی کا سراغ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور زندگی اور کائنات کے حقائق پر غور کر کے معرفتِ حق کے حصول کی منزلیں طے کرتے ہیں۔ ایسے لوگ صدیقین کا مقام ومرتبہ پاتے ہیں۔ انبیاء کا درجہ سب سے بلند تھا۔ اللہ نے کبھی صدیقین میں سے کسی کو نبی کا مرتبہ عطا فرمایا اور کبھی شہداء میں سے۔

اللہ کے اِن انعام یافتہ بندوں کی رفاقت انتہائی عمدہ ہوگی اور یہ اللہ کے خاص انعام کے طور پر حاصل ہوگی۔ اللہ ہمیں اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کی توفیق اور پھر اپنے محبوب بندوں کی رفاقت نصیب فرمائے۔ آمین!

آیات ۷۱ تا ۷۶

اللہ کی راہ میں جنگ سے فرار منافقانہ طرزِ عمل ہے

غزوۂ اُحد میں مسلمانوں کی شکست سے کفار کے حوصلے بہت بڑھ گئے تھے۔ کئی قبیلے مسلمانوں کے خلاف جارحیت کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔ آپ ﷺ کو جیسے ہی ایسے کسی منصوبے کی اطلاع ملتی آپ صحابہ کرامؓ کو اِس منصوبہ کے خلاف کاروائی کے لیے نکلنے کا حکم دیتے۔ اِن آیات میں حکم دیا گیا کہ جب بھی اللہ کی راہ میں جنگ کا حکم ہو فوراً لبیک کہو۔ یہ منافقانہ طرزِ عمل ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلنے میں تاخیر کی جائے۔ اگلے دستے کو شکست ہو تو اپنے محفوظ رہنے کی خوشی منائی جائے اور اگر اُسے فتح ہو تو مالِ غنیمت سے محرومی کا غم منایا جائے۔ جو بھی اللہ کی رضا اور آخرت کے اجر کا طلب گار رہے' جان لے کہ اللہ کی راہ میں نکل کر ہی یہ رضا حاصل ہو سکتی ہے۔

اِس وقت مکہ میں کئی مسلمان مرد، خواتین اور بچے مشرکین کے ظلم وستم کا شکار ہیں۔ اُن کی مدد کے لیے اللہ کی راہ میں جنگ کرنا لازم ہے۔ کافر شیطان کی خاطر لڑ رہے ہیں اور مسلمان اللہ

کے لیے۔ مسلمان جمع خاطر رکھیں کہ شیطان کے لشکر آخر کار ناکام ہو کر رہیں گے۔

آیت ۷۷

صبرِ محض کا حکم

مکی دور میں نبی اکرم ﷺ کو وحی ِخفی کے ذریعہ حکم دیا گیا کہ مسلمان کفار کے طنز وتشدد کے جواب میں کسی ردِّعمل کا مظاہرہ نہ کریں۔ اپنے موقف پر ڈٹے رہیں اور برائی کا جواب اچھائی سے دیں تا کہ دشمن پر اِس اعلیٰ اخلاقی طرزِعمل کے اثرات ہوں۔ اب مدنی دور میں اِس آیت میں مذکورہ حکم کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ اِس سے یہ نکتہ بھی ظاہر ہوا کہ نبی اکرم ﷺ پر قرآن کے علاوہ بھی وحی نازل ہوتی تھی۔ لہٰذا قرآن کے ساتھ احادیثِ مبارکہ بھی حجت کا درجہ رکھتی ہیں۔ یہ ہے فتنہ ٔ انکارِ حدیث کی نفی۔

اِس آیت میں منافقین کی بزدلی کو بھی نمایاں کیا گیا۔ جب مدنی دور میں قتال فرض ہوا تو منافقین اِس سے گریز کرنے لگے۔ فرمایا کہ دنیا کی زندگی بہرحال مختصر ہے۔ موت تو بستر پر بھی آنی ہے۔ بہتر ہے آخرت کے عمدہ انجام کے حصول کے لیے اللہ کی راہ میں لڑ کر شہادت کے حصول کی کوشش کی جائے۔

آیات ۷۸ تا ۷۹

موت کا وقت طے شدہ ہے

اِن آیات میں فرمایا کہ انسان اپنی حفاظت کا کتنا ہی سامان کر لے' موت اپنے وقت پر آ کر رہے گی۔ منافقین موت سے ڈرتے ہیں اور قتال فی سبیل اللہ کی پکار پر لبیک نہیں کہتے۔ اِس بزدلی کی وجہ سے جب اُنہیں ذلت و رسوائی کا سامنا ہوتا ہے تو غصہ کا اظہار نبی اکرم ﷺ پر کرتے ہیں۔ ہر آفت کو معاذ اللہ نبی ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ فرمایا کہ نعمت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور آفات تمہارے گناہوں کی وجہ سے آتی ہیں۔ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول یعنی برگزیدہ ہستی ہیں اور کسی کی گستاخیاں اُن کی عظمت کو متاثر نہیں کر سکتیں۔

آیات ۸۰ تا ۸۱

رسول ﷺ کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے

اِن آیات میں یہ اہم حقیقت بیان کی گئی کہ اللہ کی اطاعت ہوتی ہے اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کے ذریعہ۔ اللہ کے تمام احکامات انسانوں تک رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ ہی پہنچے ہیں۔ جو آپ ﷺ کی اطاعت نہیں کرتا وہ دراصل اللہ کی بھی اطاعت نہیں کرتا۔ منافقین اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے تو اطاعت کرنے کا وعدہ کرتے ہیں لیکن بعد میں طرزِ عمل برعکس اختیار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی تمام باتوں اور حرکات کو محفوظ کر رہا ہے۔ عنقریب وہ اپنی اِس روش کا برا بدلہ پا کر رہیں گے۔

آیت ۸۲

منافقت کا علاج تدبرِ قرآن میں ہے

اِس آیت میں منافقین کو قرآنِ حکیم پر غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔ قرآن جتنا جتنا انسان کے اندر اترتا ہے، یہ انسان کے باطن کو ایمان سے منور کر دیتا ہے۔ اگر قرآن اللہ کا کلام نہ ہوتا تو ضرور اِس کے مضامین میں تضاد ہوتا۔ انسان کی سوچ میں تبدیلی اور ارتقاء ہوتا رہتا ہے۔ اِس ارتقاء اور سوچ کی تبدیلی کی وجہ سے اُس کی لکھی ہوئی تحریروں میں وقت کے ساتھ ساتھ تضاد سامنے آتا رہتا ہے۔ اللہ کا علم ہمیشہ سے علمِ کامل ہے، جس میں کسی ارتقاء کا تصور رکھنا کفر ہے۔ لہٰذا اللہ کا کلام جو نازل تو تقریباً ۲۳ برس میں ہوا ہے لیکن ہر قسم کے تضاد سے پاک ہے۔

آیات ۸۳ تا ۸۴

بغیر تحقیق کے خبر آگے نہ بڑھاؤ

اِن آیات میں منافقین کا افواہیں پھیلانے کا جرم بیان کیا گیا ہے۔ اُنہیں جو خبر ملتی ہے اُسے بلا تحقیق آگے پھیلانا شروع کر دیتے ہیں۔ مناسب ہوتا کہ ملنے والی خبر نبی اکرم ﷺ اور

صاحبانِ اختیار تک پہنچائی جاتی تاکہ وہ تحقیق کر کے اُس کی تصدیق یا تردید کرتے۔ جذباتی اسلوب اختیار کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ کوئی آپ ﷺ کا ساتھ دے یا نہ دے آپ ﷺ تو اللہ کی راہ میں جنگ کیجئے۔ یہ دراصل منافقین کی بزدلی پر اللہ کی طرف سے مذمت کا ایک اسلوب ہے۔ اہلِ ایمان کے جوشِ جہاد و قتال میں اِس اسلوب سے اور اضافہ ہوا۔

آیات ۸۵ تا ۸۷

اچھی دعوت صدقہ جاریہ اور بری دعوت گناہِ جاریہ ہے

اِن آیات میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ جو نیکی کی طرف بلائے گا اُسے نیکی کرنے والے کے برابر اجر ملے گا اور جو برائی کی طرف دعوت دے گا اُسے برائی کرنے واے کے برابر سزا ملے گی۔ اللہ ہمیں خیر کی دعوت عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۸ تا ۹۱

منافقین کا ہجرت سے گریز

نبی اکرم ﷺ کی مدینہ آمد کے بعد مختلف قبائل میں موجود تمام مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ ہجرت کر کے مدینہ آجائیں تاکہ مسلمانوں کی افرادی قوت میں اضافہ ہو۔ اپنا گھر، جائداد، کاروبار اور رشتہ دار چھوڑ کر نقلِ مقامی کرنا بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ منافقین ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ اِن آیات میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ جو مسلمان ہجرت کے لیے تیار نہ ہوں وہ منافق ہیں۔ اُن کا کوئی لحاظ نہ رکھو اور کافروں کی طرح اُن کے خلاف بھی جنگ کرو۔ البتہ اگر اِس طرح کے منافقین کا تعلق کسی ایسی قوم سے ہو جس سے تمہارا معاہدہ ہے تو پھر معاہدہ کا پاس کرو۔ اگر کوئی اُن میں سے کوئی خود ہی آکر مجبوری کا اظہار کرے اور امان طلب کرے تو اُسے امان دیدو اور پھر دی گئی امان کا خیال رکھو۔ البتہ اگر کوئی منافق امان لے کر اسلام دشمن سرگرمی میں ملوث ہو تو پھر موقع ملتے ہی اُسے بھرپور سزا دو۔

آیت ۹۲

قتلِ خطا کا کفارہ

اگر کوئی مسلمان غلطی سے کسی مسلمان کو قتل کر دے تو اُس کے کفارہ کی صورت یہ ہوگی :

i- ایک مسلمان غلام کو آزاد کرنا اور مقتول کے ورثاء کو خون بہاں ادا کرنا۔

ii- مقتول مسلمان ہو لیکن اُس کا تعلق کسی دشمن قوم سے ہو تو صرف مسلمان غلام کو آزاد کرنا۔

iii- اگر مقتول کی قوم سے معاہدہ ہو تو پھر ورثاء کو خون بہا دینا اور مسلمان غلام آزاد کرنا۔

iv- اگر مذکورہ بالا کفارہ ادا کرنے کی مالی حیثیت نہ ہو تو دو مسلسل مہینوں کے روزے رکھنا۔

آیت ۹۳

قتلِ ناحق کا وبال

اِس آیت میں فرمایا کہ جو کسی مسلمان کو جان بوجھ کر ناحق قتل کرے اور بغیر توبہ کیے مر جائے تو وہ ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہے گا۔ اللہ اُس پر ناراض ہوا۔ اُس پر اللہ نے پھٹکار نازل کی اور اُس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

آیت ۹۴

محض زبان سے اقرار انسان کو مسلمان بنا دیتا ہے

اِس آیت میں یہ ہدایت دی گئی کہ اگر کوئی شخص زبان سے اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کرے اور کسی کفریہ عقیدہ کو زبان پر نہ لائے تو اُسے مسلمان سمجھنا چاہیے اور اُس کے مسلمان ہونے پر شبہ نہیں کرنا چاہیے۔ باطنی کیفیات اللہ جانتا ہے اور اِس کا فیصلہ روزِ قیامت ہوگا۔

آیات ۹۵ تا ۹۶

اللہ کی راہ میں نکلنے کی فضیلت

اِن آیات میں فرمایا کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں مال و جان سے جہاد کے لیے نکلتے ہیں وہ درجات

کے اعتبار سے فضیلت رکھتے ہیں اُن پر جو بلا عذر گھر میں ہی رہتے ہیں۔ اللہ اپنی راہ میں قربانیاں دینے والوں کو شاندار اجر عطا فرمائے گا۔ البتہ اگر نکلنے کا حکم عام ہو تو پھر بلا عذر گھر بیٹھے رہنے والے گناہ گار ہوں گے۔

آیات ۹۷ تا ۱۰۰

اللہ کی راہ میں ہجرت کی اہمیت وفضیلت

اِن آیات میں اللہ کی راہ میں ہجرت کی اہمیت وفضیلت بیان ہوئی۔ جو لوگ بلا عذر اللہ کی راہ میں ہجرت نہیں کرتے، موت کے وقت فرشتے اُنہیں ملامت کرتے ہیں اور جہنم میں داخل ہونے کی وعید سناتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو بشارت دی گئی کہ اُن کے لیے اللہ نے زمین میں بڑی وسعت اور نعمتیں رکھی ہیں :

جرأت ہے نمو کی تو فضا تنگ نہیں ہے
اے مردِ خدا! ملکِ خدا تنگ نہیں ہے

ہجرت کے لیے گھر سے نکلنے کے ساتھ ہی انسان اللہ کی طرف سے اجرِ عظیم کا حق دار ہو جاتا ہے خواہ اُسے راستے ہی میں موت کا سامنا کرنا پڑے۔

آیت ۱۰۱

قصر نماز کا حکم

اِس آیت میں دورانِ سفر نماز میں قصر کرنے کا حکم ہے۔ بظاہر یہ حکم اُس سفر کے دوران ہے جو جنگ کے لیے ہو اور جس میں دشمن سے خطرہ محسوس ہو۔ البتہ اللہ کے رسول ﷺ کی سنت ہے کہ آپ ﷺ نے ہر سفر کے دوران جس کی ایک معینہ مسافت ہو نماز میں قصر کی سہولت اختیار کی۔

آیت ۱۰۲

صلوٰۃ الخوف کا حکم

نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جنگ کی خاطر سفر کے دوران ہر صحابیؓ کی خواہش ہوتی تھی کہ وہ

آپ ﷺ کی امامت میں نماز ادا کرے۔ اِس آیت میں اِس کا طریقہ یہ بتایا گیا کہ ساتھیوں کی نصف تعداد آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں شریک ہو۔ آپ ﷺ آدھی نماز کے بعد تشریف فرما رہیں اور وہ ساتھی اپنی نماز مکمل کر کے چلے جائیں۔ اب باقی ساتھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں ایسے شریک ہوں جیسے تاخیر سے آنے والے شریک ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ بقیہ نماز مکمل کر کے سلام پھیر دیں اور یہ ساتھی بعد میں اپنی نماز مکمل کر لیں۔ نماز کے دوران اپنے اسلحہ اور سامانِ دفاع کو ساتھ رکھیں تاکہ کفار کوئی جارحیت نہ کر سکیں۔

آیت ۱۰۳

نماز پابندیٔ وقت کے ساتھ فرض ہے

اِس آیت میں پابندیٔ وقت کے ساتھ نماز کی فرضیت کا حکم ہے۔ مزید یہ ہدایت بھی ہے کہ نماز کی حکمت ہے اللہ کا ذکر لیکن نماز کے بعد بھی ہر حال میں اللہ کو یاد رکھنا ضروری ہے۔

آیت ۱۰۴

مسلمان اور کافر کے عمل کا فرق

اِس آیت میں مسلمانوں کو ترغیب دی گئی کہ کیسے ہی مشکل حالات ہوں' کفار کا مقابلہ اور تعاقب کرنے میں مستعدی دکھاؤ۔ کفار باطل کے لیے مال و جان کی قربانیاں دے رہے ہیں حالانکہ اُنہیں آخرت میں کسی خیر کی امید نہیں۔ اِس کے برعکس مسلمان اگر اللہ کی راہ میں قربانیاں دیں گے تو اُنہیں روزِ قیامت اللہ کی طرف سے بڑے اجر و ثواب کی امید ہے۔

آیات ۱۰۵ تا ۱۱۲

خیانت کرنے والے کی حمایت مت کرو خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو

اِن آیات کے پس منظر میں ایک واقعہ ہے۔ ایک منافق نے چوری کا جرم کیا لیکن الزام ایک یہودی پر لگا دیا۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ منافق کی باتوں سے متأثر ہو کر اُسے سچا سمجھنے لگے۔ اللہ نے وحی کے ذریعہ حقیقتِ حال سے آگاہ فرما دیا۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو

اِس طرح کے جھوٹے اور خیانت کرنے والے عناصر کی حمایت کرنے سے منع فرمایا۔ ایسے لوگوں کو شدید وعید سنائی جو جرم کرنے کے بعد الزام کسی اور کے سر ڈال دیتے ہیں۔ اِن آیات کا پیغام یہ ہے کہ ہر صورت میں عدل کرنا چاہیے خواہ اِس کا فائدہ کسی کافر کو ہی کیوں نہ پہنچے۔

آیت ۱۱۳

نبی اکرم ﷺ پر اللہ کا فضل

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ پر اللہ کی عظیم عنایات کا بیان ہے۔ آپ ﷺ کو منافقین چرب زبانی کے ذریعہ غلط فیصلہ کی طرف لے جانا چاہتے تھے لیکن اللہ نے وحی کے ذریعہ آپ ﷺ کو حقیقتِ حال سے آگاہ فرما دیا۔ اللہ نے آپ ﷺ کو کتاب وحکمت کے خزانے دیے اور وہ کچھ سکھایا جو آپ ﷺ نہیں جانتے تھے۔ بلا شبہ آپ ﷺ پر اللہ کا فضل بہت ہی بڑا ہے۔

آیت ۱۱۴

نجویٰ کی پسندیدہ صورت

نجویٰ یعنی کسی اجتماعیت کے بارے میں خفیہ مشورہ وتبصرہ پسندیدہ عمل نہیں ہے۔ سورۂ مجادلہ آیت ۸ میں اِس سے منع کیا گیا ہے۔ اِس آیت میں نجویٰ کی پسندیدہ صورت یہ بتائی گئی کہ تنہائی میں کسی کو اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے کی ترغیب دینا' کسی نیکی کی طرف مائل کرنا یا باہم اختلافات کو ختم کرنے کی کوشش کرنا۔ جو کوئی اِن نیک مقاصد کے لیے اور اللہ کی رضا کی خاطر ایسا کرے گا تو عنقریب اللہ اُسے شاندار بدلہ عطا فرمائے گا۔

آیت ۱۱۵

اجماعِ امت کے لیے قرآن سے دلیل

شریعت کے ماخذ چار ہیں۔ سب سے پہلے قرآنِ کریم، پھر حدیثِ نبوی ﷺ، پھر اجماعِ امت اور آخر میں قیاس۔ یہ آیت اجماعِ امت کے ماخذِ شریعت ہونے کے لیے دلیلِ قرآنی فراہم کرتی ہے۔ اجماعِ امت کو اِس آیت میں ''سبیل المومنین'' یعنی مومنوں کا راستہ کہا گیا

ہے۔فرمایا کہ جو کوئی مومنوں کے راستے کو چھوڑ کر یعنی مومنوں کے متفقہ فیصلے کو رد کر کے کوئی الگ روش اختیار کرے تو وہ دراصل نبی کریم ﷺ کی امت میں انتشار پیدا کرنے کا مجرم ہو گا۔ یہ درحقیقت اللہ کے رسول ﷺ سے دشمنی کی صورت ہے کہ اُن کی امت میں پھوٹ ڈال دی جائے۔ ایسا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ جہنم رسید کرے گا۔

آیت ۱۱۶

شرک کا جرم معاف نہیں کیا جائے گا

اِس سورۂ مبارکہ کی آیت ۴۸ کی طرح، اِس آیت میں بھی یہ اعلان دہرایا گیا کہ اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا، اِس کے علاوہ جس گناہ کو چاہے گا معاف فرما دے گا۔شرک کرنے والا درحقیقت بہت دور کی گمراہی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اللہ ہمیں شرک کی حقیقت اور اِس کی مختلف صورتوں کو سمجھنے اور اِن سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین! شرک کے علاوہ دیگر گناہوں کے لیے بھی کھلی چھٹی نہیں بلکہ اللہ جس گناہ کو چاہے گا معاف فرمادے گا۔البتہ سچی توبہ سے شرک سمیت تمام بڑے گناہ بھی معاف کردیے جائیں گے۔

آیات ۱۱۷ تا ۱۲۲

شیطان کے ناپاک عزائم

اِن آیات میں فرمایا کہ شرک دراصل شیطان کا سکھایا ہوا جرمِ عظیم ہے۔اُس نے اللہ کے سامنے اپنے اِن عزائم کا پختہ اظہار کیا تھا کہ میں تمام انسانوں کو گمراہ کروں گا، اُنہیں اللہ کی بخشش کی جھوٹی امیدیں دلا کر گناہوں کی طرف مائل کروں گا، اُنہیں بتوں کے نام پر جانوروں کو قربان کرنے کی ترغیب دوں گا اور اللہ کی تخلیق کو بدلنے کی پٹی پڑھاؤں گا یعنی مردوں میں زنانہ لباس اور اطوار اپنانے کی خواہش اور عورتوں میں مردانہ وضع قطع اور روش اختیار کرنے کی چاہت پیدا کروں گا۔جس نے بھی شیطان کی راہ کی پیروی کی اُس نے خسارہ کا سودا کیا۔وہ اُس جہنم میں گرے گا جہاں سے نکل نہ سکے گا۔اِس کے برعکس جو لوگ شیطان

کی چالوں کو ناکام بناتے ہوئے ایمان اور اعمالِ صالح کی راہ اختیار کریں گے' اللہ اُنہیں ہمیشہ ہمیش کی جنت کی نعمتیں عطا فرمائے گا۔

آیات ۱۲۳ تا ۱۲۴

خوش کن خواہشات کام نہ آئیں گی

اِن آیات میں عمل کے بجائے خوش کن خواہشات کے سہارے جنت کی امید رکھنے کی نفی کی گئی۔ اہلِ کتاب کی خوش کن خواہشات یہ تھیں کہ ہم اللہ کے چہیتے ہیں اور جنت صرف ہمارے لیے ہے(البقرۃ:۱۱۰)۔ آج مسلمانوں کی بھی خام خیالی ہے کہ :

خوار ہیں بدکار ہیں ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں
کچھ بھی ہیں مولا تیرے محبوب کی امت میں ہیں

روزِ قیامت نتائج، عمل کی بنیاد پر سامنے آئیں گے۔ برے عمل کا برا نتیجہ اور خلوص کے ساتھ کیے گئے نیک عمل کا اچھا نتیجہ نکلے گا۔ البتہ اللہ نیک بندوں کو اُن کی خطاؤں کی سزا دنیا ہی میں بیماریوں یا نقصانات کی صورت میں دے دیتا ہے تاکہ آخرت میں وہ جہنم کی ہولناکی سے مکمل طور پر محفوظ رہیں۔

آیات ۱۲۵ تا ۱۲۶

بہترین روش ملتِ ابراہیمؑ کی پیروی ہے

اِن آیات میں فرمایا کہ سب سے بہتر دین اُس کا ہے جو اپنا سر اللہ کے احکامات کے سامنے جھکا دے اور حضرت ابراہیمؑ کے راستے کی پیروی کرے جو اللہ کی بندگی میں بالکل یکسو تھے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ اللہ نے اُنہیں "خلیل اللہ" یعنی اپنا دوست ہونے کا مرتبہ عطا فرمایا تھا۔

آیات ۱۲۷ تا ۱۳۰

خواتین کے حقوق

اِن آیات میں ایک بار پھر خواتین کے حقوق بیان کیے گئے ہیں۔ یہ حقوق حسبِ ذیل ہیں :

i- ایسی روش مت اختیار کرو کہ تم یتیم لڑکیوں سے محض اِس لیے نکاح کرلو کہ اُنہیں مہر نہ دو کیوں کہ کوئی اُن کی طرف سے پوچھنے والا نہیں ہے۔ارشادِ نبویﷺ ہے:

''اے اللہ میں لوگوں کو دو ضعیفوں کے حق سے بہت ڈراتا ہوں (کہ اِن میں کوتاہی مت کرنا) ایک یتیم اور دوسری عورت''۔(نسائی)

ii- جو خاتون اپنے شوہر سے عدم توجہی محسوس کرے وہ اپنے کچھ حقوق سے دستبردار ہو کر شوہر کو راضی کرنے کی کوشش کرے تاکہ گھر آباد رہے۔البتہ مردوں کو بیویوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی ترغیب دی گئی۔

iii- مردوں سے کہا گیا کہ تم باوجود خواہش کے بیویوں کے درمیان عدل نہیں کرسکتے۔کسی کا حسن، اخلاق یا سلیقہ تمہیں زیادہ مائل کرسکتا ہے۔اِس کے باوجود ناپ تول میں آنے والے تمام امور میں یکسانیت اختیار کرو تاکہ کوئی بیوی بھی خود کو بے شوہر والی نہ سمجھے۔

iv- اگر میاں بیوی میں موافقت نہ ہو پا رہی تو پھر علیحدگی بہتر ہے۔اللہ اِن میں سے ہر اک کو اپنے فضل سے غنی کردے گا۔

آیات ۱۳۱ تا ۱۳۴

اللہ کا تقویٰ اختیار نہ کرنا کفر ہے

اِن آیات میں فرمایا کہ اللہ نے اہلِ کتاب کو اور اب مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو یعنی اُس کی نافرمانی نہ کرو۔ایسا نہ ہو کہ تم احکاماتِ شریعت پر مبنی آیات کی محض تلاوت ہی کو کافی سمجھو اور اِسے حصولِ ثواب و برکت کا ذریعہ بنالو۔بلاشبہ یہ تلاوت باعثِ ثواب و برکت ہے لیکن اصلاً احکاماتِ شریعت اِس لیے دیے گئے کہ اُن پر عمل کرو اور اُنہیں نافذ کرو۔اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یہ کفر ہے اور جان لو اللہ تمہارے تقویٰ اور نیکیوں کا محتاج نہیں ہے۔وہ چاہے تو تم سب کو ختم کردے اور زمین پر کسی اور کو بسا دے۔ایسا کرنا اللہ کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔

آیت ۱۳۴

طے کرلو دنیا کے طلب گار ہو یا آخرت کے

اِس آیت میں فرمایا کہ وہ بڑا ہی ناسمجھ ہے جو صرف دنیا کا طلب گار ہے۔ اللہ تو دنیا و آخرت دونوں کی بھلائیاں عطا کرنے پر قادر ہے :

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی ہے

اللہ سے دنیا و آخرت دونوں کی بھلائیوں کا سوال کرنا چاہیے۔

آیت ۱۳۵

عدل کرو خواہ اپنوں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو

اِس آیت میں اہلِ ایمان کو حکم دیا گیا کہ عدل کے قائم کرنے والے بن کر کھڑے ہو جاؤ۔ یہی اللہ کی شانِ عدل کی گواہی ہے۔ عدل کرتے ہوئے یہ نہ دیکھو کہ اِس کا نقصان کس کو پہنچ رہا ہے۔ کوئی قرابت دار ہو یا غیر، پھر وہ غنی ہو یا فقیر، اللہ اُس کا زیادہ خیر خواہ ہے۔ تم اُسے فائدہ پہنچانے کے لیے عدل کے منافی روش اختیار نہ کرو۔ اگر تم نے یہ حرکت کی تو جان لو کہ اللہ تمہارے ہر عمل سے باخبر ہے۔ اِس آیت کی رُو سے معاشرے سے ظلم و زیادتی کو ختم کرنا اور ایک عادلانہ نظام کے قیام کے لیے جدوجہد کرنا پر ہر مسلمان پر لازم ہے۔

آیت ۱۳۶

ایمانِ حقیقی حاصل کرو

اِس آیت میں ایسے مسلمانوں کو جو زبان سے ایمان کا اقرار کرتے ہیں، اللہ، اُس کے رسول ﷺ اور اللہ کی نازل کردہ تمام کتابوں پر ایمانِ حقیقی یعنی دل والا ایمان لانے کی دعوت دی جا رہی ہے۔ کلمۂ طیبہ پڑھنے سے ہمیں قانونی ایمان حاصل ہوتا ہے۔ اللہ چاہتا ہے کہ ہمارا دل بھی نورِ ایمان سے منور ہو جائے۔ دل میں ایمان پیدا ہوتا ہے نیک لوگوں کی صحبت،

سلف صالحین کی سیرت کے مطالعہ، آیاتِ آفاقی، آیاتِ انفسی اور آیاتِ قرآنی پر غور کرنے سے۔ بقولِ مولانا ظفر علی خان:

ایمان نہیں وہ جنس جسے' لے آئیں دکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو' یہ قرآں کے سیپاروں میں

آیات ۱۳۷ تا ۱۳۸

ایمان اور کفر کے درمیان باطنی کشمکش

اِن آیات میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ مسلمان کے باطن میں ایمان اور کفر کی ایک کشمکش ہمیشہ جاری رہتی ہے :

ایمان مجھے روکے ہے' جو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ میرے پیچھے ہے' کلیسا میرے آگے

البتہ جو لوگ اِس کشمکش میں کفر کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں وہ بدنصیب منافق ہیں۔ اللہ اُن کو ہرگز نہ بخشے گا اور دردناک عذاب اُن کا مقدر ہے۔

آیت ۱۳۹

کافروں سے دوستی کرنے والے منافق ہیں

اِس آیت میں فرمایا کہ یہ منافق ہیں جو اہلِ ایمان کے بجائے کافروں سے دوستی کرتے ہیں۔ وہ اُن سے دوستی اِس لیے کرتے ہیں تا کہ اِن ظاہری شان و شوکت رکھنے والوں سے تعلقات قائم کر کے عزت حاصل کریں۔ عزت دینے والا صرف اور صرف اللہ ہے۔ منافقین اللہ کو ناراض کر کے اُس کے دشمنوں سے دوستی کر رہے ہیں۔ کیا اللہ کو ناراض کر کے عزت پاسکیں گے؟

آیت ۱۴۰

شعائرِ دین کی توہین مت برداشت کرو

اِس آیت میں سورۂ انعام آیت ۶۸ کے حوالے سے فرمایا گیا کہ یہ حکم پہلے دیا جا چکا ہے کہ اگر

کسی محفل میں اللہ کی آیات کا انکار کیا جار ہا ہو یا اُن کا مذاق اڑایا جار ہا ہو تو غیرتِ ایمانی کا تقاضا ہے کہ اِس محفل کا احتجاجاً بائیکاٹ کر دیا جائے۔ بقول جگر مراد آبادی :

تیرے عشق کی کرامت یہ نہیں تو اور کیا ہے؟

میرے پاس سے نہ گزرا کبھی بے ادب زمانہ

جس مجلس میں کوئی گناہ ہو رہا ہواُسے روکنے کی کوشش کی جائے۔ اگر روکنا ممکن نہ ہو تو پھر اظہارِ ناراضگی کرتے ہوئے وہاں سے اُٹھ جانا چاہیے۔ جو ایسی مجلس میں بیٹھا رہے گا وہ بھی اُن مجلس والوں کی طرح ہو جائے گا۔ ایسا کرنے والا منافق ہے اور اللہ اِن منافقوں کو کافروں کے ساتھ جہنم میں ڈال دے گا۔

آیات ۱۴۱ تا ۱۴۳

منافقوں کی روش

اِن آیات میں منافقین کی حسبِ ذیل خصلتیں بیان کی گئیں :

i- وہ بیک وقت کافروں اور مومنوں سے بنا کر رکھنا چاہتے ہیں تا کہ جہاں سے فائدہ حاصل ہو سکے لے لیا جائے۔

ii- اپنی باتوں اور بے روح اعمال کے ذریعہ سے اللہ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

iii- وہ نماز نہیں پڑھتے مگر ہارے جی کے ساتھ اور لوگوں کو دکھانے کے لیے۔

iv- نماز کے دوران اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر بہت کم۔

v- وہ صرف اپنی ذات اور اپنے مفادات کے ساتھ مخلص ہیں۔ نہ مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں اور نہ کافروں کے دوست ہیں۔

آیت ۱۴۴

مومنوں کے مقابلہ میں کافروں کو دوست مت بناؤ

اِس آیت میں تاکیدی حکم دیا گیا کہ مومنوں کے مقابلہ میں کافروں کو دوست نہ بنایا جائے۔ جس نے یہ حرکت کی گویا اُس نے کھلم کھلا اللہ کے عذاب کو دعوت دی۔

آیات ۱۴۵ تا ۱۴۶

منافقین جہنم کے سب سے نچلے گڑھے میں ہوں گے

آیت ۱۴۵ میں فرمایا گیا کہ منافقین کا انجام کفار سے بھی بدتر ہوگا اور وہ جہنم کے نچلے ترین گڑھے میں ہوں گے۔ بہتر ہے کہ توبہ کرلیں' اپنی روش کی اصلاح کرلیں' اللہ سے چمٹ جائیں اور اپنی اطاعت خالص اللہ کے لیے کرلیں۔ آیت ۱۴۶ میں فرمایا کہ اللہ کو تمہیں عذاب دے کر کیا ملے گا؟ بہتر ہے کہ تم اللہ پر خلوصِ دل سے ایمان لے آؤ اور اُس کا شکر ادا کرو۔ تم اللہ کو بہترین قدر دان پاؤ گے۔

آیات ۱۴۷ تا ۱۴۸

مظلوم کی آہوں سے بچو!

اِن آیات میں ہدایت دی گئی کہ اللہ برائیوں کی تشہیر اور چرچے پسند نہیں فرماتا۔ اِس سے ذہن پراگندہ اور برائی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ البتہ مظلوم ظلم کی شکایت کرسکتا ہے اور ظالم کی یہ غیبت حرام میں داخل نہیں ہوگی۔ اللہ مظلوم کی آہوں کو سننے اور ظالم کے ظلم وستم کو جاننے والا ہے۔ عنقریب مظلوم کی فریاد رسی ہوگی اور ظالم کو اپنے ظلم کی سزا مل کر رہے گی۔ البتہ اگر کوئی برائی پر درگزر کر کے نیکی کرے' پھر چاہے اُس کا اظہار کرے یا پوشیدہ رکھے' دونوں صورتوں میں اللہ کو یہ عمل بہت پسند ہے۔ اللہ کا اپنا معاملہ تو یہ ہے کہ وہ نافرمانوں کو سزا دینے پر قدرت رکھنے کے باوجود معاف فرما دیتا ہے۔

آیات ۱۴۹ تا ۱۵۲

ایمان بالرسالت کے حوالے سے فتنوں کا بیان

اِن آیات میں ایمان بالرسالت کے حوالے سے کئی فتنوں کو بے نقاب کیا گیا :

i- اہلِ کتاب کا دعویٰ تھا کہ وہ سوائے ایک یا دو رسولوں کے سب رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں لہٰذا اُنہیں بھی مومن تسلیم کیا جائے۔

ii- منافقین اللہ اور رسول ﷺ کے درمیان اِس طرح تفریق کرتے تھے کہ اللہ کے کلام یعنی قرآن کی طرف آنے کو تیار تھے لیکن اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت اُن پر گراں تھی۔ یہ مضمون اِس سورۂ مبارکہ کی آیت ۶۱ میں بیان ہو چکا ہے۔ موجودہ دور میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے درمیان ایسی ہی تفریق منکرینِ سنت کرتے ہیں۔ وہ رسول ﷺ کی اطاعت کو مطلق اور قیامت تک آنے والے تمام ادوار کے لیے مستقل ماننے کو تیار نہیں۔

iii- ایمان بالرسالت کے انکار کی ایک صورت ہندوستان میں اکبر بادشاہ کے زمانے میں دینِ الٰہی کی صورت میں سامنے آئی۔ طے کیا گیا کہ تمام مذاہب کے لوگ دینِ الٰہی میں شامل ہو جائیں اور یہ درحقیقت رسالتِ محمدی ﷺ کی نفی تھی۔ متحدہ وطنی قومیت کے فلسفہ میں بھی یہی گمراہی تھی کہ ہندوستان میں بسنے والے سب ایک ہی قوم ہیں خواہ وہ **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** ﷺ پر ایمان رکھتے ہوں یا نہیں۔ اقبال نے اِس گمراہی کی نفی اِس طرح کی:

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسولِ ہاشمی
اُن کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

iv- موجودہ دور میں وحدتِ ادیان یا بین المذاہب کانفرنسوں کے ذریعہ یہ گمراہی پھیلائی جا رہی ہے کہ تمام مذاہب برحق ہیں اور سب کا یکساں تقدس ہے۔ یہ مسلمانوں کا تشخص ختم کرنے کی سازش ہے۔ صرف اور صرف دینِ اسلام برحق ہے کیونکہ اِس کے ماننے والے تمام رسولوں کو مانتے ہیں۔ کسی ایک رسول کا انکار بھی انسان کو کافر بنا دیتا ہے۔

اِن تمام فتنوں میں مبتلا لوگوں کے بارے میں فیصلہ سنایا گیا کہ یہ لوگ پکے کافر ہیں اور اللہ نے اُن کے لیے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ حقیقی مومن صرف وہ لوگ ہیں جو تمام رسولوں کو مانتے ہیں اور اللہ کے ساتھ ساتھ اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کو بھی لازم سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے اللہ نے شاندار بدلہ تیار کر رکھا ہے۔

خواتین کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کا اجر

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ: جَآءَ النِّسَاءُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقُلْنَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ذَھَبَ الرِّجَالُ بِالْفَضْلِ بِالْجِھَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، اَفَمَا لَنَا عَمَلٌ نُدْرِکُ بِہٖ عَمَلَ الْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ: مَھْنَۃُ اِحْدَاکُنَّ فِیْ بَیْتِھَا تُدْرِکُ عَمَلَ الْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (بیہقی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ کچھ خواتین اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مرد جہاد فی سبیل اللہ میں شریک ہو کر فضیلت لے گئے۔ کیا ہمارے لیے کوئی ایسا عمل نہیں کہ ہمیں جہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں کے برابر اجر تک پہنچا دے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ”تم میں سے کسی کا اپنے گھر پر رکنا (مجاہد کے گھر کی حفاظت کے لیے) تمہیں جہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں کے برابر اجر تک پہنچا دے گا“۔

خواتین کے لیے جنت کا راستہ

اَیُّمَا امْرَاَۃٍ مَاتَتْ وَزَوْجُھَا عَنْھَا رَاضٍ، دَخَلَتِ الْجَنَّۃَ (ترمذی)

”جو خاتون اِس حال میں وفات پا گئی کہ اُس کا شوہر اُس سے راضی تھا تو وہ جنت میں داخل ہو گئی“۔

اِذَا صَلَّتِ الْمَرْاَۃُ خَمْسَھَا وَصَامَتْ شَھْرُھَا وَحَفِظَتْ فَرْجَھَا وَاَطَاعَتْ زَوْجَھَا قِیْلَ لَھَا ادْخُلِی الْجَنَّۃَ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ شِئْتِ (مسند احمد)

”عورت جب پنج وقتہ نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے اور پاک دامن رہے اور (شرعی امور میں) اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے تو اُس سے کہا جائے گا جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے“۔

خلاصۂ مضامینِ

قرآنِ حکیم



چھٹا پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

خلاصہ مضامینِ قرآن

چھٹا پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝

یَسْأَ لُکَ اَھْلُ الْکِتَابِ اَن تُنَزِّلَ عَلَیْھِمْ کِتَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَقَدْ سَأَلُوْا مُوْسٰی اَکْبَرَ مِنْ ذٰلِکَ فَقَالُوْا اَرِنَا اللّٰہَ جَھْرَۃً فَاَخَذَتْھُمُ الصَّاعِقَۃُ بِظُلْمِھِمْ ج ثُمَّ اتَّخَذُوْا الْعِجْلَ مِن م بَعْدِ مَا جَاءَ تْھُمُ الْبَیِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِکَ ج وَاٰ تَیْنَا مُوْسٰی سُلْطَانًا مُّبِیْنًا۝ (النساء:۱۵۳)

آیات ۱۵۳ تا ۱۵۶

اُن جرائم کا بیان جو یہود پر لعنت کا سبب بنے

اِن آیات میں یہود کے مندرجہ ذیل جرائم بیان کیئے گئے ہیں جن کی وجہ سے اُن پر لعنت کی گئی:

i- اللہ کے رسولوں سے بے جا مطالبات کرنا۔ اُنھوں نے نبی اکرم ﷺ سے مطالبہ کیا کہ ہم پر آسمان سے کتاب نازل کر کے دکھایئے۔ اِس سے قبل اُنھوں نے حضرت موسیٰ ؑ سے مطالبہ کیا تھا کہ ہمیں اللہ کو اِس طرح دکھایئے کہ وہ بالکل ہمارے سامنے ہو۔

ii- بچھڑے کو معبود بنا کر اُس کی پوجا کرنا۔

iii- اللہ نے اُن سے عہد لیا کہ وہ کسی بھی شہر میں فتح کے بعد اکڑتے ہوئے نہیں بلکہ عاجزی کے ساتھ داخل ہوں اور ہفتہ کے دن کو اللہ کی عبادت کے لیے خالص کر لیں۔ اُنھوں نے اللہ سے عہد کیے اور پھر اُن کو توڑ دیا۔

iv- اللہ کی آیات کا انکار کرنا۔

v- انبیاء کرام ؑ کو ناحق شہید کرنا۔

vi- اصلاح کے لیے وعظ و نصیحت کرنے والوں کو کورا جواب دینا کہ ہمارے دل بند ہیں اور اُن پر تمہاری باتوں کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

vii- حضرت مریم سلامٌ علیہا پر بدکاری کا بہتان لگانا۔

آیات ۱۵۷ تا ۱۵۹

حضرت عیسیٰ ؑ زندہ آسمان پر اٹھالیے گئے

اِن آیات میں اِس بات کا ذکر ہے کہ یہود نے بڑے تکبر سے دعویٰ کیا کہ ہم نے حضرت عیسیٰ ؑ کو قتل کر دیا۔ جواب میں اللہ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ ؑ نہ صلیب پر لٹکائے گئے اور نہ ہی قتل کئے گئے بلکہ مصلوب ہونے والا کوئی اور تھا جس کی صورت حضرت عیسیٰ ؑ کی صورت سے بدل دی گئی۔ اب جو لوگ اُنہیں قتل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ شبہات کا شکار ہیں۔ حضرت عیسیٰ ؑ اللہ کے رسول تھے اور رسولوں کے بارے میں اللہ کی سنت ہے کہ ''لَاَ غۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ '' ......''میں اور میرے رسول لازماً غالب آئیں گے'' (المجادلہ:۲۱)۔ حضرت عیسیٰ ؑ کو آسمان پر اٹھالیا گیا۔ وہ قربِ قیامت زمین پر دوبارہ آئیں گے۔ تمام اہلِ کتاب اُن پر ایمان لے آئیں گے۔ ایمان کو ظاہر کرنے والے سرخرو ہوں گے اور ایمان کو چھپانے والے برباد ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ ؑ روزِ قیامت اُن سب کے طرزِ عمل پر گواہ ہوں گے۔

آیات ۱۶۰ تا ۱۶۱

یہود پر پاکیزہ نعمتیں کیوں حرام کی گئیں؟

اِن آیات میں یہود کے حسبِ ذیل جرائم بیان کیے گئے ہیں جن کی پاداش میں اُن پر پاکیزہ نعمتوں کو حرام قرار دے دیا گیا :

i- وہ ظلم اور ناانصافی کرنے والے تھے۔

ii- اللہ کی راہ سے دوسروں کو کثرت سے روکتے تھے۔

iii- وہ سود لیتے تھے۔

iv- لوگوں کے مال ناحق کھاتے تھے۔

آیت ۱۶۲

یہود کے نیک لوگوں کے لیے بشارت

اِس آیت میں فرمایا کہ یہود میں ایسے لوگ بھی ہیں جو علمِ حقیقت کی گہرائیوں تک رسائی رکھتے ہیں۔ یہ اِس علم کی صداقت کا فیض ہے کہ وہ ایمان رکھتے ہیں قرآنِ کریم پر اور سابقہ آسمانی کتابوں پر بھی۔ نماز قائم کرنے والے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔ ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور روزِ جزا و سزا پر۔ اُن کے لیے بشارت ہے کہ عنقریب اللہ اُنہیں شاندار بدلے سے نوازے گا۔

آیات ۱۶۳ تا ۱۶۴

انبیاء کے پیارے ناموں کا گلدستہ

اِن دو آیات میں اللہ نے ۱۳ انبیاء کرام کے پیارے ناموں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اِن انبیاء میں نبی اکرم ﷺ، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت ایوبؑ، حضرت یونسؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت داؤدؑ اور حضرت موسیٰؑ شامل ہیں۔ اللہ نے خاص طور پر حضرت داؤدؑ کو زبور اور حضرت موسیٰؑ کو شرفِ ہمکلامی عطا کرنے کا تذکرہ فرمایا۔ یہ حقیقت بھی بتائی گئی کہ رسول تو اور بھی ہیں لیکن اُن میں سے صرف چند کا تذکرہ قرآنِ حکیم میں کیا گیا ہے۔

آیت ۱۶۵

رسالت کا مقصد ...... انسانوں پر اتمامِ حجت

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ ایمان بالرسالت کا مقصد ہے لوگوں پر اتمامِ حجت۔ فرمایا گیا کہ رسول بشارت دینے والے اور خبردار کرنے والے تھے۔ اُنہوں نے لوگوں کو بتایا کہ اللہ کے احکامات کیا ہیں، احکامات پر عمل کرنے کا حسین انجام کیا ہے اور احکامات سے پہلوتہی کی سزا کیا ہے۔ اِس سب کا مقصد یہ تھا کہ روزِ قیامت لوگوں کے پاس اللہ کے سامنے اپنی بے عملی کا جواز نہ رہے۔

آیات ۱۶۶ تا ۱۶۹

قرآن کی حقانیت کا بیان جلالی اسلوب میں

اِن آیات میں بڑے جلالی اسلوب میں قرآنِ حکیم کے برحق کتاب ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ فرمایا کہ اللہ خود اِس بات پر گواہ ہے کہ اُس نے قرآنِ حکیم کو اپنے علمِ کامل کے مظہر کے طور پر نازل کیا ہے۔ فرشتے بھی اِس کی گواہی دیتے ہیں لیکن اکیلے اللہ کی گواہی ہی کافی ہے۔ اب جو لوگ اِس کتابِ حق کا کفر کر رہے ہیں اور دوسروں کو بھی اللہ کی راہ سے روکتے ہیں وہ دور کی گمراہی میں مبتلا ہیں۔ ایسے ظالموں کو اللہ معاف نہیں فرمائے گا نہ ہی سیدھی راہ کی ہدایت دے گا۔ ہاں جہنم کی راہ ضرور دکھائے گا جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔

آیت ۱۷۰

تمام لوگوں کو نبی اکرم ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت

اِس آیت میں تمام لوگوں کو دعوت دی گئی کہ اُن کی بھلائی اِسی میں ہے کہ وہ رسولِ برحق حضرت محمد ﷺ پر ایمان لے آئیں۔ اگر اُنھوں نے ایسا نہیں کیا تو جان لیں کہ آسمانوں اور زمین کا اقتدار اللہ ہی کے لیے ہے اور اُس کی نافرمانی اُنہیں سخت سزا سے دوچار کرسکتی ہے۔

آیت ۱۷۱

عیسائیوں کو اعتدال پر رہنے کی دعوت

عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ ؑ کی محبت میں غلو کیا یعنی وہ اُن کی محبت میں حد سے آگے بڑھ گئے اور اُنہیں اللہ کا بیٹا قرار دے دیا۔ پھر اللہ کے ساتھ حضرت عیسیٰ ؑ اور اُن کی والدہ کو بھی معبود قرار دے کر تین خدا یعنی تثلیث کا عقیدہ گڑھ لیا۔ اِس آیت میں فرمایا کہ حد سے آگے نہ بڑھو۔ حضرت عیسیٰ ؑ اللہ کے رسول ہیں اور اُس کے کلمۂ کُن کا ظہور ہیں جو اللہ نے حضرت مریم کی طرف بھیجا تھا۔ اِس کلمۂ کُن نے وہ کردار ادا کیا جو بچہ کی پیدائش میں والد کی طرف سے ہوتا ہے۔ اللہ معبودِ واحد ہے اور اُس کی کوئی اولاد نہیں۔ عیسائیوں کی خیر اِسی میں ہے کہ گمراہ کن

تصورات سے باز آ جائیں اور توحیدِ خالص اختیار کر لیں۔

آج بدقسمتی سے غلو کی یہ گمراہی کچھ مشرکانہ تصورات اور بدعات کی صورت میں ہمارے ہاں بھی آ چکی ہے، جس کا نقشہ مولانا الطاف حسین حالی نے یوں کھینچا ہے :

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں

مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

نہ توحید میں کچھ خلل اِس سے آئے

نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

آیات ۱۷۲ تا ۱۷۳

مرتبہ کی بلندی اللہ کے سامنے جھکنے میں ہے

اِن آیات میں فرمایا کہ اللہ کے مقربین اللہ کے سامنے جھکنے اور اُس کی بندگی کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ حضرت عیسیٰؑ کو عیسائیوں نے اور فرشتوں کو مشرکینِ مکہ نے معبود قرار دیا حالانکہ وہ دونوں اللہ کے سامنے جھکنے ہی کو اپنے لیے سعادت کا مقام سمجھتے ہیں۔ جو لوگ یہ سعادت حاصل کرتے ہیں اللہ اُنہیں نہ صرف اُن کے اعمال کا بدلہ دے گا بلکہ اپنی طرف سے مزید انعامات سے نوازے گا۔ اِس کے برعکس جس نے تکبر کیا اور اللہ کے احکامات کے سامنے سر جھکانے سے انکار کیا' وہ دردناک عذاب سے دوچار ہوگا اور اپنے لیے کوئی مددگار نہ پائے گا۔

آیات ۱۷۴ تا ۱۷۵

قرآن حصولِ رحمت کا ذریعہ ہے

اِن آیات میں پوری نوعِ انسانی کو دعوت دی گئی ہے کہ تمہارے پاس قرآنِ حکیم کی صورت میں حق کی دلیل اور ہدایت کی واضح روشنی آ چکی ہے۔ اب جو لوگ اللہ پر ایمان لائیں اور قرآنِ حکیم سے چمٹ جائیں اللہ اُنہیں اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا' اپنے فضل سے مالا مال کر دے گا اور اپنی طرف سیدھے راہ کی ہدایت دے گا۔ قرآنِ حکیم سے چمٹنے سے مراد ہے محض زبانی

اقرار نہیں بلکہ دل سے یقین رکھنا کہ یہ اللہ کا کلام ہے' اس کی با قاعدہ تلاوت کرنا' اِسے سمجھنا' اِس کے انفرادی احکامات پر عمل کرنا، اِس کے اجتماعی احکامات کے نفاذ کی کوشش کرنا اور اِس کی تعلیمات کو عام کرنا۔

آیت ۱۷۶

کلالہ کی وراثت

کلالہ ایسے مرد یا عورت کو کہتے ہیں کہ جس کے نہ والدین ہوں اور نہ ہی اولاد۔ کلالہ کی وراثت اُس کے بہن بھائیوں میں منتقل ہو جاتی ہے۔ ماں شریک بہن بھائیوں کی وراثت کی وضاحت اِس سورۂ مبارکہ کی آیت ۱۲ میں کی گئی ہے۔ حقیقی بہن بھائیوں یا باپ شریک بہن بھائیوں کی وراثت کی تفصیل اِس آیت میں بیان کی جارہی ہے۔ اِن بہن بھائیوں کا کلالہ کی وراثت میں حصہ اِس طرح ہوتا ہے جیسے اولاد کا حصہ اپنے والدین کی وراثت میں۔ تفصیلات کے لیے کتب فقہ سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔

سورة المائدة

شریعت اور نفاذِ شریعت کے موضوع پر اہم ترین سورۂ مبارکہ

اِس سورہ ٔ مبارکہ کی اہمیت نبی اکرم ﷺ کے اِس ارشاد سے سامنے آتی ہے کہ :

عَلِّمُوْا رِجَالَكُمْ سُوْرَةَ الْمَائِدَةِ وَعَلِّمُوْا نِسَائَكُمْ سُوْرَةَ النُّوْرِ (بیہقی)

''اپنے مردوں کو سورۂ مائدہ اور خواتین کو سورۂ نور سکھاؤ''۔

سورہ ٔ مبارکہ کے مضامین کا تجزیہ :

آیات ۱-۱۱ (رکوع ۱ تا ۲)	اِحکاماتِ شریعت اور تکمیلِ شریعت کا اعلان
آیات ۱۲-۴۳ (رکوع ۳ تا ۶)	اہلِ کتاب کی شریعت پر عمل اور نفاذِ شریعت کے لیے جدوجہد سے پہلوتہی
آیات ۴۴-۵۰ (رکوع ۷)	نفاذِ شریعت کے لیے پُرزور تاکید

آیات ۵۱-۵۶ (رکوع ۸) حزب اللہ کے اوصاف
آیات ۵۷-۸۶ (رکوع ۹ تا ۱۱) اہلِ کتاب کے لیے ترغیب وملامت
آیات ۸۷-۱۰۸ (رکوع ۱۲ تا ۱۴) اِحکاماتِ شریعت
آیات ۱۰۹-۱۲۰ (رکوع ۱۵ تا ۱۶) ایمان بالرسالت

آیات ۱ تا ۲

اہم اصولی ہدایات اور احکاماتِ شریعت

اِن آیات میں اہم اصولی ہدایات اور احکاماتِ شریعت کا بیان ہے۔ اصولی ہدایات دو ہیں :

i- معاہدات کی پاسداری کرو۔

ii- نیکی وتقویٰ کے کاموں میں تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں تعاون نہ کرو۔ گویا گناہ تو درکنار اِس میں کسی قسم کی معاونت بھی ناجائز ہے۔

احکاماتِ شریعت میں سے چار احکامات یہاں بیان کئے گئے ہیں :

i- اللہ نے چوپایوں میں سے مویشی حلال کیے ہیں۔

ii- حالتِ احرام میں شکار کرنا حرام ہے۔

iii- حرمت والے مہینے، حرم کی طرف قربانی کے لیے لے جائے جانے والے جانور، حرم میں قربانی کے لیے وقف کردہ جانور اور عمرہ وحج کی غرض سے حرم کی طرف جانے والے عازمین، اللہ کے شعائر میں سے ہیں یعنی اُن کو دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے۔ اِن شعائر اللہ کی تعظیم ہر مسلمان پر لازم ہے۔

iv- کسی قوم کی دشمنی اِس بات کا جواز نہ بن جائے کہ اُس کے ساتھ زیادتی کی جائے۔

آیت ۳

دینِ اسلام کی تکمیل کا اعلان

اِس آیت میں اللہ نے بشارت دی کہ مسلمانوں کے لیے دینِ اسلام کو پسند کیا گیا، اُسے اللہ کی

ایک بہت بڑی نعمت قرار دیا گیا اور اُس کی تکمیل کا اعلان کر دیا گیا۔ دین کی تکمیل کے بعد اِس میں اضافہ بدعت اور کسی نبوت کا دعوی سفید جھوٹ اور فریب ہے۔ اِس آیت میں چار احکاماتِ شریعت بھی عطا کئے گئے ہیں :

i- اللہ نے مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر نذر کیا گیا کھانا حرام قرار دیا۔

ii- اگر کوئی مویشی کسی بھی وجہ سے ذبح کیے بغیر مر گیا تو وہ حرام ہے۔

iii- کسی مزار یا استھان پر ذبح کیا جانے والا جانور یا جوئے کے تیروں کے ذریعہ تقسیم شدہ گوشت بھی حرام ہے۔

iv- جان چلی جانے کا خطرہ ہو تو بقدرِ ضرورت حرام سے استفادہ جائز ہے۔

آیات ۴ تا ۵

اللہ نے پاکیزہ چیزیں حلال فرمائی ہیں

اِن آیات میں دو بار فرمایا گیا کہ اللہ نے تمام پاکیزہ چیزیں مسلمانوں کے لیے حلال قرار دی ہیں۔ اِن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں :

i- اگر سکھائے ہوئے شکاری جانور کو اللہ کا نام لے کر شکار پر چھوڑا گیا ہو تو اُس کا مارا ہوا ایسا شکار جس میں سے وہ خود نہ کھائے حلال ہے۔

ii۔ اہلِ کتاب کے لیے حلال کردہ کھانے مسلمانوں کے لیے بھی حلال ہیں اور مسلمانوں کے لیے حلال کردہ کھانے اہلِ کتاب کے لیے حلال ہیں۔

iii۔ نیک سیرت مسلمان خواتین اور نیک سیرت اہلِ کتاب خواتین سے مسلمان مرد نکاح کر سکتے ہیں جبکہ مقصد گھر بسانا ہو نہ کہ محض حصول لذت یا خفیہ آشنائی۔ منکوحہ کو مہر دینا لازمی ہے۔

آیت کے آخر میں فرمایا گیا کہ جس نے ایمان کے بعد کفر کیا اُس کی نیکیاں برباد ہو گئیں اور وہ

آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔ گوکہ اہلِ کتاب خاتون سے نکاح جائز ہے لیکن ایسا نہ ہو کہ اُس کی محبت میں انسان اسلام سے دور ہو کر کفر کا رنگ اختیار کر لے یا اُس کی اولاد ماں کے مذہب پر نہ چلی جائے۔

آیت ٦

وضو کے فرائض کا بیان

اِس آیت میں وضو کے چار فرائض یعنی چہرہ کا غسل، ہاتھوں کا کہنیوں سمیت غسل، سر کا مسح اور پاؤں کا ٹخنوں سمیت غسل بیان کئے گئے ہیں۔ حالتِ جنابت میں مکمل غسل کا حکم دیا گیا۔ مزید فرمایا کہ اگر غسل یا وضو کے لیے پانی دستیاب نہ ہو تو پاکیزہ مٹی سے تیمّم کیا جاسکتا ہے۔ تیمّم سے مراد ہے کہ پاکیزہ مٹی سے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا جائے۔ تیمّم کی سہولت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے ایک رعایت اور نعمت قرار دیا۔

ایک اہم نکتہ قابلِ غور ہے۔ نمازِ تہجد اور پھر پنج وقتہ نماز مکی دور میں فرض قرار دی گئی۔ اِن نمازوں کی ادائیگی کے لیے نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو وحی ٔ خفی کے ذریعہ وضو کے فرائض اور طریقہ ٔ کار سکھایا۔ قرآنِ حکیم میں اِس کا ذکر مدنی دور میں آیا۔ یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ پر قرآن کے علاوہ بھی احکامات کا نزول ہوتا تھا۔ گویا منکرینِ سنت کی یہ بات گمراہی ہے کہ شریعت کا ماخذ صرف قرآن ہے۔

آیت ٧

شریعت ایک نعمت اور کلمہ ٔ طیبہ ایک عہد ہے

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شریعت کو ایک نعمت قرار دیا اور کلمہ ٔ طیبہ کو سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا (ہم نے سنا اور فرمانبرداری اختیار کی) کی روش کے ساتھ اللہ کے احکامات پر عمل اور اِن کے نفاذ کے لیے جدوجہد کرنے کا عہد قرار دیا۔ حکم دیا گیا اب اللہ کی نعمت اور اِس سے کئے گئے عہد کو ہمیشہ یاد رکھو اور اِن کا پاس کرو۔

آیات ۸ تا ۱۰

عدل کے علمبردار بن کر کھڑے ہو جاؤ

آیت ۸ میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ عدل کے علمبردار بن کر کھڑے ہو جائیں اور اِس طرح اللہ کی شانِ عدل کی گواہی پیش کریں۔ عدل ہر صورت میں کیا جائے خواہ اِس کا فائدہ کسی دشمن ہی کو کیوں نہ ہو۔ عدل کرنا ہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ جو لوگ ظلم و زیادتی کے خلاف عدل کے علمبردار بن کر کھڑے ہو گئے وہ اللہ کی بخشش اور شاندار بدلے کی نعمتیں حاصل کریں گے۔ جن لوگوں نے اللہ کے اِن احکامات کو قبول نہ کیا اور جھٹلایا' وہ جہنم کے عذاب سے دوچار ہونگے۔

آیت ۱۱

بھروسہ اللہ ہی پر کرنا چاہیے

اِس آیت میں صحابہ کرامؓ کو اللہ کی طرف سے ملنے والی ایک عافیت کی یاد دہانی کرائی گئی۔ سن ۶ ھ میں صلحِ حدیبیہ سے قبل مشرکینِ مکہ نے کئی بار احرام میں ملبوس صحابہؓ کو مشتعل کرنے کی کوشش کی تا کہ وہ ایک بار ردِّ عمل کا اظہار کریں تو مشرکین کو اُن کے خلاف کاروائی کا جواز مل جائے۔ اللہ نے مسلمانوں کو صبر و برداشت کی توفیق دی اور کفار کی سازشوں سے محفوظ رکھا۔ ہر قسم کے شر سے عافیت دینے والا اللہ ہی ہے' لہٰذا مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

آیت ۱۲

بنی اسرائیل سے عہدِ شریعت

اِس آیت میں اللہ نے فرمایا کہ ہم نے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں نقیب یعنی سردار مقرر کئے اور اُن سے عہد لیا کہ نماز قائم کرو' زکوٰۃ ادا کرو' رسولوں پر ایمان لاؤ' رسولوں کے مشن میں اُن کے دست و بازو بنو اور اللہ کے دین کے غلبہ کے لیے مال خرچ کرو۔ جو کوئی یہ عہد نبھائے گا' اللہ اُس کے گناہ معاف فرما دے گا اور اُسے جنت کی ابدی نعمتیں عطا فرمائے گا۔ جس نے اللہ کے ایسے خوش کن وعدوں کی ناقدری کی گویا وہ راہِ ہدایت سے بھٹک گیا۔

آیات ۱۳ تا ۱۴

بنی اسرائیل پر اللہ کی لعنت کی وجہ ...... عہد کی خلاف ورزی

اِن آیات میں فرمایا کہ اللہ نے بنی اسرائیل پر عہد کی خلاف ورزی کی وجہ سے لعنت کی اور اُن کے دلوں میں سختی پیدا کر دی۔ یہ اِسی کا نتیجہ ہے کہ وہ :

i- اپنے خبیث نفس کی تسکین اور خبثِ باطن کے اظہار کے لیے الفاظ کو بگاڑ دیتے ہیں جیسے اَطَعْنَا (ہم نے اطاعت کی) کو عَصَیْنَا (ہم نے نہیں مانا) کہہ دیا اور رَاعِنَا (ہم سے رعایت کیجیے) کو رَاعِیْنَا (اے ہمارے چرواہے) کر دیا۔

ii- اُس نصیحت کو فراموش کر دیتے ہیں جس کے ذریعہ سے اُن کی اصلاح کی کوشش کی جاتی ہے۔

iii- اُن کی طرف سے مسلسل بد دیانتی اور وعدہ خلافی کا سامنا ہوتا رہتا ہے۔

عیسائیوں کو اللہ نے اُن کی بدعہدی کی سزا یہ دی کہ اُن کے مابین بغض وعداوت پیدا کر دی اور وہ باہم خونریزی کی وجہ سے ایک دوسرے کی قوت کا مزا چکھتے رہے۔ عنقریب اللہ اُنہیں، اُن کی کارستانیوں کی حقیقت کا مزا چکھائے گا۔

آیات ۱۵ تا ۱۶

اہلِ کتاب کو نبی اکرم ﷺ اور قرآن پر ایمان لانے کی دعوت

اِن آیات میں اہلِ کتاب کو دعوت دی گئی کہ تمہاری بھلائی اِسی میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ جو کھول کھول کر تمہیں بتا رہے ہیں کہ تم نے اپنی کتابوں سے کتنا حق ظاہر کیا اور کتنا چھپایا۔ اُن کے ذریعہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح کتاب اور ہدایت کی روشنی آ گئی ہے۔ اِسی کتاب کے ذریعہ اب ہدایت ملے گی لیکن اُس کو جس کی نیت اللہ کی رضا کی طلب ہو۔ اللہ اِس کتاب کے ذریعہ ایسی سعید روحوں کو سلامتی کے راستے دکھائے گا، گمراہی کے اندھیروں سے ہدایت کے نور میں لے آئے گا اور سیدھے راستے کی طرف رہنمائی عطا فرمائے گا۔

آیت ۱۷

حضرت عیسیٰؑ معبود نہیں مخلوق ہیں

عیسائیوں کے ایک فرقہ یعقوبیہ کا عقیدہ تھا کہ اللہ حضرت عیسیٰؑ کی ذات میں حلول کر گیا ہے۔ گویا اب اللہ حضرت عیسیٰؑ کی صورت میں موجود ہے۔ اِس آیت میں فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ اور اُن کے والدہ حضرت مریم اللہ کی مخلوق میں سے ہیں۔ اگر اللہ اُن پر کوئی آفت نازل کرنا چاہے تو کوئی ہے جو اُنہیں بچا سکے۔ وہ دونوں اللہ کی قدرت کے سامنے بے بس اور لاچار ہیں جبکہ صرف اللہ ہی ہر طرح سے بااختیار اور ہر شے پر قادر ہے۔

آیت ۱۸

اللہ کی محبوب امت ہونے کا دعویٰ؟

یہودی اور عیسائی دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے انتہائی محبوب لوگوں میں شامل ہیں۔ اِس آیت میں اُن سے سوال کیا گیا کہ اگر واقعی وہ اللہ کے لاڈلے ہیں تو پھر اُن پر اللہ کی طرف سے عذاب کیوں آتے رہے؟ حقیقت یہ ہے کہ تمام انسان اللہ کی مخلوق ہیں اور اللہ کی نگاہ میں برابر ہیں۔ البتہ جو اللہ کے فرمانبردار ہیں، وہی اللہ کے محبوب ہیں۔ آج یہ دھوکہ ہم مسلمانوں کو بھی ہے کہ آخری نبی ﷺ کے امتی ہونے کی وجہ سے ہم اللہ کے محبوب ہیں۔ آج ہم سے سوال ہے کہ پھر عذاب کے کوڑے ہم پر کیوں برس رہے ہیں؟ اللہ کا محبوب بننا ہے تو شریعت پر عمل کر کے کردار کی پاکیزگی حاصل کرنا ہوگی۔

آیت ۱۹

اہلِ کتاب کے لیے اتمام حجت

اِس آیت میں اہل کتاب کو آگاہ کیا گیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی صورت میں تمہارے پاس بشارت دینے والی اور خبردار کرنے والے ہستی آ چکی ہے۔ اب تم روزِ قیامت اللہ کے سامنے اپنی بے عملی کا یہ جواز پیش نہیں کر سکتے کہ ہمیں کوئی خبردار کرنے یا بشارت دینے والا نہیں آیا۔ خیر اِسی میں ہے کہ اِن رسول ﷺ اور اِن کی تعلیمات پر ایمان لے آؤ۔

آیات ۲۰ تا ۲۴

بنی اسرائیل کا نفاذِ شریعت کے لیے قتال کرنے سے انکار

اِن آیات میں یہ واقعہ بیان ہوا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو اُن پر ہونے والے انعامات کی یاددہانی کرائی۔ اِس کے بعد اُنہیں حکم دیا کہ فلسطین کی سرزمین کو مشرکین سے خالی کراؤ تاکہ وہاں ہم تورات کی تعلیمات پر مبنی عادلانہ نظام قائم کرسکیں۔ بنی اسرائیل نے جواب دیا فلسطین میں آباد قوم بڑی زورآور ہے۔ کسی معجزہ کے ذریعہ اُن کو وہاں سے نکال دیں تو ہم فلسطین میں داخل ہونگے ورنہ نہیں۔ بنی اسرائیل ہی میں سے اللہ کے دو انعام یافتہ بندوں (یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا) نے اپنی قوم کو جھنجھوڑا اور سمجھایا کہ اللہ پر بھروسہ کرو، دشمن کی طاقت سے مرعوب نہ ہو اور ہمت کر کے دشمن کی بستی میں داخل ہو جاؤ۔ تمہاری تعداد بہت زیادہ ہے اور غالب تم ہی آؤ گے۔ قوم نے حضرت موسیٰؑ کو کورا جواب دے دیا کہ آپ اور آپ کا رب جا کر مشرکین سے جنگ کریں ہم تو یہاں بیٹھے رہیں گے۔

آیات ۲۵ تا ۲۶

حضرت موسیٰؑ کی بزدل قوم کے خلاف بددعا

اِن آیات میں حضرت موسیٰؑ کی اپنی قوم کے خلاف بددعا کا ذکر ہے۔ اُنہوں نے عرض کی کہ اے میرے رب مجھے اپنے اور اپنے بھائی ہارونؑ کے علاوہ کس پر کوئی اختیار نہیں۔ اب تو ہمیں جدا کردے اِس فاسق قوم سے۔ اللہ نے جواب میں فرمایا کہ اب یہ ۴۰ سال تک صحراء میں بھٹکتے رہیں گے۔ اے موسیٰؑ! اِس فاسق قوم کی بربادی پر افسوس نہ کیجیے گا۔

اِن آیات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ نفاذِ شریعت کے لیے مال و جان کی قربانی سے اعراض کرنے والوں سے اللہ اور اس کے رسولوں کو کیسی نفرت ہوتی ہے۔ دنیا میں باطل کے غلبہ کی وجہ اہلِ حق کی بزدلی ہی ہوتی ہے۔ اگر اہلِ حق پامردی دکھادیں تو باطل ریت کی دیوار ثابت ہوتا ہے جیسے دورِ نبوی ﷺ میں اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے اپنی بے مثال بہادری و شجاعت سے ثابت کیا۔

آیت ۲۷

قربانی صرف متقیوں ہی کی قبول ہوتی ہے

اِس آیت میں حضرت ہابیل اور قابیل کا واقعہ بیان ہوا ہے۔ اُن دونوں نے اللہ کی بارگاہ میں قربانی پیش کی۔ حضرت ہابیل کی قربانی قبول ہوئی اور قابیل کی قبول نہ ہوسکی۔ قابیل نے غصہ میں حضرت ہابیل کو قتل کرنے کی دھمکی دی۔ حضرت ہابیل نے بڑی پُرحکمت بات بیان کی کہ ''اِنَّـمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ '' ...... ''بے شک اللہ متقیوں کی قربانیاں ہی قبول فرماتا ہے''۔ نفاذِ شریعت کے لیے ایسے ہی لوگوں کی جدوجہد کامیاب ہوگی جو اپنی ذات میں متقی یعنی اللہ کی نافرمانیوں سے بچنے والے ہیں۔

آیات ۲۸ تا ۳۱

حضرت ہابیل کا حکیمانہ وعظ اور شہادت

حضرت ہابیل نے قابیل کو قتلِ ناحق جیسے بدترین جرم سے روکنے کے لیے عمدہ وعظ و نصیحت کی۔ فرمایا کہ اگر تم مجھے قتل کرنے کی کوشش کروگے تو میں ہرگز ردِّعمل کے طور پر تمہیں قتل کرنے کے لیے ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ سوچ لو کہ میرے ناحق قتل سے نہ صرف تم خود گناہ گار ہوگے بلکہ میرے تمام گناہ بھی تمہارے کھاتے میں چلے جائیں گے۔ قابیل پر اِس وعظ و نصیحت کا اثر نہ ہوا اور اُس نے حضرت ہابیل کو شہید کرکے خسارہ کا سودا کرلیا۔ اللہ نے قابیل کو ایک کوّے کے ذریعہ سکھایا کہ کیسے زمین کو کھود کر مرحوم بھائی کی لاش اُس میں دفن کردی جائے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا لِأَنَّهٗ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ (بخاری)

''نہیں قتل کیا جاتا کسی بھی انسان کو ناحق مگر یہ کہ اِس کے گناہ کا ایک حصہ حضرت آدمؑ کے پہلے بیٹے (یعنی قابیل) کے کھاتے میں بھی جاتا ہے اِس لیے کہ اُسی نے قتلِ ناحق کے جرم کا آغاز کیا تھا''۔

آیت ۳۲

انسانی جان کی حرمت

اِس آیت میں فرمایا گیا کہ حضرت ہابیل کے قتلِ ناحق کی وجہ سے اللہ نے یہ طے کر دیا کہ جس نے کسی ایک جان کو کسی جان کے بدلہ میں یا زمین میں فساد کی سزا کے بغیر ناحق قتل کیا' اُس نے گویا پوری نوعِ انسانی کو قتل کیا۔ اِس کے برعکس جس نے کسی ایک جان کی حرمت کا پاس کیا' اُس نے گویا پوری نوعِ انسانی کی بقا کا سامان کیا۔

آیات ۳۳ تا ۳۴

دہشت گردی کی سزا

اِن آیات میں فرمایا کہ جو لوگ اسلامی حکومت کے خلاف مسلح بغاوت کریں یا معاشرہ میں لوٹ کھسوٹ، قتل و غارت گری اور لوگوں کی عصمتوں یا املاک کو نقصان پہنچائیں' اُن کی سزا یہ ہے کہ اُنہیں قتل کیا جائے یا صلیب پر لٹکا یا جائے یا مخالف سمتوں سے اُن کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے جائیں یا وہ جلاوطن کر دیے جائیں۔ البتہ اگر کوئی مجرم خود کو اپنے طور پر قانون کے حوالے کر دے تو اُس کی سزا معاف کی جا سکتی ہے۔

آیت ۳۵

اللہ کی قربت کیسے حاصل ہوتی ہے؟

اِس آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اللہ کی قربت کے حصول کی کوشش کریں۔ اِس کے لیے انفرادی اعتبار سے تقویٰ اختیار کریں یعنی اللہ کی نافرمانیوں سے بچیں اور اجتماعی طور پر اللہ کی راہ میں جہاد کریں یعنی اُس کے دین و شریعت کے غلبہ کے لیے مال و جان کھپا دیں۔ ایسا کرنے والے ہی کامیاب ہوں گے۔

آیات ۳۶ تا ۳۷

کافر جہنم سے نہیں نکل سکتے

اِن آیات میں فرمایا گیا کہ اگر کافر روزِ قیامت زمین کا سارا مال و اسباب بلکہ اِس سے بھی دگنا

اسباب بطور فدیہ دینا چاہیں گے تو اللہ قبول نہیں فرمائے گا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ وہ جہنم سے نکلنا چاہیں گے لیکن نکل نہیں سکیں گے اور اُن کے لیے دائمی عذاب ہوگا۔ اللہ تمام انسانوں کو کفر کی خباثت سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۸ تا ۴۰

چوری کے جرم کے لیے حد

اِن آیات میں چوری کے جرم کے لیے حد کا بیان ہے۔ فرمایا کہ چور مرد ہو یا عورت' اُن کی سزا یہ ہے کہ اُن کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ اُن کے جرم کا بدلہ اور لوگوں کے لیے عبرت ہے تاکہ آئندہ کوئی کسی کے مال پر میلی نگاہ نہ ڈال سکے۔ حدود کے نفاذ ہی سے معاشرہ میں مال' جان اور آبرو کی حفاظت کا سامان ہوسکتا ہے۔ جو شخص چوری کے جرم کے بعد اپنے کیے پر نادم ہو' وہ دنیا میں تو سزا پائے گا لیکن آخرت میں اللہ تعالیٰ اُسے معاف فرمادے گا۔ اللہ بادشاہِ حقیقی ہے جو چاہے قانون بنائے، جسے چاہے سزا دے اور جسے چاہے معاف فرمادے۔

آیات ۴۱ تا ۴۳

زبان سے ایمان کا اظہار لیکن دل کی محرومی منافقت ہے

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ منافقین (جو زبان سے اظہارِ ایمان کرتے ہیں لیکن اُن کے دل یقین سے خالی ہیں) اور یہودیوں کی سرگرمیاں آپ ﷺ کو غمگین نہ کریں۔ یہ لوگ جھوٹی باتیں سننے اور پھیلانے میں دلچسپی لیتے ہیں، باتوں کے اصل مقاصد میں تحریف کرتے ہیں، دوسروں کا مال ناحق کھاتے ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ سے اپنے من پسند فیصلے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کو اختیار دیا گیا کہ وہ اُن کے تنازعات کے فیصلے کریں یا نہ کریں۔ اگر تنازعات کے فیصلے کریں تو عدل سے کریں کیونکہ ''اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ'' ...... ''بے شک اللہ عدل کرنے والوں کو ہی پسند فرماتا ہے''۔

قانونی ایمان اور حقیقی ایمان کی وضاحت کے حوالے سے آیت ۴۱ بہت اہمیت کی حامل ہے۔ تعلیماتِ نبوی ﷺ کا محض زبانی اقرار قانونی ایمان ہے اور اِن کی دل سے تصدیق حقیقی ایمان

ہے۔آیت ۴۱ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ منافقین زبان سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں لیکن اُن کے دل ایمان نہیں لاتے۔اللہ ہمیں نفاق سے محفوظ فرمائے اور زبانی اقرار کے ساتھ ساتھ دل والا یقین بھی عطا فرمائے۔آمین!

آیت ۴۴

شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے کافر ہیں!

اِس آیت میں فرمایا کہ ہم نے تورات نازل کی جس میں وقت کی ضرورت کے مطابق ایمان اور عمل کے لیے مکمل ضابطہ وشریعت موجود تھی۔انبیاء کرام ؑ ، علماءِ حق اور صوفیاءِ عظام اِس پر عمل اور اِس کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔اُنہیں حکم تھا کہ وہ کسی لالچ یا خوف کی وجہ سے شریعت سے پہلوتہی نہ کریں۔جو لوگ شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی تو کافر ہیں۔

آیت ۴۵

شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے ظالم ہیں!

تورات میں قصاص کا قانون بیان کیا گیا کہ جان کہ بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور زخم کے بدلے ویسا ہی زخم لگایا جائے گا۔البتہ اگر مقتول کے ورثاء یا مجروح ہونے والا شخص مجرم کو معاف کر دے تو اِس کی اجازت ہے۔البتہ جو لوگ قصاص کے اِس شرعی حکم کے مطابق فیصلے نہ کریں تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۔

آیات ۴۶ تا ۴۷

شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے فاسق ہیں!

اِن آیات میں فرمایا کہ حضرت عیسیٰ ؑ کو اللہ نے انجیل دی اور اِس میں بھی انسانوں کی ہدایت اور خیر خواہی کے لیے مکمل رہنمائی تھی۔اہلِ انجیل کو حکم تھا کہ اللہ کی عطا کردہ شریعت کے مطابق فیصلے کریں۔ جو لوگ اللہ کی عطا کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے تو وہی لوگ فاسق

یعنی اللہ کے باغی ہیں۔
ہمارے لیے مقامِ افسوس ہے کہ مسلمانوں کی اپنی حکومتیں ہونے کے باوجود ہمارے ہاں قوانین' شریعت کے مطابق نہیں ہیں۔ اِن آیات کی رو سے آج ہمارے اربابِ اقتدار بھی حقیقت کے اعتبار سے کفر، ظلم اور اللہ کی بغاوت کے جرائم کے مرتکب ہورہے ہیں۔ اِس صورت حال کو گوارا کر لینا اور ایسے کافرانہ، ظالمانہ اور باغیانہ نظام کے خلاف جدوجہد نہ کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اللہ ہمیں نفاذِ شریعت کے لیے مال و جان سے ہر ممکن کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۸ تا ۴۹

خواہشات کی پیروی نہ کرو' شریعت نافذ کرو

اِن آیات میں نبی کریم ﷺ اور اُن کے توسط سے امتِ مسلمہ کو دوبار حکم دیا گیا کہ اللہ کے نازل کردہ احکامات کو نافذ کیا جائے اور لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کی جائے۔ اللہ نے ہر دور میں اپنے رسولوں کو شریعت اور اُس کے نفاذ کے حوالے سے طریقِ کار کی ہدایت عطا فرمائی۔ اللہ چاہتا تو انسانوں کو فرشتوں کی طرح شریعت کی پابندی پر مجبور کر دیتا لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا۔ اُس نے انسانوں کو امتحان کے لیے اختیار دیا ہے۔ جو لوگ شریعت کے نفاذ اور نیکی کے کاموں میں سبقت کریں گے' دائمی نعمتوں اور لذتوں سے سرفراز ہوں گے۔ جو لوگ ایسا نہیں کریں گے وہ دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب کا شکار ہوں گے۔

آیت ۵۰

کیا چاہتے ہو' عادلانہ شریعت یا ظالمانہ جاہلیت؟

اِس آیت میں جھنجھوڑنے کے اسلوب میں اسلام اور جاہلیت کا موازنہ کیا گیا۔ اللہ نے اسلام کے ذریعہ انسانوں کو مال' جان اور آبرو کے تحفظ کے لیے عادلانہ شریعت عطا فرمائی۔ اسلام سے قبل کا زمانہ دورِ جاہلیت کہلاتا ہے۔ اب جو لوگ اللہ کی عطا کردہ عادلانہ شریعت کو نافذ نہیں کر

رہے کیا وہ جاہلیت کے ظالمانہ دور کو جاری رکھنا چاہتے ہیں؟ البتہ یقین رکھنے والوں کے لیے اللہ کے احکامات ہی سب سے بڑھ کر ہیں۔ اللہ ہمیں یقین عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۱ تا ۵۳

یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست مت بناؤ

اِن آیات میں اللہ نے منع فرمایا ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں سے دلی دوستی اور تعلق مت قائم کرو۔ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ جو اُن سے دوستی کرے گا' اُس کا شمار اُن ہی میں ہوگا۔ یہ دنیادار قسم کے لوگ ہیں جو اُن کے مال واسباب اور ظاہری شان وشوکت سے متأثر ہوکر اُن سے دوستی کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اِس دوستی سے خود کو ہر نقصان سے محفوظ کر لیں گے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اِن کافروں کو انجام بد سے دوچار کرے گا اور اُن سے دوستیاں کرنے والے نام نہاد مسلمان اپنے کیئے پر شرمسار ہوں گے۔

آیت ۵۴

اللہ کے محبوب بندوں کی صفات

اِس آیت میں اللہ کے محبوب بندوں کی چار صفات بیان کی گئی ہیں :

i- اللہ اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

ii- اہلِ ایمان کے حق میں انتہائی نرم اور کافروں کے حوالے سے انتہائی سخت ہوتے ہیں۔

iii- وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔

iv- اللہ کی راہ میں جہاد کے حوالے سے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کو خاطر میں نہیں لاتے۔

اِس آیت میں خبردار کیا گیا کہ اگر یہ صفات ہمارے اندر موجود ہیں تو ہم اللہ کے مطلوب بندے ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو اللہ ہمیں اپنے دین کی علمبرداری سے محروم کر دے گا اور کسی اور گروہ کو یہ اعزاز دے دے گا جو مذکورہ بالا صفات کا حامل ہوگا۔ اللہ ہمیں مذکورہ بالا صفات عطا فرمائے

اور ہر طرح کی محرومی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۵ تا ۵٦

اہلِ ایمان کے حقیقی دوست کون ہیں؟

اِن آیات میں فرمایا کہ اہلِ ایمان کے حقیقی دوست اللہ، اللہ کے رسول ﷺ اور وہ اہلِ ایمان ہیں جو نماز قائم کرنے والے، زکوٰۃ ادا کرنے والے اور عاجزی وانکساری اختیار کرنے والے ہیں۔ جو لوگ اللہ، اُس کے رسول ﷺ اور با عمل اہلِ ایمان کو ہی اپنا حامی اور دوست بنائیں گے، تو ایسے لوگ اللہ کی پارٹی یعنی حزب اللہ ہیں۔ آخر کار اللہ کی پارٹی ہی غالب آنے والی ہے۔

آیات ۵۷ تا ٦۰

دینِ اسلام کا مذاق اڑانے والوں کو دوست مت بناؤ

اِن آیات میں ایک بار پھر منع کیا گیا کہ ایسے کافروں سے دوستیاں مت کرو جو تمہارے دین کو کھیل تماشہ سمجھتے ہیں اور از ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اہلِ ایمان سے اُن کی دشمنی کی وجہ محض یہ ہے کہ اہلِ ایمان اللہ، قرآن اور تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لا کر حق کے علمبردار بن گئے ہیں جبکہ وہ خود فاسق ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ گمراہی پر ہیں۔ اگر یہ ضد اور تعصب کی وجہ سے اپنے گمراہ کن عقائد پر اڑے رہے تو اُن کا حشر اصحابِ سبت کی طرح ہوگا جن کو اللہ نے بندر اور خنزیر بنا دیا تھا اور جن پر اللہ کی لعنت اور غضب ہوا تھا۔ اُنہوں نے اللہ کے بجائے طاغوت کا کہا مانا تھا یعنی شریعت کے بجائے من مانے قوانین کی پیروی کی تھی۔ وہ سیدھے راستے سے بھٹک گئے اور بدترین انجام سے دوچار ہوئے۔

آیات ٦١ تا ٦٤

یہود کے شرمناک جرائم

اِن آیات میں یہود کے حسبِ ذیل شرمناک جرائم بیان ہوئے :

i- وہ اہلِ ایمان کے پاس آ کر ایمان لانے کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ

وہ کیا ظاہر کر رہے ہیں اور کیا چھپا رہے ہیں؟

ii- اُن کی اکثریت گناہوں، زیادتیوں اور حرام خوری کے جرائم میں بڑی تیزی دکھاتی ہے۔

iii- اُن کے علماء اور صوفیا اُنہیں گناہوں اور حرام خوریوں سے نہیں روکتے بلکہ حیلہ سازیوں سے جرائم کے لیے جواز فراہم کرتے ہیں۔

iv- وہ اللہ پر بہتان لگاتے ہیں کہ اُس کا ہاتھ بند ہو گیا ہے اور وہ ہم پر رحمتیں نازل نہیں کر رہا۔ اللہ کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں اور وہ اپنے فرمانبرداروں پر رحمتیں نازل فرما رہا ہے۔ البتہ یہودیوں پر اُن کی گستاخیوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے لعنت بھیج رہا ہے۔

v- قرآنِ مجید سنتے ہیں تو اُن کی ضد، انکار اور سرکشی میں اور اضافہ ہوتا ہے۔

vi- مسلمانوں کے مابین مسلسل پھوٹ ڈالنے اور لڑائیاں کرانے کی سازشیں کرتے رہتے ہیں۔ اللہ نے بطور سزا، اُن کے درمیان بغض و عداوت اور نفرتیں پیدا کر دی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں مذکورہ بالا جرائم سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ٦٥ تا ٦٦

نفاذِ شریعت کی برکات

اِن آیات میں نفاذِ شریعت کی مندرجہ ذیل برکات بیان کی گئیں :

i- آخرت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ خطائیں معاف فرما دے گا اور نعمتوں والی جنت میں داخل فرمائے گا۔

ii- دنیا کے اعتبار سے آسمان سے رحمت کی بارشیں نازل ہوں گی اور زمین سے رزق کے خزانے پیدا ہوں گے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

اِقَامَةُ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ، خَيْرٌ مِنْ مَّطَرِ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً، فِي بَلَادِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (ابنِ ماجہ)

"اللہ کی حدود میں سے کسی حد کا نفاذ، اللہ کے شہروں میں چالیس راتوں کی (رحمت سے برسنے والی) بارش سے بہتر ہے"۔

بنی اسرائیل کی اکثریت نے اللہ کے اِن وعدوں کی ناقدری کی۔ وہ شریعت پر عمل اور اِس کے نفاذ کے بجائے اللہ کی نافرمانیاں کرتے رہے۔ اللہ ہمیں اِس روش سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۶۷

قرآن کی تبلیغ رسول اللہ ﷺ کا فرضِ منصبی ہے

اِس آیت میں فرمایا کہ اے رسول ﷺ! آپ لوگوں تک پہنچا دیجیے وہ کلام جو آپ ﷺ پر نازل کیا گیا۔ اگر آپ ﷺ نے ایسا نہ کیا تو رسالت کا حق ادا نہ ہوگا۔ تسلی دی گئی کے حق کی تبلیغ کے دوران اہلِ باطل سے نہ ڈریں، اللہ آپ ﷺ کی حفاظت فرمائے گا۔ ختمِ نبوت کے بعد قرآن کی تبلیغ اب امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔ اللہ ہمیں یہ ذمہ داری ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۶۸

شریعت نافذ نہ کرنے والوں کی اللہ کی نگاہ میں کوئی عزت نہیں

اِس آیت میں اہلِ کتاب کو آگاہ کیا گیا ہے کہ اگر تم نے اللہ کے عطا کردہ احکامات نافذ نہ کیے تو تمہاری اللہ کی نگاہ میں کوئی عزت نہیں۔ ساتھ ہی نبی اکرم ﷺ کو خبر دی گئی کہ نزولِ قرآن سے اہلِ کتاب کی ضد اور سرکشی میں اور اضافہ ہو رہا ہے۔ ان بدنصیبوں کا برا انجام ہوگا اور اے نبی ﷺ! آپ اِن کے حال پر افسوس نہ کیجیے گا۔

کل جس مقام پر اہلِ کتاب تھے، آج اُسی مقام پر ہم کھڑے ہیں۔ اگر شریعت نافذ کرتے ہیں تو اللہ کی نگاہ میں سر بلند ہونگے اور اگر شریعت سے پہلو تہی کی تو رسوائی ہمارا مقدر ہوگی۔ ہماری موجودہ ذلت و پستی کی وجہ نفاذِ شریعت سے گریز ہی ہے۔

آیت ۶۹

کسی گروہ سے نسبت آخرت میں نجات کے لیے کافی نہیں

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ کسی نبی یا گروہ سے نسبت آخرت میں انسان کی نجات کے لیے

کافی نہیں۔نجات اُسی کو ملے گی جو خلوص کے ساتھ یعنی اللہ کی رضا جوئی اور آخرت کی فلاح کے حصول کے لیے اچھے اعمال کرے گا۔

آیت ۷۱

شریعت کے بجائے خواہشاتِ نفس کی پیروی

دنیا میں دو ہی راستے اختیار کئے جاتے ہیں۔سیدھا راستہ ہے شریعت کی پیروی اور گمراہی کا راستہ ہے خواہشاتِ نفس کی پیروی۔اِن آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کے پاس جب اللہ کے پیغمبر ایسی شریعت لائے جو اُن کی خواہشاتِ نفس کو پسند نہ آئی تو اُنہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا اور بعض کو شہید کر دیا۔اللہ نے اِن جرائم پر جب فوری پکڑ نہ کی تو وہ اور جری ہو گئے۔خواہشاتِ نفس کی پیروی میں بہت دور نکل گئے۔اللہ ہمیں اِس مجرمانہ روش کو اختیار کرنے سے محفوظ فرمائے۔آمین!

آیات ۷۲ تا ۷۷

شرک کرنے والے پر جنت حرام ہے

اِن آیات میں عیسائیوں کے دو فرقوں کی گمراہی کا بیان ہے۔اُن کے فرقہ یعقوبیہ کا عقیدہ تھا اللہ ہے ہی عیسیٰؑ ۔حالانکہ حضرت عیسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو آگاہ کر دیا تھا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والے پر جنت حرام ہے اور جہنم ہی اُس کا ٹھکانہ بنے گی۔اُن کے دوسرے فرقہ ملکائیہ کا عقیدہ تثلیث کا تھا جس کے مطابق (نعوذ باللہ) اللہ' حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریم تینوں ہی معبود ہیں۔اللہ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ' اللہ کے رسول اور حضرت مریم صدیقہ تھیں۔وہ دونوں اللہ کی مخلوق میں سے تھے اور اپنی زندگی کے لیے کھانا کھانے کے محتاج تھے۔کوئی محتاج ہستی معبود کیسے ہو سکتی ہے؟ مصر میں جاری ایک فلسفیانہ مذہب میں بھی تثلیث کا تصور تھا جس کی رُو سے خالق' مادہ اور روح تینوں قدیم تھے۔عیسائیوں نے وہی تثلیث کا عقیدہ اختیار کر لیا صرف معبود بدل دیے۔عیسائیوں کو خبردار کیا گیا کہ وہ شرک سے باز نہ آئے

تو دردناک عذاب اُن کا مقدر بنے گا۔ اللہ کے سوا دیگر معبود نہ اُنہیں نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان۔ خیر اسی میں ہے کہ توبہ کرلیں۔ اللہ کو بخشنے والے اور رحم کرنے والا پائیں گے۔

آیات ۷۸ تا ۸۱

بنی اسرائیل کے نافرمانوں پر پیغمبروں کی لعنت

اِن آیات میں بنی اسرائیل کے مجرموں پر حضرت داوٗدؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی لعنت کا بیان ہے۔ اِس ذلت کی وجہ حسبِ ذیل جرائم ہیں :

i- اللہ کی نافرمانی میں حد سے گزر جانا۔

ii- برائیوں سے نہ روکنا۔

iii- اللہ کے دشمنوں سے دوستیاں کرنا۔

اِن جرائم کی وجہ سے اللہ اُن سے ناراض ہوا اور اُن کے لیے ہمیشہ کا عذاب لکھ دیا۔

آیات ۸۲ تا ۸۶

مسلمانوں کے دوست اور دشمن

اِن آیات میں فرمایا کہ مسلمانوں سے دشمنی میں پیش پیش یہودی اور مشرکین ہیں۔ اِس کے برعکس مسلمانوں کے لیے محبت کے جذبات رکھنے میں آگے آگے عیسائی ہیں۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ اُن میں ایسے خداترس راہب موجود ہیں جو دنیا سے بے رغبتی رکھنے والے اور اپنی انا کو قربان کرنے والے ہیں۔ ایسے ہی عیسائیوں کے ایک وفد نے جب قرآنِ کریم کی تلاوت سنی تو بے اختیار اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ وہ پکار اٹھے کہ ہم اِس کلام پر ایمان لے آئے۔ واقعی یہ کلام بالکل برحق ہے۔ اے ہمارے رب! ہمیں بھی حق کی گواہی دینے والوں میں شامل فرمادے۔ ہم امید رکھتے ہیں کے ہمارا رب ہمارا شمار اپنے نیک بندوں میں کرے گا۔ اللہ نے اُن کی نیک آرزو کو پورا فرمایا اور اُنہیں محسنین کے مقام پر فائز فرما کر ہمیشہ ہمیش کی جنت کا انعام عطا فرمایا۔ اِس کے برعکس جن لوگوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا اور اُن کو جھٹلایا وہ جہنم کی آگ کا ایندھن بنیں گے۔

نفاذِ شریعت کے حوالے سے ایک مغالطہ

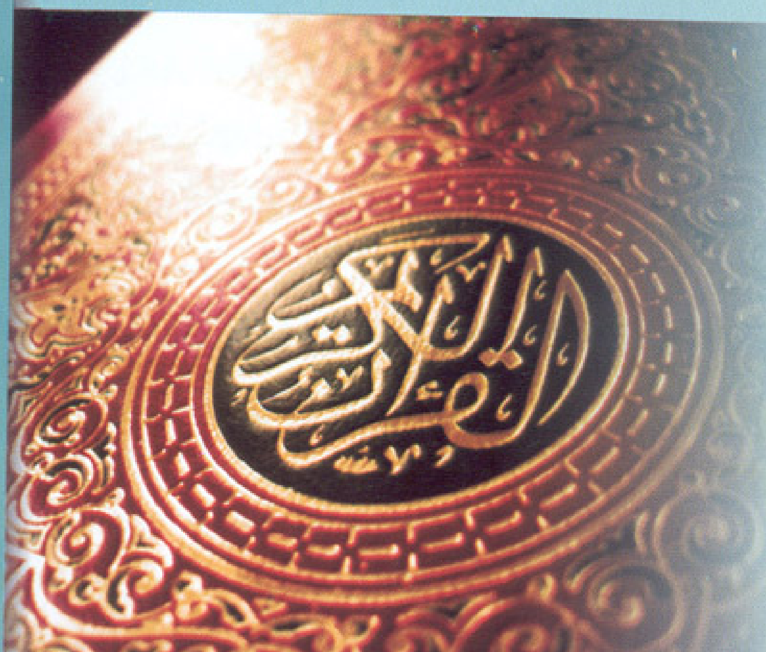
نفاذِ شریعت کے حوالے سے عام طور پر ایک مغالطہ پایا جاتا ہے۔ یہ سمجھا جاتا ہے کہ نفاذِ شریعت کا مطلب ہے چور کے ہاتھ کاٹنا، زانی کو سنگسار کرنا، قاتلوں سے قصاص لینا وغیرہ۔ بلاشبہ شریعتِ اسلامی میں مذکورہ بالا جرائم کے لیے یہ سخت سزائیں رکھی گئی ہیں تاکہ معاشرے کو اِن جرائم سے پاک کیا جائے اور ہر شہری کی جان، آبرو اور مال کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔لیکن اسلامی نظام میں سزاؤں کی حیثیت ثانوی درجہ کی ہے۔ نفاذِ شریعت کا اصل حاصل ہے ایک عادلانہ اور پاکیزہ معاشرے کا قیام جس کے تحت جرائم کا سرزد ہونا ہی مشکل ہو جاتا ہے۔

عادلانہ معاشرے کا مطلب یہ ہے کہ تمام شہریوں کو ایک ہی جیسی تعلیمی، طبی اور دیگر بنیادی ضروریات فراہم کی جائیں، اُنہیں تمام بنیادی حقوق حاصل ہوں اور اُن کے لیے فوری، سستا اور بے لاگ انصاف یقینی بنایا جائے۔ معاشرے میں کفالتِ عامہ کا ایسا بندوبست ہو اور ضروریات کی فراہمی اِس حد تک کر دی جائے کہ جرائم کے ارتکاب کا امکان ہی نہ رہے۔

پاکیزہ معاشرہ سے مراد یہ ہے کہ تمام ذرائع ابلاغ کے ذریعہ تعلیم و تربیت اور وعظ و تبلیغ کا مؤثر انتظام ہو۔ افراد کی اِس حد تک اصلاح کر دی جائے کہ وہ جرائم سے نفرت کرنے لگیں۔ معاشرے میں رائے عامہ کو جرائم کے خلاف اِس حد تک تیار کر دیا جائے کہ معاشرے کا اجتماعی ضمیر جرائم کو برداشت ہی نہ کرے اور اِن کے مرتکب سے نفرت کرے۔ اِس کے ساتھ ساتھ ایسے تمام اسباب کا قلع قمع کر دیا جائے جو اِن جرائم کی تحریک پیدا کرنے اور اِن کی ترغیب و تحریص دلانے والے ہوں۔ گویا معاشرتی زندگی میں ایسی رکاوٹیں پیدا کر دی جائیں کہ اگر کوئی شخص اِن جرائم کا ارتکاب کرنا بھی چاہے تو نہ کر سکے۔ اِس سب کے بعد اگر پھر بھی کوئی شخص اِس طرح کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے تب اُسے سخت سزا دی جاتی ہے۔ اسلامی نظام کا مطلب محض سزاؤں کا نفاذ سمجھنا اور اِس نظام کی اصل شان یعنی عادلانہ اور پاکیزہ معاشرہ کے قیام کی طرف توجہ نہ کرنا، بہت بڑا مغالطہ ہے۔

خلاصۂ مضامینِ

قرآنِ حکیم



ساتواں پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

خلاصہ ٔ مضامینِ قرآن

ساتواں پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لاَ تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ وَلاَ تَعْتَدُوْا ط اِنَّ اللّٰہَ لاَ یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۝ (المائدۃ:۸۷)

آیات ۸۷ تا ۸۸

حلال کوحرام کرلینا بھی جرم ہے

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ جس طرح حرام کوحلال کرنا ناجائز ہے اِسی طرح حلال کوحرام کرلینا بھی جرم ہے۔ سابقہ آیات میں عیسائیوں کے قبولِ اسلام کا ذکر تھا۔ عیسائیوں نے رہبانیت کی راہ اختیار کرکے خود پر بہت سی حلال اشیاء کوحرام کرلیا تھا۔ یہاں ایسی ہی گمراہی کی اصلاح کا بیان ہے۔ یہاں ہدایت دی گئی کہ جس شے کواللہ نے حلال قرار دیا ہے اِس سے استفادہ کرو بشرطیکہ وہ طیب بھی ہویعنی اُسے جائز ذرائع سے حاصل کیا گیا ہو، جانور ہوتو ذبح کیا گیا ہواور ذبح کرتے ہوئے اُس پر اللہ ہی کا نام لیا گیا ہو۔

آیت ۸۹

قسم کا کفارہ

اِس آیت میں قسم توڑنے کا کفارہ بیان کیا گیا ہے۔ وہ کفارہ یہ ہے کہ دس مساکین کو دو وقت کا اُسی معیار کا کھانا کھلانا جیسا کہ انسان اپنے گھر والوں کوکھلاتا ہے یا اُنہیں مکمل لباس فراہم کرنا یا ایک غلام یا کنیز کوآزاد کرنا۔ البتہ جو مالی اعتبار سے یہ کفارہ ادا کرنے کے قابل نہ ہواُسے چاہیے کہ تین دن کے روزے رکھے۔

آیات ۹۰ تا ۹۲

شراب اور جوئے کی حرمت کا حتمی حکم

اِن آیات میں شراب پینے، جوا کھیلنے اور شرک کرنے کو شیطان کے گندے ترین کام قرار دیا گیا اور اِن جرائم سے بچنے کی تلقین کی گئی۔ آگاہ کیا گیا کہ شیطان شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان نفرت اور دشمنی پیدا کرنا چاہتا ہے۔ شراب کے نشے میں بہک کر یا جوئے میں مسلسل ہار کر انسان دوسروں کے خلاف ایسی حرکات کرتا ہے جس سے باہمی نفرت اور دشمنی جنم لیتی ہے۔ مزید یہ کہ انسان اِن کے ذریعہ اللہ کے ذکر اور بالخصوص نماز پڑھنے سے محروم ہو جاتا ہے۔ جوئے کے ذریعہ حرام کمائی کا حصول انسان کو ذکر کی لذت اور نماز کی چاشنی سے محروم کر دیتا ہے۔ بڑے سخت الفاظ میں تنبیہ کی گئی ہے کہ تم شراب اور جوئے سے باز آتے ہو یا نہیں؟

آیت ۹۳

اللہ کی قربت تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے

حدیثِ جبرائیلؑ میں اللہ کی قربت کے تین درجے بیان کیے گئے ہیں یعنی اسلام (زبانی اقرار)، ایمان (قلبی یقین) اور احسان (یقین کی ایسی گہرائی گویا انسان اللہ کو دیکھ رہا ہو یا یہ احساس کہ اللہ انسان کو دیکھ رہا ہے)۔ اِس آیت میں رہنمائی دی گئی ہے کہ تقویٰ یعنی اللہ کی نافرمانی سے بچنے کا قلبی احساس وہ نعمت ہے جس سے انسان اللہ کی قربت کے مراحل طے کرتا ہوا بلند ترین مرتبہ یعنی مرتبۂ احسان پر فائز ہو کر اللہ کا محبوب بن سکتا ہے۔

آیات ۹۴ تا ۹۶

حالتِ احرام میں شکار کرنے کا عمل

اِن آیات میں رہنمائی دی گئی کہ حالتِ احرام میں خشکی کا شکار کرنا یا ایسے شکار کا گوشت کھانا حرام ہے۔ البتہ سمندر کا شکار کرنا اور اِس کا کھانا جائز ہے۔ اگر غلطی سے خشکی کا شکار کر لیا

جائے تو کفارہ یہ ہے کہ شکار کیے ہوئے جانور کا ہم وزن جانور حدودِ حرم میں قربان کیا جائے' یا اِتنے مساکین کو کھانا کھلایا جائے جتنے مساکین شکار کیے ہوئے جانور کے گوشت سے سیر ہوکر کھاسکتے تھے یا اُن مساکین کی تعداد کے برابر روزے رکھے جائیں۔ اگر کسی نے اِن آیات کے نزول کے بعد جان بوجھ کر حالتِ احرام میں شکار کیا تو ایسے شخص کو اللہ کے انتقام کا سامنا کرنا پڑے گا۔

آیت ۹۷

شعائر اللہ کا احترام

اِن آیات میں خانہ کعبہ' حرمت والے مہینوں' حرم کی طرف قربانی کے لیے لے جائے جانے والے جانوروں اور حرم میں قربان کرنے کے لیے وقف کردہ جانوروں کو اللہ کے شعائر قرار دیا گیا۔ گویا اِن سب کو دیکھ کر اللہ کی معرفت کا شعور اور اُس کی راہ میں مال وجان لگانے کا جذبہ حاصل ہوتا ہے۔ اہلِ ایمان کو اِن شعائر اللہ کے احترام کی تلقین کی گئی۔ وہ دنیا کے جس حصے میں ہوں اِن شعائر اللہ کا ادب کریں کیوں کہ اللہ آسمانوں اور زمین میں ہونے والے ہر عمل سے واقف ہے۔ اِس آیت میں بیت اللہ کو لوگوں کی بقا کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ اِس حقیقت طرف اشارہ ہے کہ اللہ دنیا کو فنا کرتے وقت سب سے پہلے بیت اللہ کو اٹھالے گا۔ گویا جب تک بیت اللہ موجود ہے یہ دنیا باقی رہے گی۔ بقول اقبال :

دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اُس کے پاسباں ہیں' وہ پاسباں ہمارا

آیت ۹۸

اللہ کی دو شانیں

اِس آیت میں فرمایا گیا کہ اللہ شدید عذاب دینے والا ہے بھی ہے اور بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا بھی۔ اب ہم اپنے طرزِ عمل سے خود کو اللہ کی کسی ایک شان کا مستحق بنا سکتے ہیں۔

اللہ ہمیں تقویٰ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم اللہ کی شانِ غفاری اور رحیمی کی نعمت حاصل کرسکیں۔

آیت ۹۹

رسول کے ذمہ پہنچانا ہے منوانا نہیں

اِس آیت میں واضح کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ذمہ صاف صاف پہنچا دینا ہے لوگوں سے منوانا نہیں۔اگر داعی کے پیشِ نظر لوگوں سے منوانا بھی ہو تو پھر وہ اُن کی خواہشات کا پاس کرتے ہوئے حق کو چھپاتا ہے' حق کے ساتھ باطل کی آمیزش کرتا ہے یا دعوت کے اصولوں پر قائم نہیں رہتا۔داعی کو چاہیے کہ وہ کمی بیشی کیے بغیر حق واضح کردے۔اب لوگوں کا حساب لینا اللہ کے حوالے ہے۔وہ جانتا ہے کہ کون حق سامنے آنے کے بعد اُسے قبول کر رہا ہے اور کون حق پر دل ٹھُک جانے کے باوجود اُسے جھٹلا رہا ہے۔

آیت ۱۰۰

حق کا معیار کثرت نہیں

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ ہر دور میں نیکی کی راہ اختیار کرنے والے کم اور برائی کے راستے پر چلنے والے زیادہ ہوتے ہیں۔البتہ کبھی بھی برائی کی کثرت اُسے نیکی کے برابر نہیں کرسکتی۔حق کا معیار کثرت نہیں بلکہ اللہ کی عطا کردہ ہدایت اور شریعت ہے۔

آیات ۱۰۱ تا ۱۰۲

غیر ضروری سوالات کی مُمانعت

اِن آیات میں بلاوجہ سوالات کرنے سے منع کر دیا گیا۔یہود کی مثال دی گئی کہ وہ بھی اللہ کا حکم آنے پر غیر ضروری سوالات کرتے تھے اور اللہ کی طرف سے جوابات آنے پر مزید پابندیوں کا سامنا کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔اب اِن پابندیوں کا پاس نہ کر کے اللہ کے احکامات کے عملی کفر کے مرتکب ہوتے تھے۔

آیات ۱۰۳ تا ۱۰۴

جانوروں کے لیے خود ساختہ تقدس

اِن آیات میں فرمایا گیا کہ مشرکین بعض جانوروں کو خود ساختہ تقدس دے کر اُن کے لیے کچھ نام گھڑ لیتے تھے۔ جب اُن سے کہا جاتا کہ خود ساختہ تصورات کے بجائے قرآن اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین کی پیروی کرو تو جواب دیتے کہ ہم اپنے آباء واجداد کے طریقوں کی پیروی کریں گے۔ ہر دور میں شرک اور بدعت کے لیے یہ ہی جواز پیش کیا جاتا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں بھی بعض جانوروں کی نسبت بزرگوں کی طرف کر کے اُن کا احترام کیا جاتا ہے۔ اُن کو چوما جاتا ہے' اُن پر سواری کرنا اور اُن سے کوئی خدمت لینا حرام سمجھا جاتا ہے۔

آیت ۱۰۵

کسی کی گمراہی ہماری بے عملی کا جواز نہیں بن سکتی

اِس آیت میں رہنمائی دی گئی کہ انسان کسی اور کی گمراہی کو اپنی بے عملی کا جواز نہیں بنا سکتا۔ روزِ قیامت ہر انسان کو ذاتی طور پر عدالتِ خداوندی میں پیش ہونا ہوگا اور اپنے اپنے عمل کا حساب دینا ہوگا۔ کوئی بے عمل شخص یہ نہ کہہ سکے گا کہ اگر دوسرے لوگ باعمل ہو جاتے تو میں بھی نیک بن جاتا۔ البتہ اِس آیت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم بے عملی کے حوالے سے دوسروں کی اصلاح نہ کریں۔ دوسروں کی اصلاح کی کوشش ہماری دینی ذمہ داری ہے اور اِس ذمہ داری کو ادا نہ کرنا بھی گناہ ہے۔

آیات ۱۰۶ تا ۱۰۸

وصیت پر گواہی کیسے دی جائے؟

اِن آیات میں رہنمائی دی گئی کہ موت سے قبل ایک شخص کو چاہیے کہ وصیت پر دو مسلمان مردوں کو گواہ بنائے۔ استثنائی صورت میں دو غیر مسلموں کو بھی گواہ بنایا جا سکتا ہے۔ دونوں گواہ کسی بھی نماز کے بعد وصیت سے لوگوں کو آگاہ کریں اور اللہ کی قسم کھا کر اپنی صداقت کا ثبوت

پیش کریں۔ اگر بعد ازاں معلوم ہو کہ گواہوں نے وصیت میں تحریف کر کے کسی کا حق مارا ہے تو متأثرہ فریق کے دو افراد اللہ کی قسم کھا کر اصل وصیت لوگوں کے سامنے بیان کریں۔ یہ وصیت پر گواہی کا مبنی بر عدل طریقہ ہے۔

آیت ۱۰۹

رسولوں کی اللہ کے حضور عاجزی

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ روزِ قیامت اللہ رسولوں سے دریافت فرمائے گا کہ تمہاری دعوت کے جواب میں تمہاری قوموں کا کیا ردِّعمل تھا۔ تمام رسول اللہ کی بارگاہ میں عاجزی سے عرض کریں گے کہ اے اللہ! تیرے علم کے مقابلے میں ہمارا علم نہ ہونے کے برابر ہے۔ تُو تو لوگوں کے ظاہری طرزِ عمل سے ہی نہیں بلکہ اُن کی باطنی کیفیات سے بھی واقف ہے، اِس لیے کہ تُو تمام رازوں کا جاننے والا ہے۔

آیات ۱۱۰ تا ۱۱۱

حضرت عیسیٰؑ پر اللہ کے احسانات کا بیان

روزِ قیامت اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ پر اپنی خصوصی عنایت کا ذکر فرمائے گا جس سے ثابت ہوگا کہ حضرت عیسیٰؑ معبود نہیں بلکہ اللہ کے انعام یافتہ بندے تھے۔ یہ عنایات حسبِ ذیل ہیں :

i- جب دشمنوں نے عیسیٰؑ کو مصلوب کرنے کی کوشش کی تو اللہ نے حضرت جبرائیل کے ذریعہ اُنہیں آسمان پر اٹھالیا۔

ii- حضرت عیسیٰؑ کو ماں کی گود میں بڑے عمر کے انسانوں کی طرح گفتگو کی صلاحیت دی۔ پھر رفع آسمانی کے بعد اُن کو دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے گا اور وہ جوانی سے ادھیڑ عمر کو پہنچیں گے۔ اب اِس ادھیڑ عمر میں بھی لوگوں سے کلام کرنا گویا معجزہ اور عطیہ ٔخداوندی شمار ہوگا۔

iii- اللہ نے اُنہیں تورات کے ذریعے احکامات اور انجیل کے ذریعے حکمت سکھائی۔

iv- وہ گارے سے پرندہ بناتے اور اُس میں پھونک مارتے اور وہ اللہ کے حکم سے اڑنا شروع

کر دیتا۔

v- وہ اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھے اور برص کے مریض کو تندرست کر دیتے۔

vi- وہ اللہ کے حکم سے مُردہ کو زندہ کر دیتے۔

vii- اللہ تعالیٰ نے حواریوں کو الہام کے ذریعہ حکم دیا کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول حضرت عیسیٰؑ پر۔ حواری ایمان لے آئے۔

آیت ۱۱۲ تا ۱۱۵

فرمائشی معجزہ کا مطالبہ

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ حواریوں نے اطمینانِ قلب کے لیے حضرت عیسیٰؑ سے مطالبہ کیا کہ وہ اللہ سے دعا کریں کہ اللہ آسمان سے ایسا دسترخوان نازل فرمائے جس پر کھانے چُنے ہوئے ہوں۔ حضرت عیسیٰؑ نے اللہ سے دعا کی۔ اللہ نے جواب میں فرمایا کہ میں یہ دعا پوری کر دوں گا لیکن اگر فرمائشی معجزہ سامنے آنے کے بعد کسی حواری نے کفر کیا تو اُسے ایسا عذاب دوں گا جیسا تمام جہانوں میں سے کسی اور کو نہ دوں گا۔

آیات ۱۱۶ تا ۱۱۸

عیسائیوں کے شرک سے حضرت عیسیٰؑ کا اعلانِ براءت

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ روزِ قیامت اللہ حضرت عیسیٰؑ سے پوچھے گا کہ کیا آپ نے لوگوں کو تلقین کی تھی کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ کے ساتھ معبود بنا لو؟ حضرت عیسیٰؑ عرض کریں گے کہ اے اللہ! میرے لیے یہ ہرگز جائز نہ تھا کہ میں لوگوں کو شرک کی تلقین کرتا۔ اگر میں نے ایسا کیا ہوتا تو تیرے علم میں ہوتا۔ میں جب تک اُن کے درمیان رہا' اُنہیں صرف تیری ہی بندگی کی دعوت دیتا رہا۔ میرے بعد اُن لوگوں نے جو کچھ کیا' اے اللہ! تُو اُس پر گواہ ہے۔ اب اگر تُو اُنہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور تُو جو چاہے اُن کے ساتھ کر سکتا ہے۔ اگر تُو اُن کو بخش دے تو پھر بھی تُو زبردست ہے اور بڑی حکمت والا ہے۔

آیات ۱۱۹ تا ۱۲۰

سچائی کا صلہ روزِ قیامت ہی ملے گا

حضرت عیسیٰؑ کی گذارشات کے جواب میں اِن آیات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ آج کے دن یعنی روزِ قیامت سچوں کو اُن کے سچ کا فائدہ حاصل ہوگا۔ دنیا میں جھوٹ بول کر انسان وقتی فائدہ حاصل کرلیتا ہے یا کسی نقصان سے بچ جاتا ہے لیکن آخرت میں سچ بولنے والے ہی کامیاب ہوں گے۔ اُس روز کل اختیار اللہ کے ہاتھ میں ہوگا۔ اللہ سچ بولنے والوں سے راضی ہوگا اور اُنہیں ایسے انعامات سے نوازے گا کہ وہ بھی اللہ کی عنایات پر خوش ہوجائیں گے۔

سورۃ الانعام

قرآنِ مجید کی افضل سورتوں میں سے ایک سورہ مبارکہ

☆ اِس سورہ مبارکہ کے بارے میں حضرت عمرؓ کا قول ہے :

اَلْاَنْعَامُ مِنْ نَوَاجِبِ الْقُرْاٰنِ (سنن الدارمی)

''سورہ انعام قرآن کی افضل سورتوں میں سے ایک سورۃ ہے''۔

☆ یہ سورہ مبارکہ مکی دور کے آخر میں ایک مکمل خطبہ کی صورت میں ایک ساتھ نازل ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے :

نَزَلَتْ سُوْرَۃُ الْاَنْعَامِ جُمْلَۃً بِمَکَّۃَ لَیْلاً وَّحَوْلَھَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ یَجْرُوْنَ بِالتَّسْبِیْحِ (معجم الکبیر للطبرانی)

''سورہ انعام ایک ساتھ اور ایک ہی رات کے دوران مکہ میں نازل ہوئی اور ستر ہزار فرشتے اللہ کی تسبیح کرتے ہوئے اِسے لے کر نازل ہوئے''۔

☆ اِس سورہ مبارکہ میں قریش کو آگاہ کردیا گیا کہ تم پر ہمارے نبی ﷺ اتمامِ حجت کر چکے۔ اب تم پر وہ عذاب آکر رہے گا جسے تم مذاق سمجھتے رہے ہو۔

☆ اِس سورہ مبارکہ کا پس منظر یہ ہے کہ مشرکین مکہ نبی اکرم ﷺ سے مطالبہ کررہے تھے کہ

اپنی نبوت کی صداقت کا ثبوت دینے کے لیے ہماری فرمائش کے مطابق معجزہ دکھائیے۔ نبی اکرم ﷺ کی خواہش تھی کہ اللہ معجزہ دکھا دے شاید یہ ایمان لے آئیں۔ اللہ نے دوٹوک انداز میں فرمائشی معجزہ اتارنے سے انکار فرما دیا۔ اللہ نے آپ ﷺ کو بتا دیا کہ یہ معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائیں گے بلکہ اُسے جادو قرار دے دیں گے اور عذاب کے مستحق ہو جائیں گے۔ معجزات کے ذریعے لوگوں کو زبردستی مومن بنانا مطلوب نہیں۔ اصل مطلوب یہ ہے کہ قرآن جیسے معجزانہ کلام کو سُن کر ایمان بالغیب لائیں۔ فرمائشی معجزہ کا مطالبہ پورا نہ ہونے پر قریشِ مکہ آپ ﷺ کا مذاق اڑاتے تھے جس پر آپ ﷺ شدید دل گرفتہ تھے۔ اِن حالات میں آپ ﷺ کی دلجوئی کے لیے یہ سورہ ٔمبارکہ نازل ہوئی۔

آیات ۱ تا ۳

صفاتِ باری تعالیٰ کا بیان

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ تخلیق، صفتِ قدرت اور صفتِ علم کا بیان آیا ہے۔ اللہ نے تمام آسمانوں اور زمین کو بنایا اور اندھیرے اور روشنی پیدا فرمائی۔ انسانوں کو گارے سے بنایا اور ہر انسان کے فنا ہونے کا وقت طے کیا۔ اِسی طرح اللہ نے اِس کائنات کے فنا ہونے کا وقت بھی طے کر دیا ہے لیکن لوگ کائنات کے فنا ہونے کے بارے میں شک کر رہے ہیں۔ وہ اللہ آسمان و زمین کی ہر شے سے واقف ہے۔ انسان کیا کر رہا ہے؟ کس بات کو ظاہر کر رہا ہے؟ کس بات کو چھپا رہا ہے؟ سب اللہ کے علم میں ہے۔ یہ تمام صفات صرف اللہ کی ہیں لیکن لوگ پھر بھی دوسری ہستیوں کو اللہ کے ساتھ شریک کر رہے ہیں۔

آیات ۴ تا ۶

مشرکینِ مکہ کے لیے عذاب کی دھمکی

اِن آیات میں مشرکینِ مکہ کو باور کرا دیا گیا کہ تم نے اللہ کی آیات کو جھٹلا دیا ہے لہٰذا اب تم پر وہ عذاب آ کر رہے گا جسے تم مذاق سمجھ رہے تھے۔ اللہ نے ماضی میں تم سے زیادہ طاقت ور نسلیں پیدا کیں اور اُن پر رحمتوں کی بارش برسائی لیکن جب اُنہوں نے اللہ کی نافرمانی کی انتہا کر دی

تو اللہ نے اُنہیں ہلاک کر دیا۔ مشرکینِ مکہ اُن کے انجام سے واقف ہیں لیکن افسوس کہ عبرت حاصل نہیں کر رہے۔

آیات ۷ تا ۱۱

نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کی گئی کہ اگر قرآنِ مجید مشرکینِ مکہ کے سامنے ایک ساتھ کتابی صورت میں بھی نازل کر دیا جائے تو بھی وہ اِس عمل کو جادو قرار دے کر ایمان نہیں لائیں گے۔ اُن کا مطالبہ ہے کہ اللہ کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیج دے۔ اگر فرشتے کو بھی رسول بنایا جاتا تو انسانی صورت میں بھیجا جاتا تا کہ وہ انسانوں کے لیے ایک عملی نمونہ بن سکے۔ نبی ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا گیا۔ پھر مذاق اڑانے والوں کو اُسی عذاب نے گھیر لیا جس کو وہ مذاق سمجھ رہے تھے۔ اِن مشرکین کو دعوت دیجئے کہ ذرا زمین میں گھوم پھر کر دیکھ لیں کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔

آیات ۱۲ تا ۱۴

اللہ کی قدرتوں کا بیان

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ آسمان و زمین میں جملہ مخلوقات اللہ کے قابو میں ہیں۔ جو لوگ ظلم کر رہے ہیں اُنہیں اللہ روزِ قیامت عبرتناک سزا دے گا۔ یہ سزا مظلومین کا کلیجہ ٹھنڈا کرے گی اور اُن کے حق میں رحمت ثابت ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ اعلان کر دیں کہ اللہ ہی کائنات کی ہر شے کا خالق اور رازق ہے لہٰذا میں اُسی کا فرمابردار ہوں اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک کرنے پر تیار نہیں ہوں۔

آیات ۱۵ تا ۱۸

نبی اکرم ﷺ کی عاجزی کا بیان

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کی اللہ کے سامنے عاجزی کو ظاہر کیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو حکم

دیا گیا ہے کہ وہ صاف صاف بتادیں کہ اگر میں نے اللہ کی نافرمانی کی تو ایک بڑے دن کا عذاب مجھے بھی آ پکڑے گا۔ یہ مضمون دراصل شرک کے سدِّ باب کے لیے بیان کیا جاتا ہے۔ اِس مضمون سے واضح ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ معبود نہیں بلکہ اللہ کے بندے ہیں۔ لہٰذا مسلمان آپ ﷺ سے بے انتہا محبت کے باوجود آپ ﷺ کو اللہ کے ساتھ شریک کرنے کا ظلم نہیں کر سکتے۔ اِن آیات میں مزید بیان کیا گیا کہ اگر اللہ اپنے نبی ﷺ کو عذاب دینا چاہے تو کوئی روک نہیں سکتا۔ اِسی طرح اگر اللہ اپنے حبیب ﷺ پر رحمت کی بارش کرنا چاہے تو وہ اِس پر پورا اختیار رکھتا ہے۔

آیات ۱۹ تا ۲۰

نبی اکرم ﷺ کی صداقت کی گواہی

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ اللہ خود اِس بات پر گواہ ہے کہ نبی اکرام ﷺ اُس کے رسولِ برحق ہیں۔ اللہ سے بڑھ کر اور کس کی گواہی معتبر ہو سکتی ہے۔ اللہ نے آپ ﷺ پر قرآنِ کریم نازل فرمایا تاکہ آپ ﷺ اِس کے ذریعہ صرف مکہ والوں کو ہی نہیں بلکہ ہر اُس شخص کو خبردار کردیں جس تک یہ قرآن پہنچے۔ اُسے بتادیں کہ صرف اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور اُس کے ساتھ شرک کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت یہ ہے کہ اہلِ کتاب اپنی کتابوں میں بیان شدت پیشنگوئیوں اور نشانیوں کی روشنی میں آپ ﷺ کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے سگے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

آیات ۲۱ تا ۲۴

شرک کرنے والا سب سے بڑا ظالم ہے

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ سب سے بڑا ظالم وہ ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یعنی کہے کہ اللہ کے ساتھ کچھ اور ہستیاں بھی شریک ہیں۔ مزید ظلم یہ کہ جب اللہ کی توحید کے بیان پر آیات اُس کے سامنے آئیں تو اُنہیں جھٹلا دے۔ جب روزِ قیامت اللہ اِن ظالموں کو جمع کرے گا تو

اُس روز یہ لوگ جھوٹ بول کر صاف اپنے شرک کے جرم سے مُکر جائیں گے لیکن اُس روز اُن کے شریک اُنہیں اللہ کے عذاب سے بچا نہ سکیں گے۔

آیات ۲۵ تا ۳۱

سردارانِ قریش کا عبرتناک انجام

سردارانِ قریش، عوام پر یہ تاثر دینے کے لیے کہ اُنہیں نبی اکرم ﷺ سے خدا واسطے کا بیر نہیں ہے، آپ ﷺ کی محفل میں آتے اور بظاہر بڑی توجہ سے کلام اللہ سنتے۔ محفل سے باہر جا کر کہتے کہ یہ اللہ کا کلام نہیں بلکہ پچھلے لوگوں کی داستانیں ہیں۔ خود بھی حق کو قبول نہ کرتے اور دوسروں کو بھی اِس سے روکتے۔ روزِ قیامت جب یہ جہنم کی آگ کو دیکھیں گے تو فریاد کریں گے کہ اُنہیں دنیا میں ایک بار پھر جا کر اصلاح کا موقع دیا جائے۔ اگر ایسا کر بھی دیا جائے تو یہ دوبارہ حق کے ساتھ دشمنی ہی کا طرزِ عمل اختیار کریں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ اصل زندگی صرف دنیا ہی کی زندگی ہے۔ البتہ روزِ قیامت جب دوبارہ زندہ ہو کر اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے تو مان لیں گے کہ دنیا کی زندگی محض ایک ڈرامہ تھی اور اصل زندگی آخرت کی ہے۔ اب اُن سے کہا جائے گا کہ اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ہمیشہ کے عذاب کا مزا چکھو۔ بلا شبہ وہ لوگ خسارے میں ہیں جنہوں نے آخرت کی زندگی کی تیاری کے حوالے سے غفلت کا جرم کیا۔

آیت ۳۲

دنیا کی زندگی محض ایک ڈرامہ ہے

اِس آیت میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ دنیا کی زندگی محض ایک ڈرامہ ہے۔ یہاں عارضی طور پر ہر فرد کو ایک کردار دیا گیا ہے۔ اگر اُس نے یہ کردار اللہ کی ہدایات کے مطابق ادا کیا تو ایوارڈ یعنی اجر کا مستحق ہوگا۔ یہ اجر آخرت میں دیا جائے گا۔ بلا شبہ آخرت کا اجر بہتر بھی ہوگا اور دائمی بھی ہوگا، وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی۔

آیات ۳۳ تا ۳۶

اللہ فرمائشی معجزہ نہیں دکھائے گا

اِن آیات میں اللہ نے بظاہر سخت الفاظ میں نبی اکرم ﷺ کو آگاہ کر دیا کہ آپ ﷺ کی شدید خواہش کے باوجود اللہ مشرکین کی فرمائش کے مطابق معجزہ ظاہر نہیں کرے گا۔ اگر آپ ﷺ سمجھتے ہیں کہ معجزہ دیکھ کر یہ مشرکین ہدایت قبول کرلیں گے آسمان پر چڑھ کر یا زمین میں اتر کر کوئی معجزہ لے آئیں۔ اگر لوگوں کو زبردستی معجزے دکھا دکھا کر ہدایت پر لانا ہوتا تو اللہ ایسا کر چکا ہوتا۔ یہ مشرکین انسانی اعتبار سے مر چکے ہیں صرف حیوانی اعتبار سے زندہ ہیں۔ آپ ﷺ اِن مُردوں کو حق کا پیغام نہیں سنا سکتے۔ اللہ کا یہ جواب سن کر نبی اکرم ﷺ انتہائی دل گرفتہ ہوئے۔ دوسری طرف مشرکین آپ ﷺ کا مذاق اڑاتے کہ اگر آپ ﷺ سچے نبی ہوتے تو فرمائشی معجزہ دکھا دیتے۔ گویا نبی اکرم ﷺ دوطرفہ اذیت اور دکھ کا سامنا کر رہے تھے فِدَاہُ اُمُّھَاتُنَا وَ اٰبَآءُ نَا۔ ایسے میں اللہ نے آپ ﷺ کو تسلی دی کہ مشرکین آپ ﷺ کے نہیں اللہ کے کلام کے دشمن ہیں۔ اگر آپ ﷺ آج اُنہیں یہ کلام سنانا چھوڑ دیں تو وہ آپ کو پھر ماضی کی طرح الصادق اور الامین کہنا شروع کر دیں گے۔ آپ ﷺ سے پہلے بھی رسولوں کو اذیتیں دی گئیں لیکن اُنہوں نے صبر کیا اور بالآخر اللہ کی مدد اُن کے شامل حال ہوئی۔

آیات ۳۷ تا ۳۹

قدرت کے معجزات چہار طرف موجود ہیں

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ مشرکین معجزہ طلب کر رہے ہیں۔ وہ غور کریں تو اُن کے چہار طرف اللہ کے معجزات موجود ہیں۔ انسانوں کے علاوہ دیگر مخلوقات کا باہمی نظم بھی ایک معجزہ سے کم نہیں۔ جانور، پرندے، حشرات الارض ایک ساتھ رہتے، ایک نظم کے تحت کام کرتے اور مشکلات میں ایک دوسرے کا ساتھ دیتے نظر آتے ہیں۔ اب جو معنوی اعتبار سے اندھے ہو چکے ہیں وہ قدرت کی ان نشانیوں سے کہاں اللہ کی معرفت حاصل کر سکتے ہیں؟

آیات ۴۰ تا ۴۱

مشکل میں صرف اللہ ہی کو پکارا جاتا ہے

اِن آیات میں اللہ نے مشرکین کو یاد دلایا کہ جب تم پر کوئی بڑی آفت آتی ہے تو تم صرف اللہ ہی کو پکارتے ہو۔تم جانتے ہو کہ اِس مشکل میں تمہارے معبودانِ باطل تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ یہ صرف اللہ ہی ہے جو تمہیں تمام مشکلات سے نکالتا ہے۔

آیات ۴۲ تا ۴۵

اللہ آفات جھنجھوڑنے کے لیے بھیجتا ہے

اِن آیات میں اللہ کی یہ سنت بیان کی گئی کہ جب بھی اللہ نے کسی نبیؑ کو بھیجا تو ساتھ ہی اُس نبیؑ کی قوم پر کچھ آفات نازل کیں تا کہ اُن کے دل نرم ہوں اور وہ نبیؑ کی دعوت کی طرف متوجہ ہوں۔ ایسی آفت اللہ کی نعمت ہے جو انسان کو اللہ کی طرف متوجہ کر دے۔ البتہ بدقسمتی سے اکثر و بیشتر قومیں آفات کے باوجود اللہ کی طرف متوجہ نہ ہوئیں۔ نہ اُن پر رقت طاری ہوئی اور نہ اُنہوں نے گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگی۔ انجامِ کار کے طور پر اللہ نے اُنہیں برے عذاب سے دوچار کیا۔ اللہ کا شکر ہے جس نے زمین کو اِن ظالموں کی گندگی سے پاک کر دیا۔

آیات ۴۶ تا ۴۹

مشرکین کے لیے جھنجھوڑنے کا اسلوب

اِن آیات میں مشرکین سے جھنجھوڑنے کے انداز میں پوچھا گیا کہ اگر اللہ تمہاری سماعت و بصارت چھین لے تو کوئی ہے اللہ کے سوا جو یہ نعمتیں تمہیں دوبارہ عطا کر سکے۔ اگر اللہ کا عذاب آئے تو بتاؤ وہ ظلم و ستم کرنے والوں کو ہلاک کرے گا یا مظلومین کو۔ اللہ نے رسولوں کو رحمت بنا کر بھیجا تا کہ وہ نوعِ انسانی کو نیک اعمال پر بشارت دیں اور برے اعمال کے حوالے سے انجامِ بد سے خبردار کر دیں۔ اب جو خوش نصیب رسولوں کی باتوں پر ایمان لا کر اپنی اصلاح

کرے گا ہمیشہ ہمیشہ کے امن وسکون سے ہمکنار رہو گا۔ اور جس نے رسولوں کی دعوت جھٹلا دی وہ اپنی نافرمانیوں کی وجہ سے دائمی عذاب کا شکار رہو گا۔

آیت ۵۰

نبی اکرم ﷺ کا اعترافِ عاجزی و بے بسی

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ ﷺ اُن کے سامنے اپنی عاجزی و بے بسی کا اعتراف کیجیے۔ فرمائیے کہ تم مجھ سے معجزہ کیوں مانگتے ہو حالاں کہ نہ میرے اختیار میں اللہ کی قدرت کے خزانے ہیں، نہ میں غیب کے حقائق جانتا ہوں اور نہ میں نے فرشتہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ میرا دعویٰ فقط یہ ہے میں اللہ کا رسول ہوں اور اُس کی طرف سے آنے والی وحی کی پیروی کرتا ہوں۔ میں وحی کی بنیاد پر حقائق دیکھ رہا ہوں جبکہ تم جان بوجھ کر حق کے حوالے سے اندھے بنے ہوئے ہو۔ بتاؤ کیا دیکھنے والا اور حق سے نظریں چرانے والا برابر ہو سکتے ہیں؟

آیت ۵۱

قرآن سے ہدایت کس کو ملے گی؟

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو آگاہ کیا گیا کہ آپ ﷺ ایسے ہی لوگوں کو قرآن کے ذریعہ خبردار کر سکتے ہیں جن کو یقین ہو کہ مرنے کے بعد وہ دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔ پھر وہ اپنے اعمال کی جوابدہی کے لیے اللہ کی عدالت میں پیش ہوں گے۔ وہاں پر اُن کا نہ کوئی حمایتی ہوگا نہ ہی سفارش کرنے والا۔ ایسا یقین رکھنے والے لوگ ہی قرآن سے ہدایت حاصل کریں گے اور پھر اُن ہی کے سیرت و کردار کی اصلاح ہوگی۔

آیت ۵۲ تا ۵۵

فقراء کی عزت افزائی کا حکم

سردارانِ قریش اپنی دولت و سیادت کی بنیاد پر مکہ کے فقراء، غرباء اور غلاموں کو حقارت سے دیکھتے تھے اور اُن کے ساتھ کسی محفل میں بیٹھنا اپنی توہین سمجھتے تھے۔ معجزہ کی طلبی کے علاوہ

سردارانِ قریش کا دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ نبی اکرم ﷺ ایمان لانے والے فقراء اور غرباء سے کنارہ کشی کر لیں۔ اُنہیں یہ حیرت تھی کہ اگر ایمان واقعی ایک نعمت ہے تو یہ فقراء وغرباء کو کیوں مل گئی؟ جواب دیا گیا کہ اللہ اپنی نعمتیں شکر گزاروں کو ہی دیتا ہے۔ نبی ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ ﷺ ہرگز ایمان لانے والوں کو اپنی قربت سے محروم نہ کریں۔ جب وہ آئیں تو اُن کی عزت افزائی کریں اور اُنہیں اللہ کی رحمت وبخشش کی نوید سنائیں۔

آیات ۵۶ تا ۵۸

مشرکین کی طرف سے سمجھوتے کی پیشکش

مشرکینِ مکہ کا تیسرا مطالبہ یہ تھا کہ نبی اکرم ﷺ اُن کے ساتھ ایک سمجھوتا (**deal**) کر لیں۔ اِس سمجھوتے کے تحت وہ ایک معین عرصہ تک مشرکین کے بتوں کی پوجا کریں۔ پھر مشرکین بھی اتنے عرصہ تک صرف معبودِ واحد یعنی اللہ کی عبادت کریں گے۔ اِن آیات میں حکم دیا گیا کہ مشرکین کی اِس پیشکش کو سختی سے رد کر دیں اور صاف صاف کہہ دیں کہ میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کر سکتا:

باطل دوئی پسند ہے حق لا شریک ہے
شرکت میانہ ٔ حق و باطل نہ کر قبول

اب مشرکین کا چوتھا مطالبہ تھا کہ ہم پر عذاب لے آئیں۔ جواب دیا گیا کہ عذاب اللہ کے اختیار میں ہے۔ اگر یہ نبی ﷺ کے اختیار میں ہوتا تو معاملہ بہت پہلے ہی چکا دیا جاتا۔

آیت ۵۹

اللہ کے علم کی وسعت کا بیان

یہ آیت اللہ کی صفتِ علم کی بیکراں وسعتوں کے بیان پر مشتمل ہے۔ اِس آیت میں واضح کیا گیا کہ کل غیب کا علم صرف اللہ کے پاس ہے۔ وہ جانتا ہے ہر اُس شے کو جو زمین میں ہے اور ہر اُس شے کو جو سمندروں میں ہے۔ زمین پر موجود کسی درخت کا پتہ نہیں جھڑتا مگر اللہ اُسے جانتا ہے۔

کوئی بیج زمین کی تاریکی میں نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی خشک یا تر شے ہوتی ہے مگر سب کا علم اللہ کے پاس محفوظ ہے۔

آیت ۶۰

وفات کا اطلاق نیند پر بھی ہوتا ہے

اِس آیت میں لفظِ وفات کا اطلاق انسان کی نیند پر کیا گیا ہے۔ قادیانی سورہ آلِ عمران کی آیت ۵۵ کے حوالے سے اِس لفظ کو صرف موت کے لیے مخصوص کر کے حضرت عیسیٰؑ کی وفات ثابت کرتے ہیں اور اُن کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کا انکار کرتے ہیں۔ اِس لفظ کے اصل معنی ہیں لے لینا۔ نیند میں اللہ انسان کا شعور لیتا ہے، موت کے وقت روح اور جان، جبکہ عیسیٰؑ کو تو اللہ نے جسم، جان اور روح سمیت لے لیا۔ اِس آیت میں فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ ہر انسان دن میں کیا کر رہا ہے۔ پھر رات کو وہ اُس کا شعور لے کر اُسے سلا دیتا ہے۔ صبح پھر بیدار کرتا ہے تا کہ وہ اپنی زندگی کے شب و روز مکمل کرے۔ روزِ قیامت اللہ اُسے بتا دے گا کہ اُس نے یہ شب و روز کس حال میں بسر کیے۔

آیات ۶۱ تا ۶۴

انسان سراپا اللہ کے اختیار میں ہے

اِن آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ انسان سراپا اللہ کے اختیار میں ہے۔ اللہ نے انسان کی حفاظت کے لیے فرشتے مامور فرما رکھے ہیں۔ اللہ ہی انسان پر موت طاری فرماتا ہے اور موت کے بعد اُس کا حساب بھی اللہ ہی نے لینا ہے۔ دنیا میں ہر دکھ اور کرب سے انسان کو اللہ ہی بچاتا ہے۔ اِس کے باوجود لوگ اللہ کے ساتھ دوسری ہستیوں کو شریک کر دیتے ہیں۔

آیات ۶۵ تا ۶۷

اللہ کے عذاب کی تین صورتیں

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا ہے کہ نافرمانوں پر اللہ کے عذاب کی تین صورتیں واقع ہو سکتی

ہیں۔ پہلی یہ کہ اللہ آسمان سے کوئی آفت نازل فرمادے۔ دوسری یہ کے زمین سے اللہ کا عذاب ظاہر ہو جائے۔ تیسری یہ کہ اللہ باہم گروہوں میں تقسیم کردے اور ایک گروہ کو دوسرے گروہ کی قوت کا مزا چکھادے۔ مشرکینِ مکہ کو خبردار کیا گیا کہ تم تک ہماری دعوت پہنچانے کا حق نبی اکرم ﷺ نے ادا کر دیا ہے۔ تم نے اِس دعوتِ حق کو جھٹلا دیا ہے لہٰذا اب عذاب کی کسی ایک صورت کے لیے تیار ہو جاؤ۔

آیات ۶۸ تا ۶۹

غیرتِ ایمانی کا تقاضا

اِن آیات میں اللہ نے ہدایت دی کہ اگر کسی محفل میں اللہ کے احکامات کا مذاق اڑایا جارہا ہو تو غیرتِ ایمانی کا تقاضا ہے کہ اِس محفل کا بائیکاٹ کر دیا جائے تاکہ آئندہ کسی کو جراءت نہ ہو کہ وہ تمہارے سامنے شریعت کا مذاق اڑا سکے:

تیرے عشق کی کرامت یہ نہیں تو کیا ہے
میرے پاس سے نہ گزرا کبھی بے ادب زمانہ

البتہ تنہائی میں مذاق اڑانے والوں کو سمجھایا جائے تاکہ شاید وہ اپنی روش سے باز آجائیں۔

آیت ۷۰

دین کو کھیل تماشا بنانے والوں کا انجام

اِس آیت میں ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے۔ مشرکینِ مکہ نماز کے دوران سیٹیاں بجاتے اور تالیاں پیٹتے تھے، جیسے ہمارے یہاں بزرگانِ دین کے مزارات پر ڈھول بجائے جاتے ہیں اور دھمال ڈالے جاتے ہیں۔ قوالی اور نعت پڑھنے کے لیے بھی آلاتِ موسیقی استعمال کیے جاتے ہیں۔ اِس آیت میں وعید سنائی گئی ہے کہ روزِ قیامت ایسے لوگوں کا کوئی حمایتی یا سفارشی نہ ہوگا اور نہ ہی اُن سے کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا۔ جہنم میں کھولتا ہوا مشروب اُن کا مقدر ہوگا۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَامِنَ النَّارِ۔ آمین

آیات ۷۱ تا ۷۳

جماعتی زندگی کی برکت

اِن آیات میں ایک بار پھر قریش کی سمجھوتے کی اُس پیشکش کو رد کیا گیا ہے جس کے تحت وہ مطالبہ کر رہے تھے کہ اللہ کے رسول اور مسلمان کچھ عرصہ کے لیے اُن کے ایسے معبودوں کی پوجا کریں جو نہ نفع کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ نقصان کا۔ شرک کرنے والا تو اُس شخص کی مانند ہے جسے شیاطین نے کسی جنگل میں بھٹکا دیا ہو۔ البتہ اُس شخص کی خوش قسمتی ہے کہ اُس کے ایسے ساتھی ہیں جو اُسے گمراہی سے نکال کر سیدھی راہ پر آنے کے لیے پکار رہے ہیں۔ اللہ ہمیں بھی ایسے ساتھیوں کی رفاقت عطا فرمائے۔ جماعتی زندگی کی برکت یہ ہے کہ انسان اگر بھٹکتا ہے تو اُس کی اصلاح کرنے والے موجود ہوتے ہیں۔ سمجھوتے کی پیشکش کرنے والوں کو کورا جواب دیا گیا کہ ہم صرف اُس اللہ کا حکم مانیں گے جو تمام جہانوں کا رب ہے اور صرف اُسی کی عبادت کریں گے۔ اُسی نے آسمان و زمین بنائے ہیں، وہی دونوں جہانوں کا مالک اور ہر ظاہر و پوشیدہ بات کا جاننے والا ہے۔

آیات ۷۴ تا ۷۹

حضرت ابراہیمؑ کا مشرکین پر اتمامِ حُجت

اِن آیات میں وہ واقعہ بیان کیا گیا کہ جس کے ذریعہ حضرت ابراہیمؑ نے ستارہ پرستوں، چاند پرستوں اور سورج پرستوں پر حجت تمام کی۔ ابتدا میں حضرت ابراہیمؑ نے لوگوں کے سامنے اعلان کیا کہ میرا رب ستارہ ہے۔ جب ستارہ ڈوب گیا تو کہا کہ خود ڈوب جانے والا مجھے کیسے زوال سے بچا سکتا ہے۔ پھر اعلان کیا کہ چاند میرا رب ہے۔ جب چاند بھی ڈوب گیا تو فرمایا کہ اگر میرے اصل رب نے مجھے ہدایت نہ دی تو میں تو گمراہ ہو کر اُن کو رب مانتا رہوں گا جو خود زوال سے دوچار ہوتے ہیں۔ آخر میں فرمایا کہ سورج میرا رب ہے، یہ سب سے بڑا اور

روشن ہے۔ جب سورج بھی غروب ہو گیا تو پکار اٹھے :

اِنِّیۡ وَجَّهۡتُ وَجۡهِیَ لِلَّذِیۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ حَنِیۡفًا
وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِیۡنَ

’’بے شک میں نے تو اپنا رخ کر لیا ہے بالکل یکسو ہو کر اُس ہستی کی طرف جو تمام آسمانوں اور زمین کی بنانے والی ہے اور میں اُس کے ساتھ کسی کو بھی شریک کرنے والا نہیں ہوں‘‘۔

آیات ۸۰ تا ۸۲

جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ کسی اور سے نہیں ڈرتا

حضرت ابراہیمؑ کو اُن کی قوم کے لوگوں نے ڈرایا کہ تم نے ہمارے معبودوں کا انکار کیا ہے لہٰذا تم پر اب کوئی آفت آئے گی۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ کسی اور سے نہیں ڈرتا اور جو اللہ سے نہیں ڈرتا وہ نہ جانے کس کس سے ڈرتا ہے؟

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

بلا شبہ وہ انسان زیادہ امن و سکون میں ہے جس کا یہ یقین ہو کہ اُس کا کل نفع و نقصان صرف اور صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔

آیت ۸۳

کیا حضرت ابراہیمؑ نے بھی کچھ وقت کے لیے شرک کیا؟

حضرت ابراہیمؑ نے کچھ وقت کے لیے ستارے، چاند یا سورج کو رب ماننے کا اعلان کیا۔ کیا اُن پر بھی کچھ وقت حالتِ شرک میں گزرا؟ ہرگز نہیں! یہ آیت اِس کی نفی کر رہی ہے۔ اللہ نے اِس آیت میں واضح فرما دیا کہ یہ ایک دلیل تھی جو ہم نے حضرت ابراہیمؑ کو اُن کی قوم پر اتمامِ حجت کے لیے دی تھی۔ نبی پیدائشی طور پر موّحد ہوتا ہے اور ظہورِ نبوت سے پہلے بھی وہ کبھی شرک یا کسی حرام کام کا ارتکاب نہیں کرتا۔

آیات ۸۴ تا ۸۷

انبیاء کرامؑ کے پیارے ناموں کا خوبصورت گلدستہ

اِن آیات میں اللہ نے سترہ (۱۷) انبیاء کرامؑ کا ذکر فرمایا۔ اِن انبیاء میں حضرت نوحؑ، حضرت اسحاق، حضرت یعقوبؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت ایوبؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت ذکریاؑ، حضرت یحییٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت الیاسؑ، حضرت اسمٰعیلؑ، حضرت یسعؑ، حضرت یونسؑ اور حضرت لوطؑ شامل ہیں۔ اِن تمام انبیاء کے بارے میں اعلان کیا گیا کہ وہ اللہ کے چُنے ہوئے بندے تھے اور سیدھی راہ پر چلنے والے تھے۔

آیت ۸۸

شرک تمام نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ بالفرض اگر مذکورہ بالا انبیاء بھی شرک کرتے تو اُن کی تمام نیکیاں برباد ہو جاتیں۔ اللہ ہم سب کو شرک کے جرم سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۸۹

اہلِ یثرب کے لیے بشارت

اِس آیت میں خوشخبری دی گئی کہ اگر مکہ والوں نے قرآنِ کریم کی ناقدری کی ہے تو اب اللہ ایک اور قوم کے بارے میں طے کر چکا ہے وہ اِس عظیم نعمت کی ناقدری نہیں کرے گی۔ بعد کے حالات نے ثابت کیا کہ یہ سعادت اہلِ یثرب کو حاصل ہوئی۔

آیت ۹۰

تمام انبیاء راہِ حق پر تھے

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ مذکورہ بالا تمام انبیاء راہِ حق پر تھے اور اب آپ ﷺ بھی اِسی راہ کی پیروی کریں۔ مکہ والوں سے کہہ دیں کہ میں تم سے دینِ حق کی تبلیغ کے حوالے سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا۔ قرآنِ حکیم نہیں ہے مگر تمام جہان والوں کے لیے نصیحت۔

آیات ۹۱ تا ۹۲

یہود کا ایک اور جھوٹ

سورہء آلِ عمران میں یہود کے دو جھوٹ بیان ہو چکے ہیں۔ اُن کا یہ کہنا تھا کہ غیرِ یہودیوں کے ساتھ ظلم کرنے پر اللہ ہم سے باز پرس نہیں کرے گا۔ اِسی طرح اُنھوں نے کہا کہ اللہ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ اُسی نبی کی بات مانیں جس کی قربانی کو آسمانی آگ آ کر جلا دے۔ اِس آیت میں اُن کے تیسرے جھوٹ کا ذکر ہے۔ یہود نے کہ کہ اللہ نے آج تک کوئی کتاب نازل نہیں کی۔ اللہ نے پوچھا کہ وہ کتاب کس نے نازل کی تھی جو حضرت موسیٰؑ لائے تھے؟ تم نے اُس کے بعض حصوں کو چھپا دیا اور بعض کو ظاہر کرتے ہو۔ اللہ ہی نے وہ کتاب نازل کی تھی اور اب یہ قرآن بھی نازل کیا ہے جو بڑی برکتوں کا حامل ہے۔ اِس کتاب کے ذریعہ نہ صرف مکہ والوں بلکہ اطراف کے لوگوں کو بھی خبردار کیا جا رہا ہے۔ جو لوگ آخرت کے حساب کتاب پر یقین رکھتے ہیں وہ اِس کتاب پر ایمان لا رہے ہیں اور نماز قائم کر کے اپنے ایمان کا عملی ثبوت دے رہے ہیں۔

آیت ۹۳

جھوٹوں پر موت کی سختی

اِس آیت میں اللہ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے والوں کو موت کے وقت ذلت آمیز عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ اُن کی جان نکالتے ہوئے فرشتے اُنھیں ڈانٹتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے حوالے کرو اپنی جانیں۔ آج تمھیں تمہارے جھوٹ اور تکبر کی وجہ سے رسوا کن عذاب دیا جائے گا۔

آیت ۹۴

روزِ قیامت تمام انسانوں کا دوسرا اجتماع ہوگا

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ روزِ قیامت اللہ تمام انسانوں سے فرمائے گا کہ آج تم ہمارے پاس اِسی طرح جمع ہو جیسے ہم نے تمھیں پہلی بار بنایا تھا۔ یہ اشارہ ہے اِس بات کی طرف کہ اللہ نے پہلے تمام انسانوں کی ارواح کو بنایا۔ اُنھیں جمع فرمایا اور اُن سے دریافت کیا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا

میں تم سب کا رب نہیں ہوں؟ اُنہوں نے جواب دیا 'بَـلٰی' کیوں نہیں یعنی آپ ہی ہمارے رب ہیں۔ اِس آیت میں مزید آگاہ کیا گیا کہ روزِ قیامت شرک کرنے والوں کو بتا دیا جائے گا کہ آج تمہارا کوئی خود ساختہ معبود تمہاری سفارش کرنے کے لیے موجود نہیں ہے۔

آیات ۹۵ تا ۹۹

اللہ کی نعمتوں کا بیان

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی حسبِ ذیل نعمتوں کا بیان آیا ہے :

☆ اللہ ہی ہے جو گٹھلی اور بیج کو پھاڑ کر اُس سے پودا برآمد کرتا ہے۔
☆ اللہ ہی ہے جو مُردہ کو زندہ کرتا ہے اور زندوں کو موت دیتا ہے۔
☆ اللہ ہی ہے جو رات کی تاریکی کا پردہ پھاڑ کر صبح کا مبارک منظر ظاہر کرتا ہے۔
☆ اللہ ہی نے رات کو انسانوں کے سکون کے لیے بنایا۔
☆ اللہ ہی نے سورج اور چاند کو دنوں، مہینوں اور سالوں کے حساب کے لیے بنایا۔
☆ اللہ ہی نے ستاروں کو بحری و بری سفر کے دوران سمتوں کے تعین کے لیے پیدا کیا۔
☆ اللہ ہی نے تمام انسانوں کو ایک جان سے پیدا کیا اور ہر اک کے لیے ایک عارضی اور ایک مستقل ٹھکانے کا تعین کیا۔
☆ اللہ ہی نے آسمان سے بارش نازل فرماتا ہے۔
☆ اللہ ہی بارش کے ذریعہ اناج پیدا کرتا ہے جس کے دانے تہ بہ تہ ہوتے ہیں۔
☆ اللہ ہی وہ کھجوریں پیدا کرتا ہے جن کے گچھے لٹک رہے ہوتے ہیں۔
☆ اللہ ہی انگور، زیتون اور انار کے باغات پیدا فرماتا ہے۔
☆ اللہ ہی ایسے پھل پیدا فرماتا ہے جو ملتے جلتے ہیں اور ایسے پھل بھی جو مختلف ہیں۔

آیات ۱۰۰ تا ۱۰۵

توحید کا بیان اور شرک کی نفی

اِن آیات میں مشرکین کو ملامت کی گئی کہ مذکورہ بالا نعمتیں صرف اللہ نے عطا کی ہیں لیکن

مشرکین جنات کو اللہ کے ساتھ شریک کرتے ہیں حالانکہ وہ اللہ کی مخلوق ہیں۔ مشرکین نے اللہ کی طرف بیٹے اور بیٹیاں منسوب کردیں حالانکہ اللہ کی کوئی بیوی ہی نہیں تو اولاد کیسے ہوسکتی ہے؟ اللہ سب کا خالق ہے۔ باپ اپنی اولاد کا خالق نہیں ہوتا۔ خیر اِسی میں ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے اور صرف اُسی کی عبادت کی جائے۔ اللہ ہر مخلوق پر نگران ہے۔ وہ نگاہوں کو دیکھ رہا ہوتا ہے لیکن نگاہیں اُس کو نہیں پاسکتیں۔ اللہ نے حق کو بالکل واضح کردیا ہے۔ اب انسانوں کو اختیار ہے چاہے تو حق سے نظریں چرالیں اور یا حق کی روشنی میں کائنات کے اصل حقائق کو دیکھ لیں۔

آیات ۱۰۶ تا ۱۰۸

اہم ہدایات

اِن آیات میں حسب ذیل ہدایات دی گئیں :

i- پیروی کرتے رہو اُس کلام کی جو اللہ نے نازل فرمایا ہے۔

ii- مشرکین کو زیادہ اہمیت نہ دو۔ داعی کا کام اُن تک پیغامِ توحید پہنچانا ہے اُن سے منوانا نہیں۔

iii- معبودانِ باطل کی توہین نہ کرو ورنہ مشرکین ضد میں معبودِ حقیقی اللہ کی توہین کریں گے۔

iv- آخرت کا انتظار کرو۔ اصل فیصلے آخرت میں ہوں گے۔ وہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے گا۔

آیت ۱۰۹

اہلِ ایمان کے لیے تسلی

اِس آیت میں اللہ نے اہلِ ایمان کی دلجوئی کا سامان کیا ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ اگر نبی اکرم ﷺ فرمائشی معجزہ دکھادیں تو وہ ایمان لے آئیں گے۔ اللہ نے اہلِ ایمان کو آگاہ کیا کہ یہ محض اُن کا بہانہ ہے۔ معجزہ دکھادیا جائے تب بھی وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

آیت ۱۱۰

حق قبول کرنے کی توفیق سلب کر لی جاتی ہے

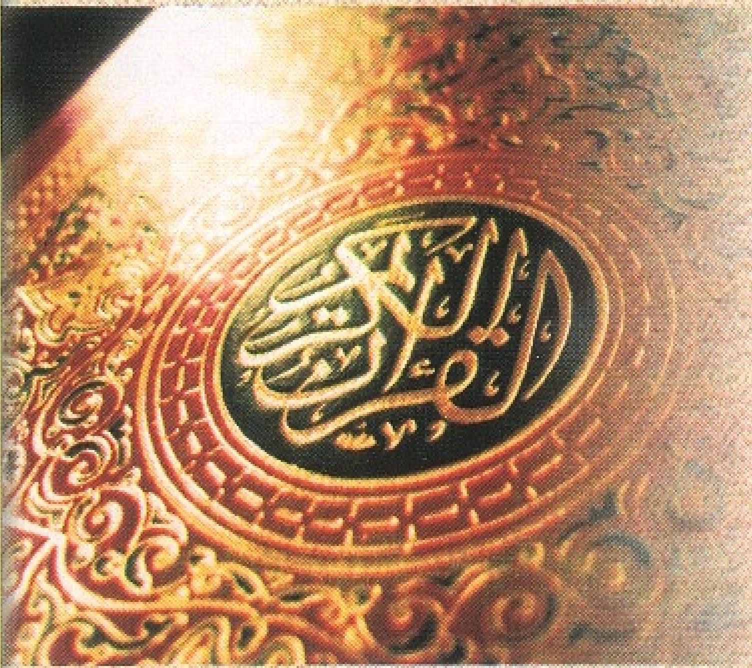
اِس آیت میں ایسے لوگوں کے لیے شدید وعید ہے جن کے سامنے حق آئے اور وہ اُسے قبول نہ کریں۔ اللہ نے فرمایا کہ ہم اُن کے دلوں اور نگاہوں کو الٹ دیتے ہیں اِس جرم کی وجہ سے کہ جب پہلی بار اُن کے سامنے حق آیا تو اُنہوں نے قبول نہیں کیا۔ اب ہم اُنہیں ڈھیل دیتے ہیں اور وہ اپنی سرکشی میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اللہ ہمیں اِس محرومی سے محفوظ فرمائے۔ آمین

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ

اے اللہ! ہمیں حق کو حق ہی دکھا اور اُس کی پیروی کی توفیق عطا فرما اور باطل کو باطل ہی دکھا اور اُس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین!

خلاصۂ مضامینِ

قرآنِ حکیم



آٹھواں پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

خلاصہ مضامینِ قرآن

آٹھواں پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰه مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝
وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰی وَحَشَرْنَا عَلَیْهِمْ كُلَّ شَیْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ یَجْهَلُوْنَ۝ (الانعام :۱۱۱)

آیت ۱۱۱

کافر معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائیں گے

اِس آیت میں ایک بار پھر اہلِ ایمان کو تسلی دی گئی کہ مشرکینِ مکہ کے سامنے اگر فرشتوں کا نزول ہو اور مُردے زندہ ہو کر اُن سے کلام کریں یا اُن کی فرمائش کے مطابق ہر شے اُن کے سامنے حاضر کر دی جائے، وہ پھر بھی ایمان لانے والے نہیں۔ اُن کا معجزہ دکھانے کا مطالبہ جہالت اور ہٹ دھرمی کا مظہر ہے۔

آیات ۱۱۲ تا ۱۱۳

شیاطین خوشنما باتیں دھوکہ دینے کے لیے سجھاتے ہیں

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ انسانوں اور جنات میں سے بعض شیاطین ہیں جو ایک دوسرے کو بڑی خوشنما لیکن پُرفریب باتیں سجھاتے ہیں تاکہ انبیاء اور نیک لوگوں کے مشن میں رکاوٹیں کھڑی کر سکیں۔ معجزہ دکھانے کا مطالبہ بھی ایسی ہی ایک پُرفریب بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شیاطین کو اِس مذموم حرکت کے لیے چھوٹ اِس لیے دی جاتی ہے تاکہ اِن باتوں سے وہ لوگ متأثر ہوں جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور اپنی بدعملی کے لیے پہلے ہی سے جواز ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں۔ یہ باتیں اُنہیں جواز فراہم کر دیتی ہیں اور وہ اپنی بداعمالیاں

اب زیادہ دھڑلے سے جاری رکھتے ہیں۔ دورِ حاضر میں روشن خیالی اور اعتدال پسندی خوشنما لیکن پُرفریب باتیں ہیں جن کا مقصد مغربی تہذیب کو رواج دینا ہے۔

آیات ۱۱۴ تا ۱۱۵

صرف معبودِ برحق ہی نے عادلانہ احکامات عطا فرمائے

اِن آیات میں اللہ کی کتاب قرآنِ حکیم کی عظمت بیان کی گئی ہے۔ اللہ نے تو یہ کتاب نازل فرمائی لیکن معبودانِ باطل نے کچھ بھی نہیں نازل کیا۔ مشرکین مکہ سے کہا گیا کہ کیا تمہاری طرف سے سمجھوتے کی پیشکش قبول کر کے اُن معبودانِ باطل کی پرستش کی جائے جنہوں نے کوئی ضابطہ اور قانون نہیں دیا؟ صرف اللہ ہی ہے جس نے عدل پر مبنی تفصیلی ہدایات عطا فرمائیں ۔معبودانِ باطل نے نہ کوئی احکامات دیے اور نہ ہی اُن کی اطاعت کی جاسکتی ہے۔ اُن کی پرستش تو خودغرضی کے تحت کی جاتی ہے تاکہ وہ مشرکین کو اُن کی بداعمالیوں کے باوجود اللہ کے عذاب سے بچانے کی سفارش کرسکیں۔ اِس کے برعکس معبودِ برحق کی عبادت کا تقاضہ ہے کہ اُس کے عطا کردہ احکامات کی اطاعت کی جائے۔ قرآن کی صورت میں عادلانہ تعلیمات کے نزول نے اللہ کا وعدہ سچا ثابت کردیا کہ رب ہونے کے ناتے وہ نوعِ انسانی کی حق کی جستجو کی ضرورت کی بھی تشفی فرمائے گا جیسا کہ اُس نے مادی ضروریات پوری کرنے کا سامان کیا ہے۔

آیات ۱۱۶ تا ۱۱۷

اکثریت کی پیروی گمراہ کردے گی

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ ہر دور میں انسانوں کی اکثریت گمراہی کے راستہ پر گامزن رہی ہے کیوں کہ اِس راستہ کی لذت فوری حاصل ہوتی ہے۔ اب اگر اکثریت کو معیار بنا کر اُس کی پیروی کی گئی تو انسان لازماً گمراہ ہوکر رہے گا۔ مغربی جمہوریت کی گمراہی کا بھی بنیادی سبب یہ کہ اِس میں اللہ کی عطا کردہ شریعت کی پیروی کے بجائے عوام کی اکثریت کی رائے کو فیصلہ کن مانا جاتا ہے۔ اِسی لیے اقبال نے کہا :

جمہوریت وہ طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گِنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

آیات ۱۱۸ تا ۱۲۱

معیارِحق شریعت ہے، موروثی تصورات نہیں

سورۃ المائدہ آیت ۱۰۳ میں ذکر ہے کہ مشرکین نے بعض جانداروں کو خودساختہ تصورات کے تحت محترم ٹھہرا کراُن کا ذبیحہ ممنوع قرار دے دیا تھا۔ اسلام قبول کر لینے کے باوجود بعض لوگوں کے ذہن اِن موروثی تصورات کے اسیر تھے۔ وہ محترم ٹھہرائے گئے جانوروں کا گوشت کھانے سے کتراتے تھے۔ اِن آیات میں اللہ نے حکم دیا کہ جس جانور کو اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے اُسے کھاؤ اور اِس حوالے سے مت کوئی عذر پیش کرو۔ ہاں اگر کسی جانور کو غیراللہ کے نام پر قربان کیا جائے تو اُسے مت کھاؤ۔ اِسی طرح مردار بھی مت کھاؤ۔ مشرکین کی اِس بات کو کوئی اہمیت نہ دو کہ تمہارے نزدیک اللہ کا مارا ہوا مردار جانور تو حرام ہے لیکن جس جانور کو خود اپنے ہاتھ سے ذبح کر کے مارتے ہو وہ حلال ہے۔ یہ دلیل شیاطین نے مشرکین کو سکھائی ہے تاکہ وہ تم سے جھگڑ سکیں۔ مسلمانوں کو یہ بھی حکم دیا گیا کہ ظاہری طور پر بھی گناہ سے بچو اور باطنی طور پر بھی۔ باطنی گناہ سے مراد یہ ہے کہ دل میں تو مشرکانہ تصورات کی وجہ سے کسی جانور کا تقدس ہے لیکن ظاہری طور پر کوئی عذر پیش کر کے اُس جانور کے کھانے سے اجتناب کیا جا رہا ہے۔

آیت ۱۲۲

غفلت کی زندگی بسر کرنے والا مُردہ ہے

اِس آیت میں ایسے باسعادت انسان کا ذکر ہے جو غافل یعنی معنوی اعتبار سے مُردہ تھا۔ اللہ نے اُسے غفلت سے نکال کر اپنی ہدایت کی طرف متوجہ فرمایا اور پھر اُسے وہ علمِ ہدایت دیا کہ جس سے وہ دوسروں کو بھی غفلت سے نکال رہا ہے۔ کیا ایسا سعید انسان اُس بدنصیب کی طرح ہوسکتا ہے جو اللہ کی ہدایت سے محروم رہ کر گمراہی کے اندھیروں میں بھٹک رہا ہے۔ مزید

بدقسمتی یہ وہ اپنی بداعمالیوں پر خوش ہو رہا ہے اور اُنہیں لوگوں کے سامنے بڑے فخر سے بیان کر رہا ہے۔

آیات ۱۲۳ تا ۱۲۴

بستی کے سردار بستی کے مجرم بن جاتے ہیں

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ حق کا راستہ آزمائشوں سے گزر کر ہی طے ہوتا ہے۔ آزمائش کی ایک صورت یہ ہے کہ ہر بستی کے سرداروں کو اُس بستی کا مجرم بنا دیا جاتا ہے۔ وہ اہلِ حق کے خلاف بڑی بڑی سازشیں کرتے ہیں۔ البتہ اگر اہلِ حق ڈٹے رہے تو یہ سازشیں اُن کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ حق کے مخالفین کے سامنے جب اللہ کے احکامات آتے ہیں تو وہ مطالبہ کرتے ہیں کہ یہ احکامات اُن پر براہِ راست نازل ہوں۔ وحی کا نزول اللہ کے چنے ہوئے مخلص بندوں پر ہی ہوتا رہا ہے اور مجرم اِس فضل و کرم کے لائق نہیں۔ اِن مجرمین کو عنقریب اپنی روش کی بدترین سزا کا سامنا کرنا ہوگا۔

آیات ۱۲۵ تا ۱۲۷

کون ہدایت پر ہے اور کون گمراہی پر؟

اِن آیات میں اللہ نے بشارت دی کہ جس شخص کو اللہ ہدایت دینے کا فیصلہ کرتا ہے اُس کا سینہ اللہ کے احکامات پر عمل کے لیے کھول دیتا ہے۔ اُسے شریعت پر عمل سے دلی اطمینان ہوتا ہے۔ اِس کے برعکس جو شخص شریعت کے احکامات کو بوجھ سمجھے وہ ایسا بدنصیب ہے جسے اللہ نے گمراہ کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ یہ محرومی اُن کے حصہ میں آتی ہے جو ایمان لانا نہیں چاہتے۔ جو اِن باتوں سے یاددہانی حاصل کرتے ہیں، اُن کا پشت پناہ اللہ ہے اور وہ اُنہیں سلامتی کے گھر یعنی جنت کی بشارت عطا فرماتا ہے۔

آیات ۱۲۸ تا ۱۲۹

انسانوں کی اکثریت ناکام ہوگی

اِن آیات میں روزِ قیامت ہونے والے ایک مکالمہ کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ شیاطینِ جنات سے

فرمائے گا کہ تم تو انسانوں کی ایک بڑی تعداد کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ انسانوں میں سے شیاطین کی پیروی کرنے والے کہیں گے کہ ہم میں سے بعض نے بعض سے فائدہ اٹھایا۔ اللہ فرمائے گا تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ برے اعمال کرنے والے تمام جنات اور انسان جہنم میں ایک ساتھ جمع کر دیے جائیں گے۔

آیات ۱۳۰ تا ۱۳۵

اللہ کسی کو ناحق عذاب نہیں دے گا

اِن آیات میں روزِ قیامت کا ایک منظر پیش کیا گیا۔ اللہ انسانوں اور جنات سے پوچھے گا کہ کیا تمہارے پاس ہمارے رسول حق لے کر نہیں آئے تھے۔ وہ تسلیم کریں گے کہ ہم تک حق پہنچ گیا تھا لیکن دنیا کی زندگی نے ہمیں دھوکہ میں ڈال دیا۔ گویا روزِ قیامت اللہ کسی کو ناحق اور بغیر اتمامِ حُجت کے عذاب سے دوچار نہیں کرے گا۔ ہر شخص کو بدلہ اُس کے عمل کے مطابق ملے گا۔ اعمال کی مناسبت سے ہر ایک کے لیے جنت اور جہنم میں درجات ہوں گے۔

آیات ۱۳۶ تا ۱۴۰

مشرک پنڈتوں کے من گھڑت فیصلے

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ مشرکین کے پنڈت عوام کو بیوقوف بنانے کے لیے من گھڑت فیصلے کرتے رہتے ہیں۔ گوشت اور فصل کا ایک حصہ اللہ کے نام کر دیتے ہیں اور دوسرا خود ساختہ معبودوں کے نام۔ خود ساختہ معبودوں کے نام پر بچوں کو ذبح کر کے اُن کی بھینٹ چڑھاتے ہیں۔ جانوروں کے گوشت کو کسی کے لیے حلال اور کسی کے لیے حرام قرار دیتے ہیں۔ بعض جانوروں پر سواری کرنے کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔ پابندی لگاتے ہیں کہ فلاں جانور کو اللہ کے نام پر ذبح نہیں کیا جا سکتا۔ عنقریب اللہ اُن کو اِس جھوٹ کی سزا دینے والا ہے۔

آیات ۱۴۱ تا ۱۴۴

پھلوں اور جانوروں میں اللہ کی قدرت کے شاہکار

اِن آیات میں اللہ نے پھلوں اور جانوروں میں اپنی تخلیق کی قدرتوں کو نمایاں فرمایا۔ بعض پھل

ایسے ہوتے ہیں جو اُن بیلوں پر نمودار ہوتے ہیں جنہیں سہارا دیا جاتا ہے جیسے انگور اور بعض پھل ایسے درختوں پر لگتے ہیں جو اپنے بلبوتے پر آپ کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ پھل اللہ کی عطا کردہ نعمت ہیں۔ اُنہیں کھاؤ اور جس روز پھل حاصل ہوں اُسی روز عشر اللہ کی راہ میں دے دو۔ جانوروں میں سے کچھ حمل بردار ہیں اور کچھ نہیں۔ حمل بردار مویشیوں میں اونٹ، اونٹنی، بیل اور گائے ہیں۔ غیر حمل بردار مویشیوں میں بکرا، بکری، مینڈھا اور بھیڑ شامل ہیں۔ اُن کو بھی اللہ کے حکم کے مطابق ذبح کرو اور کھاؤ۔ بلا دلیل کسی حلال کردہ شے کو حرام نہ ٹھہراؤ۔ بلا دلیل حلال کو حرام کرنے والے دراصل شیطان کی پیروی کرتے ہیں اور وہ خود ساختہ باتوں کو اللہ کی طرف منسوب کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے رہتے ہیں۔

آیات ۱۴۵ تا ۱۴۷

اللہ نے کن چیزوں کو حرام کیا ہے؟

اِن آیات میں فرمایا گیا کہ اللہ نے مُردار، بہتے ہوئے خون، خنزیر کے گوشت اور ہر اُس کھانے کو حرام قرار دیا ہے جسے اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر نذر کیا گیا ہو۔ یہودیوں پر اُن کی شرارتوں کی وجہ سے اللہ نے ہر ناخُن والا جانور (شترُ مرغ، بطخ) حرام قرار دے دیا تھا اور دیگر جانوروں کی چربی کے کچھ حصے بھی حرام قرار دے دیے تھے۔

آیات ۱۴۸ تا ۱۵۰

مشرکین کی ایک خوشنما لیکن فریب کُن دلیل

اِن آیات میں مشرکین کی ایک خوشنما لیکن دھوکہ دینے والی دلیل کا ذکر ہے۔ وہ دلیل یہ ہے کہ اگر اللہ کا اذن نہ ہوتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا شرک نہ کرتے اور نہ ہی کسی شے کو حرام قرار دے سکتے۔ بلاشبہ ہر کام اللہ کے اذن سے ہوتا ہے لیکن برے کام میں اللہ کا اذن ہوتا ہے رضا شامل نہیں۔ مشرکین سے کہا گیا کہ اپنے شرک اور حلال اور حرام کے خود ساختہ تصورات کا جواز پیش کرنے کے بجائے بتاؤ کہ کس دلیل کی بنیاد پر تم یہ سب کچھ کر رہے ہو۔ اللہ نے تمہارے

جرائم کو بے نقاب کر کے تم پر حجت پوری کردی ہے۔ مسلمانوں کو منع کیا گیا کہ وہ مشرکین کی خوشنما باتوں سے دھوکہ نہ کھائیں اور ایسے لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں جو آخرت کی جواب دہی سے نہیں ڈرتے اور خود ساختہ معبودوں کو اللہ کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

آیات ۱۵۱ تا ۱۵۴

تورات کے احکاماتِ عشرہ کی قرآنی تعبیر

اِن آیات میں تورات کے احکاماتِ عشرہ یعنی دس احکامات کو مسلمانوں کے لیے معاشرتی ہدایات کے طور پر بیان کیا جارہا ہے۔ وہ دس احکامات حسبِ ذیل ہیں :

i) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

ii) والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔

iii) اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل مت کرو۔ اُس کے رازق تم نہیں اللہ ہے۔

iv) بے حیائی کے قریب مت جاؤ خواہ یہ ظاہر ہو یا پوشیدہ

v) کسی بھی جان کو ناحق قتل مت کرو۔

vi) یتیم کا مال نہ کھاؤ بلکہ عمدہ طور پر اُس کے مال کی حفاظت کرو۔

vii) ناپ اور تول کو عدل کے ساتھ پورا کرو۔

viii) ہمیشہ عدل کی بات کرو اور جانبداری نہ برتو۔

ix) اللہ کے ساتھ کئے گئے عہد کو پورا کرو۔

x) اللہ کی کتاب ہی سیدھا راستہ ہے پس اُس کی پیروی کرو۔

آیات ۱۵۵ تا ۱۵۷

نزولِ قرآن ...... مشرکینِ مکہ کے لیے اتمامِ حجت

اِن آیات میں مشرکین مکہ کو مخاطب کر کے کہا گیا کہ تمہارے پاس ایک بابرکت کتاب آچکی ہے۔ اِس کی پیروی کرو تاکہ اللہ کی رحمت کے مستحق بن سکو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم عذر پیش کرو کہ

کتابیں تو ہم سے قبل یہودیوں اور عیسائیوں کو دی گئیں اور ہم اُن کی تعلیمات سے ناواقف تھے۔ اگر ہمارے پاس کتاب آتی تو ہم اُن کے مقابلہ میں ہدایت کا راستہ اختیار کرنے میں آگے نکل جاتے۔ اب جبکہ تمہارے پاس کتابِ ہدایت آچکی ہے تو اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اِس ہدایت سے رُخ پھیرے۔ ایسے ظالموں کو ہم سزا دے کر رہیں گے۔

آیت ۱۵۸

اللہ کی نشانی دیکھنے کے بعد ایمان لانا اور عمل کرنا مفید نہیں

اِس آیت میں فرمایا گیا کہ مشرکینِ مکہ اتمامِ حجت کے باوجود ایمان نہیں لا رہے۔ گویا وہ انتظار میں ہیں کے حساب کتاب کے لیے اللہ زمین پر جلوہ افروز ہوجائے یا فرشتوں کے ذریعے کوئی عذاب اُن پر نازل کر دیا جائے یا اللہ کی کوئی اور نشانی اُن پر ظاہر ہوجائے۔ اللہ کی نشانی ظاہر ہونے کے بعد اُن کا ایمان لانا یا کوئی نیکی کرنا اُن کے لیے ہرگز مفید نہ ہوگا۔ بہتر ہے کہ غیب میں رہتے ہوئے ہی ایمان اور عملِ صالح کی سعادت حاصل کرلیں۔

آیت ۱۵۹

دین کے حصے بخرے کرنے والوں سے اللہ کے رسول کا کوئی تعلق نہیں

اِس آیت میں واضح کیا گیا کہ دینِ اسلام ایک وحدت ہے جو زندگی کہ ہر گوشے میں اللہ کی اطاعت کا تقاضا کرتا ہے۔ ایسے لوگوں سے اللہ کے رسول ﷺ کا کوئی تعلق نہیں جو دین کے حصے بخرے کر دیں یعنی دین کی ایک بات کو تو پکڑ لیں اور دوسری بات سے صرفِ نظر کریں۔ پھر کسی ایک ہی بات کو اہمیت دے کر اپنی پہچان بنالیں اور اِس بنیاد پر ایک فرقہ کی شکل اختیار کرلیں۔

آیت ۱۶۰

نیکی کا اجر دس گنا ملے گا

اِس آیت میں بشارت دی گئی ہے کہ جو فرد بھی نیکی کرے اور پھر اُس نیکی کو محفوظ رکھتے ہوئے

اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو تو اُسے اُس کا دس گنا اجر عطا کیا جائے گا۔ اِس کے برعکس جس نے برائی کی اور توبہ نہ کی اُسے اُس برائی کے برابر ہی سزا ملے گی۔

آیات ۱۶۱ تا ۱۶۳

صراطِ مستقیم کیا ہے؟

اِن آیات میں صراطِ مستقیم کی وضاحت کی گئی ہے۔ نظری طور پر صراطِ مستقیم ایک خالص دین ہے جو زندگی کے ہر گوشے میں اللہ کی اطاعت کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ عملی طور پر صراطِ مستقیم دراصل ملتِ ابراہیمؑ ہے یعنی حضرت ابرہیمؑ کی طرح انسان اللہ کے ہر حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے۔ اُس کی نماز اور قربانی کی طرح اُس کا جینا مرنا بھی اللہ ہی کے لیے ہو جائے۔

آیات ۱۶۴ تا ۱۶۵

ربِ حقیقی اللہ ہی ہے

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ اصل رب اللہ ہی ہے جو ہر شے کا مالک اور پروردگار ہے۔ اُسی کی طرف تمام انسانوں کو لوٹ کر جانا ہے۔ وہی ہر انسان کے آخری انجام کا فیصلہ فرمائے گا۔ اُس نے دنیا میں ہمیں آزمائش کے لیے عارضی اختیارات دیے ہیں۔ ہم اِن اختیارات کو اُس کی مرضی کے مطابق استعمال کر کے اُس کی رحمت کے مُستحق ہو سکتے ہیں اور اختیارات کے غلط استعمال سے اُس کے عذاب کو دعوت دے سکتے ہیں۔

سورة الاعراف

تاریخِ انسانی کے بیان پر مشتمل سورۂ مبارکہ

☆ یہ سورۂ مبارکہ میں حجم کے اعتبار سے طویل ترین مکی سورہ ہے۔

☆ اِس سورۂ مبارکہ میں تاریخِ انسانی کے تینوں ادوار یعنی ازل، ابد (آخرت) اور ازل و ابد کے درمیانی عرصہ کے اہم واقعات کا بیان ہے۔

آیات کا تجزیہ :

☆ آیات ۱ تا ۱۰ — سورۂ مبارکہ کے مضامین کا اشاریہ (index)

☆ آیات ۱۱ تا ۳۵ — ازل کا بیان

☆ آیات ۳۶ تا ۵۸ — ابد کا بیان

☆ آیات ۵۹ تا ۱۴۱ — چھ اقوام کی داستان کا بیان

☆ آیات ۱۴۲ تا ۱۷۱ — تاریخِ بنی اسرئیل کے اہم واقعات

☆ آیات ۱۷۲ تا ۱۷۹ — ازل، ابد اور درمیانی عرصہ کے واقعات کا بیان

☆ آیات ۱۸۰ تا ۲۰۶ — عبرت وموعظت

آیات ۱ تا ۱۰

سورۂ مبارکہ کے مضامین کا اشاریہ

اِن آیات میں اُن مضامین کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو تفصیل سے اِس سورۂ مبارکہ میں بیان ہوئے ہیں۔ ایسی قوموں کے انجام کا اجمالی ذکر ہوا جن پر اُن کی نافرمانیوں کی وجہ سے اچانک عذاب آیا اور وہ فریاد کرتے رہ گئے کہ ہم ہی ظالم تھے۔ پھر انسانوں کی قسمت کا اصل فیصلہ تو روزِ قیامت ہوگا جس روز وزنِ اعمال ہی فیصلہ کن ہوگا۔ جن کی تولیں بھاری ہوں گی وہ جنت میں پرسکون زندگی بسر کریں گے اور جن کی تولیں ہلکی ہوں گی وہ ہمیشہ ہمیش کے خسارے کا سامنا کریں گے۔ اللہ نے دنیا میں انسانوں کو امتحان کے لیے بھیجا ہے اور بے شمار نعمتیں دی ہیں۔ دانشمندی کا تقاضا ہے کہ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کریں اور اُس کی فرمانبرداری کی زندگی بسر کریں۔

آیات ۱۱ تا ۲۵

قصہ آدم وابلیس

اِن آیات میں سورہ بقرۃ رکوع ۴ کے بعد اب دوسری بار قصہ آدم وابلیس بیان کیا جارہا ہے۔

اِس مقام پر اللہ نے آدمیت اور شیطنت کا فرق بڑے عمدہ پیرائے میں واضح کیا ہے :

i- حضرت آدمؑ کو اللہ نے عظمت و بڑائی کا مقام عطا فرمایا جبکہ ابلیس نے خود سے بڑائی کا اظہار کیا۔

ii- حضرت آدمؑ نے اعلیٰ مقام کے حصول کی خواہش کے تحت خطا کی جبکہ ابلیس نے نفسانی خواہش کی وجہ سے اللہ کی نافرمانی کی۔

iii- آدمؑ سے خطا کروائی گئی جبکہ ابلیس نے خود سے اللہ کی نافرمانی کی۔

iv- آدمؑ نے خطا کی ذمہ داری خود قبول کی جبکہ ابلیس نے اِس کے لیے اللہ کو موردِ الزام ٹھہرایا۔

v- اللہ نے ابلیس سے نافرمانی پر جب باز پرس کی تو اُس نے اپنی نافرمانی کا جواز پیش کیا جبکہ حضرت آدمؑ کو جب اللہ نے متوجہ فرمایا تو فوراً اپنی خطا تسلیم کی اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کی :

رَبَّنَا ظَلَمۡنَآ اَنۡفُسَنَا سکتۃ وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ

”اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں بخش نہ دیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم تو ہو جائیں گے خسارہ پانے والے“۔

آیات ۲۶ تا ۲۸

لباس میں تقویٰ اختیار کرو

اِن آیات میں اللہ نے خبردار فرمایا کہ اے نسلِ آدم جس طرح ابلیس نے جنت میں تمہارے والدین کا لباس اتروایا تھا کہیں وہ اِس دنیا میں تمہیں بھی عریانی اور فحاشی میں مبتلا نہ کر دے۔ اللہ نے تمہارے لیے ایسا لباس پیدا فرمایا ہے جو تمہارے ستر کو پوشیدہ رکھتا ہے اور تمہارے لیے زیب و زینت کا بھی باعث ہے۔ اِس لباس میں تقویٰ کا رنگ نظر آنا چاہیے یعنی

i- لباس پورے ستر کو چھپانے والا ہو۔

ii- باریک نہ ہو کہ جسم نظر آئے۔

iii- چُست نہ ہو کہ اعضائے جسمانی نمایاں ہوں۔

iv- لباس میں اسراف نہ ہو۔

v- لباس میں تکبر کا اظہار نہ ہو۔

vi- مرد عورتوں کا سا اور عورتیں مردوں کا سا لباس نہ پہنیں۔

vii- مرد خالص ریشمی لباس سے اجتناب کریں۔

شیطانی قوتیں ہر دور میں انسانوں کو بے حیا کرنے پر تلی رہتی ہیں۔ دورِ نبوی ﷺ میں شیطان کے ایجنٹ مشرکینِ مکہ برہنہ ہو کر طواف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ نے ہمارے باپ دادا کو اِس کا حکم دیا تھا۔ اللہ نے واضح فرما دیا کہ وہ ہرگز بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔ آج بھی دنیا دار صوفیاء لباس کو ایک تکلف قرار دے کر برہنہ رہنے کو اعلیٰ درجہ کی نیکی قرار دیتے ہیں۔ دوسری طرف مغربی تہذیب سے مرعوب عناصر بے حیائی کو کلچر کے نام پر فروغ دے رہے ہیں۔

آیات ۲۹ تا ۳۰

اللہ عدل کا حکم دیتا ہے

اِن آیات میں اللہ نے فرمایا کہ وہ عدل کا حکم دیتا ہے۔ بے حیائی عدل کی ضد ہے کیوں کہ یہ انسانیت پر ظلم کرتی ہے اور انسانوں کو حیوان بنا دیتی ہے۔ ایک بے حیا انسان کسی دوسرے انسان پر ڈورے ڈال کر اُس کے خاندان پر ظلم کرتا ہے۔ شوہر اور بیوی کا تعلق کمزور ہوتا ہے اور اولاد پر اُس کے منفی اثرات ہوتے ہیں۔ اللہ عبادات کے دوران لباس اتارنے کا نہیں بلکہ خشوع وخضوع اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ جیسے آج تم نماز کے دوران اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہوتے ہو ایسے ہی روزِ قیامت بھی کھڑا ہونا پڑے گا۔ وہاں فیصلہ ہوگا کون ہدایت پر ہے اور کون گمراہ۔ گمراہ وہی ہوں گے جنہوں نے شیطانوں کو دوست بنایا اور اُن کی پیروی کی۔

آیات ۳۱ تا ۳۲

حلال اشیاء کو حرام سمجھ لینا زُہد نہیں

اِن آیات میں اللہ نے فرمایا کہ جو بھی زیب و زینت کی اشیاء اللہ نے پیدا فرمائی ہیں اور جو بھی

پاکیزہ رزق اللہ نے بندوں کو عطا کیا ہے وہ ہرگز حرام نہیں۔ جائز ذرائع سے اُن سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ البتہ اسراف یعنی نعمتوں کو ضائع کرنا منع ہے۔ خاص طور پر نماز کے وقت تو ضروری ہے کے اچھا لباس زیب تن کیا جائے اور زیب و زینت اختیار کی جائے تا کہ اللہ کی بارگاہ میں اہتمام کے ساتھ حاضری ہو۔

آیت ۳۳

بے حیائی حرام ہے خواہ ظاہر ہو یا پوشیدہ

اِس آیت میں اللہ نے بے حیائی کی ہر صورت کو خواہ وہ ظاہر ہو یا پوشیدہ حرام قرار دیا ہے۔ پوشیدہ بے حیائی سے مراد ہے فحش باتوں کے بارے میں سوچنا' نظروں کی خیانت' تنہائی میں فحش حرکات' ذو معنی بات جس کا ایک معنی فحش مفہوم رکھتا ہو' کسی منکوحہ سے نکاح، طلاقِ مغلظ کے باوجود بیوی کے ساتھ رہنا وغیرہ۔ بے حیائی کے علاوہ اللہ نے ہر قسم کی زیادتی، گناہ، شرک اور اللہ کی طرف بے سند باتیں منسوب کرنا حرام قرار دیا۔

آیت ۳۴

ہر قوم پر زوال آئے گا

اِس آیت میں اللہ نے اِس حقیقت سے آگاہ فرمایا کہ ہر قوم کے لیے ایک مہلتِ عمل ہے۔ اِس کے بعد اُس پر زوال آ کر رہتا ہے جسے کوئی نہیں ٹال سکتا۔ بہتری اِسی میں ہے کہ مہلت سے فائدہ اٹھا کر اللہ کو راضی کرنے کی سبیل کی جائے۔

آیات ۳۵ تا ۳۶

وحی کی پیروی ہی میں بھلائی ہے

اِن آیات میں اللہ نے آگاہ فرمایا کہ ہم نے نسلِ آدمؑ کو دنیا میں امتحان کے لیے بھیجا ہے۔ اِس امتحان میں کامیابی کے لیے ہم رسول بھیجتے رہے جو اللہ کا پیغام لوگوں کو سناتے رہے۔ اب جو لوگ اللہ کے پیغام کے مطابق زندگی بسر کریں گے وہ ہر غم اور دکھ سے نجات پا جائیں

گے۔اِس کے برعکس جو لوگ اللہ کے پیغام سے رُخ موڑیں گے ہمیشہ ہمیش کے عذاب سے دوچار رہوں گے۔

آیات ۳۷ تا ۳۹

دنیا و آخرت کا برا انجام

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ جو لوگ اللہ کی عطا کردہ ہدایت سے رُخ پھیر دیتے ہیں اُن کی موت انتہائی حسرتناک ہوتی ہے۔فرشتے پوچھتے ہیں کہ کہاں ہیں وہ تمہارے معبود جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے تھے۔وہ اعتراف کریں گے کہ اِس وقت کوئی ہماری مدد کے لیے موجود نہیں۔ روزِ قیامت ان بدنصیبوں کو جہنم میں داخل کیا جائے گا۔وہ اللہ سے فریاد کریں گے کہ ہمیں ہمارے باپ دادا نے گمراہ کیا تھا لہٰذا اُنہیں دگنا عذاب دیا جائے۔اللہ فرمائے گا ہر ایک کے لیے دُگنا عذاب ہوگا۔اِس لیے کہ تم نے بھی اپنی اولادوں کو اِسی طرح گمراہ کیا جیسے تمہارے باپ دادا نے تمہیں گمراہ کیا۔

آیات ۴۰ تا ۴۱

اللہ کی آیات کو جھٹلانے والے کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے

اِن آیات میں فرمایا گیا کہ جن لوگوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا اور تکبر کرتے ہوئے اُن سے رُخ پھیرا وہ اُس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوسکیں گے جب تک اونٹ سوئی کے ناکہ میں سے گزر نہ جائے۔جہنم اُن کا ٹھکانہ ہوگا جہاں آگ نے اوپر اور نیچے سے اُنہیں ڈھانپ رکھا ہوگا۔ **اللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ ا لنَّارِ. آمین!**

آیات ۴۲ تا ۴۳

جنت عمل کی وجہ سے عطا کی جائے گی

اِن آیات میں اہلِ جنت کا ذکر ہے۔اللہ اُن کے دلوں سے باہمی کدورتیں نکال دے گا۔وہ ایسے باغات میں لطف اندوز ہورہے ہوں گے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہوں گی۔وہ

عرض کریں گے کہ کل شکر اللہ کا ہے جس نے ہمیں ہدایت دی اور نیکی کی راہ پر چلا کر جنت تک پہنچایا۔ جواب میں اللہ ارشاد فرمائے گا کہ تمہیں جنت تمہارے اعمال کی وجہ سے عطا کی گئی ہے۔

جنت تری پنہاں ہے تیرے خونِ جگر سے
اے پیکرِ گل کوششِ پیہم کی جزا دیکھ

آیات ۴۴ تا ۴۵

اہلِ جنت کی اہلِ جہنم سے گفتگو

اِن آیات میں بتایا گیا کہ اہلِ جنت، اہلِ جہنم سے پوچھیں گے کہ اللہ نے ہم سے جو انعامات کا وعدہ کیا تھا وہ سچ ثابت ہوا۔ اب بتاؤ تمہارے لیے جس عذاب کی وعید تھی وہ پوری ہوئی یا نہیں۔ اہلِ جہنم کہیں گے ہاں۔ ایسے میں ایک پکارنے والا کہے گا کہ ایسے ظالموں پر اللہ کی لعنت واقع ہو چکی ہے جو دوسروں کو اللہ کی طرف آنے سے روکتے تھے اور اللہ کے احکامات پر اعتراضات کرتے تھے۔

آیات ۴۶ تا ۴۹

اصحابِ اعراف کا تذکرہ

جنت اور جہنم کے درمیان کچھ لوگ ہوں گے جو اصحابِ الاعراف کہلائیں گے۔ وہ بعض گناہوں کی وجہ سے جنت میں داخلہ سے محروم ہوں گے۔ البتہ بعض نیکیوں کی وجہ سے جہنم میں گرنے سے بھی محفوظ ہوں گے۔ وہ اہلِ جنت کو دیکھ کر سلام پیش کریں گے۔ جب اُن کی نگاہیں اہلِ جہنم کی طرف پھیر دی جائیں گی تو وہ اُنہیں اُن کے جرائم پر ملامت کریں گے۔ بعدازاں نبی اکرم ﷺ کی دعائے شفاعت اور اللہ کی رحمت کے ظہور کی وجہ سے اصحابِ اعراف بھی جنت میں داخل کر دیے جائیں گے۔

آیات ۵۰ تا ۵۳

اہلِ جہنم کی اہلِ جنت سے گفتگو

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اہلِ جہنم، اہلِ جنت سے درخواست کریں گے کہ ہم پر جنت سے

کچھ پانی اور دیگر نعمتیں پھینک دو۔اہلِ جنت کہیں گے کہ اللہ نے یہ نعمتیں کافروں پر حرام کر دی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین کو مذاق سمجھا اور دنیا کی زندگی کے دھوکہ میں پڑ گئے۔اللہ نے کتابِ ہدایت بھیجی لیکن اُنہوں نے اِس سے فائدہ نہ اٹھایا۔اب روزِ قیامت حسرت کریں گے اور دنیا میں دوبارہ بھیجے جانے کی درخواست کریں گے تاکہ اپنے جرائم کی تلافی کر سکیں۔اللہ اُن کی اِس درخواست کو رد فرما دے گا۔

آیت ۵۴

حقیقی رب صرف اور صرف اللہ ہے

اِس آیت میں واضح کیا گیا کہ تمام جہانوں کا حقیقی رب اللہ ہے جس نے چھ مراحل میں آسمان و زمین پیدا کیے۔سورج، چاند اور ستاورں کو انسانوں کی خدمت میں لگا دیا۔انسانوں کی سہولت کے لیے رات اور دن کا باقاعدہ نظام بنا دیا۔ پوری کائنات کو اللہ ہی نے بنایا ہے اور ہر شے اللہ ہی کے حکم سے کام کر رہی ہے۔بلاشبہ اُس کی ذات بڑی برکتوں والی ہے۔

آیات ۵۵ تا ۵۶

دعا کے آداب

اِن آیات میں فرمایا گیا کہ دعا صرف اور صرف ربِ حقیقی یعنی اللہ ہی سے کرنی چاہیے۔دعا کے آداب یہ ہیں :

i- دعا بڑی عاجزی اور رقت کے ساتھ کی جائے۔

ii- دعا تنہائی میں کی جائے۔

iii- دعا میں زیادتی نہ ہو یعنی کسی کے خلاف بددعا نہ کی جائے، ایسی شے نہ مانگی جائے جس سے دوسروں کا نقصان ہو، اونچی آواز سے دعا نہ کی جائے، تکلف اور تصنع کا اسلوب اختیار نہ کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔

iv- جس طرح ہم چاہتے ہیں کہ اللہ ہماری دعا قبول فرمائے اِسی طرح ہمیں بھی اللہ کے احکامات قبول کرنے چاہئیں۔

۷- دعا کرتے ہوئے اللہ کا رعب اور خوف انسان پر طاری ہو لیکن اِس کے ساتھ ساتھ اُس سے رحمت کی امید بھی برقرار رہے۔

آیات ۵۷ تا ۵۸

بارش میں ہدایت کا سامان

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ ہواؤں کے ذریعہ بھاری بھاری بادل بھیجتا ہے۔ اِن بادلوں کے ذریعہ بارش برساتا ہے۔ بارش کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کر کے طرح طرح کے میوے پیدا فرماتا ہے۔ اِس پورے عمل میں ہدایت کے دو سامان ہیں :

i- جس طرح اللہ نے مردہ زمین کو زندہ کیا، اِسی طرح وہ روزِ قیامت مردہ انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کرے گا۔

ii- اچھی زمین پر بارش کے اثرات برگ و بار کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں اور نکمی زمین بارش کے اثرات سے محروم رہتی ہے۔ اِسی طرح وحی کی نعمت سے نیک نیت انسان کے کردار میں محاسن و کمالات ظاہر ہوتے ہیں لیکن بدنیت انسان اِس نعمت کی سعادتوں سے محروم رہتا ہے۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

آیات ۵۹ تا ۶۴

قومِ نوحؑ کی داستان

اِن آیات میں حضرت نوحؑ کی اپنی قوم کے ساتھ کشمکش کا بیان ہے۔ وہ قوم شرک کے جرم میں مبتلا تھی۔ حضرت نوحؑ نے قوم کو دعوتِ توحید دی لیکن قوم نے اِس دعوت کو جھٹلایا اور نوحؑ کی شان میں گستاخی کی۔ اللہ نے نوحؑ اور دیگر اہل ایمان کو ایک کشتی میں سوار ہونے کا حکم دیا۔ اِس کے بعد زوردار طوفان آیا۔ کشتی میں سوار افراد محفوظ رہے اور باقی تمام لوگ طوفان میں غرق ہو گئے۔

آیات ۶۵ تا ۷۲

قومِ عاد کی داستان

اِن آیات میں حضرت ھودؑ کی قوم، قومِ عاد کے انجام کا ذکر ہے۔ حضرت ھودؑ نے قوم کو شرک سے باز رہنے کی تلقین کی اور عقیدۂ توحید اختیار کرنے کی دعوت دی۔ قوم نے خود ساختہ معبودوں کو چھوڑنے سے انکار کر دیا اور حضرت ھودؑ کو چیلنج دیا کہ ہم پر عذاب لے آؤ۔ اللہ نے اِس قوم پر تیز ہوا چھوڑ دی جس سے تمام نافرمان لوگ ہلاک ہو گئے۔ البتہ حضرت ھودؑ اور اُن کے ساتھ اہلِ ایمان کو بچا لیا گیا۔

آیات ۷۳ تا ۷۹

قومِ ثمود کی داستان

اِن آیات میں حضرت صالحؑ کی قوم، قومِ ثمود کا واقعہ بیان ہوا ہے۔ حضرت صالحؑ نے اُنہیں جب دعوتِ توحید دی تو اُنہوں نے مطالبہ کیا کہ آپ پہاڑ سے زندہ اونٹنی برامد کر کے دکھا دیں۔ ہم آپ کی دعوت قبول کر لیں گے۔ حضرت صالحؑ نے دعا کی اور اللہ نے دعا کو قبول کرتے ہوئے مطلوبہ معجزہ دکھا دیا۔ قوم ایمان تو نہیں لائی لیکن اُس نے اونٹنی کو ہلاک کر دیا۔ اب اللہ کی طرف سے زلزلہ کی صورت میں عذاب آیا۔ اہلِ ایمان محفوظ رہے اور بقیہ پوری قوم ہلاکت سے دوچار ہوئی۔

آیات ۸۰ تا ۸۴

قومِ لوطؑ کی داستان

اِن آیات میں قومِ لوطؑ پر اللہ کے عذاب کا ذکر ہے۔ یہ قوم شرک کے ساتھ ہم جنس پرستی کے گناہ میں بھی مبتلا تھی۔ حضرت لوطؑ نے اُن کی اصلاح کی بھرپور کوشش کی لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ حضرت لوطؑ کی بیوی کی ہمدردیاں بھی قوم کے ساتھ تھیں۔ لہٰذا جب اللہ کی طرف سے عذاب آیا تو لوطؑ کی بیوی بھی اِس کا شکار ہوئی۔ اِس قوم کی بستیوں کو الٹ دیا گیا اور اُن پر

تیز ہواؤں کے ذریعہ کنکریوں کی بارش برسائی گئی۔

آیات ۸۵ تا ۹۳

قومِ شعیبؑ کی داستان

اِن آیات میں حضرت شعیبؑ کی قوم کے جرائم اور پھر اُن کی ہلاکت کا بیان ہے۔ یہ قوم شرک کے ساتھ ساتھ ناپ تول میں کمی اور رہزنی کے جرائم کا ارتکاب کررہی تھی۔ حضرت شعیبؑ نے اُن کی اصلاح کی حتی المقدور کوشش کی لیکن اُنہوں نے حضرت شعیبؑ کی دعوت کو بڑے تکبر سے پسِ پشت ڈال دیا۔ حضرت شعیبؑ اور اہل ایمان کو اپنی بستیوں سے نکال باہر کرنے کی دھمکی دی۔ اللہ نے اِس قوم کو زلزلہ سے ہلاک کردیا۔ البتہ اہلِ ایمان کو اللہ نے محفوظ رکھا۔

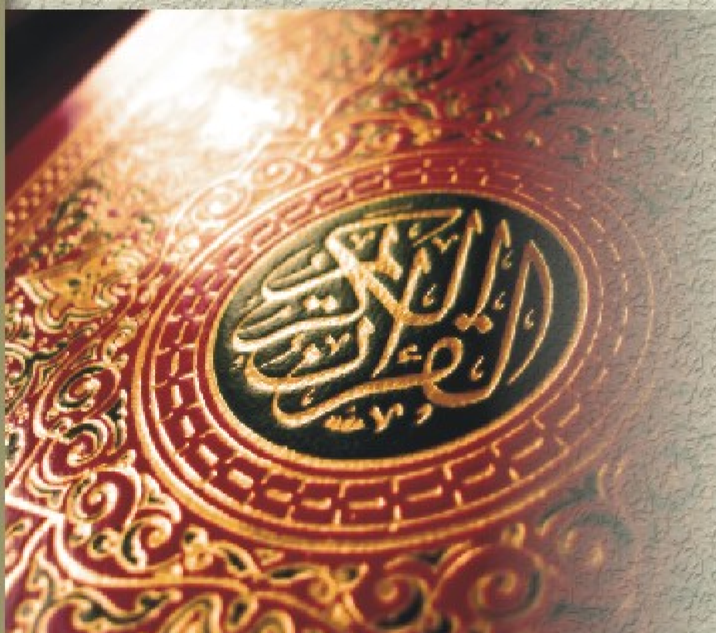
یاد رکھنے والے حقائق

عَنْ سَهْلِ بنِ سَعْدٍ ، قَالَ : جَاءَ جِبْرِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ ، عِشْ مَا شِئْتَ فَاِنَّكَ مَيِّتٌ ، وَاَحْبِبْ مَنْ اَحْبَبْتَ فَاِنَّكَ مُفَارِقُهُ ، وَاعْمَلْ مَا شِئْتَ فَاِنَّكَ مُجْزِىٌ بِهٖ ثُمَّ قَالَ : يَا مُحَمَّدُ شَرَفُ الْمُؤْمِنِ قِيَامُ اللَّيْلِ وَعِزُّهُ اسْتِغْنَاؤُهُ عَنِ النَّاسِ (مستدرک الحاکم)

حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیلؑ نبی اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ ''اے محمد ﷺ! زندہ رہ لیجئے جتنا آپ چاہیں (لیکن یہ یاد رکھیں کہ) بالآخر مرنا ہے، اور محبت کر لیجئے جس سے بھی محبت کرنی ہے (لیکن یہ یاد رکھیں کہ) آپ اُسے چھوڑنے والے ہیں، اور عمل کیجئے جو آپ چاہیں (لیکن یہ یاد رکھیں کہ) آپ کو اُس کا بدلہ دیا جائے گا''۔ پھر فرمایا ''اے محمد ﷺ بندۂ مومن کا شرف قیام اللیل میں ہے اور اس کی عزت لوگوں سے نہ مانگنے میں ہے''۔

خلاصۂ مضامینِ

قرآنِ حکیم



نواں پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

خلاصہ مضامینِ قرآن

نواں پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰه مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿﴾ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿﴾
وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ
لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ﴿﴾ (الاعراف : ۹۴)

آیات ۹۴ تا ۹۵

آفات انسان کو جھنجھوڑنے کے لیے آتی ہیں

اِن آیات میں اللہ کی یہ سنت بیان کی گئی کہ جب بھی اللہ نے کسی نبیؑ کو بھیجا تو ساتھ ہی اُس نبیؑ کی قوم پر کچھ آفات نازل کیں تاکہ اُن کے دل نرم ہوں اور وہ نبیؑ کی دعوت کی طرف متوجہ ہوں۔ ایسی آفت اللہ کی نعمت ہے جو انسان کو اللہ کی طرف متوجہ کردے۔ البتہ بدقسمتی سے اکثر و بیشتر قومیں آفات کے باوجود اللہ کی طرف متوجہ نہ ہوئیں۔ اُن کے دلوں کی سختی برقرار رہی۔ نہ اُن پر رقت طاری ہوئی اور نہ اُنہوں نے گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگی۔ انجامِ کار کے طور پر اللہ کی طرف سے بڑے عذاب نے اچانک آ کر اُنہیں ملیا میٹ کردیا۔

آیت ۹۶

ایمان اور تقویٰ کی برکات

اِس آیت میں ہلاک ہونے والی قوموں پر اظہارِ افسوس کیا گیا۔ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ قومیں ایمان لے آتیں اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرتیں یعنی اُس کی نافرمانی سے بچتیں تو اُن پر آسمان اور زمین کی برکتوں کے خزانے کھول دیے جاتے۔ افسوس کہ اُنہوں نے ایسا نہیں کیا اور اُنہیں اپنی شامتِ اعمال کا سامنا تباہ کن عذاب کی صورت میں کرنا پڑا۔

آیات ۹۷ تا ۱۰۲

ہمارے لیے درسِ عبرت

اِن آیات میں اللہ نے متوجہ فرمایا کہ جولوگ آج زمین پر بس رہے ہیں کیا وہ اِس بات سے بے فکر ہو گئے ہیں کہ اللہ گزشتہ قوموں کی طرح اُنہیں بھی اُن کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کرسکتا ہے۔ اللہ کی پکڑ دن میں بھی آسکتی ہے اور رات میں بھی۔ اللہ کی پکڑ سے بے فکر وہی ہوسکتا ہے جس نے خسارے میں جانے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ ہلاک ہونے والی قوموں کا جرم یہ تھا کہ اُنہوں نے عہدِ الست کا پاس نہ کیا۔ اِس عہد کے وقت اللہ نے تمام انسانوں کی ارواح سے پوچھا تھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا تھا کہ آپ ہی ہمارے رب ہیں۔ اِس عہد کی وجہ سے توحید کی معرفت اُن کے باطن میں جاگزیں کردی گئی تھی۔ اللہ ہمیں توحید پر کاربند رہنے اور گناہ کی ہر صورت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۰۳ تا ۱۰۸

حضرت موسیٰؑ کا فرعون سے مکالمہ

اِن آیات میں حضرت موسیٰؑ کی آلِ فرعون کے ساتھ کشمکش کے بیان کا آغاز ہوا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرعون کے دربار میں جا کر اپنی نبوت کا اعلان فرمایا۔ فرعون کے سامنے توحید کی دعوت رکھی اور بنی اسرائیل کو آزاد کرنے کا مطالبہ کیا۔ فرعون کے سامنے اللہ کی عطا کردہ دو نشانیاں پیش کیں۔ اپنا عصا زمین پر پھینکا اور وہ اژدھا بن گیا۔ اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر باہر نکالا تو وہ انتہائی روشن ہو کر چمک رہا تھا۔

آیات ۱۰۹ تا ۱۲۶

حضرت موسیٰؑ کا جادوگروں سے مقابلہ

اِن آیات میں حضرت موسیٰؑ اور جادوگروں کے درمیان مقابلہ کی تفصیل بیان ہوئی۔ فرعون اور اُس کے سرداروں نے حضرت موسیٰؑ کی پیش کردہ نشانیوں کو جادو قرار دیا۔ اُنہوں نے تمام ماہر جادوگروں کو جمع کیا اور موسیٰؑ کو اُن سے مقابلہ کی دعوت دی۔ جادوگروں نے اپنی

لاٹھیاں اور رسیاں حضرت موسیٰؑ کی طرف پھینکیں اور لوگوں کی آنکھوں پر اِس طرح جادو کیا کہ وہ سب محسوس کرنے لگے کہ لاٹھیاں اور رسیاں سانپوں کی طرح چل رہی ہیں۔ اللہ نے حضرت موسیٰؑ کو وحی کے ذریعہ عصا پھینکنے کا حکم دیا۔ عصا نے ایک بہت بڑے حقیقی اژدھے کی صورت اختیار کر لی اور وہ جادوگروں کی لاٹھیاں اور رسیاں نگل گیا۔ جادوگر ہار گئے اور حضرت موسیٰؑ کو اللہ نے کامیابی دی۔ جادوگر پہچان گئے کہ حضرت موسیٰؑ کا عصا حقیقی اژدھا بن گیا ہے اور یہ جادو کے ذریعہ ممکن نہیں۔ اُن پر حق واضح ہو گیا اور وہ بے اختیار سجدے میں گر گئے اور حضرت موسیٰؑ کی رسالت پر ایمان لے آئے۔ فرعون نے اُنہیں عبرتناک سزا دینے کی دھمکی دی لیکن جادوگروں نے حق کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا لہٰذا وہ حق پر ڈٹے رہے۔ اُنہوں نے اللہ سے دعا کی کہ وہ اُنہیں حق پر استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔

آیات ۱۲۷ تا ۱۲۹

بنی اسرائیل پر فرعون کا ظلم اور حضرت موسیٰؑ کی ایمان افروز نصیحت

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ جادوگروں کی شکست اور اُن کے ایمان لانے کے بعد فرعون انتقام کی آگ میں جلنے لگا۔ اُس نے فیصلہ کیا کہ نبی اسرائیل کے ہاں پیدا ہونے والے ہر بچے کو ذبح کر دیا جائے اور بچیوں کو زندہ رکھا جائے تا کہ اُن سے خدمت لی جا سکے۔ ایسے میں حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کو نصیحت کی :

اِسۡتَعِیۡنُوۡا بِاللّٰهِ وَاصۡبِرُوۡا ۚ اِنَّ الۡاَرۡضَ لِلّٰهِ يُوۡرِثُهَا مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ ؕ وَالۡعَاقِبَةُ لِلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿﴾

''اللہ سے مدد مانگو اور ایمان پر ڈٹے رہو۔ زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اِس کا وارث بنا دیتا ہے۔ البتہ آخرت کی کامیابی متقیوں کے لیے ہے''۔

حضرت موسیٰؑ نے مزید فرمایا :

عَسٰى رَبُّكُمۡ اَنۡ يُّهۡلِكَ عَدُوَّكُمۡ وَيَسۡتَخۡلِفَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ فَيَنۡظُرَ

كَيۡفَ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿١٢٩﴾

''ممکن ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تمہیں زمین میں اختیار دے کر دیکھے کہ تم کیا کرتے ہو''۔

آیات ۱۳۰ تا ۱۳۷

آلِ فرعون پر آفات کا نزول

اِن آیات میں آلِ فرعون پر آفات کے نزول کا بیان ہے۔ اللہ نے یہ آفات اِس لیے نازل فرمائیں تا کہ اُن کے دلوں کی سختی دور ہو، وہ عافیت کے لیے اللہ کے حضور گڑگڑائیں اور حضرت موسیٰؑ کی دعوت کی طرف متوجہ ہوں۔ نازل ہونے والی آفات درجِ ذیل تھیں :

i- طوفانی بارشیں جنہوں نے معمولاتِ زندگی کو درھم برھم کر دیا۔

ii- ٹڈی دل کے حملے جنہوں نے فصلوں کو تباہ کر دیا۔

iii- گھُن جو گوداموں میں جمع شدہ غلے کو چٹ کر گیا۔

iv- مینڈکوں کی کثرت جس نے جینا دوبھر کر دیا۔

v- ہر شے میں خون کی آمیزش جس نے اُس شے کو ناقابلِ استعمال بنا دیا۔

یہ آفات آلِ فرعون پر علیحدہ علیحدہ نازل ہوئیں۔ جب کوئی آفت آتی وہ حضرت موسیٰؑ سے دعا کی درخواست کرتے اور وعدہ کرتے کہ اگر آفت ٹل گئی تو وہ اُن کی بات مان لیں گے۔ جب آفت ٹل جاتی تو وہ اپنے وعدوں سے پھر جاتے۔ اللہ نے پھر بڑی سزا دی اور فرعون کو اُس کے لشکر سمیت سمندر میں غرق کر دیا۔ اُن کے بعد بنی اسرائیل کو اُسی طرح کی نعمتیں عطا فرمائیں جیسی آلِ فرعون کو دے رکھی تھیں۔

آیات ۱۳۸ تا ۱۴۱

اَن دیکھے معبود کی عبادت سے انکار

آلِ فرعون کی غلامی سے نجات کے بعد بنی اسرائیل کا گزر ایک ایسی قوم پر سے ہوا جو بتوں کی پوجا کر رہی تھے۔ اُنہوں نے حضرت موسیٰؑ سے درخواست کی کہ ہمارے لیے بھی اِسی طرح کا

معبود طے کر دیں جسے دیکھا جا سکتا ہو۔ بلاشبہ اَن دیکھے معبود کی عبادت لوگوں کے لیے آسان نہیں رہی بقول اقبال :

کبھی اے حقیقتِ منتظر! نظر آ لباسِ مجاز میں
ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

اور

خوگرِ پیکرِ محسوس تھی انسان کی نظر
مانتا پھر کوئی اَن دیکھے خدا کو کیونکر

حضرت موسیٰ ؑ نے بنی اسرائیل کو سخت الفاظ میں ملامت کرتے ہوئے فرمایا کہ تم معبودِ حقیقی کو چھوڑ کر معبودانِ باطل کی پوجا کرنا چاہتے ہو حالاں کہ معبودِ حقیقی نے تمہیں تمام جہان والوں پر فضیلت دی۔ اُسی نے تمہیں اُس فرعون کے ظلم وستم سے بچایا جو تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتا تھا اور بچیوں کو زندہ رکھتا تھا۔ تمہاری یہ روش انتہائی ناشکری اور بے وفائی کا مظہر ہے۔

آیات ۱۴۲ تا ۱۴۳

اللہ کے دیدار کی خواہش

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کے حضرت موسیٰ ؑ سے ہمکلام ہونے کا ذکر ہے۔ کوہِ طور پر جب اللہ نے حضرت موسیٰ ؑ کو شرفِ ہمکلامی بخشا تو اُنہوں نے اللہ سے درخواست کی کہ مجھے اپنے رُخِ انور کا دیدار کرایے۔ اللہ نے فرمایا کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ البتہ میں اپنی تجلی پہاڑ پر ڈالتا ہوں۔ اگر پہاڑ اپنی جگہ قائم رہ گیا تو تم مجھے دیکھ سکو گے۔ جب اللہ نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو وہ پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا اور حضرت موسیٰ ؑ یہ منظر دیکھ کر بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا :

سُبۡحٰنَکَ تُبۡتُ اِلَیۡکَ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۴۳﴾

''اے اللہ تو پاک ہے کہ کوئی تیرے جلوہ کی تاب لا سکے۔ میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں''۔

آیات ۱۴۴ تا ۱۴۵

تورات کا نزول اور اُس کی افادیت

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ حضرت موسیٰؑ پر تورات تحریری صورت میں نازل کی گئی۔ اِس کی تعلیمات میں درد بھری نصیحت اور ہدایت کا مکمل سامان تھا۔ حکم دیا گیا کہ اے موسیٰؑ! آپ اور آپ کی قوم اِن تعلیمات پر پورے جذبہ سے عمل کرے۔ عنقریب اللہ فلسطین پر فتح عطا فرمادے گا جہاں اِس وقت فاسق لوگوں کی حکومت ہے۔ بلاشبہ کتاب الٰہی پر عمل ہی سے عروج حاصل ہوسکتا ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

اِنَّ اللّٰه یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَاماً وَّیَضَعُ بِهٖ اٰخَرِیْنَ (مسلم)

’’بے شک اللہ اِس کتاب کے ذریعہ قوموں کو عروج عطا فرمائے گا اور اِس کتاب کو چھوڑنے کی وجہ سے پست کردے گا‘‘۔

آیات ۱۴۶ تا ۱۴۷

تکبر کرنے والے کو ہدایت نہیں ملتی

اِن آیات میں اللہ نے آگاہ فرمایا کہ زمین میں ناحق تکبر کرنے والے اللہ کی کتاب سے ہدایت حاصل نہیں کرسکتے۔ ایسے لوگ ہدایت کے بجائے گمراہی کے راستے پر چلتے ہیں۔ اُن کی نیکیاں برباد کردی جائیں گی اور وہ اپنے سیاہ اعمال کا بدلہ پاکر رہیں گے۔

آیات ۱۴۸ تا ۱۵۴

بچھڑے کی پرستش

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ جب حضرت موسیٰؑ اللہ سے شرفِ ملاقات کے لیے کوہِ طور پر تشریف لے گئے تو اُن کے پیچھے قوم کے کچھ افراد نے ایک بچھڑے کی مورتی کی پرستش شروع کردی۔ اللہ نے حضرت موسیٰؑ کو اِس سے آگاہ فرمایا تو آپؑ انتہائی غصہ میں قوم کی طرف واپس تشریف لائے۔ شرک کرنے والوں کو سختی سے ڈانٹ ڈپٹ کی۔ اپنے بھائی حضرت

ہارونؑ سے پوچھا کہ اُنھوں نے قوم کو شرک کرنے سے کیوں نہ روکا؟ اُنھوں نے عذر پیش کیا کہ شرک کرنے والے مجھے قتل کرنے کے درپے تھے۔ حضرت موسیٰؑ نے اللہ سے اپنی اور اپنے بھائی کی بخشش کی التجا کی اور اُس سے اپنی رحمت میں داخل کرنے کا سوال کیا۔ اللہ نے فرمایا کہ جن لوگوں نے بھی شرک کیا ہے اُنہیں عنقریب دنیا کی ذلت اور آخرت کے عذاب کا سامنا کرنا ہوگا۔ البتہ جو لوگ اپنے کیے پر اظہارِ ندامت اور توبہ کریں گے، اللہ اُن کے حق میں شانِ رحیمی و غفوری ظاہر فرمائے گا۔

آیات ۱۵۵ تا ۱۵۶

حضرت موسیٰؑ کی ایمان افروز دعا

اِن آیات میں اُس واقعہ کا بیان ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ اپنی قوم کے ستر سرداروں کو کوہِ طور پر لے گئے تا کہ بچھڑے کی پوجا کے حوالے سے قوم کے جرم پر معافی مانگی جائے۔ سرداروں نے حضرت موسیٰؑ سے مطالبہ کیا کہ ہمیں اللہ کا دیدار کراؤ۔ اِس مطالبہ پر اللہ ناراض ہوا کہ بجائے شرک کے گناہ پر اظہارِ ندامت کے یہ حضرت موسیٰؑ سے ایسی بات کا تقاضہ کر رہے ہیں جو ممکن ہی نہیں۔ اللہ نے تمام سرداروں کو ایک آفت کے ذریعہ ہلاک کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ نے اللہ سے گڑگڑا کر سرداروں کے لیے معافی طلب کی اور اللہ نے حضرت موسیٰؑ کی دعا قبول فرماتے ہوئے اُنہیں پھر سے زندہ کر دیا۔ جب حضرت موسیٰؑ نے محسوس کیا کہ اللہ اِس وقت دعا قبول فرمانے کی شان میں ہے تو عرض کیا :

اَنۡتَ وَلِیُّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَیۡرُ الۡغَافِرِیۡنَ ۝ وَاکۡتُبۡ لَنَا فِیۡ هٰذِهِ الدُّنۡیَا حَسَنَةً وَّفِی الۡاٰخِرَةِ اِنَّا هُدۡنَاۤ اِلَیۡکَ

”اے اللہ تو ہمارا حامی و ناصر ہے پس ہمیں معاف فرما دے، ہم پر رحم فرما اور تو ہی سب سے بڑھ کر معاف فرمانے والا ہے۔ ہمارے لیے دنیا و آخرت میں بھلائی لکھ دے، بے شک ہم تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں“۔

اللہ نے ارشاد فرمایا کہ میری رحمت تو ہر مخلوق کے شاملِ حال ہے۔ البتہ رحمتِ خاص اُن کو عطا کروں گا جو میری نافرمانی سے بچتے ہیں۔ میری راہ میں مال خرچ کرتے ہیں اور جو میری آیات پر دل وجان سے گہرا ایمان یعنی یقین رکھتے ہیں۔

آیت ۱۵۷

اتباعِ رسول ﷺ کا میدان اور آپ ﷺ سے تعلق کی بنیادیں

اِس آیت میں اللہ نے فرمایا کہ میری رحمتِ خاص اُن کے لیے ہے جو نبی اکرم ﷺ کا اتباع کریں۔ اتباع کے حوالے سے آپ ﷺ کی تین شانوں کو نمایاں کیا گیا:

i- نیکی کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا۔

ii- پاکیزہ چیزوں کو حلال کرنا اور خبیث چیزوں کو حرام ٹھہرانا۔

iii- شرک اور بدعات اور بے جا رسومات کے بوجھ نوعِ انسانی سے دور کرنا۔

آیت کے آخر میں فرمایا کہ وہی لوگ فلاح پائیں گے جو آپ ﷺ کے تعلق کی درج ذیل شرائط پوری کریں :

i- آپ ﷺ پر ایمان لائیں۔

ii- آپ ﷺ سے تمام انسانوں سے بڑھ کر محبت کریں۔

iii- خدمتِ دین کے مشن میں آپ ﷺ کے دست و بازو بنیں۔

iv- جو نورِ قرآن آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے اُس کی پیروی کریں۔

آیت ۱۵۸

نبی اکرم ﷺ کی رسالت تمام انسانوں کے لیے ہے

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ ﷺ اعلان فرمادیں کہ اے لوگوں! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اِس کے بعد تمام انسانوں کو حکم دیا گیا کہ اللہ اور اُس کے نبی ﷺ پر ایمان لاؤ اور نبی اکرم ﷺ کی اتباع کرو تا کہ تم اللہ کی بارگاہ سے ہدایت کی نعمت حاصل کرسکو۔

آیات ۱۵۹ تا ۱۶۲

بنی اسرائیل پر اللہ کے احسانات اور بنی اسرائیل کی ناشکری

اِن آیات میں بنی اسرائیل پر اللہ کے احسانات کا بیان ہے۔ اُن میں سے کچھ سعادت مندوں کو اللہ نے ہدایت کی نعمت دی۔ اُن سب کے لیے ایک پتھر سے پانی کے بارہ چشمے جاری کیے۔ بادلوں کو سائبان بنا دیا۔ من وسلویٰ کی صورت میں خوراک فراہم کی۔ فاتح کی حیثیت سے ایک شہر میں داخل ہونے کا اعزاز عطا کیا۔ بنی اسرائیل نے اللہ کی نعمتوں کی ناقدری کی اور اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی کی۔ اللہ نے پھر سزا کے طور پر اُنہیں دردناک عذاب سے دوچار کیا۔

آیات ۱۶۳ تا ۱۶۶

عذاب سے بچنے کے لیے برائیوں سے روکنا ضروری ہے

اِن آیات میں اصحابِ سبت کا واقعہ بیان ہوا ہے۔ اُن کا تعلق بنی اسرائیل کے ایک قبیلہ سے تھا جو ایک سمندر کے کنارے آباد تھا۔ اِس قبیلہ کی گزراوقات مچھلیوں کے شکار پر تھی۔ اللہ نے جب بنی اسرائیل کے لیے سبت یعنی ہفتہ کا دن عبادت کے لیے مقرر کیا تو بنی اسرائیل کے لیے اُس روز کاروبارِ دنیا ممنوع ہو گیا۔ اب سبت کے روز مچھلیوں کا شکار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ مچھلیوں کو بھی اِس کا شعور ہو گیا اور وہ اِس روز بڑی تعداد میں سطحِ سمندر پر تیرتی ہوئی دکھائی دیتیں۔ اب قبیلہ میں سے ایک گروہ نے حیلہ کیا۔ اِن ہی کو اصحابِ سبت کہا جاتا ہے۔ اُنہوں نے حیلہ یہ کیا کہ وہ سبت کے دن سمندر کے ساتھ ساتھ گڑھے کھودتے اور سمندر کے پانی کے لیے گڑھوں تک پہنچنے کا راستہ بناتے۔ پانی کے ساتھ مچھلیاں بھی گڑھوں میں آ جاتیں۔ اگلے روز جا کر مچھلیاں پکڑ لیتے۔ گویا ہفتے کے روز شکار نہ کرتے لیکن عبادت کے بجائے اپنا وقت مچھلیوں کو گڑھوں میں جمع کرنے میں لگا دیتے۔

بستی میں ایک دوسرا گروہ صالحین کا تھا جو اصحابِ سبت کو اُن کی حیلہ سازی سے منع کرتا تھا۔ بستی میں ایک تیسرا گروہ بھی تھا جو حیلہ سازی نہیں کرتا تھا لیکن اصحابِ سبت کو اُن کی حیلہ سازی

کے جرم سے روکتا بھی نہیں تھا۔ تیسرا گروہ، صالحین کو منع کرتا تھا کہ اصحابِ سبت کو وعظ و نصیحت مت کرو۔ اس سے بستی میں ایک جھگڑے کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ صالحین نے اُنہیں نہایت ہی ایمان افروز جواب دیا **مَعۡذِرَةً اِلٰی رَبِّکُمۡ وَلَعَلَّهُمۡ یَتَّقُوۡنَ** (ہم برائی سے اِس لیے روکتے ہیں تا کہ تمہارے رب کے سامنے عذر پیش کرسکیں کہ ہم نے تو تیری نافرمانی کو برداشت نہ کیا۔ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ اصحابِ سبت اپنے جرم سے باز آجائیں)۔ جب اصحابِ سبت اصلاح پر آمادہ نہ ہوئے تو اللہ نے بستی والوں پر بڑا عذاب نازل کیا۔ البتہ عذاب سے وہ لوگ بچا لیے گئے جو برائی سے روکتے تھے۔ عذاب اُن پر بھی آیا جو خود برائی نہیں کرتے تھے لیکن دوسروں کو برائی سے روکتے بھی نہیں تھے۔ برائی سے نہ روکنا بھی ایک بہت بڑا جرم ہے۔ عذاب کے باوجود جب اصحابِ سبت حد سے گزر گئے تو اللہ نے اُن کی صورتیں مسخ کر دی اور اُنہیں بندر بنا دیا۔

آیات ۱۶۷ تا ۱۶۸

بنی اسرائیل پر قیامت تک عذاب کے کوڑے برستے رہیں گے

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ بنی اسرائیل میں نیک لوگ بھی تھے اور برے بھی۔ اللہ اُنہیں کبھی نعمتوں سے اور کبھی مصائب سے آزماتا رہا۔ مزید یہ کہ اللہ نے اعلان فرما دیا کہ قیامت تک بنی اسرائیل کو اُن کی بداعمالیوں کی سزا دینے کے لیے سخت گیر افراد اُن پر مسلط کیے جاتے رہیں گے جو اُنہیں بدترین عذاب دیں گے۔

آیت ۱۶۹

کتاب کے نااہل وارث

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ بنی اسرائیل کی اکثریت اللہ کی کتاب کی نااہل وارث ثابت ہوئی۔ وہ تھوڑی سی قیمت لے کر کتاب میں تحریف کر دیتے اور لوگوں کو اُن کے من پسند فتوے دے دیتے۔ ساتھ ہی دعویٰ کرتے کہ اُنہیں اللہ کی طرف سے بخش دیا جائے گا۔ حالانکہ وہ کتاب میں بات پڑھ چکے تھے کہ اللہ کی طرف ناحق باتیں منسوب کرنا جرمِ عظیم ہے۔

آیت ۱۷۰

اللہ کے محبوب بندوں کی تین صفات

اِس آیت میں اللہ کے محبوب بندوں کی تین صفات بیان کی گئیں ہیں۔پہلی صفت یہ کہ وہ اللہ کی کتاب کے ساتھ چمٹ جاتے ہیں یعنی اُس کے حقوق ادا کرتے ہیں۔ دوسری یہ کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں۔تیسری صفت یہ کہ وہ لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔خوشخبری دی گئی کہ اِن صفات کے حامل بندوں کو اجرِ عظیم سے نوازا جائے گا۔

آیت ۱۷۱

طور پہاڑ کے نیچے عہد

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ اللہ نے طور پہاڑ کو زمین سے اٹھا کر فضا میں سائبان کی طرح بلند کر دیا۔ بنی اسرائیل ڈرنے لگے کہ شاید یہ پہاڑ اُن پر گر جائے گا۔ اِس کیفیت میں اللہ نے بنی اسرائیل سے شریعت پر عمل کرنے کا عہد لیا۔ اِس عہد کی تفصیلات سورۃ البقرۃ آیات ۸۳ اور ۸۴ میں بیان ہوئی ہیں۔

آیات ۱۷۲ تا ۱۷۴

عہدِ الست

اِن آیات میں عہدِ الست کا ذکر ہے۔اللہ نے حضرت آدمؑ کی نسل میں قیامت تک پیدا ہونے والے تمام انسانوں کی ارواح کو جمع فرمایا اور اُن سے پوچھا اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ ؟ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کہ ہاں آپ ہی ہمارے رب ہیں۔ اِس عہد کی یاد دہانی اِس لیے کرائی گئی تا کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ مجھے یہ عہد یاد ہی نہیں۔ یا پھر یہ عذر پیش کرے کہ شرک کا آغاز ہمارے باپ دادا نے کیا تھا اور ہمیں یہ جرم اُن کی طرف سے ملا تھا۔لہٰذا ہمارا کوئی قصور نہیں۔عہدِ الست کی وجہ سے توحید کی معرفت انسان کے باطن میں رکھ دی گئی ہے اور شرک کی نفی انسان اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔ اِس کے باوجود اگر کوئی شرک کرتا ہے تو وہ خود مجرم ہے۔

آیات ۱۷۵ تا ۱۷۸

خواہشات کی پیروی کرنے والے کے لیے کتے کی مثال

اِن آیات میں بنی اسرائیل کے ایک ایسے شخص کا ذکر ہے جسے اللہ نے اپنی آیات کا علم اور کرامات سے نوازا تھا۔ بدقسمتی سے اُس شخص نے خواہشات کی پیروی کی اور شیطان اُس کے پیچھے لگ گیا۔ اب وہ کردار کی ایسی پستی میں گرا کہ حرص اور لالچ میں کتے کی سطح پر پہنچ گیا۔ آگے فرمایا کہ یہ صرف بنی اسرائیل کے ایک شخص کی نہیں بلکہ پوری قوم کی مثال ہے۔ اِس قوم نے اللہ کی بے شمار نعمتوں سے استفادہ کیا لیکن ناشکری اور نافرمانی کی آخری حدوں تک جا پہنچے۔ بلاشبہ اللہ جسے ہدایت دے وہی ہدایت پر قائم و دائم رہ سکتا ہے۔ انسان خواہ ہدایت اور اللہ کی قربت کی نہایت اونچی بلندی پر پہنچ جائے پھر بھی گمراہی کا خطرے سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ اللہ ہم سب کو خواہشات کی پیروی اور شیطان کے حملوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۷۹

غافل انسان جانوروں سے بدتر ہے

اِس آیت میں خبردار کیا گیا کہ انسانوں اور جنات کی اکثریت جہنم میں جانے کی روش اختیار کیے ہوئے ہے۔ اُن کے دل معنوی اعتبار سے مردہ ہو چکے ہیں، نگاہیں عبرت حاصل کرنے سے قاصر ہیں اور کان حق سن کر اُسے قبول کرنے سے محروم ہیں۔ کوئی نصیحت، کوئی آفت اور کوئی حادثہ اُنہیں اصلاحِ عمل پر آمادہ نہیں کر پا رہا۔ اِس طرح کے غافل لوگ جانور ہیں بلکہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔

آیت ۱۸۰

اللہ کو پکارو اُس کے اسماءِ حسنیٰ کے ساتھ

اِس آیت میں غفلت سے نکلنے اور اللہ کو یاد رکھنے کا حکم دیا گیا۔ ہدایت دی گئی کہ اللہ کو پکارا کرو اُس کے مبارک ناموں کے ساتھ۔ اللہ کے مبارک نام صرف وہی ہیں جو قرآنِ کریم اور احادیث نبویہ ﷺ میں بیان ہوئے ہیں۔ اِن اسماء کے سوا کوئی اور نام اللہ کی طرف منسوب

کرنا یا اللہ کے خصوصی اختیار ظاہر کرنے والے نام (مثلاً الصمد، الرحمان) کسی اور کی طرف منسوب کرنا یا اللہ کے ناموں کو جادو وغیرہ کے لیے استعمال کرنا یا اللہ کی دو برعکس شانوں (مثلاً الغفار اور القہار) میں سے کسی صرف ایک ہی شان کو سامنے رکھنا ناجائز ہے۔ ایسا کرنے والوں سے میل جول کی ممانعت اِس آیت میں وارد ہوئی ہے۔

آیات ۱۸۱ تا ۱۸۶

درسِ عبرت

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ کے بندوں میں سے ایسے نیک سیرت لوگ بھی ہیں جو حق کے ذریعہ نصیحت اور عدل کرتے ہیں۔ البتہ ایسے بھی ہیں جو اللہ کی آیات کو جھٹلاتے ہیں۔ اللہ نے اُنہیں مہلت دے رکھی ہے لیکن اُس کی پکڑ بہت شدید ہے۔ کیا وہ نبی اکرم ﷺ کے سیرت و اخلاق اور انسانوں کے لیے دلسوزی کو نہیں دیکھتے؟ وہ اُنہیں دردناک عذاب سے خبردار کررہے ہیں اور یہ اُنہیں پاگل قرار دے کر کس قدر ظلم اور ناانصافی کررہے ہیں۔ کیا یہ کائنات پر غور نہیں کرتے؟ کائنات کی ہر شے بامقصد ہے۔ کیا اِن کا بھی کوئی مقصد ہے کہ نہیں؟ ہر شے پر زوال آتا ہے کیا اِن کو بھی فنا ہونا ہے کہ نہیں؟ جس بدنصیب کی گمراہی پر اللہ ہی مہرِ تصدیق ثبت کردے اُسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

آیات ۱۸۷ تا ۱۸۸

نبی اکرم ﷺ کا اعترافِ عاجزی و بے بسی

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ ﷺ لوگوں کے سامنے اپنی عاجزی و بے بسی کا اعتراف کیجیے۔ فرمائیے کہ قیامت کے واقع ہونے کا علم صرف اور صرف اللہ کو ہے۔ میں غیب کے حقائق سے واقف نہیں ہوں اور نہ ہی اپنی ذات کے نفع و نقصان کا اختیار رکھتا ہوں۔ اگر ایسا ہوتا تو میں کثرت سے بھلائیاں حاصل کرلیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں اللہ کا رسول ہوں اور لوگوں کو نیک اعمال پر بشارت اور برے اعمال پر دردناک عذاب سے خبردار کرنے آیا ہوں۔

آیات ۱۸۹ تا ۱۹۰

انسانوں کی ناشکری

اِن آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ انسان اللہ سے بڑی عاجزی سے اولاد کے لیے دعائیں کرتا ہے۔ جب اللہ اُسے صحیح سالم اولاد دے دیتا ہے تو اب ناشکری کرتا ہے اور شرک کرتے ہوئے اولاد کی عطا کو دوسری ہستیوں کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔

آیات ۱۹۱ تا ۱۹۸

معبودانِ باطل کی لاچارگی

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا ہے کہ جن ہستیوں کو اللہ کے ساتھ شریک کیا جارہا ہے وہ بھی عام انسان ہیں۔ جب وہ اپنے نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے تو کسی کی کیا مدد کریں گے؟ اُن کی پرستش کرنے والے اُن کی مورتیاں بنارہے ہیں لیکن یہ مورتیاں بے جان و بے حس ہیں۔ نہ دیکھ سکتی ہیں، نہ چل سکتی ہیں اور نہ سن سکتی ہیں۔ اُنہیں پکارا جائے تو جواب دینے پر قادر نہیں۔ اُن کے برعکس اللہ ہے جو اپنی بندگی کرنے والوں کی ہر اعتبار سے رہنمائی اور نصرت کرنے پر قادر ہے۔ بلاشبہ معبودِ حقیقی صرف اور صرف اللہ ہی ہے۔

آیات ۱۹۹ تا ۲۰۲

عفوودرگزر کی تلقین

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو کفار کے طنز وتشدد کے جواب میں عفوو درگزر کی تلقین کی گئی۔ ہاں اگر کبھی شیطان مشتعل کر ہی دے تو اُس کے مقابلے میں فوراً اللہ کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔ یہ مکی دور کی عمومی ہدایت ہے کہ برائی کا جواب اچھائی سے دیا جائے تا کہ مخالفین کے دل نرم ہوں اور وہ اسلام قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو جائیں۔ شیاطین مسلسل اُکساتے رہتے ہیں تا کہ مخالفت کے ردِّعمل کے طور پر اہلِ حق اقدام کریں اور اِس سے دشمنی کی آگ مزید بھڑکے۔ البتہ اہلِ حق ہر دم شیطان کے واروں کے حوالے سے چوکنا رہتے ہیں اور اللہ کی ہدایات کو یاد رکھتے ہیں۔

آیت ۲۰۳

معجزات کی طلبی اور اللہ کا جواب

اِس آیت میں مشرکین کی طرف سے معجزہ کی فرمائش کا دوبارہ ذکر کیا گیا ہے جس کی تفصیل سورۂ انعام میں آ چکی ہے۔ مشرکین آپ ﷺ سے کہتے تھے کہ لوگوں کا منہ بند کرنے کے لیے کوئی شعبدہ دکھا دیں۔ اللہ نے جواب میں اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ اُن کو بتا دو کہ میں صرف اور صرف اللہ کے نازل کردہ کلام کی پیروی کرتا ہوں۔ یہ کلام تمہاری آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے۔ اِس میں ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت بھی ہے اور رحمت کی بشارت بھی۔

آیت ۲۰۴

سماعتِ قرآن کے آداب

اِس آیت میں حکم دیا گیا کہ جب قرآنِ پاک کی تلاوت کی جارہی ہو تو پوری توجہ سے سنو اور اِس دوران خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ البتہ قرآن کی سماعت کے آداب پر اُسی وقت عمل کرنے کا حکم ہے جب قرآن سنانے کی نیت سے تلاوت کیا جا رہا ہو۔

آیات ۲۰۵ تا ۲۰۶

اللہ کے ذکر کے آداب

اِن آیات میں حکم دیا گیا کہ اللہ کا ذکر کرتے رہو۔ البتہ ذکر کے حوالے سے آداب یہ ہیں کہ :

i- ذکر دل ہی دل میں یا ہلکی آواز سے کیا جائے اور آواز کو زیادہ بلند نہ کیا جائے۔

ii- ذکر کے دوران انسان پر رقت اور اللہ کا خوف طاری رہے۔

iii- صبح و شام اللہ کا ذکر کیا جائے۔

iv- اللہ کی یاد سے کبھی بھی غفلت نہ برتی جائے۔

آخری آیت میں فرمایا کہ جو اللہ کے مقرب فرشتے ہیں وہ بڑی عاجزی کے ساتھ اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ ہر وقت اُس کی تسبیح کرتے اور اُس کے سامنے سجدہ ریز رہتے ہیں۔

سورۃ الانفال

غزوۂ بدر پر بھرپور تبصرہ

☆ سورۂ انفال مدنی سورۃ ہے۔ یہ سن۲ ہجری میں غزوہ ٔبدر کے فوراً بعد نازل ہوئی۔

☆ اِس سورۂ مبارکہ میں غزوۂ بدر کے حالات پر بھرپور تبصرہ شامل ہے۔

آیت۱

مالِ غنیمت کے حوالے سے فیصلہ

اِس آیت میں اُس تنازع پر فیصلہ دیا گیا جو غزوۂ بدر میں فتح کے بعد مالِ غنیمت کے حوالے سے پیدا ہوا۔ دورِ جاہلیت میں یہ طے تھا کہ جنگ کے دوران جس شخص کے ہاتھ جو مالِ غنیمت لگا وہ اُسی کا ہے۔ غزوۂ بدر میں کچھ صحابہؓ نے دشمن کا تعاقب کیا' کچھ نے آپ ﷺ کی حفاظت کی ذمہ داری ادا کی اور کچھ نے مالِ غنیمت اکٹھا کیا۔ اختلاف یہ پیدا ہوا کہ مالِ غنیمت کس طرح تقسیم کیا جائے؟ اللہ نے اِس آیت میں حکم دیا کہ اختلاف ختم کرو اور پورا مالِ غنیمت اللہ کے رسول ﷺ کے حوالے کردو۔ اِس آیت میں مالِ غنیمت کے لیے نفل یعنی اضافی شے کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔ گویا اللہ کی راہ میں جنگ کے دوران مالِ غنیمت کا حصول مقصود نہیں بلکہ اضافی شے ہے۔ بقول اقبال :

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

آیات ۲ تا ۴

بندہءمومن کی ظاہری و باطنی صفات

اِن آیات میں مومنین کی باطنی وظاہری صفات کا بیان ہے۔ مومن صرف وہی لوگ ہیں :

i- جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز اٹھتے ہیں۔

ii- آیاتِ قرآنی کی تلاوت اُن کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں۔

iii- جن کا بھروسہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے۔

iv- جو نماز قائم کرتے ہیں۔

v- جو اللہ کے دیے ہوئے رزق میں سے اُس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

ایسے مومنوں کے لیے اللہ کی طرف سے بخشش، بلند درجات اور عزت افزائی والے رزق کی بشارت ہے۔

آیات ۵ تا ۸

بدر سے قبل مشاورت

اِن آیات میں بدر سے قبل اللہ کے رسول ﷺ کی صحابہ کرامؓ سے مشاورت کا ذکر ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہؓ کو بتایا کہ ایک طرف شام کی طرف سے قریش کا تجارتی قافلہ آ رہا ہے جس کے ساتھ صرف پچاس محافظ ہیں۔ دوسری طرف مکہ سے ایک ہزار کفار پر مشتمل مسلح لشکر آ رہا ہے۔ اللہ کا وعدہ ہے دونوں میں سے ایک پر فتح حاصل ہوگی۔ اب مشورہ دو کہ ہم کس طرف رُخ کریں۔ چند ساتھیوں کی رائے تھی کہ ہمیں آسان ہدف یعنی قافلہ کی طرف جانا چاہیے۔ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی منشا تھی کہ لشکر سے مقابلہ کیا جائے تا کہ ثابت ہو سکے کہ فیصلہ کن شے تعداد، اسلحہ اور اسباب نہیں بلکہ اللہ کی مدد ہے۔ بے سروسامان لشکر جب کیل کانٹے سے لیس لشکر پر فتح پائے گا تو ثابت ہو جائے گا کہ حق پر کون ہے؟

آیات ۹ تا ۱۴

اللہ کی مدد اور فرشتوں کا نزول

اِن آیات میں اللہ کی مدد اور فرشتوں کے نزول کا ذکر ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرامؓ بدر کی رات اللہ سے گڑگڑا کر مدد کی التجا کر رہے تھے۔ اللہ نے ان کی دعائیں قبول فرمائیں اور مدد کے لیے ایک ہزار فرشتے نازل فرمائے۔ بقول اقبال :

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اللہ نے رات کو صحابہ کرامؓ کو پرسکون اور آرام دہ نیند کی لذت عطا فرمائی اور بارش کا نزول فرمایا

تاکہ صحابہ کرامؓ وضو اور دیگر ضروریات کے لیے پانی جمع کرلیں۔ دورانِ جنگ کافروں پر رعب طاری کردیا اور اہلِ ایمان کو ہمت اور استقامت سے نوازا۔ کافروں کو بدترین ہزیمت سے دوچار کیا۔ اُن کے ستر افراد جہنم واصل ہوئے اور ستر ہی قیدی بنے۔ یہ کفار کے لیے عذاب کی پہلی قسط تھی۔ اصل عذاب تو جہنم کی آگ کی صورت میں پائیں گے۔

آیات ۱۵ تا ۱۶

دورانِ جنگ مسلمانوں کے لیے ہدایات

اِن آیات میں اللہ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جب دشمن سے میدانِ جنگ میں مدبھیڑ ہو جائے تو ہرگز پسپائی اختیار نہ کرو۔ جس نے ایسا کیا اُس کی تمام نیکیاں ضائع ہوجائیں گی، وہ اللہ کے غضب کا شکار ہوگا اور جہنم کا نوالہ بنے گا۔ البتہ جنگی تدبیر کے طور پر یا اپنے کسی دستے سے ملنے کے لیے پیچھے آیا جاسکتا ہے۔

آیات ۱۷ تا ۱۹

فیصلہ کن شے اللہ کی مدد ہے

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ بظاہر کفار کو مسلمانوں نے قتل کیا ہے لیکن درحقیقت اُنہیں اللہ نے قتل کیا ہے۔ اِسی طرح عین دوران جنگ کفار کی طرف آپ ﷺ نے جو مشت بھر کنکریاں پھینکیں تھیں جس سے وہ دیکھنے کے قابل نہیں رہے تھے، یہ کنکریاں بھی درحقیقت اللہ ہی نے پھینکی تھیں۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے :

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب وکار آفریں ، کارکشا و کارساز
خاکی و نوری نہاد، بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اُس کا دلِ بے نیاز

یہ اللہ کی طرف سے اہلِ ایمان کی بڑی اچھی آزمائش تھی کہ اُنہوں نے اللہ کی راہ میں ہر شے قربان کرنے کا عزم کیا اور اللہ نے اُن کی بھرپور مدد کی۔ بقول جگر مرادآبادی :

بیدار عزائم ہوتے ہیں، اسرار نمایا ہوتے ہیں
جتنے وہ ستم فرماتے ہیں، سب عشق پہ احسان ہوتے ہیں

کفار کو جتلا دیا گیا کہ اب تم پر واضح ہوگیا ہے کہ حق پر کون ہے اور اللہ کن کے ساتھ ہے؟ اب بھی باز آ جاؤ تو تمہارے پچھلے جرائم معاف کر دیے جائیں گے۔ لیکن اگر کفر پر اڑے رہے تو پھر برا انجام ہوگا۔

آیات ۲۰ تا ۲۳

اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم

اِن آیات میں مسلمانوں کو تلقین کی گئی کہ بدر سے جنگ کا مرحلہ شروع ہوگیا ہے اور اِس کٹھن مرحلے میں بھی اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت پر کاربند رہو۔ اُن منافقین کی طرح نہ ہو جاؤ جن کو جان بڑی عزیز ہے اور وہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے گریز کر رہے ہیں۔ ایسے لوگ اللہ کی نگاہ میں بدترین مخلوق ہیں۔

آیات ۲۴ تا ۲۵

اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی پکار پر لبیک کہو

اِن آیات میں حکم دیا گیا کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی پکار پر لبیک کہو۔ یعنی پورے کے پورے اسلام پر عمل کرؤ اللہ کے دین کی تعلیمات دوسروں تک پہنچاؤ اور اللہ کے دین کو غالب کرنے کے لیے تن من دھن لگا دو۔ اگر تم نے اللہ اور رسول ﷺ کی پکار کو اہمیت نہ دی تو اللہ تمہارے دلوں پر مہر لگا دے گا اور تمہیں حق کا ساتھ دینے کی سعادت سے محروم کر دے گا۔ روزِ قیامت اللہ کے سامنے حاضر ہو کر کیا جواب دو گے؟ جان لو کہ اللہ کا عذاب صرف بالفعل جرائم کرنے والوں پر نہیں آتا بلکہ اُن پر بھی آتا ہے جو اِن جرائم کے خلاف جہاد نہیں کرتے۔

آیات ۲۶ تا ۲۸

اہلِ پاکستان کا ذکر

اِن آیات میں اصلاً تو ذکر مہاجرینِ مکہ کا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے مکہ میں قریش کے ظلم وستم سے

نجات دی، مدینہ میں بہت عمدہ ٹھکانہ دیا اور پاکیزہ رزق عطا فرمایا۔ اِن احسانات کا بیان اِس لیے کیا گیا تا کہ مہاجرین اللہ کا شکر ادا کریں۔ اِن آیات کا اطلاق ہم مسلمانانِ پاکستان پر بھی ہوتا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں ہمیں ہندو اکثریت سے حقوق غصب کرنے کا اندیشہ تھا۔ اللہ نے نصرتِ خاص سے پاکستان دیا اور پاکستان میں ہر طرح کی نعمتوں سے نوازا۔ اِن آیات میں اللہ نے فرمایا کہ نعمتوں کا شکر کرنے کا تقاضا ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ وفاداری کی روش اختیار کی جائے اور اُس کی عطا کردہ نعمتوں کا شریعت کے مطابق استعمال کیا جائے۔ مال و اولاد کو مطلوب و مقصود نہ بنایا جائے۔ محنت سے کمایا ہوا مال کسی حادثہ میں یا بیماری میں ہاتھ سے نکل جاتا ہے اور اولاد بھی بعض اوقات بغاوت کر دیتی ہے یا کسی وجہ سے انسان اُن سے خدمت لینے سے محروم ہو جاتا ہے۔ صرف اخلاص سے کی گئی نیکیاں ہیں جن کا بھرپور اجر اللہ کی طرف سے ملنا یقینی ہے۔ بدقسمتی سے ہم نے پاکستان جیسی نعمت کی ناقدری کی اور یہاں شریعت کا بول بالا نہیں کیا۔ آج اِسی ناشکری کی سزا ہمیں مل رہی ہے۔

آیت ۲۹

تقویٰ کی برکات

اِس آیت میں اہلِ ایمان کو آگاہ کیا گیا کہ باطل کے ساتھ مقابلہ میں اللہ کی مدد اُسی وقت تمہارے شاملِ حال شامل ہوگی جب تم تقویٰ یعنی اللہ کی نافرمانی سے بچنے کی روش اختیار کرو گے۔ تقویٰ سے اللہ کی مدد بھی حاصل ہوتی ہے، انسان کی سابقہ خطائیں بھی معاف کر دی جاتی ہیں اور بڑے فضل سے بھی نوازا جاتا ہے۔

آیات ۳۰ تا ۳۷

مشرکینِ مکہ کے ناپاک ارادے اور اِن کا انجام

اِن آیات میں مشرکین مکہ کے ناپاک ارادوں اور طرزِ عمل کا بیان ہے۔ ہجرت سے قبل وہ اللہ کے رسول ﷺ کو شہید کرنے، قید کرنے یا جلاوطن کرنے کے منصوبے بنا رہے تھے۔ قرآنِ حکیم کو

سن کر مذاق اڑاتے اور کہتے کہ ہم بھی اِس طرح کا کلام بناسکتے ہیں۔عوام پر اثر ڈالنے کے لیے اپنے خلاف بددعا کرتے کہ اگر قرآن حق ہے اور ہم اِس پر ایمان نہیں لا رہے تو اے اللہ! ہم پر عذاب نازل فرما۔ اللہ نے جواب دیا کہ اللہ شہرِ مکہ پر نہیں بلکہ مجرمین کو اِس شہر سے نکال کر اُن پر عذاب نازل کرے گا جیسا کہ بدر میں کیا گیا۔ اِن مشرکین نے مکہ میں اللہ کے گھر کی حرمت اور نماز کا تقدس پامال کر دیا ہے۔ وہ اللہ کے گھر کے پاس نماز کے دوران تالیاں پیٹتے اور سیٹیاں بجاتے ہیں۔ اہلِ ایمان کے خلاف جنگی تیاریوں کے لیے مالی وسائل صرف کر رہے ہیں اُن کے یہ تمام وسائل برباد ہوں گے۔ وہ دنیا میں بھی ذلت کا سامنا کریں گے اور آخرت میں بھی جہنم کی آگ کا ایندھن بنیں گے۔

آیت ۳۸

مشرکینِ مکہ کو اصلاحِ عمل کی دعوت

اِس آیت میں مشرکینِ مکہ کو دعوت دی گئی کہ اُن کی خیر اِسی میں ہے کہ توبہ کریں اور حق کو قبول کر لیں۔ اللہ اُن کے تمام سابقہ جرائم معاف فرما دے گا۔ البتہ اگر اُنہوں نے اِس پیشکش سے فائدہ نہ اٹھایا تو بدترین انجام سے دوچار ہوں گے۔

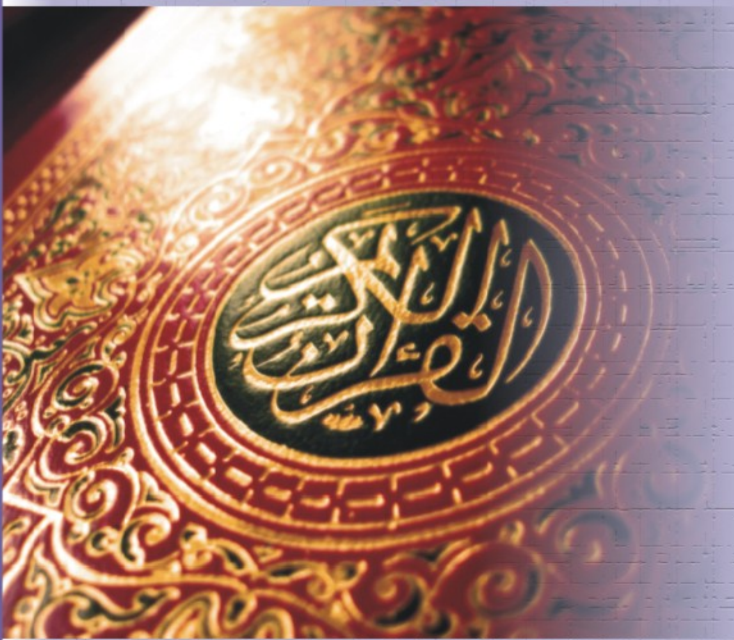
آیت ۳۹ تا ۴۰

دین کا مغلوب ہونا فتنہ ہے

اِن آیات میں حکم دیا گیا کہ اے مسلمانوں اِن مشرکینِ مکہ سے اُس وقت تک جنگ کرتے رہو جب تک دین یعنی اللہ کی بڑائی کا نظام غالب نہ ہو جائے اور فتنہ بالکل ختم نہ ہو جائے۔ گویا ایسا دور فتنہ ہے جس میں اللہ کا دین غالب نہ ہو۔ آج ہم بھی ایسے ہی فتنہ سے دوچار ہیں۔ مشرکین کو ایک بار پھر دعوت دی گئی کہ اللہ کے دین کی مخالفت سے باز آجاؤ۔ اگر تم نے اپنی روش نہ چھوڑی تو اہلِ حق کا حامی و ناصر اللہ ہے۔ وہ کیا خوب حامی ہے اور کیا خوب نصرت کرنے والا ہے۔

خلاصۂ مضامینِ

قرآنِ حکیم



دسواں پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

خلاصہ مضامینِ قرآن

دسواں پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۞ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۞

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰہِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ ؕ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۞ (الانفال :۴۱)

آیت ۴۱

مالِ غنیمت کی تقسیم کا حکم

اِس آیت میں اللہ نے مالِ غنیمت کی تقسیم کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے لیے مخصوص ہوگا۔ اِس حصہ کو اللہ کے رسول ﷺ اپنے قرابت داروں اور اِس کے علاوہ یتیموں، محتاجوں اور مسافروں کی امداد کے لیے خرچ کریں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ کے وصال کے بعد یہ حصہ بیت المال میں جمع ہوگا اور ریاست اِسے مستحقین پر خرچ کرے گی۔ باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم کیے جائیں گے۔ جو مجاہد اپنی سواری لائے گا اُسے سواری کا حصہ بھی دیا جائے گا۔

آیات ۴۲ تا ۴۴

بدر کا معرکہ اللہ کی طرف سے طے تھا

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ بدر کا معرکہ اپنے معینہ مقام اور معینہ وقت پر اللہ کی طرف سے طے تھا۔ اللہ نے دونوں فریقوں کو ایک دوسرے کی تعداد کم دکھائی تاکہ یہ معرکہ برپا ہو جائے۔ اِس کے بعد اللہ نے اپنی مدد کے ذریعہ کمزور اور چھوٹے لشکر کو فتح و کامرانی سے سرفراز فرمایا

تا کہ ظاہر ہو جائے کہ حق پر کون ہے؟ اب جس نے حق کا ساتھ دینا ہے وہ بھی ساتھ دے پورے انشراح کے ساتھ اور جس نے حق کی مخالفت کرنی ہے وہ بھی حق کی مخالفت کرے حجت پوری ہونے کے بعد۔

آیات ۴۵ تا ۴۷

دورانِ جنگ مسلمانوں کے لیے ہدایات

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو ہدایت دی گئی کہ جب دشمن سے مدبھیڑ ہو جائے تو مقابلہ پر ڈٹ جاؤ اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے رہو تا کہ اُس کی مدد شاملِ حال ہو اور دشمن پر فتح حاصل ہو سکے۔ مزید یہ کہ نظم کی پابندی کرو اور اپنے امراء کی حکم عدولی نہ کرو ورنہ دشمن پر تمہارا رعب ختم ہو جائے گا۔ اللہ کی مدد اُن ہی کو حاصل ہوتی ہے جو دشمن کے مقابلہ میں اور نظم کی پابندی کے حوالے سے ثابت قدمی دکھائیں۔ اِس کے برعکس جو لوگ اپنی قوت اور اسباب پر ناز کرتے ہیں اور لوگوں کے سامنے بڑائی کا اظہار کرتے ہیں، اللہ کی طرف سے ذلت و رسوائی کا شکار ہو کر عبرت کا نمونہ بن جاتے ہیں۔

آیت ۴۸

شیطان کی دھوکہ دہی

اِس آیت میں بتایا گیا ہے کہ شیطان انسانی روپ دھار کر قریش کے لشکر میں شامل ہو گیا اور اُنہیں جھوٹی تسلی دی کہ آج تم پر کوئی بھی غالب نہیں آ سکتا۔ میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے صف آراء ہو گئے تو شیطان الٹے قدموں بھاگ گیا اور کہا کہ میں مسلمانوں کی مدد کے لیے ایسی قوتوں کو دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ میں اُس اللہ سے ڈرتا ہوں جس کا عذاب بڑا شدید ہے۔

آیت ۴۹

منافقانہ طرزِ فکر

اِس آیت میں منافقانہ طرزِ فکر بے نقاب کیا گیا۔ منافقین نے جب یہ سنا کہ ۳۱۳ نہتے مسلمان

ایک ہزار مسلح کفار کے ساتھ ٹکرا گئے ہیں تو تبصرہ کیا کہ مسلمان تو پاگل ہو گئے ہیں اور اُنہیں اُن کے دین نے دیوانہ کر دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوا کہ جو شخص بھی اسباب پر نہیں بلکہ اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

آیات ۵۰ تا ۵۲

اذیت ناک موت

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں تو اُن کے منہ اور پیٹھوں پر ضربیں لگاتے ہیں اور ڈانٹتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ بدلہ ہے تمہارے جرائم کا۔ تم آلِ فرعون اور سابقہ کافر قوموں کی روش پر چلتے رہے۔ اُنہیں بھی کفر اور جرائم کی پاداش میں ایسی ہی عبرتناک سزا دی گئی تھی۔

آیات ۵۳ تا ۵۴

ناشکری سے نعمت چھِن جاتی ہے

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ ناشکری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نعمتوں سے محروم کر دیتا ہے۔ ماضی میں جب آلِ فرعون اور دیگر کافر قوموں نے اللہ کی نعمتوں اور آیات کی ناقدری کی تو اللہ نے اُنہیں ہلاک کر دیا تھا۔ بلاشبہ وہ سب بڑے بے انصاف لوگ تھے۔

آیات ۵۵ تا ۵۷

یہود کی عہد شکنی

اِن آیات میں اُس عہد شکنی کا ذکر ہے جو یہود نے بدر کے موقع پر کی۔ نبی اکرم ﷺ نے مدینہ آتے ہی یہود کے تمام قبائل سے میثاقِ مدینہ کے عنوان سے ایک عہد و پیمان طے کیا تھا کہ دونوں فریق بیرونی دشمن کے حملہ کی صورت میں باہم تعاون کریں گے اور بیرونی دشمن کا ہرگز ساتھ نہ دیں گے۔ بدر کے معرکہ سے قبل یہود کے ایک قبیلہ بنو قینقاع نے عہد شکنی کرتے ہوئے قریش کو تعاون کا پیغام بھیجا۔ اللہ نے اِن آیات میں عہد شکنی کرنے والوں کو بدترین جانور قرار دیا اور کہا کہ اگر کوئی گروہ عہد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تمہارے خلاف میدانِ

جنگ میں آجائے تو اُسے عبرتناک سزا دی جائے تاکہ پیچھے بیٹھے ہوئے عہد شکنی کرنے والے سرداروں کے ہوش ٹھکانے آجائیں۔

آیت ۵۸

عہد یافتہ فریق کے خلاف کاروائی نہ کی جائے

اِس آیت میں مسلمانوں کو ہدایت دی گئی کہ اگر کسی فریق سے عہد کر رکھا ہے تو اُس کا پاس کیا جائے۔ اگر اُس فریق کی طرف سے عہد شکنی ہو تو پھر برملا عہد کو توڑنے کا اعلان کیا جائے اور اِس کے بعد اُس فریق کے خلاف عہد شکنی کی وجہ سے کاروائی کی جائے۔

آیات ۵۹ تا ۶۰

جنگ کے لیے بھرپور تیاری کرنے کا حکم

اِن آیات میں کفار کو خبردار کیا گیا کہ اگر وہ بدر کے میدان سے جان بچا کر نکل بھاگے ہیں تو کہیں یہ نہ سمجھیں کہ اللہ کو عاجز کر سکتے ہیں۔ اللہ نے مہلت دی ہے۔ باز نہ آئے تو برا انجام ہوگا۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ کفار سے مقابلہ کے لیے ہر طرح کی بھرپور جنگی قوت اور اسباب فراہم کرو اور اِس جنگی تیاری کے ذریعہ اپنے اور اللہ کے دشمنوں کو دہشت زدہ کرو۔ اِس مقصد کے لیے تم جو بھی مال خرچ کرو گے اُس کا بہترین بدلہ اللہ کے ہاں پاؤ گے۔

آیات ۶۱ تا ۶۲

دشمن کی طرف سے صلح کی پیشکش قبول کر لی جائے

اِن آیات میں رہنمائی عطا کی گئی کہ اگر دشمن صلح کی پیشکش کرے تو اُسے قبول کر لیا جائے تاکہ پُرامن فضا میں دعوتِ دین پہنچانے کا فریضہ ادا کیا جاسکے۔ اِس فضا میں شاید دشمن قوم کے افراد بھی ٹھنڈے دل سے اسلام کی دعوت پر غور کریں اور اِس دعوت کو قبول کرنے پر آمادہ ہوجائیں۔ البتہ اگر دشمن صلح کے ذریعہ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کا ارادہ رکھتا ہو تو اللہ اُس کے ناپاک ارادوں کو ناکام فرمادے گا۔

آیات ۶۳ تا ۶۴

ساتھیوں کے درمیان الفت‘ اللہ کے فضل ہی سے ممکن ہے

اِن آیات میں اللہ نے نبی اکرم ﷺ کو آگاہ فرمایا کہ اللہ نے آپ ﷺ کو نصرت کے لیے ایسے ساتھی عطا کیے ہیں جو باہم محبت و اخوت کے جذبات سے سرشار ہیں۔ اِن ساتھیوں کے درمیان محبت و الفت کا یہ بندھن اللہ ہی نے باندھا ہے۔ اگر کوئی انسان زمین کے تمام خزانے بھی لٹا دے تب بھی دو افراد کے دلوں میں محبت کا رشتہ قائم نہیں کر سکتا۔ اللہ کی یہ مدد آئندہ بھی نبی اکرم ﷺ اور اُن کے جانثار ساتھیوں کے شاملِ حال رہے گی۔ یہ حقیقت ہے کہ صرف اللہ کی مدد ہی کامیابیوں کے حصول کے لیے فیصلہ کن عامل ہے۔

آیات ۶۵ تا ۶۶

قوتِ ایمان‘ قلیل مومنوں کو کثیر کافروں پر غالب کر دیتی ہے

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ اہلِ ایمان میں شوقِ جہاد و قتال ابھارتے رہیں۔ قوتِ ایمان اور صبر و استقامت کی وجہ سے بیس مسلمان دو سو کافروں پر اور ایک سو مسلمان ایک ہزار کافروں پر بھاری ہونگے۔ البتہ آیت ۶۶ کچھ عرصہ بعد نازل ہوئی جب مسلمان تعداد کے اعتبار سے کثیر ہو چکے تھے لیکن اب اوسطاً قوتِ ایمان میں کمزوری پیدا ہو چکی تھی۔ فرمایا کہ اِس صورتِ حال میں ایک سو مسلمان دو سو کافروں پر بھاری ہوں گے اور ایک ہزار مسلمان دو ہزار کافروں پر غالب ہوں گے۔ البتہ اللہ کا یہ وعدہ اُن مسلمانوں سے ہے جو دشمن کے مقابلے میں ڈٹ جائیں اور پامردی کا مظاہرہ کریں۔

آیات ۶۷تا۶۹

کافروں کو قیدی بنانے پر اظہارِ ناراضگی

اِن آیات میں بدر کے معرکہ میں ستر کافروں کو قیدی بنانے پر اللہ کی طرف سے اظہارِ ناراضگی کیا گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے باہمی مشاورت کے بعد گرفتار شدہ کافروں کو فدیہ لے کر رہا کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے یہ فیصلہ سورۂ محمد ﷺ کی آیت ۴ میں وارد شدہ حکم کی

روشنی میں کیا۔ اِس آیت میں اجازت دی گئی ہے کہ کافر قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا کیا جا سکتا ہے۔ البتہ یہ اجازت اُس وقت کے لیے دی گئی تھی جب کافروں کے خلاف جنگ فیصلہ کن فتح تک پہنچ جائے۔ اِس وقت تو کفر کی کمر توڑنے کی ضرورت تھی اور مناسب یہی تھا کہ اِن قیدیوں کو قتل کر دیا جاتا۔ بہر حال چوں کہ اللہ کے حکم کو سمجھنے میں خطا ہوئی لہٰذا اللہ نے معافی کا اعلان فرمایا اور قیدیوں سے لیے گئے فدیہ کے استعمال کی اجازت مرحمت فرمائی۔

آیات ۷۰ تا ۷۱

قیدیوں سے اظہارِ شفقت

اِن آیات میں اللہ نے بدر کے قیدیوں سے اظہارِ شفقت فرمایا۔ نبی اکرم ﷺ کے توسط سے اُنہیں پیغام دیا گیا کہ اگر واقعی اُن کے باطن میں خیر ہے تو جو فدیہ اُن سے لیا گیا ہے اللہ اُس سے بہتر عطا فرما دے گا۔ البتہ اگر اُنہوں نے نبی اکرم ﷺ کے فدیہ لے کر رہا کر دینے کے احسان کو فراموش کر دیا اور مسلمانوں کے خلاف دوبارہ میدانِ جنگ میں آ گئے تو پھر وہ اللہ کی طرف سے بدترین سزا کے مستحق ہوں گے۔

آیات ۷۲ تا ۷۳

دوستی کا معیار رشتۂ ایمان کو بناؤ

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ اہلِ ایمان کی دوستی اور دلی محبت صرف اُن اہلِ ایمان سے ہونی چاہیے جو دین کی خاطر مال و جان کی قربانیاں دینے والے ہیں۔ اِس کے مقابلہ میں ایک کافر کا دوست کوئی کافر ہی ہو سکتا ہے۔ اگر دوستی کا یہ معیار اختیار نہ کیا گیا تو معاشرے سے فتنہ و فساد کبھی ختم نہ ہوگا۔ اگر اہلِ حق کی ہمدردیاں کسی نسلی یا لسانی تعلق کی وجہ سے کفار کے ساتھ ہوں گی تو وہ کبھی بھی کفار کے خلاف بھرپور وار نہ کر سکیں گے اور اِن اہلِ باطل کی کمر نہ توڑ سکیں گے۔ بقول جگر مراد آبادی :

میں زخم بھی کھاتا جاتا ہوں، قاتل سے بھی کہتا جاتا ہوں
توہین ہے دست و بازو کی، وہ وار کہ جو بھرپور نہیں

البتہ اِن آیات میں اہلِ ایمان کو ہدایت دی گئی کہ ایسے مسلمانوں سے دوستی نہ رکھیں جو ہجرت کر کے مدینہ آنے کو تیار نہ ہوں۔ ہاں اگر اُن کی قوم اُنہیں ہجرت سے روک رہی ہے تو پھر اُس قوم کے خلاف اُن کی مدد کرو۔ البتہ اگر اُن کی قوم کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے تو پھر اُس معاہدہ کا احترام کرو۔

آیات ۷۴ تا ۷۵

بندۂ مومن کی ظاہری صفات

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ حقیقی مومن وہ ہیں جو اللہ کی راہ میں ہجرت و جہاد کے ذریعہ جان و مال کی قربانیاں دیں اور دین کی خاطر قربانی دینے والوں کی ہر طرح سے مدد کریں۔ ایسے لوگوں کے لیے اللہ کی طرف سے بخشش اور عزت والے اجر کی بشارت ہے۔ البتہ دُنیا میں احکاماتِ شریعت کی رُو سے قرابت دار اہلِ ایمان کو اوّلیت حاصل ہے۔ مثلاً وراثت کے حق دار وہی اہلِ ایمان ہوں گے جو قرابت دار ہیں اور دیگر اہلِ ایمان ساتھیوں کو وراثت میں حصہ نہیں ملے گا خواہ وہ دین کے لیے قربانیاں دینے کے اعتبار سے کتنے ہی آگے ہوں۔

سورۂ توبہ

کفار اور منافقین کو رسوا کرنے والی سورۃ

☆ اِس سورۂ مبارکہ کا اسلوب انتہائی جلالی ہے۔ تفسیرِ قرطبی میں حضرت علیؓ کا یہ قول نقل ہوا ہے کہ یہ سورۃ ہاتھ میں ننگی تلوار لے کر نازل ہوئی ہے لہٰذا اِس سورۃ کے آغاز میں اللہ کی رحمت کے اظہار کا کلمہ یعنی بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نہیں پڑھا جاتا۔

☆ سورۂ توبہ کا نزول چار مراحل میں ہوا :

- i- رکوع ۱، ۴ اور ۵...... سن ۹ ہجری میں حج کے موقع پر نازل ہوئے۔
- ii- رکوع ۲ اور ۳...... سن ۸ ہجری میں فتح مکہ سے قبل نازل ہوئے۔
- iii- رکوع ۶ تا ۱۱...... غزوۂ تبوک کے لیے روانگی سے قبل اور دورانِ سفر نازل ہوئے۔
- iv- رکوع ۱۲ تا ۱۶...... غزوۂ تبوک سے مدینہ واپسی کے بعد نازل ہوئے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۶ — سن ۹ ہجری میں مشرکینِ عرب کے لیے فیصلہ کن اعلان
- آیات ۷ تا ۲۴ — سن ۸ ہجری میں مکہ پر حملہ کے لیے مسلمانوں کی ذہن سازی
- آیات ۲۵ تا ۳۷ — سن ۹ ہجری میں مشرکینِ عرب اور اہلِ کتاب کے لیے رسوا کن احکامات
- آیات ۳۸ تا ۱۲۹ — غزوۂ تبوک کے حالات و واقعات پر بھرپور تبصرہ اور منافقین کے لیے رسوا کن احکامات

آیات ۱ تا ۶

مشرکینِ عرب کے لیے فیصلہ کن اعلان

اِن آیات میں مشرکینِ عرب کے لیے اعلان کیا گیا کہ اُن تک نبی اکرم ﷺ نے دین کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دیا ہے اور حجت تمام کر دی ہے۔ اب وہ ایک معینہ مدت میں اسلام قبول کرلیں یا اسلامی ریاست کی حدود سے نکل جائیں۔ اگر اُنہوں نے ایسا نہیں کیا تو اسلامی ریاست کی سرزمین پر اُن کے ناپاک وجود کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ مشرکین کے مختلف قبائل کے لیے معینہ مدت کچھ اِس طرح تھی :

i- جن مشرکین سے کوئی معاہدہ نہیں یا غیر میعادی مدت کے لیے معاہدہ تھا اُن کے لیے مہلت چار ماہ کی رکھی گئی۔

ii- جن مشرکین سے ایک طے شدہ مدت کے لیے معاہدہ تھا اور اُنہوں نے کبھی بھی معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں کی اُنہیں معاہدہ کی طے شدہ مدت تک مہلت دینے کا فیصلہ کیا گیا۔

iii- جن مشرکین سے معاہدہ تھا اور اُنہوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی' اُن کے لیے حرمت والے مہینوں تک کی مہلت طے کی گئی۔

مہلت کی مدت ختم ہونے کے بعد مشرکین کے لیے قتلِ عام کا حکم دیا گیا۔ البتہ جو مشرک ایمان

لے آئے، پھر نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے تو اُس کی جان کی حفاظت کی جائے گی۔ اِسی طرح اگر کوئی مشرک قرآن کی تعلیمات جاننے کی خواہش کرے تو اُسے یہ تعلیمات سنائی جائیں اور پھر اُسے محفوظ مقام تک پہنچا دیا جائے۔ اب وہ آزاد ہوگا۔ چاہے تو اسلام قبول کرے اور اسلامی ریاست کا شہری بن جائے اور یا اسلامی ریاست کی حدود سے باہر نکل جائے۔

آیات ۷ تا ۱۵

حق و باطل میں صلح نہیں ہو سکتی

اِن آیات میں اُن مغالطہ آمیز دلائل کی اصلاح کی گئی ہے جو چند لوگوں کی طرف سے اہلِ مکہ کے ساتھ جنگ نہ کرنے والے کے حوالے سے پیش کیے جا رہے تھے۔ وہ دلائل یہ تھے :

i- صلح جنگ سے بہتر ہے۔ قریش کے ساتھ صلحِ حدیبیہ کی پھر سے تجدید کر لی جائے۔

ii- قریشِ مکہ سے ہمارے خونی رشتے ہیں۔ ہمیں صلہ رحمی اور قرابت داری کا خیال کرنا چاہیے۔

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ اصولاً حق و باطل میں سمجھوتہ ہو ہی نہیں سکتا :

باطل دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول

جب تک برائی کو ہاتھ سے روکنے کی قوت نہ تھی، قریش سے صلح تھی۔ اب جبکہ اُنہوں نے خود ہی صلح کو توڑ دیا ہے تو باوجود برائی کو ہاتھ سے روکنے کی قوت فراہم ہونے کے کیسے اُن سے صلح کر لی جائے؟ اگر اُنہیں موقع ملے تو وہ ہرگز نہ کسی سے صلح کو خاطر میں لائیں گے اور نہ کسی قرابت داری کا پاس کریں گے۔ وہ درحقیقت پورے عرب میں کفر کے امام ہیں۔ اُنہوں نے دنیا کی وقتی چوہدراہٹ اور مفاد کے لیے اللہ کی آیات کا سودا کیا ہے۔ اِن کفر کے سرداروں سے لڑو۔ اللہ اُن کو اپنی قدرت سے اور تمہارے ہاتھوں سزا دے گا جس سے اُن مظلوموں کی داد رسی ہوگی جن پر اُنہوں نے ظلم و ستم کیا۔ البتہ اُن میں سے بعض کو اللہ توبہ کرنے اور اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔

آیت ۱۶

جنت خونِ جگر دے کر ہی ملے گی

اِس آیت میں واضح کیا گیا کہ جہنم سے خلاصی اور جنت کا حصول اُن ہی لوگوں کے لیے ممکن ہوگا جن کی استقامت اور خلوص کو اللہ آزما کر اور ٹھوک بجا کر دیکھ لے گا۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا حق ادا کر دیں گے اور اللہ، اُس کے رسول ﷺ اور مخلص اہلِ ایمان کے سوا کسی اور کو عزیز نہ رکھیں گے وہی جنت کی دائمی اور خوشگوار لذتوں سے سرفراز ہوں گے۔

آیات ۱۷ تا ۲۲

محدود مذہبی تصور کی زوردار نفی

اِن آیات میں اہلِ مکہ سے جنگ نہ کرنے کے حوالے سے ایک اور گمراہ کن سوچ کی زوردار نفی کی گئی ہے۔ گمراہ کن سوچ یہ تھی کہ قریشِ مکہ نے مسجد حرام کو آباد کر رکھا ہے اور وہ حاجیوں کی خدمت کرتے ہیں۔ اِن کے خلاف جنگ کرنا مناسب نہیں۔ اللہ کی طرف سے اِس تصور کی نفی اِن الفاظ میں کی گئی کہ مشرکین اِس قابل ہی نہیں کہ وہ اللہ کے گھر کو آباد کریں۔ اللہ کے گھروں کو آباد کرنے والے درحقیقت وہ ہیں جو اللہ پر اُس کی توحید کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں' آخرت پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ پھر حاجیوں کی خدمت اور مسجد حرام کو آباد کرنا کیا ایمان لانے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے مساوی عمل ہے؟ ہرگز نہیں!!! وہ لوگ جو توحید پر یقین رکھتے ہیں' جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور مال و جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا' وہ درجہ کے اعتبار سے انتہائی بلند مقام کے حامل ہیں۔ اُن کے لیے اللہ کی طرف سے عظیم کامیابی اور اُس جنت کی بشارت ہے جس میں ہمیشہ قائم دائم رہنے والی نعمتیں ہیں۔

آیت ۲۳

دوستی کی بنیاد صرف اور صرف ایمان پر رکھو

اِس آیت میں اہلِ ایمان کو آگاہ یہ کیا گیا کہ اگر تمہارے باپ دادا اور بھائی ایمان کے مقابلہ میں کفر کو ترجیح دیں تو اُنہیں ہرگز عزیز نہ رکھو۔ کافروں سے دوستی اور محبت رکھنے والے ہی

بے انصاف ہیں۔

آیت ۲۴

دنیوی محبتوں کو دینی محبتوں پر ترجیح دینے والے فاسق ہیں

اِس آیت میں اللہ نے آٹھ دنیوی محبتیں بیان کیں اور تین دینی محبتیں۔ اِس کے بعد دعوت دی کے اپنے باطن میں ایک ترازو نصب کرو۔ ایک پلڑے میں دنیا کی آٹھ محبتیں یعنی والدین، بیٹوں، بھائیوں، بیویوں، رشتہ داروں، مال، کاروبار اور گھر کی محبت رکھو اور دوسرے پلڑے میں دین کی تین محبتیں یعنی اللہ، رسول ﷺ اور اللہ کی راہ میں جہاد کی محبت رکھو۔ اب دیکھو کہ اگر دنیوی محبتوں والا پلڑا وزنی ہے اور دینی محبتوں والا پلڑا ہلکا ہے تو پھر جاؤ اور موت کا انتظار کرو۔ انسان کی ترجیح تو دنیا ہو لیکن ذرا ضمیر کی تسلی کے لیے جزوی نیکی کر کے سمجھے کہ شاید اللہ اِس سے راضی ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں!۔ دنیوی محبتوں کو دینی محبتوں پر ترجیح دینے والے درحقیقت فاسق ہیں۔ اللہ ایسے فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

آیات ۲۵ تا ۲۷

فیصلہ کن شے اسباب نہیں اللہ کی مدد ہے

اِن آیات میں غزوۂ حنین کا ذکر ہے۔ اِس غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ کچھ لوگوں کو اپنی کثرتِ تعداد پر ناز ہو گیا اور وہ فتح کو یقینی سمجھنے لگے تھے۔ ایسے میں دشمن کی طرف سے تیروں کی ایسی بوچھاڑ ہوئی کہ بارہ ہزار کا لشکر منتشر ہو گیا۔ پھر اللہ کی طرف سے مدد آئی، فرشتوں کا نزول ہوا، کافروں کو اللہ نے ہزیمت سے دوچار کیا اور اہلِ ایمان کو فتح و کامرانی سے نوازا۔ حقیقت یہی ہے کہ فیصلہ کن شے اسباب نہیں بلکہ اللہ کی مدد ہے۔

آیت ۲۸

مشرکین کے مسجدِ حرام میں داخلہ پر پابندی

اِس آیت میں مشرکین کو ناپاک قرار دے کر اُن پر پابندی لگا دی گئی کہ وہ ۹ ہجری کے حج کے بعد اب مسجدِ حرام میں داخل نہیں ہو سکیں گے۔ اہلِ ایمان کو خدشہ تھا کہ مشرکین کی مسجدِ حرام آمد سے جو

مالی و کاروباری فوائد ہوتے ہیں وہ ختم ہو جائیں گے۔ اللہ نے تسلی دی کہ عنقریب اللہ مسلمانوں کو غنی کر دے گا اور اُنہیں مشرکین کی طرف سے ملنے والے فوائد کی حاجت نہیں رہے گی۔

آیت ۲۹

اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کی حیثیت

اِس آیت میں اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کی حیثیت کا تعین کر دیا گیا۔ فرمایا کہ غیر مسلموں سے اُس وقت تک جنگ جاری رہے گی جب تک وہ ریاست میں اللہ کی حاکمیت اور اپنے لیے ثانوی درجہ کی شہریت قبول نہ کر لیں۔ اُنہیں جزیہ دینا پڑے گا تاکہ ریاست اُن کے جان و مال، املاک اور عبادت گاہوں کی حفاظت کی ذمہ داری ادا کر سکے۔ اِس آیت میں ایک اہم نکتہ یہ بھی بیان ہوا کہ اللہ نے حلال وحرام ٹھہرانے کا اختیار رسول ﷺ کو بھی دیا ہے۔ آپ ﷺ کے طے کردہ حلال وحرام کی تفصیل احادیثِ مبارکہ سے حاصل ہوگی۔ گویا احادیثِ مبارکہ بھی دین میں ایک حجت رکھتی ہیں اور اُن کے بغیر دین پر عمل ناممکن ہے۔ اللہ ہمیں انکارِ حدیث کے فتنہ سے محفوظ فرمائے۔ آمین

آیات ۳۰ تا ۳۱

یہودیوں اور عیسائیوں کا شرک

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ یہودیوں نے حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا قرار دے کر شرک کیا اور عیسائیوں نے یہی ظلم حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ کیا۔ عیسائیوں نے مزید ظلم یہ کیا کہ حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ اپنے علماء اور صوفیاء کو بھی رب بنا لیا۔ وہ جس شے کو وہ حلال قرار دیتے اُسے حلال سمجھتے اور جس شے کو وہ حرام قرار دیتے اُسے حرام سمجھتے، حالانکہ حلال وحرام قرار دینے کا اختیار اللہ کا ہے یا اللہ کے رسول ﷺ کا۔ حضرت عیسیٰؑ نے یہودیوں اور عیسائیوں دونوں کو تلقین کی تھی کہ اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی نہ کریں۔ اللہ ہی معبودِ واحد ہے اور وہ اِس کمزوری سے پاک ہے کہ کوئی اُس کے ساتھ شریک ہو۔

آیت ۳۲

اہلِ کتاب سازشوں کے ذریعہ اسلام کا راستہ روکنا چاہتے ہیں

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ اہلِ کتاب اپنی سازشوں کے ذریعہ دینِ اسلام کی ترقی اور غلبہ کو روکنا چاہتے ہیں لیکن اللہ اِس نورِ عدل ورحمت کو غالب کر کے رہے گا خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو :

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

آیت ۳۳

نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا مقصد غلبۂ دین تھا

اِس آیت میں واضح کیا گیا کہ اللہ نے نبی اکرم ﷺ کو کامل ہدایت یعنی قرآنِ حکیم اور دینِ حق یعنی اسلام کا عادلانہ نظام دے کر بھیجا تا کہ آپ ﷺ اِس نظام کو کل نظامِ زندگی پر غالب کر دیں۔ آپ ﷺ یہ مقصد حاصل کر کے رہیں گے خواہ شرک کرنے والوں کو کتنا ہی ناپسند ہو۔ انسان وہی کہلانے کا حقدار ہے جس کا حیوانی تقاضوں سے اُوپر کوئی پاکیزہ مقصدِ زندگی ہو۔ اعلیٰ ترین مقصد وہ ہے جو مقصد تھا نبی اکرم ﷺ کا یعنی دنیا سے ظلم واستحصال کا خاتمہ اور عادلانہ نظام کا قیام۔ اللہ ہمیں بھی اِسی مقصد کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی
میں اِسی لیے مسلماں، میں اِسی لیے نمازی

آیات ۳۴ تا ۳۵

علماء اور صوفیاء کی اکثریت لوگوں کا مال ناحق کھاتی ہے

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ علماء اور صوفیاء کی اکثریت دنیا دار ہوتی ہے اور وہ حق کو چھپا کر، حق میں تحریف کر کے یا لوگوں کو من پسند فتوے دے کر اُن سے قیمت وصول کرتی ہے۔ پھر یہ دنیا دار دین کی اصل راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں تا کہ اُن کے مکروہ کردار کا پردہ چاک نہ ہو۔ یہ لوگ دین کے خادمین کا لبادہ اوڑھ کر سونا اور چاندی نذرانے کے طور پر وصول کرتے ہیں اور

اُس کے ڈھیر لگاتے ہیں۔ روزِ قیامت اِس جمع شدہ سونے اور چاندی کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا اور اِس سے اُن کی پیشانیاں، پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی۔ کہا جائے گا چکھو اُس خزانے کا مزا جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا۔

آیت ۳۶

سال میں ۱۲ مہینے اللہ کے طے کردہ ہیں

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ نے کائنات کی تخلیق کے ساتھ ہی طے کر دیا تھا کہ سال کی تقویم ۱۲ ماہ پر مشتمل ہوگی۔ اِن میں سے چار ماہ (رجب، ذی القعدہ، ذی الحجہ اور محرم) حرمت والے ہوں گے جن میں جنگ کرنا حرام ہوگا۔ البتہ اجازت دی گئی کہ اگر دشمن اِن مہینوں میں مسلمانوں پر حملہ کر دے تو پھر اِس کا بھرپور جواب دیا جائے۔

آیت ۳۷

نسی کا قاعدہ حرام ہے

اِس آیت میں نسی کے قاعدہ کی حرمت کا اعلان کیا گیا۔ اِس قاعدہ کے تحت سردارانِ قریش اپنی مصلحت کی خاطر حرمت والے مہینے کو آگے پیچھے کر لیتے تھے۔ اِس طرح سے گویا وہ اصل حرمت والے مہینے کو جنگ کرنے کے لیے حلال کر لیتے تھے اور اپنی اِس کارستانی پر خوش ہوتے تھے۔ اللہ نے اِس قاعدہ کو قیامت تک کے لیے حرام قرار دے دیا۔

آیات ۳۸ تا ۴۱

اللہ کی راہ میں نکلنے سے جی نہ چراؤ

اِن آیات میں منافقین کی اُس بزدلی کو نمایاں کیا گیا جو غزوۂ تبوک کے موقع پر سامنے آئی۔ اِس موقع پر وقت کی بڑی طاقت سلطنتِ روم سے ٹکراؤ تھا، موسم شدید گرم تھا، خوراک اور اسباب کی انتہائی قلت تھی اور سفر بے حد طویل تھا۔ اِن مشکلات کی وجہ سے منافقین اللہ کی راہ میں نکلنے سے جی چرا رہے تھے۔ اللہ نے متوجہ فرمایا کہ کیوں تمھیں دنیا کی زندگی اور یہاں کا عارضی عیش و آرام زیادہ عزیز ہے؟ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی حقیقت نہیں۔ اگر تم اللہ کی راہ میں نہیں نکلو

گے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب سے دوچار کرے گا۔ اِس موقع پر اللہ کے نبی ﷺ کا ساتھ دینے میں ہی تمہارے لیے سعادت ہے۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اُن کی مدد فرمائے گا۔ اُس نے تو اُس وقت بھی اُن کی مدد کی تھی جب کفار نے اُنہیں مکہ سے ہجرت پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ غارِ ثور میں صرف ایک ساتھی ابوبکر صدیق ؓ کے ساتھ تھے اور اللہ پر بھروسہ کی کامل مثال قائم کرتے ہوئے اپنے ساتھی کو تسلی دے رہے تھے کہ

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

''غم نہ کرو! بے شک ہمارے ساتھ اللہ ہے''۔

اللہ کی راہ میں نکلو خواہ طبیعت آمادہ ہو یا نہ ہو اور مال و جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ اِسی میں تمہاری خیر ہے اگر تم سمجھو۔

آیت ۴۲

منافقانہ طرزِ عمل

اِس آیت میں منافقانہ طرزِ عمل کو واضح کیا گیا ہے۔ فرمایا کہ اگر سفر مختصر ہوتا اور کمزور دشمن سے مقابلہ ہوتا جہاں سے مالِ غنیمت ہاتھ آنے کا یقین ہوتا تو منافقین ضرور ساتھ چلتے۔ اب وہ قسمیں کھا کھا کر نہ نکلنے کے لیے عذر پیش کر رہے ہیں لیکن اللہ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

آیات ۴۳ تا ۴۸

اللہ کی راہ میں مال و جان لگانے والے ہی مومن ہیں

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ حقیقی مومن اللہ کی راہ میں مال و جان لگانے سے کبھی نہیں کتراتے۔ اللہ کی راہ میں نکلنے کا عذر وہی لوگ پیش کرتے ہیں جو حقیقت میں اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ نبی اکرم ﷺ کو متوجہ کیا گیا کہ آپ ﷺ نے کیوں اُن کے عذر قبول کر لیے؟ اُنہوں نے نکلنا تو ویسے بھی نہیں تھا۔ اگر نکلنا ہوتا تو اُس کی تیاری کرتے۔ پھر اگر بالفرض وہ نکل بھی جاتے تو پورے لشکر میں بددلی اور انتشار پیدا کرنے کی کوشش کرتے۔ اچھا ہی ہوا کہ اللہ نے اُنہیں اپنی راہ میں نکلنے کی سعادت سے محروم کر دیا۔

آیات ۴۹ تا ۵۰

تقویٰ کے پردے میں لپٹا ہوا بہانہ

اِن آیات میں ایک منافق جد بن قیس کے تقویٰ کے پردے میں لپٹے ہوئے (Taqwa coated) بہانہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اُس نے اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے عذر پیش کیا کہ آپ روم کی طرف جا رہے ہیں۔ وہاں کی عورتیں بڑی حسین ہیں۔ حسین عورت میری کمزوری ہے۔ کہیں ایسا نہ کہ میں رومی عورتوں کے فتنہ میں مبتلا ہو جاؤں۔ مجھے رخصت دیجیے اور فتنہ میں نہ ڈالیے۔ اللہ نے آگاہ فرمایا کہ گھر کی ٹھنڈی چھاؤں کو اللہ کی راہ کی تپتی دھوپ پر ترجیح دے کر وہ فتنہ میں تو پڑ چکا ہے۔ اب اُس کا ٹھکانا جہنم کی دھکتی ہوئی آگ ہے۔ اِس کردار کے منافقین مسلمانوں کی کامیابیوں پر جلتے ہیں اور اُن کی ناکامی پر خوش ہوتے ہیں کہ ہم گھر بیٹھ کر نقصان سے بچ گئے۔

آیات ۵۱ تا ۵۲

ہارے بھی تو بازی مات نہیں

اِن آیات میں یہ حقیقت بتائی گئی کہ اللہ کی راہ میں نکلنا ہر حال میں خیر کا موجب ہے۔ کامیاب ہو کر لوٹے تو بھی خیر ہے اور اگر جامِ شہادت نوش کیا تو اور بڑی خیر ہے :

گر بازی عشق کی بازی ہے، جو چاہو لگا دو ڈر کیسا
گر جیت گئے تو کیا کہنا، ہارے بھی تو بازی مات نہیں

اہلِ ایمان اللہ کی راہ میں پیش آنے والے ہر طرح کے حالات پر راضی ہوتے ہیں۔ یہ حالات اللہ ہی کی طرف سے ہیں اور اللہ ہمارا ہم سے بڑھ کر خیر خواہ ہے۔ اِس کے برعکس اللہ کی راہ میں نہ نکلنے والوں کے لیے ذلت ہی ذلت ہے۔ وہ دنیا میں اہلِ ایمان کے ہاتھوں ذلیل ہوں گے یا اللہ کے عذاب کا شکار ہوں گے اور آخرت میں جہنم کے ہولناک عذاب کا سامنا کریں گے۔

آیات ۵۳ تا ۵۷

منافقین کا انفاق قبول نہ کیا جائے

اِن آیات میں حکم دیا گیا کہ منافقین کی طرف سے مالی تعاون قبول نہ کیا جائے۔ منافقین غزوۂ تبوک کے دوران سفر کی صعوبتیں برداشت کرنے اور اللہ کی راہ میں جان دینے کے لیے تو تیار نہ تھے لیکن کچھ چندہ دے کر اپنی کمزوری چھپانے کی کوشش کر رہے تھے۔ اِن آیات میں پابندی لگا دی گئی کہ اُن کا چندہ قبول نہ کیا جائے۔ اللہ کی راہ میں نکلنے سے کنی کترا کر وہ کفر کا ارتکاب کر چکے ہیں۔ وہ چندہ دیتے ہیں انتہائی ناگواری سے اور نمازیں پڑھتے ہیں ٹوٹے دل سے۔ مسلمان اُن کے مال اور اولاد کی کثرت سے متأثر نہ ہوں۔ اللہ اُنہیں عذاب دے گا اِسی مال و اولاد کے ذریعہ۔ مال کسی حادثہ یا بیماری میں یا اُن کی موت کے نتیجہ میں ہاتھ سے نکل جائے گا اور اولاد اُن کی مرضی کے خلاف طرزِ عمل اختیار کر کے اُن کو اذیت دے گی۔ پھر یہ عملی اعتبار سے کفر کی حالت ہی میں موت سے دوچار ہوں گے۔ وہ قسمیں کھا کر مسلمانوں سے وابستگی کا یقین دلاتے ہیں۔ حقیقت میں وہ مسلمانوں کے ساتھ نہیں ہیں۔ اُنہیں اگر کوئی جائے فرار مل جائے تو فوراً مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ کر فرار ہو جائیں گے۔

آیات ۵۸ تا ۵۹

نبی اکرم ﷺ پر عدل نہ کرنے کا بہتان

اِن آیات میں اُس بہتان کا ذکر ہے جو منافقین نبی اکرم ﷺ پر لگاتے تھے۔ وہ الزام لگاتے تھے کہ آپ ﷺ زکوٰۃ کی تقسیم میں عدل نہیں کرتے بلکہ جانبداری سے کام لیتے ہیں۔ اگر منافقین کو زکوٰۃ میں سے کچھ دیا جائے تو خوش ہوتے تھے اور نہ دیا جائے تو بہتان طرازی کرتے تھے۔ پسندیدہ روش تو یہ تھی کہ جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی طرف سے مل جاتا اُس پر راضی رہتے۔ اللہ ہی پر بھروسہ کرتے اور اُس سے مزید فضل کی عطا کی دعا کرتے تو اللہ ضرور نعمتوں سے مالا مال فرما دیتا۔

آیت ۶۰

زکوٰۃ کے مصارف

اِس آیت میں زکوٰۃ کے مصارف بیان کیے گئے جو آٹھ ہیں :

i- ایسے فقراء جو اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے محنت کرنے سے قاصر ہوں۔

ii- ایسے مساکین جو باوجود کوشش کے اپنی ضروریات پوری نہ کر سکتے ہوں۔

iii- ایسے خادمین جو زکوٰۃ کی وصولی کے کام میں مختلف امور انجام دے رہے ہوں۔

iv- ایسے غیر مسلم جن کی دلجوئی مقصود ہوتا کہ وہ اسلام قبول کرنے کی طرف مائل ہوں۔

v- غلاموں اور کنیزوں کو آزاد کرانے کے لیے۔

vi- قرض داروں کو قرض کے بوجھ سے نجات دلانے کے لیے۔

vii- اللہ کے دین کے غلبے کی جدوجہد کے لیے۔

viii- مسافروں کی امداد کے لیے۔

آیات ۶۱ تا ۶۶

منافقین کی گستاخیاں

اِن آیات میں منافقین کی گستاخیوں اور بے ادبیوں کا ذکر ہے۔ وہ بدبخت اللہ کے رسول ﷺ کی شان میں نازیبا کلمات کہتے اور اللہ کے احکامات و آیات کا مذاق اڑاتے ۔ جواب طلبی پر کہتے کہ ہم تو مذاق کر رہے تھے۔ البتہ ساتھ ہی ساتھ ڈرتے کہ کہیں اللہ قرآن میں اُن کی شرارتوں کو بے نقاب نہ کر دے۔ اِن آیات میں دھمکی دی گئی کہ اللہ تمہاری حرکات کو ضرور بے نقاب کرے گا اور تمہیں دردناک عذاب کا سامنا کرنا ہوگا۔

آیات ۶۷ تا ۶۸

منافقین مرد اور عورتیں نیکی سے روکتے اور برائی پھیلاتے ہیں

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ منافق مرد اور عورتیں باہم مل کر نیک کاموں سے روکتے اور

برائیوں کو عام کرتے ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں مال خرچ نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی اِس کارِ خیر سے منع کرتے ہیں۔ اللہ اُنہیں جہنم میں کافروں کے ساتھ جمع کردے گا۔ اُن پر اللہ کی طرف سے لعنت ہوگی اور وہ دائمی عذاب سے دوچار رہوں گے۔ آج ہماری اکثریت بھی بے حیائی پھیلانے اور حرام خوری کی ترغیب دینے کے جرائم میں ملوث ہے۔ گویا ہمارا کردار بھی منافقانہ ہے۔

آیات ۶۹ تا ۷۰

تاریخ سے عبرت

اِن آیات میں گذشتہ قوموں کا طرزِ عمل بطورِ عبرت پیش کیا گیا ہے۔ اِس دنیا میں کئی قومیں آئیں جنہوں نے اپنے اپنے دور میں اللہ کی نعمتوں سے استفادہ کیا۔ بدقسمتی سے اکثر نے اللہ کے احکامات سے پہلوتہی کی اور اُن کا مذاق اڑایا۔ اِس روش کی وجہ سے اُن کی نیکیاں بھی برباد ہوگئیں اور وہ لوگ ہمیشہ ہمیش کے لیے خسارے کا سودا کرکے دنیا سے چلے گئے۔ گذشتہ اقوام میں سے قومِ نوحؑ، قومِ عاد، قومِ ثمود، قومِ ابراہیمؑ، قومِ لوطؑ اور قومِ شعیبؑ کی عبرتناک داستانیں قرآنِ حکیم میں بیان کردی گئی ہیں۔

آیات ۷۱ تا ۷۲

مومن مرد اور خواتین نیکی پھیلاتے اور برائی سے روکتے ہیں

اِن آیات میں مومن مردوں اور خواتین کو ایک دوسرے کا پشت پناہ اور مددگار قرار دیا گیا ہے۔ دونوں باہم مل کر نیکیوں کو عام کرتے، برائیوں سے روکتے، نماز قائم کرتے، زکوٰۃ ادا کرتے اور اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں۔ عنقریب یہ خوش نصیب اللہ کی رحمت سے سرفراز ہوں گے۔ جنت میں اُنہیں دائمی رہنے والے پاکیزہ گھر ملیں گے اور سب سے بڑی نعمت یعنی اللہ کی رضا اُنہیں حاصل ہوگی۔ بلاشبہ یہی اصل کامیابی ہے۔

آیات ۷۳ تا ۷۴

منافقین و کفار کے خلاف جہاد کا حکم

ان آیات میں نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ منافقین و کفار کے خلاف جہاد کیجیے۔ یہاں

جہاد جنگ کے معنی میں نہیں بلکہ منافقین کی سازشوں کو بے نقاب کرنے اور اُن کے مذموم عزائم کو ناکام کرنے کے لیے کوشش کرنے کے معنی میں ہے۔ اگر یہاں جہاد کا مفہوم جنگ ہوتا تو نبی اکرم ﷺ منافقین کے خلاف ایسا کرتے۔ اللہ کے رسول ﷺ کو یہ تلقین بھی کی گئی کہ منافقین اور کفار کے خلاف سخت رویہ اختیار کریں۔ منافقین آپ ﷺ کی نرمی سے فائدہ اٹھا کر گستاخیاں کرتے اور پھر قسمیں کھا کر اِس جرم کے ارتکاب کا انکار کر دیتے۔ اُنہیں دھمکی دی گئی کہ اگر باز نہ آئے تو اللہ دنیا و آخرت میں شدید عذاب سے دوچار کرے گا اور کوئی اُن کی مدد کے لیے نہ آ سکے گا۔

آیات ۷۵ تا ۷۷

اللہ سے وعدہ خلافی کی سزا ...... منافقت

اِن آیات میں ایک منافق ثعلبہ بن حاطب کا ذکر ہے۔ اُس بدنصیب نے اللہ کے رسول ﷺ سے درخواست کی کہ میرے حق میں خوشحالی کی دعا کریں۔ اگر میرے مالی حالات اچھے ہو گئے تو میں صدقہ و خیرات کروں گا اور مکمل طور پر نیک بن جاؤں گا۔ آپ ﷺ کی دعا کے نتیجے میں وہ شخص خوشحال ہو گیا لیکن اُس نے وعدہ کی خلاف ورزی کی اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے انکار کر دیا۔ اللہ نے بطورِ سزا اُس کے دل میں منافقت ڈال دی۔ گویا اگر اللہ سے وعدہ کر کے انسان اُسے پورا نہ کرے تو اللہ بطورِ سزا اُسے منافق بنا دیتا ہے۔ اجتماعی طور پر اِس حقیقت کی نمایاں مثال اہلِ پاکستان ہیں۔ ہم نے اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر پاکستان بن گیا تو ہم یہاں دینِ اسلام نافذ کریں گے۔ ہم نے یہ عہد وفا نہ کیا لہٰذا منافقانہ کردار آج ہمارے معاشرے میں نمایاں ہے۔ ایک منافق کی تمام نشانیاں یعنی جھوٹ، وعدہ خلافی، امانت میں خیانت اور لڑائی جھگڑے کے دوران تمام اخلاقی حدود پامال کرنا ہمارے مزاج کا حصہ بن چکا ہے۔ اللہ ہمیں احساسِ ندامت اور اپنے جرائم پر بخشش مانگنے اور وطنِ عزیز میں اسلام کا بول بالا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۷۸ تا ۸۰

منافقین کے لیے آپ ﷺ کی دعائے استغفار قبول نہ ہوگی!

اِن آیات میں منافقین کو آ گاہ کیا گیا کہ اللہ اُن کے تمام خفیہ مشوروں اور سازشوں سے واقف ہے۔ وہ مخلص اہلِ ایمان کا مذاق اڑا رہے ہیں لیکن عنقریب اللہ اُن کو مذاق بنادے گا۔ نبی اکرم ﷺ کو بتا دیا گیا کہ آپ ﷺ اگر منافقین کے لیے ۷۰ بار بھی اللہ سے بخشش کی دعا کریں گے تو اللہ اِس دعا کو قبول نہیں فرمائے گا۔ یہ عملی اعتبار سے کفر کر چکے اور اب اُن کا شمار فاسقوں یعنی اللہ کے باغیوں میں ہوتا ہے۔

آیات ۸۱ تا ۸۲

جہنم کی آگ دُنیا کی گرمی سے زیادہ شدید ہے

اِن آیات میں منافقین کا طرزِ عمل نقل ہوا کہ وہ خود تو گھر میں بیٹھ رہنے پر خوش ہو رہے ہیں اور مزید یہ کہ گرمی کی شدت سے ڈرا کر دوسروں کو بھی اللہ کی راہ میں نکلنے سے روک رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ سے کہا گیا کہ اِن منافقین کو بتا دیں کہ جہنم کی آگ دنیا کی گرمی سے زیادہ شدید ہے۔ اِن منافقین کو چاہیے کہ وہ خوش ہونے کے بجائے اپنی بدنصیبی اور محرومی پر کثرت سے روئیں۔ عنقریب اُنہیں اُن کے کرتوتوں کا برا بدلہ ملنے والا ہے۔

آیات ۸۳ تا ۸۴

منافقین کی محرومیاں

اِن آیات میں منافقین کے لیے دو محرومیوں کا ذکر ہے :

i- جو منافقین غزوۂ تبوک میں شرکت کے لیے نہیں نکلے اُن پر پابندی لگا دی گئی کہ وہ آئندہ کبھی بھی نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ جنگ کے لیے نہیں نکل سکیں گے۔ ویسے بھی غزوۂ تبوک نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا آخری غزوہ ثابت ہوا لہٰذا منافقین ہمیشہ کے لیے آپ ﷺ کے ہمراہ اللہ کی راہ میں نکلنے سے محروم ہو گئے۔

ii- نبی اکرم ﷺ کو روک دیا گیا کہ اب آپ ﷺ کسی منافق کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھائیں گے اور نہ ہی اُس کی تدفین کے بعد اُس کی قبر پر کھڑے ہو کر اُس کے حق میں دُعا کریں گے۔

مرحومین کے لیے نمازِ جنازہ پڑھانا نبی اکرم ﷺ کا مسنون عمل ہے۔ اِس عمل کا حکم قرآنِ حکیم میں وارِد نہیں ہوا۔ البتہ منافقین کے حق میں اِس عمل سے آپ ﷺ کو روکنے کا حکم قرآنِ حکیم میں وارِد ہوا۔ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ پر احکامات قرآن کے علاوہ بھی نازل ہوتے تھے اور اُن ہی میں سے ایک حکم مرحومین کے لیے نمازِ جنازہ پڑھنے کا بھی ہے۔ اللہ ہمیں انکارِ سنت کے فتنہ سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۸۵

منافقین کے لیے اُن کے مال اور اولاد باعثِ اذیت ہوں گے

اس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو آگاہ کیا گیا کہ منافقین کے مال اور اولاد کی کثرت سے متأثر نہ ہوں۔ اللہ اِسی مال اور اولاد سے اُن منافقین کو دکھ اور اذیت پہنچائے گا۔ کسی ایک بیماری یا حادثہ ہی میں مال بہہ جائے گا یا ممکن ہے کہ مال جمع کر کر کے ڈھیر لگاتے رہیں اور اچانک موت اُنہیں مال سے استفادہ سے محروم کر دے۔ اِسی طرح اولاد منافقین کی خواہش کے برعکس طرزِ عمل اختیار کر کے اُن کے لیے تکلیف کا باعث بنے گی۔

آیات ۸۶ تا ۸۷

منافقانہ طرزِ عمل

اِن آیات میں اللہ کی راہ میں نکلنے کے حوالے سے منافقانہ طرزِ عمل کا بیان ہے۔ جب بھی کوئی ایسی سورۃ نازل ہوتی ہے جس میں اللہ کی راہ میں نکلنے یا خرچ کرنے کا حکم ہوتا ہے تو منافقین رخصت طلب کرتے ہیں۔ وہ خوش ہوتے ہیں کہ عورتوں کے ساتھ گھر ہی میں بیٹھے رہیں۔ اُن بدنصیبوں کے دل پر اللہ نے مہر کر دی ہے اور وہ راہِ حق میں نکلنے کی ایمان افروز کیفیات و لذات کو محسوس ہی نہیں کر سکتے۔

آیات ۸۸ تا ۸۹

مومنانہ طرزِ عمل

اِن آیات میں اللہ کی راہ میں نکلنے کے حوالے سے مومنانہ طرزِ عمل کا بیان ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ اور اُن کے ساتھ اہلِ ایمان اللہ کی راہ میں نکلنے اور مال و جان کی بازیاں کھیلنے کے لیے بے چین ہوتے ہیں :

جو حق کی خاطر جیتے ہیں مرنے سے کہیں ڈرتے ہیں جگر
جب وقتِ شہادت آتا ہے دل سینوں میں رقصاں ہوتے ہیں

ایسے لوگوں کے لیے بھلائیاں ہی بھلائیاں ہیں۔ اللہ اُنہیں جنت کی لازوال نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا اور بلاشبہ یہی شاندار کامیابی ہے۔

آیات ۸۹ تا ۹۶

غزوۂ تبوک میں شرکت نہ کرنے والے چار گروہ

اِن آیات میں اُن چار گروہوں کا ذکر ہے جو غزوۂ تبوک میں شرکت نہ کر سکے :

i- وہ منافقین جنہوں نے سفر پر روانگی سے پہلے ہی جھوٹے بہانے تراشے۔ ایسے بدنصیبوں کے لیے دردناک عذاب کی وعید بیان کی گئی۔

ii- ایسے مخلص لوگ جو کسی حقیقی معذوری یا بیماری کی وجہ سے شریکِ سفر نہ ہو سکے۔ اُن کے عذر کو قبول کرنے کی بشارت دی گئی۔

iii- ایسے مخلص لیکن نادار مسلمان جو غزوہ میں شرکت کے لیے حاضر ہوئے تھے لیکن نبی اکرم ﷺ نے سواریوں اور اسباب کی قلت کے باعث اُنہیں واپس کر دیا۔ وہ شرکت سے محرومی پر آنسو بہاتے ہوئے لوٹ گئے۔ ایسے مخلصین سے بھی عظیم اجر کا وعدہ کیا گیا۔ یہاں سے یہ حقیقت بھی سامنے آئی کہ جنگ کرنا اُسی صورت میں فرض ہے جبکہ اِس کے لیے درکار صلاحیت اور وسائل بھی میسر ہوں۔

iv- وہ منافقین جو سفرِ تبوک سے واپسی پر جھوٹے عذر لے کر نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو

راضی کرنے کے لیے آئے۔ اِن کے بارے میں اللہ نے صاف فرمادیا کہ اگر نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ اِن سے راضی ہو بھی جائیں پھر بھی اللہ ہرگز اُن سے راضی نہیں ہوگا۔

آیات ۹۷ تا ۹۹

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے دو کردار

اِن آیات میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے دو کرداروں کا ذکر ہے :

i- کچھ لوگ اللہ کی راہ میں دیے جانے والے انفاق اور زکوٰۃ کو ایک چٹی اور تاوان سمجھتے ہیں۔ وہ دل ہی دل میں مسلمانوں کے لیے ناکامیوں اور تباہی کی بددعائیں کرتے ہیں۔ اِس محرومی کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ کی کتاب کی تعلیمات سے ناواقف ہیں۔ اگر وہ اِن تعلیمات کو سمجھتے تو آخرت کی تیاری کے لیے دنیا میں سب کچھ لٹانے کو باعثِ سعادت سمجھتے۔

ii- اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے ایسے باسعادت لوگ بھی ہیں جو اپنے انفاق فی سبیل اللہ کو اللہ کی قربت اور نبی اکرم ﷺ کی دُعاؤں کے حصول کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ آگاہ کیا گیا کہ بلاشبہ اُن کا انفاق اللہ کی قربت کا ذریعہ ہے۔ عنقریب اللہ اُنہیں اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا۔

قرآن پڑھا کرو

اِقْرَئُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَجِیْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِّصَاحِبِهٖ

قرآن پڑھا کرو، وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کے لیے سفارشی بن کر آئے گا (مسلم)

خلاصۂ مضامینِ

قرآنِ حکیم



گیارہواں پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

خلاصہ مضامینِ قرآن

گیارہواں پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿﴾ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿﴾

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ لا رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ط ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿﴾ (التوبہ:۱۰۰)

آیت ۱۰۰

صحابہ کرامؓ کی پیروی ...... اللہ کی رضا اور جنت کے حصول کا ذریعہ

اِس آیت میں اُن مہاجر اور انصاری صحابہ کرامؓ کی تحسین کی گئی جنھوں نے اوّل اوّل اسلام قبول کرنے میں سبقت کی اور مال و جان سے اِس دینِ حق کا بھرپور ساتھ دیا۔ پھر اُن سعادت مندوں کی مدح کی گئی جنھوں نے اوّل اوّل سبقت کرنے والوں کی بڑی عمدگی سے پیروی کی۔ اِن سب کو اللہ کی رضا اور جنت کے حصول کی بشارت دی گئی۔ آج کے روشن خیال دانشور خود کو بڑا ذہین و فہیم اور سلف صالحین کو کودن اور کم فہم قرار دیتے ہیں۔ اُن کی پیروی کے بجائے اپنی آراء سے نئے نئے اجتہادات کرتے ہیں۔ اللہ ہمیں اِن دانشوروں کے شر سے سے محفوظ فرمائے اور اسلاف کی راہ سے چمٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! بقول اقبال:

ز اجتہادِ عالمانِ کم نظر
اقتدا بر رفتگاں محفوظ تر

آیت ۱۰۱

منافقین کے لیے دُہرا عذاب

اِس آیت میں اہلِ ایمان کو آگاہ کیا گیا کہ تمہاری صفوں میں منافقین ہیں جنہیں اپنی جان اور

مال اللہ کے دین اور اُس کے لیے محنت سے زیادہ عزیز ہیں۔ اللہ اِن پر اِس دنیا میں دو طرح کے عذاب مسلط کرے گا۔ یہ دنیا میں بار بار اپنی بزدلی کی وجہ سے ذلت و رسوائی سے دوچار ہوں گے اور روحانی سکون سے محروم ہو جائیں گے۔ پھر موت کے وقت بھی اِنہیں شدید اذیت سے گزرنا ہوگا۔ اِس کے بعد آخرت میں اِنہیں بدترین سزا کا سامنا کرنا ہوگا۔

آیات ۱۰۲ تا ۱۰۶

غزوۂ تبوک میں عدم شرکت پر اظہارِ ندامت کرنے والے دو گروہ

اِن آیات میں اُن دو گروہوں کا ذکر ہے جو غزوۂ تبوک میں بغیر کسی شرعی عذر کے شرکت سے محروم رہے لیکن اُنہیں اپنی اِس محرومی پر شدید احساسِ ندامت تھا۔ اِن میں سے ایک گروہ نے نبی اکرم ﷺ کی واپسی سے قبل ہی خود کو سزا دے دی اور مسجدِ نبوی ﷺ میں خود کو ستونوں سے باندھ لیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اُنہیں بشارت دی کہ اللہ نے اُنہیں معاف کر دیا ہے۔ اللہ کی طرف سے حکم ہے کہ اپنے گناہوں کی تلافی کے لیے صدقہ و خیرات دو۔ آئندہ تمہارے طرزِ عمل کو اللہ، اُس کے رسول ﷺ اور اہلِ ایمان دیکھیں گے لہٰذا احتیاط کرو۔ دوسرے گروہ میں تین صحابہ کرامؓ تھے۔ حضرت کعب بن مالکؓ، حضرت مرارۃ بن ربیعؓ اور ہلال بن امیہؓ۔ اُنہوں نے خود کو سزا تو نہ دی لیکن آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں آ کر اپنی کوتاہی کا اعتراف کیا۔ اللہ کی طرف سے اُن کو سزا دی گئی اور تمام مسلمانوں کو اُن سے تعلقات منقطع کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہ سزا پچاس روز تک جاری رہی۔ پھر اسی سورۂ مبارکہ کی آیت ۱۱۸ میں اُنہیں معاف کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔

آیات ۱۰۷ تا ۱۰۸

مسجدِ قبا کی عظمت اور نام نہاد مسجدِ ضرار کی مذمت

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو آگاہ کیا گیا کہ منافقین نے ایک نام نہاد مسجد بنائی ہے تاکہ اُسے بدبخت ابو عامر راہب کی خلافِ اسلام سازشوں کا مرکز بنائیں۔ اسلام سے قبل ابو عامر راہب

کی مذہبی چودھراہٹ مدینہ میں قائم تھی۔ نبی اکرم ﷺ کی مدینہ آمد سے اُس کا اصل کردار بے نقاب ہوگیا اور لوگ مذہب کے پردے میں اُس کی دھوکہ دہی سے واقف ہوگئے۔ وہ جوشِ انتقام میں پہلے مکہ گیا اور پھر وہاں سے رومی سلطنت میں جا کر آباد ہوا تاکہ مسلمانوں کے خلاف سازشیں کر سکے۔ منافقین نے اُس کے ایک مورچہ کے طور پر مسجد کی سی ایک صورت بنائی جس کی قرآن نے ''مسجدِ ضرار'' (نقصان پہنچانے والی مسجد) کے نام سے مذمت کی۔ نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ ہرگز اِس نام نہاد مسجد میں نماز نہ پڑھیں۔ اِس کے قریب ہی اسلام کی پہلی مسجد ''مسجدِ قبا'' ہے جو اوّل روز سے تقویٰ کی بنیاد پر قائم ہے۔ آپ ﷺ وہاں نماز پڑھیں۔ اِس مسجد کے نمازی طہارت کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں۔ طہارت کے لیے ڈھیلے اور پھر پانی کا استعمال کرتے ہیں۔ اللہ ایسی پاکباز ہستیوں سے محبت فرماتا ہے۔

آیات ۱۰۹ تا ۱۱۰

کردار کی پختہ تعمیر تقویٰ سے ہوتی ہے

اِن آیات میں دو کرداروں کا ذکر ہے۔ ایک کردار وہ ہے جس کی تعمیر اللہ کے سامنے جوابدہی کے احساس، تقویٰ اور اللہ کی رضا کے حصول پر ہوتی ہے۔ دوسرا کردار وہ ہے جو اللہ کی نافرمانی اور بغاوت پر کھڑا ہوتا ہے۔ پہلا کردار ہی لائقِ تحسین اور دانش مندی کا مظہر ہے۔ اِس کے برعکس دوسرا کردار تباہی و بربادی کی ایسی کھائی میں گرانے والا ہے جہاں سے نکلنا کبھی ممکن نہ ہوگا۔ اللہ ہمیں اِس عارضی زندگی میں تقویٰ کی روش پر چلنے کی توفیق اور اپنی رضا کی نعمت عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۱۱

کلمہ پڑھنے والا اللہ سے ایک عہد کر چکا ہے

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ کلمہ پڑھ کر بندۂ مومن اللہ سے ایک عہد کرتا ہے۔ اِس عہد کی رُو سے وہ اپنا مال و جان اللہ کے حوالے کر دیتا ہے اور اللہ اُسے اِس کے بدلہ میں جنت عطا فرمائے گا۔ اب اگر مومن مال و جان اللہ کی مرضی کے خلاف استعمال کرے گا تو یہ بدعہدی اور

امانت میں خیانت ہے۔ اِسی لیے ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

لَا اِیُمَانَ لِمَنُ لَا اَمَانَةَ لَـهُ وَ لَا دِیُنَ لِمَنُ لَا عَهُدَ لَـهُ (بیهقی ، احمد)

''جو امانت کی پاسداری نہیں کرتا اُس کا ایمان ہی نہیں، اور جو وعدہ پورا نہیں کرتا اُس کا کوئی دین نہیں''۔

بندۂ مومن کے اِس امتحان کی علامہ اقبال نے کیا خوب ترجمانی کی ہے کہ:

چوں می گویم مسلمانم بہ لرزم
کہ دانم مشکلاتِ لا الٰہ را

''جب میں کہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو کانپ جاتا ہوں۔ اِس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ لا الٰہ الا اللہ کے تقاضے کیا ہیں''۔

اس آیت میں مزید فرمایا کہ عہد کی پاسداری کرنے والے مومن اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں۔ دین کے دشمنوں کو قتل کرتے ہیں اور خود بھی جامِ شہادت نوش کرتے ہیں۔ گویا ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم دین کی خدمت کی اس راہ پر چلیں جو ہمیں بالآخر دین کے دشمنوں سے تصادم کی طرف لے جائے۔ رسولِ اکرم ﷺ نے پندرہ برس تک محنت کی ، دعوت کے ذریعے ایک جماعت بنائی، اُسے منظّم کیا، اُس کی تربیت کی اور پھر بدر کے میدان میں باطل سے ٹکرا دیا۔ غیر جماعتی زندگی بسر کرنے سے یہ مرحلہ کبھی نہیں آ سکتا۔ اللہ سے عہد کو نبھانے کے لیے ہم پر اُسوۂ رسولِ اکرم ﷺ کی پیروی لازم ہے۔

اللہ کا جنت دینے کا وعدہ ادھار کا ہے لہٰذا شکوک وشبہات کے ازالہ کے لیے فرمایا کہ یہ وعدہ اللہ کے ذمہ ہے۔ اِس وعدہ کا ذکر تمام آسمانی کتابوں میں گیا ہے اور اللہ سے بڑھ کر اپنا عہد کون پورا کرنے والا ہے؟ پس مومنوں کو اللہ سے کیے گئے اِس سودے پر خوشیاں منانی چاہئیں۔ یہ ہی اصل کامیابی اور نفع کا سودا ہے۔ سودے کے لیے اِس آیت میں بیع کا لفظ ہے جس سے بیعت کی اصطلاح بنی ہے۔ بیع اللہ سے ہے لیکن اِس کے لیے بیعت (hand shake) اللہ کے رسول ﷺ کے ہاتھ پر ہوتی ہے۔ اِسی لیے سورۂ فتح آیت ۱۰ میں فرمایا:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ

''بے شک اے نبی ﷺ جو لوگ آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں، وہ درحقیقت اللہ سے بیعت کر رہے ہیں''۔

حق و باطل کا معرکہ قیامت تک جاری رہے گا۔ نبی اکرم ﷺ کے بعد باطل کے خلاف منظّم جدوجہد کے لیے اب بیعت کسی ایسے اُمتی کے ہاتھ پر ہوگی جس کے خلوص و اخلاص' دیانت اور قیادت کی صلاحیت پر اعتماد ہو۔ البتہ یہ حقیقت پیش نظر رہے کہ اصل عہد اُس اُمتی سے نہیں بلکہ اللہ سے ہے۔ باطل کے خلاف کامیابی کے لیے منظّم جدوجہد ضروری ہے۔ اِس کے لیے تنظیم کے قیام کی منصوص اور مسنون اساس بیعت ہی ہے۔

آیت ۱۱۲

اللہ کے محبوب بندوں کے اوصاف

اِس آیت میں اللہ کے محبوب بندوں کے ۹ اوصاف بیان کیے گئے ہیں:

۱- وہ بار بار اللہ کے حضور توبہ واستغفار کرنے والے ہیں۔

۲- وہ پوری زندگی میں ذوق وشوق کے ساتھ اللہ کی بندگی کرنے والے ہیں۔

۳- وہ کثرت سے اللہ کی نعمتوں کا شکر بجالانے والے ہیں۔

۴- وہ اللہ کے دین کی خاطر آسائشوں اور دنیوی لذتوں سے کنارہ کشی کرتے ہیں تاکہ باہر نکل کر اللہ کے دین کی تبلیغ و جہاد کرسکیں اور اعلیٰ دنیوی آسائشوں کے حصول کے بجائے آخرت کی کامیابی کے حصول کے لیے تن من دھن لگا سکیں۔

۵- وہ اللہ کی بارگاہ میں جھکنے اور عاجزی اختیار کرنے والے ہیں۔

۶- وہ اللہ کی رضا کے سامنے بالکل ہی بچھ جانے والے اور سربسجود ہونے والے ہیں۔

۷- وہ نیکیوں کو پھیلانے والے ہیں۔

۸- وہ برائیوں سے روکنے والے ہیں۔

۹- وہ اللہ کی حدود اور شعائرِ دینی کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

آیات ۱۱۳ تا ۱۱۴

مشرکین کے لیے بخشش کی دعا مانگنا جائز نہیں

اِن آیات میں آ گاہ کیا گیا کہ مشرکین کے لیے بخشش کی دعا کرنا جائز نہیں خواہ وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں۔ شرک کا گناہ نا قابلِ معافی ہے اور شرک کرنے والے جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ حضرت ابراہیمؑ کو جب اُن کے والد نے گھر سے نکلنے کا حکم دیا تھا تو اُنہوں نے وعدہ کیا تھا وہ اللہ سے اپنے والد کی بخشش کے لیے دعا کریں گے۔ البتہ جب اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو بتا دیا کہ تمہارا باپ اللہ کا دشمن ہے اور شرک کرتے ہوئے ہی موت سے دوچار ہوا ہے تو حضرت ابراہیمؑ نے اپنے باپ سے لاتعلقی کا اظہار کیا اور اُس کے لیے دعا کرنا ترک کر دیا۔

آیات ۱۱۵ تا ۱۱۶

اللہ کسی کو زبردستی گمراہ نہیں کرتا

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ کسی گروہ کو زبردستی گمراہ نہیں کرتا بلکہ اُن پر حق کو واضح کرنے کا پورا اہتمام فرماتا ہے۔ وہ لوگوں پر واضح کرتا ہے کہ آسمان و زمین کے تمام اختیارات اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ زندگی اور موت اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ اُس کے مقابلے میں کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔ اِس کے باوجود جو لوگ شرک و گمراہی کا راستہ اختیار کرتے ہیں وہ اپنی جانوں پر خود ہی ظلم کرتے ہیں۔

آیت ۱۱۷

نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ پر اللہ کی نظرِ کرم

اِس آیت میں فرمایا گیا کہ اللہ نے نظرِ کرم فرمائی اپنے نبی ﷺ پر اور اُن مہاجر و انصار صحابہؓ پر جنہوں نے تبوک کی مشکل گھڑی میں نبی اکرم ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا۔ ایسی کٹھن مشکلات کا وقت کہ جب کچھ لوگوں کی ہمت جواب دے رہی تھی لیکن اللہ نے اُن کا حوصلہ بڑھایا اور اُنہیں ثابت قدم رکھا۔ بلاشبہ اللہ اپنے بندوں کے لیے انتہائی مہربان اور شفقت فرمانے والا ہے۔

آیت ۱۱۸

غزوۂ تبوک میں عدم شرکت پر نادم ہونے والوں کی بخشش کا اعلان

اِس آیت میں اُن تین صحابہ کرام ؓ کی توبہ قبول کرنے کا اعلان کیا گیا جنہوں نے غزوۂ تبوک میں عدم شرکت پر اظہارِ ندامت کیا تھا۔ پچاس روز تک تمام اہلِ ایمان نے اُن کا بائیکاٹ کیا۔ اُن کے لیے جینا دوبھر ہوگیا اور زمین باوجود وسعت کے اُن پر تنگ ہوگئی۔ اُنہیں یقین حاصل ہوگیا کہ پناہ اگر کہیں ہے تو صرف اور صرف اللہ کی بارگاہ میں۔ اب اللہ نے نظرِ کرم فرمائی اور اُن کی کوتاہی سے درگذر کرنے کی بشارت عطا فرمائی۔

آیت ۱۱۹

تقویٰ اختیار کرنے کے لیے جماعت سے جڑنا ضروری ہے

اِس آیت میں اہلِ ایمان کو حکم دیا گیا کہ وہ اللہ کا تقویٰ اختیار کریں یعنی اُس کی نافرمانی سے بچیں۔ اِس کے لیے ضروری ہے کہ سچے اور نیک لوگوں کی رفاقت حاصل کریں۔ بلاشبہ اچھا ماحول انسان کو نیکی پر ثابت قدم رکھتا ہے اور برا ماحول بگاڑ دیتا ہے:

صحبتِ صالح ترا صالح کنند
صحبتِ طالح ترا طالح کنند

آیات ۱۲۰ تا ۱۲۱

نبی اکرم ﷺ سے محبت اپنی جان سے بھی بڑھ کر ہونی چاہیے

اِن آیات میں اہلِ مدینہ اور اطراف میں بسنے والے اہلِ ایمان کو باور کرایا گیا کہ اُنہیں نبی اکرم ﷺ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہونے چاہئیں۔ ایسا نہ ہو کہ نبی ﷺ تو اللہ کی راہ میں بھوک، دھوپ اور بے آرامی کی تکالیف برداشت کررہے ہوں اور اُن کے نام لیوا اپنے گھروں میں ٹھنڈی چھاؤں اور آسائشوں کے مزے لوٹ رہے ہوں۔ اہلِ ایمان اللہ کی راہ میں نکل کر جو بھی بھوک، پیاس، تکان برداشت کرتے ہیں، دشمنوں کی سرزمین کو پامال کرتے

ہوئے اُن کے علاقے فتح کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں کم یا زیادہ جو بھی مال خرچ کرتے ہیں تو یہ سب اعمال اللہ کے ہاں محفوظ کیے جا رہے ہیں تا کہ اُنہیں اِس کا بہترین بدلہ دیا جائے۔

آیت ۱۲۲

علمِ دین سیکھنے کی اہمیت

اِس آیت میں حکم دیا گیا کہ ہر قبیلہ میں سے کم از کم کچھ لوگ ایسے ہوں جو خود کو دین کا علم و فہم حاصل کرنے کے لیے وقف کر لیں۔ پھر وہ اپنے اپنے قبیلہ میں جا کر لوگوں کی رہنمائی کریں تا کہ لوگ اپنے معاملات میں اللہ کے احکامات کے مطابق عمل کر سکیں۔

آیت ۱۲۳

اسلامی انقلاب کی توسیع

اِس آیت میں اہلِ ایمان کو حکم دیا گیا کہ وہ اسلامی ریاست کے اطراف میں جو کافر ریاستیں ہیں اُن کے خلاف جنگ کریں تا کہ وہاں بھی اللہ کی حاکمیت قائم کی جا سکے۔ البتہ کوئی ایسا اقدام نہ کریں جو تقویٰ کے منافی ہو۔ اللہ کی مدد متقیوں کے شاملِ حال ہوتی ہے۔

آیات ۱۲۴ تا ۱۲۵

قرآن کی تاثیر ...... مومنوں پر ...... منافقین پر

اِن آیات میں منافقین کی ایک گستاخی کا جواب دیا گیا۔ سورۂ انفال آیت ۲ میں فرمایا گیا کہ آیاتِ قرآنی کی تلاوت مومنوں کے ایمان کو بڑھا دیتی ہے۔ منافقین کسی سورت کے نزول پر طنزاً کہتے کہ اِس سورت نے کس کے ایمان کو بڑھایا ہے؟ اللہ نے جواب دیا کہ ہر نازل ہونے والی سورۂ مبارکہ سچے مومنوں کے ایمان کو جلا بخشتی ہے۔ البتہ جن کے دلوں میں منافقت ہے یہ سورت اُن کی خباثت میں اور اضافہ کا باعث بنتی ہے۔ اب اُن کا خاتمہ اِس حال میں ہو گا کہ یہ ایمان سے محروم اور کفر میں مبتلا ہوں گے۔

آیات ۱۲۶ تا ۱۲۷

منافقین کے لیے بار بار ذلت

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ منافقین کو اپنی بزدلی اور دنیا کی محبت کی وجہ سے بار بار ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جب بھی اللہ کی راہ میں مال و جان کا تقاضا لگانے کا مطالبہ آتا ہے منافقین بزدلی کی وجہ سے جھوٹے بہانے کرتے ہیں۔ مطالباتِ دینی پر عمل سے گریز کے لیے چھپ کر محافل سے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ البتہ اللہ اُن کی یہ مذموم حرکات بے نقاب کر ہی دیتا ہے اور پھر یہ سب کے سامنے شرمندہ، رسوا اور ذلیل ہوتے ہیں۔

آیات ۱۲۸ تا ۱۲۹

نبی اکرم ﷺ کی اپنی امت سے محبت

اِن آیات میں یہ ایمان افروز اور خوش کن بشارت دی گئی کہ نبی اکرم ﷺ نوعِ انسانی ہی میں سے ہیں اور آپ ﷺ کا مبارک وجود نوعِ انسانی کے لیے باعثِ فخر و سرور ہے۔ آپ ﷺ اپنی امت سے والہانہ محبت کرتے ہیں۔ امت کے لیے ہر بھلائی کی خواہش رکھتے ہیں۔ امت کے لیے کوئی تکلیف آپ ﷺ پر انتہائی ناگوار گزرتی ہے۔ خاص طور پر باعمل اور مخلص اہلِ ایمان کے حق میں تو بہت ہی مہربان اور شفیق ہیں۔ اِس کے باوجود اگر امت آپ ﷺ کے نقشِ قدم پر نہ چلے تو پھر آپ ﷺ کے لیے اللہ کی عنایات و مدارات ہی کافی ہیں۔ آپ ﷺ کا اللہ ہی پر بھروسہ ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عظیم اقتدار کا حامل ہے۔

سورۂ یونس

قریش پر اتمامِ حجت کی سورت

سورہ ٔ یونس مکی سورت ہے اور مضامین سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ مکی دور کے آخر میں نازل ہوئی۔ اِس سورہ ٔ مبارکہ میں مشرکینِ مکہ کو آگاہ کر دیا گیا کہ تم پر حجت پوری ہو چکی ہے لہٰذا اب تم اپنے برے انجام کو پہنچنے والے ہو۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۷۰ ایمانیاتِ ثلاثہ یعنی توحید، رسالت اور آخرت
- آیات ۷۱ تا ۹۸ رسولوں کی اپنی قوموں کے ساتھ کشمکش
- آیات ۹۹ تا ۱۰۳ ایمان اور اِس کا حصول
- آیات ۱۰۴ تا ۱۰۹ اللہ کی طرف سے دوٹوک اعلانات

آیات ۱ تا ۲

رسول کے انسان ہونے پر حیرت

اِن آیات میں قرآنِ حکیم کی عظمت بیان کی گئی کہ یہ ایک حکمت بھری کتاب ہے جسے رسولِ اکرم ﷺ پر وحی کیا گیا تا کہ وہ لوگوں کو آخرت کی جوابدہی کے حوالے سے خبردار کریں اور نیک لوگوں کو اللہ کے ہاں اعلیٰ درجات ملنے کی بشارت دیں۔ البتہ لوگوں کو حیرت ہوئی کہ ایک انسان کیونکر رسول ہوسکتا ہے۔ کفار نے آپ ﷺ کو رسول ماننے کے بجائے ایک کھلم کھلا جادوکرنے والا قرار دینے کی گستاخی کی۔

آیات ۳ تا ۶

اللہ کی صفاتِ عالیہ کا بیان

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ انسانوں کا ربِّ حقیقی اللہ ہے جو کائنات کا تن تنہا خالق اور حاکم ہے۔ کوئی اُس کے حضور اُس کی اجازت کے بغیر کسی کی شفاعت نہیں کرسکتا۔ پس انسانوں کو اللہ ہی کی بندگی کرنی چاہیے۔ مرنے کے بعد اُس کے ہی حضور پیش ہونا ہے۔ وہ نیکوکاروں کو اُن کی نیکیوں کی مناسبت سے اجر دے گا اور نافرمانوں کے لیے کھولتا ہوا مشروب اور دردناک عذاب ہے۔ اللہ کی بندگی کرنے والوں کے لیے جلتے ہوئے سورج، چمکتے ہوئے چاند اور رات و دن کے الٹ پھیر میں اللہ کی معرفت کی نشانیاں موجود ہیں۔

آیات ۷ تا ۱۰

برے اور بھلے لوگوں کا انجام

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ جو لوگ دنیا ہی کے طلب گار ہیں، اِسی کے عیش و آرام پر خوش ہیں اور اللہ کی نشانیوں کو دیکھ کر بھی اُس کی معرفت حاصل کرنے سے محروم ہیں، اُن کا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہے۔ اِس کے برعکس باعمل اہلِ ایمان کے لیے جنت کے باغات ہیں۔ اِن باغات میں وہ اللہ کی تسبیح و حمد کریں گے اور باہم ایک دوسرے کو سلامتی کی دعائیں دیں گے۔

آیات ۱۱ تا ۱۴

بشری کمزوریاں

اِن آیات میں انسانوں کی تین کمزوریوں کا ذکر کیا گیا ہے:

۱- انسان جلد باز ہے۔ چاہتا ہے کہ فوری طور پر خیر حاصل کرلے۔ اگر اللہ اتنی ہی جلدی شر کا فیصلہ کردے تو اِس کا معاملہ ختم ہوجائے۔ البتہ اللہ مہلت دیتا ہے کہ شاید اصلاح کی طرف مائل ہو لیکن وہ تو طغیانی ہی پر لگا رہتا ہے۔

۲- انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو گڑگڑا کر اللہ سے رحم کی التجا کرتا ہے۔ جب اللہ تکلیف دور کردیتا ہے تو اللہ سے بالکل ہی غافل ہوجاتا ہے۔

۳- جس حقیقت کا ایک دفعہ انکار کردے اُسے پھر ماننے پر تیار نہیں ہوتا اور اِسی انکار کی وجہ سے ہلاکت کا شکار ہوجاتا ہے۔

آخری آیت میں مسلمانوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ وہ اپنی مذکورہ بالا کمزوریوں پر قابو پائیں۔ اب وہ زمین میں ایک اختیار کے ساتھ بھیجے گئے ہیں۔ یہ اُن کا امتحان ہے کہ وہ کیا کرتے ہیں؟

آیات ۱۵ تا ۱۷

قرآن کو بدلنے کا مطالبہ

اِن آیات میں سردارانِ قریش کی طرف سے قرآنِ حکیم میں ترمیم یا تبدیلی کے مطالبے کا ذکر ہے۔ وہ چاہتے تھے کہ قرآن سے اُن کے معبودوں کی نفی کا مضمون خارج کردیا جائے۔

جواب میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن میرا نہیں اللہ کا کلام ہے۔ میں اُسے بدلنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ بالفرض اگر میں نے ایسا کیا تو اللہ کا عذاب مجھے بھی آ پکڑے گا۔ میں نے تمہارے درمیان طویل زندگی بسر کی اور کبھی کسی سخن سازی کی کوشش نہیں کی۔ اب بھلا کیونکر کر سکتا ہوں۔ یہ تو اللہ کا کلام ہے اور میں اللہ کے حکم کی پیروی میں تمہیں سنا رہا ہوں۔ اب اِس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اپنے وضع کردہ کلام کو اللہ کا کلام قرار دے یا پھر وہ جس کے سامنے اللہ کا کلام آئے اور وہ اُسے جھٹلا دے۔ میری چالیس سالہ زندگی گواہ ہے کہ میں نے کبھی نہ جھوٹ بولا اور نہ جھوٹی بات کسی کی طرف منسوب کی۔ لہٰذا یہ تم ہی ظالم ہو جو اللہ کے کلام کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں اور اُس میں من چاہی ترامیم کا مطالبہ کر رہے ہو۔

آیات ۱۸ تا ۱۹

شفاعتِ باطلہ کا من گھڑت عقیدہ

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ مشرکین اللہ کے سوا ایسی ہستیوں کی عبادت کرتے ہیں جو کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتیں۔ پھر وہ دعویٰ کرتے ہیں ہمارے معبود اللہ کے مقربین ہیں اور یہ اللہ کے ہاں ہماری شفاعت کر کے ہمیں بخشوا لیں گے۔ جواب میں اللہ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اللہ کے علم میں اضافہ کرنا چاہتے ہو یہ بتا کر کہ فلاں ہستیاں اُس کی مقربین ہیں؟ یہ تمہارے من گھڑت تصورات ہیں جن کی کوئی سند نہیں۔ اللہ نے پہلے انسان کو نبی بنا کر ابتدا ہی سے نوعِ انسانی کو توحید کا تصور دیا تھا۔ یہ تو لوگوں نے خود مشرکانہ تصورات اختیار کر کے اختلاف کیا۔ اگر اللہ کی طرف سے اصلاح کے لیے مہلت دینے کی سنت نہ ہوتی تو اِن شرک کرنے والوں کو فوراً ہی ہلاک کر دیا جاتا۔

آیت ۲۰

فرمائشی معجزہ دکھانے کا مطالبہ

اِس آیت میں مشرکین کے اِس مطالبہ کو بیان کیا گیا کہ اللہ کے رسول ﷺ اُن کی فرمائش کے مطابق کوئی معجزہ دکھائیں۔ جواب دیا گیا کہ معجزے دکھانا اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ اللہ کے

معاملات کا تعلق غیب سے ہے۔ غیب کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔ لہٰذا تم بھی معجزہ کے ظہور کا انتظار کرو اور میں بھی انتظار کر رہا ہوں۔

آیات ۲۱ تا ۲۳

انسان کی احسان فراموشی

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ جب اللہ انسان پر کسی تکلیف کے بعد راحت بھیجتا ہے تو انسان احسان فراموشی کرتے ہوئے اس اِحسان کی نسبت کسی اور کی طرف کر دیتا ہے۔ اِسی طرح جب مشکل آتی ہے تو صرف اللہ کو پکارتا ہے لیکن مشکل ٹل جانے کے بعد اللہ کو بھول کر شرک اور نافرمانیاں کرنے لگتا ہے۔ انسان کے پاس دنیا کی زندگی کی مختصر سی مہلت ہے۔ اِس میں جس قدر سرکشی کرنا چاہے کر لے۔ آخر کار یہ اللہ کے پاس حاضر ہوگا۔ اللہ اِس کی احسان فراموشی اور سرکشی کو بے نقاب کر کے اُسے رسوا کر دے گا۔

آیت ۲۴

دنیا کی زندگی کھیتی کی طرح ہے

اِس آیت میں دنیا کی زندگی کو ایک کھیتی کی مثال سے واضح کیا گیا ہے۔ جس طرح آسمان سے بارش برستی ہے، کھیتی اُگتی ہے، اپنے جوبن پر پہنچتی ہے لیکن پھر اچانک اللہ کی طرف سے کوئی آفت اُسے رات یا دن میں اُجاڑ دیتی ہے۔ اِسی طرح انسان کی زندگی بھی ابتدا کے بعد جوانی کے عروج تک پہنچتی ہے لیکن اچانک کسی آفت یا موت سے اُس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ کھیتی کا معاملہ آسان ہے کہ اب اُس کا کوئی حساب نہیں۔ انسان کو موت کے بعد دوبارہ اٹھایا جائے گا اور اُسے اپنے ایک ایک عمل کا حساب دینا ہوگا:

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

آیات ۲۵ تا ۲۷

اللہ کی راہ ہی سلامتی کی راہ ہے

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ تمام انسانوں کو سلامتی کی راہ کی طرف بلا رہا ہے۔ جو لوگ اللہ کے حکم پر لبیک کہیں گے اُن کے لیے بھلائیاں ہی بھلائیاں ہیں۔ روزِ قیامت اُن کے چہرے ہر قسم کی ذلت و رسوائی کی سیاہی سے محفوظ ہوں گے اور وہ ہمیشہ ہمیش جنت میں رہیں گے۔ اِس کے برعکس اللہ کی نافرمانی کرنے والوں کے چہرے ذلت و رسوائی کی وجہ سے اندھیری رات کی طرح سیاہ ہوں گے۔ اُنہیں اللہ کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ وہ ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہیں گے۔

آیات ۲۸ تا ۳۰

مشرکین کے لیے اولیاء اللہ کا کورا جواب

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ روزِ قیامت اللہ شرک کرنے والوں کو اور اُن اولیاء اللہ کو جنہیں اللہ کے ساتھ شریک کیا گیا تھا ایک ساتھ بلائے گا۔ اُس روز اولیاء اللہ مشرکین کو صاف جواب دیں گے کہ ہم تمہاری عبادات یعنی دعاؤں، نذر و نیاز اور چادریں چڑھانے سے غافل تھے۔ اب مشرکین کے قدموں تلے سے زمین نکل جائے گی اور کوئی بھی اُنہیں اللہ کے عذاب سے بچا نہ سکے گا۔

آیات ۳۱ تا ۳۶

سوچنے پر مجبور کر دینے والے سوالات

اِن آیات میں مشرکین سے چھ ایسے سوالات (Searching questions) پوچھے گئے جو اُنہیں سوچنے اور حق کا اعتراف کرنے پر مجبور کرنے والے تھے:

۱- کون آسمان و زمین سے انسان کے لیے رزق پیدا فرماتا ہے؟

۲- انسان کی سماعت و بصارت کس کے اختیار میں ہے؟

۳- کون مردہ کو زندہ اور زندہ کو مردہ کر سکتا ہے؟

۴- کائنات کے تمام معاملات کی تدبیر کون کرتا ہے؟

۵- کون ہے جس نے ہر مخلوق کو پہلی بار پیدا کیا اور وہ دوبارہ بھی ایسا کرسکتا ہے؟
٦- کون ہے جو حق کے راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور اِس کے لیے شریعت عطا کرتا ہے؟
سوالات کے بعد جواب دیا گیا کہ مذکورہ بالا تمام امور صرف اور صرف اللہ ہی انجام دے سکتا ہے۔ شرک کرنیوالے کسی حقیقت کی نہیں بلکہ محض اپنے گمانوں کی پیروی کرتے ہیں۔ بلاشبہ گمان حق کا نعم البدل نہیں ہوسکتے۔

آیات ۳۷ تا ۴۱

قرآن جیسی ایک سورت ہی لے آؤ

اِن آیات میں قرآنِ حکیم کی عظمت کا بیان ہے۔ فرمایا کہ قرآنِ کریم اللہ کا کلام ہے۔ اگر کسی کو شک ہے تو اِس جیسی ایک سورت ہی مقابلہ کے لیے پیش کرے۔ حقیقت یہ کہ وہ قرآن کی علمی وادبی عظمتوں کو نہیں سمجھ سکتے اور اپنی عاجزی کا اعتراف کرنے کے بجائے اُسے جھٹلا رہے ہیں۔ اب عنقریب اِس جھٹلانے کا انجام دیکھ لیں گے۔ اتنے واضح حقائق سامنے آنے کے باوجود اگر وہ نہیں مانیں تو اے نبی ﷺ اعلان کر دیجیے کہ میرے لیے میرا عمل ہے اور تمہارے لیے تمہارا عمل۔ میں تمہارے سیاہ اعمال سے صاف صاف اعلانِ براءت کرتا ہوں۔

آیات ۴۲ تا ۴۵

سردارانِ قریش کا مکروفریب

سردارانِ قریش اپنے عوام پر یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے تھے کہ وہ بلاوجہ نبی اکرم ﷺ کی مخالفت نہیں کررہے بلکہ اپنی مخالفت میں مخلص ہیں۔ اپنے خلوص کے اظہار کے لیے وہ نبی اکرم ﷺ کی محفل میں جاکر بیٹھتے اور بظاہر بڑی توجہ سے آپ ﷺ کی باتیں سنتے اور آپ ﷺ کی طرف دیکھتے۔ لیکن اُن کا مقصد حق کو سمجھنا نہیں بلکہ جھوٹے اخلاص کو ظاہر کرنا تھا۔ اللہ نے فرمایا کہ ایسے مکروفریب کرنے والے کبھی ہدایت نہیں پاسکتے۔ اللہ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ لوگ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ روزِ قیامت وہ اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے تو دنیا کی زندگی کو انتہائی مختصر تصور کریں گے۔ بلاشبہ جن لوگوں نے آخرت کی تیاری نہیں

کی وہ بہت بڑے خسارے میں چلے گئے۔

آیات ۴۶ تا ۴۷

رسول کی آمد قوم کے لیے نازک مرحلہ

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ نے ہر اُمت کی طرف ایک رسول بھیجا۔ البتہ رسول کی آمد قوموں کے لیے نازک مرحلہ بن جاتی ہے۔ رسول آ کر اللہ کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دیتا ہے۔ اب اگر رسول کی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو بھلائی ہی بھلائی ہے اور اگر رسول کی نافرمانی کی جائے تو بربادی ہی بربادی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ حق کے دشمنوں پر عذاب آپ ﷺ کے سامنے ہی آ جائے گا۔ اگر ایسا نہ ہوا تو بھی اللہ اُن کے جرائم پر گواہ ہے' وہ اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جائیں گے اور اللہ کی سزا سے بچ نہ سکیں گے۔

آیات ۴۸ تا ۵۲

نبی اکرم ﷺ کا اظہارِ عاجزی

اِن آیات میں بیان ہوا کہ مشرکین نبی اکرم ﷺ سے دریافت کرتے تھے بتائیے قیامت کا دن کب آئے گا۔ آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اُن کے سامنے اپنی عاجزی کا اظہار کر دیجیے۔ اُنہیں بتائیے کہ میں تو اپنی ذات کے بارے میں بھی کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ مجھے اتنا معلوم ہے کہ ہر اُمت کے لیے مہلت کی ایک مدت ہے۔ مہلت کے ختم ہونے کے بعد وہ ایک گھڑی بھی عذابِ الٰہی کو ٹال نہ سکیں گے۔ اب آخر وہ کس بات کا انتظار کر رہے ہیں' رات میں آنے والے عذاب کا یا دن میں آنے والے عذاب کا؟ کیا یہ عذاب آنے کے بعد ایمان لائیں گے؟ نہیں! اُس وقت اُن کا ایمان قبول نہیں کیا جائے گا بلکہ کہا جائے گا کہ اپنے سیاہ اعمال کا مزا چکھو۔

آیات ۵۳ تا ۵۵

رب کی قسم! قیامت آ کر رہے گی

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ مشرکین نبی اکرم ﷺ سے پوچھتے ہیں کہ کیا واقعی قیامت برحق

ہےاور واقع ہونے والی ہے؟ آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اُن کو آگاہ کردیں کہ میرے رب کی قسم قیامت حق ہے اور واقع ہو کر رہے گی۔ ظالموں سے کوئی فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ وہ ندامت اور پشیمانی چھپانے کی کوشش کریں گے لیکن رسوائی سے بچ نہ سکیں گے۔ یہ ساری باتیں یقینی حقائق ہیں لیکن انسانوں کی اکثریت اِن سے غافل ہے۔

آیات ۵۶ تا ۵۸

انسانوں کے لیے سب سے بڑی نعمت: قرآنِ حکیم

اِن آیات میں قرآنِ کریم کی عظمت کی چار شانیں بیان کی گئیں:

۱- قرآنِ کریم انسانوں کے دلوں کو نرم کرنے یعنی اُنہیں غفلت سے نکالنے والی نصیحت ہے۔

۲- یہ انسانوں کی باطنی بیماریوں یعنی دنیا کی محبت سے پیدا ہونے والی برائیوں کا علاج ہے۔

۳- یہ انسانوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کے لیے ہدایت فراہم کرتا ہے۔

۴- یہ ایسے مومنوں کے لیے دنیا و آخرت میں رحمت کا باعث ہے جو قرآن کی دی ہوئی ہدایت پر عمل کرتے ہیں۔

آیت ۵۸ میں فرمایا کہ قرآن اللہ کی رحمت اور فضل کا مظہر ہے۔ لوگوں کو چاہیے کہ وہ قرآن جیسی نعمت کے حصول پر خوشیاں منائیں۔ قرآن کو سمجھنے' اِس پر عمل کرنے' اِس کے احکامات کو نافذ کرنے اور اِس کی تعلیمات کو دوسروں تک پہنچانے والی خدمت اُس روپے پیسے سے کہیں بہتر ہے جو دنیادار لوگ جمع کرتے ہیں۔

آیات ۵۹ تا ۶۰

حلال وحرام کرنے کا اختیار اللہ ہی کا ہے

اِن آیات میں ایسے مذہبی سرداروں کو سرزنش کی گئی کہ جو من گھڑت فیصلوں سے اللہ کے عطا کردہ رزق کو کسی پر حلال اور کسی پر حرام ٹھہراتے ہیں۔ فرمایا کہ تمہیں یہ اختیار کس نے دیا ہے؟ یہ تمہارے من گھڑت فیصلے ہیں جن کی سزا تمہیں روزِ قیامت مل کر رہے گی۔

آیت ۶۱

تلاوتِ قرآن ...... اللہ کا محبوب عمل

اِس آیت میں فرمایا گیا کہ اے نبی ﷺ! آپ کسی حال میں نہیں ہوتے اور اے لوگو! تم کوئی عمل نہیں کررہے ہوتے مگر اللہ دیکھ رہا ہوتا ہے۔ خاص طور پر ایک عمل کا نام لے کر ذکر کیا گیا اور وہ ہے تلاوتِ کلامِ پاک۔ اللہ کو یہ عمل انتہائی پسند ہے کہ اُس کا کوئی بندہ دیگر مصروفیاتِ دنیا کو چھوڑ کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کررہا ہو۔ آیت میں مزید فرمایا گیا کہ کائنات میں ذرہ برابر شے اور چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی ہر وقت اللہ کی نگاہ اور اُس کے علم میں ہوتا ہے۔

آیات ۶۲ تا ۶۵

اللہ کے دوست کون ہیں؟

اِن آیات میں فرمایا کہ اللہ کے دوست یعنی اولیاء اللہ وہ پاکباز ہستیاں ہیں جو ایمان کی دولت اور تقویٰ کی سعادت سے سرفراز ہوتی ہیں۔ یعنی اُن کے دل نورِ ایمان سے منور اور اعمال اللہ کی اطاعت سے مزین ہوتے ہیں۔ اُن کے لیے دنیا و آخرت میں بشارتیں ہیں۔ نہ اُنہیں ماضی کے حادثات و واقعات کا افسوس ہوتا ہے اور نہ وہ مستقبل کے اندیشوں سے پریشان ہوتے ہیں۔ راضی برضائے رب کی کیفیت ہر وقت اُن کے شاملِ حال ہوتی ہے۔ یہ عزت کا مقام اللہ دیتا ہے۔ لہٰذا نبی اکرم ﷺ اور دیگر اہلِ ایمان کو کافروں کی گستاخیوں اور الزام تراشیوں سے غمگین نہیں ہونا چاہیے۔

آیات ۶۶ تا ۶۷

شرک کی بنیاد یقین نہیں گمان ہے

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ شرک کی بنیاد گمان اور اندازے ہیں۔ معبودِ حقیقی صرف اور صرف اللہ ہے جس نے رات کو انسانوں کے سکون اور دن کو معاشی جدوجہد کے لیے بنایا ہے۔ یہ اللہ کی قدرت کا ایسا مظہر ہے جس میں معبودِ حقیقی کی معرفت کی نشانیاں ہیں لیکن

اُن کے لیے جو واقعی کھلے کانوں سے حقائق کو سنتے ہیں۔

آیات ۶۸ تا ۷۰

اللہ کو اولاد کی کوئی ضرورت نہیں

اِن آیات میں اِس گمراہ کن تصور کی نفی کی گئی کہ اللہ کی بھی کوئی اولاد ہے۔ اللہ اِن بشری کمزوریوں سے پاک ہے کہ اُسے بڑھاپے میں اولاد کے سہارے کی اور مرنے کے بعد نسل جاری رکھنے کے لیے اولاد کی ضرورت ہو۔ جو لوگ اللہ کی طرف اولاد منسوب کرتے ہیں وہ بدترین جھوٹ گھڑ رہے ہیں۔ یہ لوگ دنیا میں کچھ عرصہ سرکشی کر لیں۔ عنقریب قیامت میں اُنہیں بدترین عذاب کا مزا چکھنا ہوگا۔

آیات ۷۱ تا ۷۳

حضرت نوحؑ کا پرسوز وعظ

اِن آیات میں حضرت نوحؑ کا پرسوز وعظ بیان ہوا جو اُنہوں نے اپنی تبلیغ کے آخری دور میں قوم کے سامنے پیش کیا۔ اُنہوں نے قوم سے کہا کہ دیکھو اگر میرا تمہیں نصیحت کرنا پسند نہیں تو پھر میرے خلاف جو سازش کر سکتے ہو کر گزرو۔ اگر تمہارا ضمیر تمہیں ایسا کرنے سے روکے تو سوچو کہ میری تبلیغ بے غرض اور خلوص پر مبنی ہے۔ میں نے تم سے کبھی کوئی نذرانہ یا حقِ خدمت نہیں مانگا۔ میرا اجر تو بس یہ ہے کہ اللہ مجھ سے راضی ہو جائے۔ قوم نے آپ کی بات نہیں مانی اور اللہ نے بالآخر پوری قوم کو ایک طوفان کے ذریعہ ہلاک کر دیا۔ صرف اہلِ ایمان سلامت رہے جنہیں زمین میں خلافت دے دی گئی۔

آیت ۷۴

اللہ سرکشوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے

اِس آیت میں حضرت نوحؑ کے بعد آنے والے رسولوں کا ذکر ہے۔ اِن رسولوں میں حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت لوطؑ اور حضرت شعیبؑ شامل ہیں۔ اِن رسولوں کو اُن کی قوموں

نے جھٹلایا۔ بار بار سمجھانے کے باوجود جب وہ سرکشی میں حد سے گزر گئے تو اللہ نے اُن کے دلوں پر مہر لگا دی اور اُنہیں ایمان لانے کی سعادت سے محروم کر دیا۔

آیات ۷۵ تا ۸۲

حضرت موسیٰؑ اور آلِ فرعون کی کشمکش

اِن آیات میں حضرت موسیٰؑ کی آلِ فرعون کے ساتھ کشمکش کا بیان ہے۔ جب حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ نے آلِ فرعون کے سامنے حق پیش کیا تو اُنہوں نے اِسے جادو قرار دیا اور الزام لگایا کہ تم دونوں بھائی اپنی سرداری اور بڑائی قائم کرنا چاہتے ہو۔ اُنہوں نے تمام جادوگروں کو جمع کیا تا کہ حضرت موسیٰؑ کے پیش کردہ معجزوں کو جادو کی کارستانی اور باطل ثابت کرسکیں۔ اللہ نے اُن کی چال کو الٹا کر دیا اور ثابت کر دیا کہ حضرت موسیٰؑ کے معجزات جادو کا مظہر نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے برحق ہیں۔

آیات ۸۳ تا ۸۶

حق قبول کرنے میں سبقت نوجوان کرتے ہیں

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ حضرت موسیٰؑ کی قوم میں سے حق کو اوّل اوّل قبول کرنے والے چند نوجوان تھے۔ باقی قوم فرعون اور اپنی قوم میں موجود فرعون کے ایجنٹ سرداروں کے ظلم وستم سے خوف زدہ ہوگئی اور ایمان لانے کی ہمت نہ کرسکی۔ اب حضرت موسیٰؑ نے قوم کی ہمت افزائی کی اور اللہ پر بھروسہ کرنے کی تلقین کی۔ قوم نے اللہ سے دُعا کی:

عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿﴾

’’ہم نے بھروسہ کیا اللہ پر۔ اے اللہ تو ہمیں ذریعۂ آزمائش نہ بنادے اِس ظالم قوم کے لیے اور تو ہمیں نجات دے اِس کافر قوم سے‘‘۔

آیت ۸۷

حضرت موسیٰ ؑ کا قبلہ بھی خانہ کعبہ تھا

اِس آیت میں اللہ کی طرف سے حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت ہارون ؑ کو دی جانے والی اِس ہدایت کا بیان ہے کہ چند گھروں کو قبلہ رُخ بنا کر مساجد کا درجہ دیجیے۔ پھر قوم کو نماز کے ذریعہ اللہ کی مدد حاصل کرنے کی تلقین کیجیے تا کہ وہ آلِ فرعون کے ظلم وستم کے مقابلہ میں ثابت قدم رہ سکیں۔ جو لوگ ایسا کریں گے اُن کے لیے اللہ کی طرف سے حسین انجام کی بشارت ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اُس وقت قبلہ کون سا تھا؟ بیت المقدس میں ہیکلِ سلیمانی تو حضرت سلیمان ؑ نے حضرت موسیٰ ؑ کے کئی سو سال بعد بنایا تھا جسے بعد میں یہود نے قبلہ بنا لیا۔ اِس آیت میں جس قبلہ کا ذکر ہے وہ خانہ کعبہ ہے، جس کی تعمیر از سرِ نو تعمیر حضرت ابراہیم ؑ نے کی تھی۔

آیات ۸۸ تا ۸۹

حضرت موسیٰ کی آلِ فرعون کے خلاف بددعا

اِن آیات میں حضرت موسیٰ کی فرعون اور اُس کے سرداروں کے خلاف بددعا کا بیان ہے۔ جب اُن کے ظلم وستم حد سے بڑھ گئے تو حضرت موسیٰ نے اللہ کی بارگاہ میں فریاد کی:

رَبَّنَآ اِنَّکَ اٰتَیۡتَ فِرۡعَوۡنَ وَمَلَاَہٗ زِیۡنَۃً وَّاَمۡوَالاً فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۙ رَبَّنَا لِیُضِلُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِکَ ۚ رَبَّنَا اطۡمِسۡ عَلٰۤی اَمۡوَالِہِمۡ وَاشۡدُدۡ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ فَلَا یُؤۡمِنُوۡا حَتّٰی یَرَوُا الۡعَذَابَ الۡاَلِیۡمَ ﴿۸۸﴾

"اے ہمارے رب تو نے فرعون اور اُس کے سرداروں کو زیب وزینت اور مال دے رکھا ہے دنیوی زندگی میں، اے ہمارے رب! کیا اِس لیے کہ وہ تیرے راستے سے لوگوں کو گمراہ کریں؟ اے ہمارے رب! اُن کے مالوں کو برباد کر دے اور اُن کے دلوں کو سخت کر دے۔ اب وہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب کو دیکھ نہ لیں"۔

اللہ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ تمہاری اور تمہارے بھائی کی بددعا قبول ہوئی۔ عنقریب آلِ فرعون کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ اب اُن کے حال پر ترس نہ کھانا۔

آیات ۹۰ تا ۹۲

فرعون کا عبرتناک انجام

اِن آیات میں فرعون کے ہلاک ہونے کا بیان ہے۔ جب اللہ نے معجزہ کے ذریعہ بنی اسرائیل کو دریا کے پار اتار دیا اور فرعون اور اُس کے لشکر کو دریا کی موجوں نے گھیر لیا تو فرعون نے فوراً ایمان لانے اور اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کیا۔ اللہ کی سنت یہ ہے جب موت کا فرشتہ سامنے آجائے تو اب ایمان لانا یا توبہ کرنا فائدہ مند نہیں ہوتا۔ اللہ نے فرمایا کہ اے فرعون! تیری لاش کو ہم محفوظ رکھیں گے تاکہ تو رہتی دنیا تک لوگوں کے لیے ایک نشانِ عبرت بن جائے۔

آیت ۹۳

بنی اسرائیل کی ناشکری

اِس آیت میں بنی اسرائیل کی ناشکری کا بیان ہے۔ اللہ نے اُن پر احسان کیا اور اُنہیں فرعون کے ظلم وستم سے نجات دی۔ پھر صحراءِ سینا میں من وسلویٰ، بادلوں کا سایہ اور پانی کے بارہ چشموں جیسی نعمتیں دی۔ پھر ہدایت کے لیے تورات عطا فرمائی۔ بنی اسرائیل نے اِن نعمتوں سے استفادہ کیا لیکن تورات کی تعلیمات کو سمجھنے کے بعد جان بوجھ کر اللہ کی نافرمانیاں کیں۔ گویا بڑی ڈھٹائی سے اللہ کے ساتھ احسان فراموشی کی روش اختیار کی۔

آیات ۹۴ تا ۹۷

بنی اسرائیل کی راہ پر مت چلو

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کے توسط سے اہلِ ایمان کو ہدایت دی گئی کہ وہ بنی اسرائیل کی طرح اللہ کی نعمتوں کی ناقدری نہ کریں۔ اللہ کی کتاب کے برحق ہونے کے حوالے سے کوئی شک نہ کریں۔ سابقہ کتب آسمانی کی پیشین گوئیاں شاہد ہیں کہ قرآن ہی برحق ہے۔ اِسی طرح اہلِ ایمان کو چاہیے کہ وہ عملی اعتبار سے اللہ کے کلام کی تکذیب نہ کریں یعنی اللہ کی کتاب کی تعلیمات سے رُخ نہ پھیریں۔ البتہ جن بدنصیبوں پر اللہ کے قانونِ ہدایت وضلالت کا اطلاق ہو چکا ہے وہ ہرگز اصلاح پر آمادہ نہ ہوں گے خواہ اُن کے سامنے کوئی بھی دلیل کیوں نہ پیش

کردی جائے:

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

ایسے بدنصیب دردناک عذاب کا سامنا کر کے رہیں گے۔

آیت ۹۸

توبہ سے عذاب ٹل جاتا ہے ...... قومِ یونس کی مثال

اِس آیت میں ایک خوشخبری دی گئی کہ اگر سچی توبہ کی جائے تو قوموں پر سے عذابِ الٰہی ٹال دیا جاتا ہے۔ حضرت یونسؑ کی قوم نے شرک اور گناہوں سے توبہ کی تو اللہ نے آیا ہوا عذاب ٹال دیا اور اُنہیں دنیا میں اپنی نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔ اللہ ہمیں بھی اپنی بارگاہ میں سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۹۹ تا ۱۰۰

ایمان اللہ کی توفیق سے ملتا ہے

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کی گئی کہ اے نبی ﷺ! آپ کی شدید خواہش ہے کہ مشرکین ایمان لے آئیں لیکن آپ ﷺ زبردستی کسی کے دل میں ایمان داخل نہیں کر سکتے۔ ایمان کی دولت اللہ ہی کے فضل سے ملتی ہے۔ جو لوگ اللہ کی قدرت کی نشانیوں پر غور نہیں کرتے اللہ بے یقینی اور شرک کی گندگی اُن پر ڈال دیتا ہے اور اُنہیں ایمان کی دولت سے محروم کر دیتا ہے۔

آیات ۱۰۱ تا ۱۰۳

ایمان اللہ کی آیات پر غور وفکر سے حاصل ہوتا ہے

اِن آیات میں فرمایا کہ ایمان کے حصول کا ذریعہ ہے اللہ کی آیات پر غور وفکر۔ انسان اپنے چہار طرف دیکھے کہ کیسی کیسی نشانیاں اللہ کی معرفت کا پتہ دے رہی ہیں:

کھول آنکھ زمیں دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ
مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

البتہ جو بدنصیب قدرت کے اِن شاہکاروں پر غور وفکر نہیں کرتے وہ دراصل سابقہ سرکش قوموں کی طرح اللہ کے عذاب ہی کا انتظار کررہے ہیں۔ ایسے لوگ آگاہ ہوجائیں کہ اللہ کا عذاب اُن پر آکر رہے گا۔ البتہ اللہ کی سنت ہے کہ وہ عذاب سے اپنے رسولوں اور اہلِ ایمان کو محفوظ رکھتا ہے۔

آیات ۱۰۴ تا ۱۰۶

حق اور باطل میں سمجھوتہ نہیں ہوسکتا

اِن آیات میں قریش کی طرف سے نبی اکرم ﷺ کے لیے ایک مصالحت کی پیشکش کا ذکر ہے۔ مکی دور کے آخر میں سردارانِ قریش نبی اکرم ﷺ کو دعوت دے رہے تھے کہ آپ ﷺ ایک معین عرصہ تک ہمارے ساتھ ہمارے بتوں کی پرستش کریں۔ پھر ہم اتنے ہی عرصہ آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے معبودِ واحد کی پیروی کریں گے۔ اِن آیات میں سردارانِ قریش کو آگاہ کیا گیا کہ کان کھول کر سن لو کہ اِس قسم کی مصالحت ناممکن ہے:

باطل دوئی پسند ہے، حق لاشریک ہے
شرکت میانہ ٔ حق و باطل نہ کر قبول

نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اعلان کردیں کہ میں اللہ کے سوا کسی ہستی کی پرستش نہیں کروں گا اور نہ ہی کسی ایسے معبود کو پکاروں گا جو میرے لیے کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔

آیت ۱۰۷

نبی اکرم ﷺ کی اللہ کے سامنے عاجزی کا بیان

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کی اللہ کے سامنے عاجزی و بےبسی کا بیان ہے۔ فرمایا کہ اے نبی ﷺ اگر اللہ آپ کو کوئی تکلیف دینا چاہے تو اُسے اللہ کے سوا کوئی دور نہیں کرسکتا۔ اِسی طرح اگر اللہ آپ ﷺ پر کوئی عنایت کرنا چاہے تو اُسے کوئی روک نہیں سکتا۔ اِس مضمون کی آیات نے اِس بات کا امکان ختم کردیا کہ مسلمان نبی اکرم ﷺ کو اللہ کے ساتھ شریک کردیں جیسا کہ سابقہ قوموں نے اپنے رسولوں کے ساتھ ظلم کیا۔

آیات ۱۰۸ تا ۱۰۹

قرآن کا دوٹوک اعلان

اِن آیات میں اعلان کر دیا گیا کہ اللہ نے لوگوں کے لیے قرآن کی صورت میں حق نازل کر دیا ہے۔اب انسانوں کو اِسے قبول کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔حق قبول کریں گے تو اپنی ہی جنت کو سنواریں گے۔حق قبول نہیں کریں گے تو اپنے ہی لیے جہنم کی آگ کو بھڑ کا ئیں گے۔ نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ ﷺ قران کی پیروی کریں،حق پر ڈٹے رہیں یہاں تک کہ اللہ کی طرف سے حق و باطل کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے۔

سورۂ ھود

نبی اکرم ﷺ کو بوڑھا کرنے والی سورۃ

اِس سورہ ٔ مبارکہ کے حوالے سے ایک حدیثِ نبوی ﷺ ہے:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍؓ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ شِبْتَ قَالَ شَیَّبَتْنِیْ ھُوْدٌ وَّالْوَاقِعَۃُ وَالْمُرْسَلَاتُ وَعَمَّ یَتَسَاءَ لُوْنَ وَاِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ پر بڑھاپے کے آثار نظر آرہے ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا ''مجھے سورۂ ہود' سورۂ واقعہ' سورۂ مرسلات' سورۂ نباء اور سورۂ تکویر نے بوڑھا کر دیا ہے''۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۲۴ — اللہ کی نعمتیں اور بندوں کی ناشکری
- آیات ۲۵ تا ۱۰۲ — رسولوں کی اپنی قوموں کے ساتھ کشمکش
- آیات ۱۰۳ تا ۱۱۱ — ایمان بالآخرت
- آیات ۱۱۲ تا ۱۱۵ — اہلِ ایمان کے لیے ایمان افروز ہدایات
- آیات ۱۱۶ تا ۱۲۳ — نافرمانوں کے لیے وعید

آیت ۱

آیاتِ قرآنی کا سلوب

اِس آیت میں قرآنِ حکیم کی آیات کے اِس اسلوب کو نمایاں گیا گیا کہ ابتداء میں بڑی جامع آیات نازل ہوئیں جو گہرے مفہوم کی حامل تھیں اور گویا اُس کوزے کی مانند تھیں جس میں دریا سمو دیا گیا ہو۔ بعدازاں پھر ایسی آیات نازل ہوئیں جنہوں نے ابتدائی آیات کے مضامین کو کھول کھول کر واضح کر دیا۔

آیات ۲ تا ۴

قرآنِ حکیم کی دعوت

اِن آیات میں قرآنِ حکیم کی دعوت کا خلاصہ بیان کر دیا گیا۔ پوری نوعِ انسانی کو دعوت دی گئی کہ وہ صرف اللہ کی بندگی کرے۔ اُس سے اپنے گناہوں پر بخشش مانگے اور اُسی کی طرف رجوع کرے۔ ایسا کرنے والوں کو اللہ اپنی نعمتوں سے نوازے گا۔ جس نے یہ دعوت قبول نہ کی تو پھر وہ ایک بڑے دن کے عذاب کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہو جائے۔ تمام لوگ آگاہ ہو جائیں کہ اُنہیں خواہی نخواہی اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

آیت ۵

قرآن کی دعوت اور مشرکین کا ردِّ عمل

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ جب مشرکین اللہ کے رسول ﷺ سے قرآن کی دعوت سنتے ہیں تو اُن کے دل اِس دعوت کے برحق ہونے کی گواہی دیتے ہیں لیکن وہ بظاہر ایسا تاثر دیتے ہیں کہ اُن پر قرآن کی دعوت کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اللہ جانتا ہے کہ وہ کیا ظاہر کر رہے ہیں اور کیا چھپا رہے ہیں۔ اللہ تو ہر انسان کے سینہ میں چھپے ہوئے رازوں سے بھی واقف ہے۔

دیگر شہروں میں دفاتر کے پتے

1- **لاہور**: A-67، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو۔ فون:(042)6366638-6316638

فلیٹ نمبر 5، سیکنڈ فلور، سلطانہ آرکیڈ فردوس مارکیٹ، گلبرک III لاہور۔ فون:(042)5845090

2- **تیمر گرہ**: معرفت مستقیم الیکٹرونکس ریسٹ ہاؤس چوک، تیمر گرہ، ضلع دیر پائین۔

فون:(0945)601337

3- **پشاور**: A-18، ناصر مینشن، شعبہ بازار، ریلوے روڈ نمبر 2، پشاور

فون: (091)2214495-2262902 موبائل: 0300-5903211

4- **مظفرآباد**: معرفت حارث جنرل سٹور، بالا پیر بالمقابل تھانہ صدر۔ فون: (0992)504869

5- **اسلام آباد**: 31/1 فیض آباد ہاؤسنگ سوسائٹیز، فلائی اوور برج، 8/4-1 اسلام آباد۔

فون:(051)4434438-4435430 موبائل: 0333-5382262

6- **گوجر خان**: مرکز تنظیم اسلامی پوٹھوہار، عقب تھانہ نیو غلہ منڈی، فضل حسین مارکیٹ گوجر خان، ضلع راولپنڈی۔ موبائل: 0333-5133598 ای میل: gujarkhan@tanzeem.org

7- **گوجرانوالہ**: مرکز تنظیم اسلامی گوجرانوالہ، سوئی گیس لنک روڈ، ڈاکخانہ BISE، ملک پارک (مسجد نمرہ)

فون: (055)3015519-3891695 موبائل: 0300-7446250

8- **عارف والا**: ڈپٹی چوک، F-1، دوسری منزل، تحصیل عارف والا ضلع پاک پتن۔

فون:(0457)830884

9- **فیصل آباد**: 157/P، صادق مارکیٹ، ریلوے روڈ۔ فون: (041) 2624290

10- **جھنگ**: قرآن اکیڈمی لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ، جھنگ صدر۔ فون: (047)7628361

11- **ملتان**: قرآن اکیڈمی، 25 آفیسرز کالونی، ملتان۔ فون: (061) 521070

مکان نمبر 1-903-D/4 فردوسیہ سٹریٹ، محمود آباد کالونی، خانیوال روڈ، ملتان۔ فون: (061)8149212

12- **ہارون آباد**: رمضان اینڈ کمپنی غلہ منڈی، ہارون آباد ضلع بہاولنگر۔ فون: (063)2251104

13- **سکھر**: 3/B پروفیسرز ہاؤسنگ سوسائٹی، شکار پور روڈ۔ فون: (071)5631074

موبائل: 0300-3119893 ای میل: sukkur@tanzeem.org

14- **حیدرآباد**: مرکز تنظیم اسلامی سندھ زیریں، نزد فضل ہائٹس پشاوری آئس کریم شاپ، مین قاسم آباد روڈ۔

فون: (0222)652957 موبائل: 0333-2608043 ای میل: hyderabad@tanzeem.org

15- **کوئٹہ**: مرکز تنظیم اسلامی حلقہ بلوچستان، بالائی منزل بالمقابل کوالٹی سویٹس، منان چوک شارع اقبال۔

فون: (081)2842969 موبائل: 0334-2413598 ای میل: quetta@tanzeem.org

خلاصۂ مضامینِ

قرآنِ حکیم



بارھواں پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

خلاصہ ٔ مضامینِ قرآن

بارھواں پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ﴿﴾ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴿﴾

وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا وَیَعْلَمُ مُسْتَقَرَّھَا وَ مُسْتَوْدَعَھَا ط کُلٌّ فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿﴾ (ہود:٦)

آیت ٦

ہر مخلوق کا رزق اللہ کے ذمہ ہے

اِس آیت میں بشارت دی گئی کہ زمین پر بسنے والی ہر مخلوق کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔اُس کے علم میں ہے کہ ہر مخلوق کا مستقل ٹھکانہ کہاں ہے اور وہ اِس وقت عارضی طور پر کہاں ہے۔ گویا اللہ ہر مخلوق کے حال سے ہر وقت واقف ہے اور اُس کی ضروریات پوری کرنے کا انتظام فرما رہا ہے۔

آیات ٧ تا ٨

اللہ کی عالی شان قدرت اور کافروں کی کج فہمی

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ نے اتنی بڑی کائنات محض چھ مراحل میں تخلیق کی۔ کائنات میں ایک دور ایسا بھی تھا کہ اللہ کا تختِ حکومت پانی پر تھا۔ اِس بات سے کائنات کی تخلیق کے حوالے سے حسبِ ذیل تصور کو تقویت ملتی ہے:

i- اللہ نے کلمہ ٔ کُن کہا اور ایک ٹھنڈا نور وجود میں آیا جس سے انسانوں کی ارواح اور فرشتوں کو بنایا گیا۔ اِن ارواح سے اللہ نے عہدِ الست لیا۔

ii- اللہ نے دوبارہ کلمہ ٔ کُن کہا جس سے بڑے بڑے آتشی کرّے وجود میں آئے۔ اللہ نے اُس وقت آگ سے جنات کو تخلیق کیا۔

iii- زمین بھی ایک آتشی کرّہ تھا جو رفتہ رفتہ ٹھنڈا ہوا۔ اِس سے بخارات اڑ کر اوپر گئے اور بعد

ازاں منجمد ہو کر زمین پر بارش کی طرح برسے۔ اب زمین پر پانی ہی پانی تھا اور اِسی پانی پر اللہ کا اقتدار تھا۔

iv- گرم زمین پانی کی وجہ سے سکڑتی چلی گئی۔ اِس سے کہیں نشیب اور کہیں فراز وجود میں آئے۔ نشیب سمندر بن گئے اور فراز خشکی۔ جہاں خشکی و سمندر ملے، وہیں وہ گارا وجود میں آیا جس سے اللہ نے پہلے انسان یعنی حضرت آدمؑ کا جسدِ خاکی بنایا۔

اِن آیات میں مزید فرمایا کہ اللہ نے یہ دنیا اِس لیے بنائی ہے تاکہ وہ انسانوں کا امتحان لے کہ اُن میں سے کون عمل کے اعتبار سے اچھا ہے؟ روزِ قیامت تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا تاکہ امتحان کا نتیجہ سنایا جائے اور نتیجہ کے مطابق جزا وسزا دی جائے۔ کفار کی کج فہمی ہے کہ وہ انسانوں کے دوبارہ جی اٹھنے کے عمل کو جادو قرار دے رہے ہیں۔ اب اگر اُن کو اِس جھٹلانے پر فوراً سزا نہیں دی جاتی تو طنزاً پوچھتے ہیں کہ ہم پر عذاب کیوں نہیں آرہا؟ کافر جان لیں کہ جس روز اُن پر عذاب آئے گا تو پھر وہ اُس عذاب سے بچ نہ سکیں گے۔

آیات ۹ تا ۱۱

انسان کی کم ظرفی

اِن آیات میں ایک غیر تربیت یافتہ انسان کی کم ظرفی کا بیان ہے۔ اُسے اگر کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بالکل مایوس ہو جاتا ہے اور لمبے چوڑے شکوے کرتا ہے۔ اِس کے برعکس اگر اللہ اُسے کوئی بھلائی عطا فرما دے تو اتراتا ہے اور اپنی بڑائیاں کرتا ہے۔ گویا دونوں حالتوں میں خود کو قابو میں نہیں رکھ سکتا۔ ہاں جو لوگ خود کو دونوں صورتوں میں تھامے رکھتے ہیں یعنی تکالیف پر صبر اور بھلائیوں پر شکر کرتے ہیں اُن کے لیے بخشش اور بہت بڑے اجر کی بشارت ہے۔

آیات ۱۲ تا ۱۴

حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول اور قرآن اللہ کا کلام ہے

اِن آیات میں کافروں کے دو اعتراضات کا ذکر ہے۔ وہ اعتراض کرتے تھے کہ اگر محمد ﷺ واقعی اللہ کے رسول ہیں تو اُنہیں کوئی خزانہ کیوں نہیں دے دیا جاتا یا کوئی فرشتہ اُن کے ساتھ

اُن کی حفاظت اور اظہارِ عظمت کے لیے نازل کیوں نہیں ہوتا؟ فرمایا اے نبی ﷺ! اُن کی باتوں سے غمگین نہ ہوں۔ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ ﷺ کا کام اُن تک حق پہنچانا ہے، اُن سے حق منوانا نہیں۔ کافروں کا دوسرا اعتراض تھا کہ قرآن اللہ کا نہیں محمد ﷺ کا بنایا ہوا کلام ہے۔ جواب میں اللہ نے چیلنج دیا کہ مقابلہ میں قرآن جیسی دس سورتیں لے آؤ۔ اللہ کے رسول ﷺ کو تسلی دی گئی کہ اگر کافر یہ چیلنج قبول نہ کرسکیں تو ثابت ہوجائے گا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور اُس کے کامل علم کا مظہر ہے۔ کوئی انسان اللہ کے کلام جیسا کلام کبھی بھی نہیں پیش کرسکتا۔ لہٰذا اللہ ہی معبودِ حقیقی ہے۔ بہتری اِسی میں ہے کہ اللہ کے احکامات کے سامنے گردن جھکا دی جائے۔

آیات ۱۵ تا ۱۶

طے کرلو دنیا کے طلب گار ہو یا آخرت کے

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ جو کوئی بھی دنیا کا طلب گار ہوگا اُسے اُس کی محنتوں کا صلہ دنیا میں دے دیا جائے گا۔ ایسے بدنصیب انسان کے لیے آخرت میں سوائے جہنم کی آگ کے اور کچھ نہیں ہوگا۔ اُنہوں نے اپنے ضمیر کو جھوٹی تسلیاں دینے کے لیے جو جزوی نیکیاں کی تھیں وہ روزِ قیامت برباد ہوجائیں گی اور اُن کی دنیا کے حصول کے لیے کی گئی کاوشیں باطل ثابت ہوں گی۔

آیت ۱۷

رسالتِ محمدی ﷺ پر سب سے بڑا گواہ قرآنِ مجید ہے

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ ولادت سے لے کر ظہورِ نبوت تک انتہائی پاکیزہ تھی۔ نبوت کے ظہور اور قرآن کے نزول نے آپ ﷺ کے کردار کی سچائی پر مہرِ تصدیق ثبت کردی۔ قرآن سے پہلے رحمت بھرے احکاماتِ شریعت تورات میں تھے۔ اب یہ رحمت قرآن کی صورت میں برسی ہے۔ یہ ایسی یقینی حقیقت ہے جس پر شک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ سلیم الفطرت لوگ اِس قرآن پر ایمان لاکر رسالتِ محمد ﷺ کے برحق ہونے کی گواہی دیں گے۔ البتہ لوگوں کی اکثریت ایمان لانے سے محروم رہے گی اور جہنم کی آگ کا نوالہ بنے گی۔

آیات ۱۸ تا ۲۲

سب سے بڑے ظالم اور بدنصیب لوگ

اِن آیات میں فرمایا کہ سب سے بڑا ظالم وہ گروہ ہے جو اللہ کے ساتھ یہ جھوٹی بات منسوب کرے کہ اُس کے کچھ شریک ہیں۔ اُس روز کئی گواہ اُن کے اِس ظلم پر گواہی دیں گے۔ اُن ظالموں پر اللہ کی لعنت ہوگی۔ کوئی اُن کی مدد کے لیے نہیں آئے گا۔ اُن کے لیے عذاب مسلسل بڑھایا جائے گا۔ وہ سماعت اور بصارت سے محروم کر دیے جائیں گے اور روزِ قیامت وہ سب سے زیادہ خسارے میں ہوں گے۔

آیت ۲۳

سعادت مند لوگ

اِس آیت میں فرمایا کہ سعادت مند لوگ وہ ہیں جو اللہ کے کلام اور اُس کے رسول ﷺ پر ایمان لائیں، اچھے اعمال کریں اور زندگی کے جملہ معاملات میں اللہ کے احکامات کے سامنے عاجزی کے ساتھ سرِ تسلیم خم کریں۔ یہ وہ خوش نصیب ہیں جو ہمیشہ ہمیش جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

آیت ۲۴

بدنصیبوں اور خوش نصیبوں کی مثال

اِس آیت میں فرمایا کہ بدنصیب لوگ درحقیقت اندھے اور بہرے ہیں۔ اِس کے مقابلے میں خوش نصیب لوگ دیکھنے اور سننے والے ہیں۔ کیا یہ دونوں طرح کے لوگ برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں! پس اے لوگو! تم کیوں نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

آیات ۲۵ تا ۳۱

حضرت نوحؑ کی اپنی قوم کے ساتھ کشمکش

اِن آیات میں حضرت نوحؑ کی اپنی قوم کے ساتھ کشمکش کا بیان ہے۔ حضرت نوحؑ نے قوم کو توحید اور اللہ کی بندگی کی دعوت دی۔ قوم نے حقارت سے دعوت کو ٹھکرا دیا اور طنز کیا کہ نوحؑ

ہماری طرح کے ایک انسان ہیں اور اُن کا ساتھ دینے والے ہمارے معاشرہ کے گھٹیا اور مفلس لوگ ہیں۔ حضرت نوحؑ نے جواب دیا کہ دیکھو میں نے تمہارے درمیان ایک پاکیزہ زندگی بسر کی ہے۔ پھر اللہ نے مجھے نبوت کے لیے پسند فرما لیا۔ میری دعوت بے لوث ہے۔ میں نے تم سے اِس پر کوئی نذرانہ یا معاوضہ طلب نہیں کیا۔ میں نے کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ میں انسان نہیں بلکہ کوئی مافوق الفطرت مخلوق ہوں یا میرے اختیار میں دنیا کے خزانے ہیں۔ میں نے صرف یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ جو لوگ مجھ پر ایمان لائے ہیں، معاشی یا معاشرتی اعتبار سے اُن کی کیا حیثیت ہے، مجھے اِس سے کوئی غرض نہیں۔ ہاں اللہ کی نگاہ میں وہ انتہائی بلند مقام کے حامل ہیں۔ اگر میں تمہاری خواہش کے مطابق اُنہیں اپنے پاس سے دور کر دوں تو مجھے اللہ کی سزا سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔

آیات ۳۲ تا ۳۵

قوم کا حضرت نوحؑ سے عذاب لانے کا مطالبہ

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ قوم نے حضرت نوحؑ کی دعوت کو قبول کرنے کے بجائے اُن سے مطالبہ کیا کہ ہم پر عذاب لے آؤ۔ حضرت نوحؑ نے جواب دیا کہ عذاب تو اللہ ہی لے کر آئے گا اور تم اُس عذاب سے بچ نہ سکو گے۔ اگر اللہ نے تمہیں برباد کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو پھر میری خیر خواہی اور نصیحت تمہیں عذاب سے نہیں بچا سکتی۔

آیات ۳۶ تا ۳۹

جو اہلِ حق کا مذاق اڑائے گا تو پھر اُس کا بھی مذاق اڑایا جائے گا

اِن آیات میں اللہ نے حضرت نوحؑ کو آگاہ کیا کہ اب آپ کی قوم میں سے مزید کوئی ایمان نہ لائے گا۔ آپ ہماری رہنمائی اور نگرانی میں ایک کشتی بنائیے۔ حضرت نوحؑ کشتی بنا رہے تھے اور کفار آپ کا مذاق اڑا رہے تھے کہ یہ خشکی میں کشتی چلائیں گے۔ حضرت نوحؑ نے فرمایا کہ عنقریب ہم تمہارا مذاق اڑائیں گے۔ اب تم پر رسوا کن اور دائمی عذاب نازل ہونے ہی والا ہے۔

آیات ۴۰ تا ۴۴

قومِ نوحؑ پر عذاب

اِن آیات میں حضرت نوحؑ کی قوم پر عذاب کا ذکر ہے۔ جب اللہ کی طرف سے عذاب کا فیصلہ آیا تو ایک تنور سے پانی ابلنا شروع ہوا۔ حضرت نوحؑ نے تمام اہلِ ایمان اور ہر مخلوق کا ایک جوڑا کشتی میں سوار کرلیا۔ پانی کی سطح بلند ہوتی گئی اور ایسا طوفان آیا کہ جس سے پہاڑ جیسی بلند موجیں پیدا ہوگئیں ۔ پوری قوم اِس طوفان میں غرق ہوئی۔ حضرت نوحؑ کا ایک بیٹا بھی ایمان لانے سے محروم رہا تھا۔ آپ نے اُسے آخر وقت تک دعوت دی کہ وہ ایمان لاکر کشتی میں سوار ہوجائے۔ اُس نے اسباب پرستی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ میں پہاڑ پر چڑھ کر خود کو ڈوبنے سے بچالوں گا۔ اچانک ایک موج آئی اور اُسے بہا کر لے گئی۔ پھر اللہ کے حکم سے طوفان تھم گیا، زمین خشک ہوگئی اور کشتی جودی پہاڑ پر جاٹھہری۔

آیات ۴۵ تا ۴۹

بیٹے کے حق میں حضرت نوحؑ کی سفارش قبول نہیں کی گئی

اِن آیات میں حضرت نوحؑ کی اپنے بیٹے کے حق میں سفارش کا ذکر ہے۔ حضرت نوحؑ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی اے میرے رب! میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے تھا اور آپ نے میرے گھر والوں کو محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ بے شک آپ کا وعدہ برحق ہے۔ جواب میں اللہ نے فرمایا:

یٰنُوۡحُ اِنَّہٗ لَیۡسَ مِنۡ اَھۡلِکَ ج صلے اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ ق فَلَا تَسۡئَلۡنِ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ ط اِنِّیۡۤ اَعِظُکَ اَنۡ تَکُوۡنَ مِنَ الۡجٰھِلِیۡنَ ﴿﴾

''اے نوحؑ! یہ بچہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں تھا، اِس لیے کہ اُس کے اعمال غیر صالح تھے۔ تم مجھ سے ایسی چیز کا سوال مت کرو کہ جس کے لیے تمہارے پاس کوئی علم نہ ہو۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں ورنہ تم بھی ہوجاؤ گے جذباتی لوگوں میں سے''۔

اِس پر نوحؑ نے گڑگڑا کر عرض کی:

رَبِّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِکَ اَنۡ اَسۡـَٔلَکَ مَا لَیۡسَ لِیۡ بِہٖ عِلۡمٌ ؕ وَاِلَّا تَغۡفِرۡ لِیۡ وَتَرۡحَمۡنِیۡۤ اَکُنۡ مِّنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۴۷﴾

''اے میرے رب! میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں اِس سے کہ میں آپ سے اُس چیز کا سوال کروں جس کے لیے میرے پاس کوئی علم نہیں ہے۔ اے اللہ! اگر آپ نے مجھے بخش نہ دیا اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں ہو جاؤں گا خسارہ پانے والوں میں سے''۔

حقیقت یہی ہے کہ فاسق وفاجر اولاد کا صالح والد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوسکتا۔ بقول اقبال:

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابلِ میراثِ پدر کیونکر ہو؟

۹۵۰ برس تک اللہ کے دین کی خدمت کرنے والے نوحؑ کی اپنے بیٹے کے حق میں سفارش اگر بارگاہِ خداوندی میں قبولیت حاصل نہیں کر سکی تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہماری اکثریت کے ذہن میں جو شفاعتِ باطلہ کے تصورات ہیں اُن کی کیا حقیقت ہے اور اُن کا کیا نتیجہ نکلے گا؟ آخر میں نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ یہ واقعات غیب کی خبروں میں سے ہیں جو آپ کو سنائے جارہے ہیں۔ آپ ﷺ حضرت نوحؑ کی طرح ڈٹے رہیں۔ دنیا میں کفار وقتی طور پر آپ ﷺ کو دکھ دے رہے ہیں لیکن وہ انجامِ بد سے دوچار ہو کر رہیں گے اور آخرت میں تمام نعمتیں اور ابدی راحت وسکون آپ ﷺ کو حاصل ہو کر رہے گا۔

آیات ۵۰ تا ۵۲

توبہ واستغفار کی برکات

اِن آیات میں حضرت ہودؑ کی بےلوث دعوت کا بیان ہے۔ اُنہوں نے اپنی قوم یعنی قومِ عاد کو دعوتِ توحید دی، اللہ کے حضور توبہ واستغفار کی تلقین کی اور توبہ اور استغفار کی برکات کا ذکر اِس طرح کیا:

یٰقَوۡمِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡہِ یُرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَیۡکُمۡ مِّدۡرَارًا

وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ

''اے میری قوم کے لوگو! اپنے رب سے بخشش مانگو، پھر اُس کے حضور توبہ کرو۔ وہ تم پر بھیجے گا آسمان کو مسلسل برستا ہوا اور تمہاری قوت میں مزید قوت کا اضافہ کرے گا''۔

آیات ۵۳ تا ۵۷

حضرت ہودؑ کی اپنی قوم کے ساتھ کشمکش

اِن آیات میں حضرت ہودؑ کی اپنی قوم کے ساتھ کشمکش کا بیان ہے۔ قوم نے آپ کی دعوت جھٹلا دی اور کہا کہ شاید ہمارے کسی معبود نے آپ پر برے اثرات ڈال دیے ہیں۔ حضرت ہودؑ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تمہارے معبود میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ میرا بھروسہ اللہ پر ہے۔ ہر مخلوق ہر وقت اللہ ہی کے اختیار میں اور اُس کا نفع ونقصان صرف اور صرف اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ میں نے تم کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ اگر تم نے یہ پیغام قبول نہ کیا تو اللہ تمہیں برباد کر دے گا۔ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو دنیا میں خلافت دے گا اور تم اللہ کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔

آیات ۵۸ تا ۶۰

قومِ عاد پر اللہ کا عذاب

اِن آیات میں قومِ عاد پر اللہ کے عذاب کا ذکر ہے۔ اللہ نے حضرت ہودؑ اور اہلِ ایمان کو محفوظ رکھا اور ایک تیز وتند ہوا کے ذریعہ بقیہ قوم کو اٹھا کر پٹخ دیا۔ وہ اِس طرح مٹا دیے گئے جیسے کبھی وہاں آباد ہی نہ تھے۔ قومِ عاد کو رسولوں کی نافرمانی اور حق کے دشمن سرکش سرداروں کی پیروی کی بدترین سزا ملی۔ دنیا وآخرت میں لعنت اور پھٹکار ہی اُن کا نصیب ٹھہری۔ بلاشبہ نافرمان قوموں کا برا انجام ہوا۔

آیات ۶۱ تا ۶۳

حضرت صالحؑ کی اپنی قوم کے ساتھ کشمکش

اِن آیات میں حضرت صالحؑ کی اپنی قوم یعنی قومِ ثمود کے ساتھ کشمکش کا ذکر ہے۔ حضرت صالحؑ نے قوم کو اللہ کی بندگی کرنے، اُس کا شکر ادا کرنے اور اُس سے بخشش مانگنے کی تلقین

کی۔قوم نے حضرت صالحؑ کی دعوت قبول کرنے کے بجائے اِس حوالے سے شکوک و شبہات کا اظہار کیا۔قوم نے حضرت صالحؑ کی پاکیزہ زندگی کا اعتراف کیا اور کہا کہ ہمیں تو امید تھی کہ آپ قوم کا نام روشن کریں گے۔اِس کے برعکس آپ نے اپنے آباء واجداد کے تصورات ہی کی نفی کردی۔حضرت صالحؑ نے جواب دیا کہ بلاشبہ میں نے تمہارے درمیان پاکیزہ زندگی بسر کی۔پھر اللہ نے مجھے نبوت کے لیے پسند فرما کر مجھ پر اپنے احسانات کی بارش کردی۔کیا میں تمہاری امیدوں اور توقعات کو پورا کرنے کے لیے اللہ کے ساتھ احسان فراموشی کروں؟اگر میں نے ایسا کیا تو مجھے اللہ کے عذاب سے کون بچا سکے گا؟

آیات ۶۴ تا ۶۸

قومِ ثمود پر عذاب

اِن آیات میں قومِ ثمود پر اللہ کے عذاب کا بیان ہے۔قوم نے فرمائش کی کہ اگر پہاڑ سے زندہ اونٹنی برآمد کردی جائے تو وہ ایمان لے آئے گی۔اللہ نے یہ معجزہ ظاہر کردیا۔حضرت صالحؑ نے قوم سے کہا کہ معجزہ سے ظاہر ہونے والی اونٹنی اللہ کی خاص نشانی ہے لہٰذا اِس کے کھانے پینے میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالی جائے اور نہ ہی اُسے مار دینے کی نیت سے ہاتھ لگایا جائے۔قوم نے اونٹنی کو ہلاک کردیا۔اِس جرم کے تین روز بعد زوردار زلزلہ نے قوم کو نیست ونابود کردیا۔وہ ایسے ہوگئے جیسے کبھی وہاں آباد ہی نہ تھے۔البتہ حضرت صالحؑ اور اہلِ ایمان عذاب سے محفوظ رہے۔

آیات ۶۹ تا ۷۳

حضرت ابراہیمؑ کے لیے حضرت اسحاقؑ کی ولادت کی بشارت

اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ کے لیے حضرت اسحاقؑ کی ولادت کی بشارت مذکور ہے۔اللہ نے انسانی صورت میں چند فرشتوں کو حضرت ابراہیمؑ کے پاس بھیجا۔فرشتوں نے حضرت ابراہیمؑ کا پیش کردہ کھانا' کھانے سے انکار کردیا۔حضرت ابراہیمؑ نے خوف محسوس کیا کہ کہیں یہ بری نیت سے تو نہیں آئے جو میرے دسترخوان کا نمک نہیں کھا رہے۔فرشتوں نے کہا کہ ہم انسان نہیں فرشتے ہیں اور قوم لوطؑ پر عذاب کے لیے بھیجے گئے ہیں۔اِسی دوران حضرت

ابراہیمؑ کی زوجہ حضرت سارہ سامنے آئیں جو بانجھ اور بڑھاپے کی عمر میں تھیں۔فرشتوں نے اُن کو بیٹے حضرت اسحاقؑ اور پوتے حضرت یعقوبؑ کی بشارت دی۔حضرت سارہ نے تعجب کا اظہار کیا کہ بڑھاپے اور بانجھ پن میں ایسا کیسے ممکن ہے؟ جواب میں فرشتوں نے کہا:

اَتَعۡجَبِیۡنَ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰہِ رَحۡمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکٰتُہٗ عَلَیۡکُمۡ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ ؕ
اِنَّہٗ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ﴿﴾

''کیا تم اللہ کے فیصلہ کے حوالے سے تعجب کرتی ہو! تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہیں اے اہلِ بیت! بے شک اللہ کی حمد جاری وساری ہے اور وہ بڑی بزرگی والا ہے''۔

اِس سے ظاہر ہوا کہ اہلِ بیت سے مراد نبی اور اُن کی زوجہ ہیں۔

آیات ۷۴ تا ۷۶

ظالم قوم کے لیے نبی کی سفارش قبول نہیں کی جاتی

اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ کی قومِ لوطؑ کے لیے سفارش کا ذکر ہے۔اللہ نے فرمایا کہ اے ابراہیمؑ! قومِ لوطؑ کی سفارش میری بارگاہ میں نہ کرو۔اُن پر اب ایسا عذاب نازل ہونے والا ہے جسے لوٹایا نہیں جا سکتا۔

آیات ۷۷ تا ۸۰

قومِ لوطؑ کی بے حیائی

اِن آیات میں حضرت لوطؑ کی قوم کی بے حیائی کا تذکرہ ہے۔جب فرشتے خوبصورت لڑکوں کی صورت میں حضرت لوطؑ کے پاس آئے تو قوم دیوانہ وار دوڑتی ہوئی آئی تاکہ اُن لڑکوں کو اپنی شہوت کا نشانہ بنا سکے۔حضرت لوطؑ نے اِس بے حیائی پر قوم کو منع کیا اور کہا کہ قوم کی بیٹیاں موجود ہیں اُن سے نکاح کر کے جذبات کی تسکین کا جائز راستہ اختیار کرو۔قوم نے ڈھٹائی سے حضرت لوطؑ کی نصیحت کو رد کر دیا۔حضرت لوطؑ نے حسرت سے کہا اے کاش میرے پاس تمہارے مقابلہ کی قوت ہوتی یا میں اپنے مہمانوں سمیت کسی محفوظ مقام پر پناہ لے سکتا۔

آیات ۸۱ تا ۸۳

قومِ لوطؑ پر عذاب

اِن آیات میں قومِ لوطؑ پر آنے والے عذاب کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔فرشتوں نے حضرت لوطؑ کو تسلی دی کہ ہم اللہ کے طرف سے بھیجے گئے ہیں۔آپ اپنے گھر والوں کو لے کر بستی سے نکل جائیے۔البتہ آپ کی زوجہ قوم کے ساتھ ہمدردی رکھتی ہے اور وہ قوم کے ساتھ عذاب کا شکار ہوگی۔اِس کے بعد قومِ لوطؑ کی بستی کو الٹ دیا گیا اور ایک تیز آندھی کے ذریعہ اُن پر کنکریوں کی بارش کی گئی۔ہر کنکری ٹھیک نشانہ پر ایک ایک مجرم کو لگی اور قوم تباہی اور بربادی کی عبرتناک مثال بن گئی۔

آیات ۸۴ تا ۸۶

حضرت شعیبؑ کی دعوت

اِن آیات میں حضرت شعیبؑ کی اپنی قوم کے سامنے دعوت کا بیان ہے۔اُنہوں نے قوم کو اللہ کی بندگی کی دعوت دی اور خاص طور پر ناپ اور تول میں کمی کرنے سے منع کیا۔مزید یہ کہ قافلوں کو لوٹنے یعنی زمین میں فتنہ وفساد برپا کرنے سے روکا۔اُنہیں یہ حقیقت بتائی کہ جائز ذرائع سے حاصل ہونے والی آمدنی ہی انسان کے لیے خیر و برکت کا باعث ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں حرام کی ہر صورت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

آیات ۸۷ تا ۹۳

حضرت شعیبؑ کی قوم کے ساتھ کشمکش

اِن آیات میں حضرت شعیبؑ اور اُن کی قوم کے درمیان بحث ونزاع کا ذکر ہے۔قوم نے کہا کہ اے شعیب! تم کثرت سے نمازیں پڑھتے تھے۔کیا اِن نمازوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ تم ہمیں اپنے معبودوں کی بندگی اور اپنی مرضی کے مطابق مال کمانے سے روکتے ہو؟ حضرت شعیبؑ نے قوم کے سامنے اپنے کردار کی پاکیزگی اور خاص طور پر اپنے قول وفعل کی مطابقت کو پیش کیا۔اُن پر واضح کیا کہ میرا مقصد صرف اور صرف اللہ کی نصرت کے سہارے تمہاری اصلاح

ہے۔ اگر تم نے اللہ کی بارگاہ میں توبہ و استغار کی تو اللہ کی رحمت تمہارے شامل حال ہوگی۔ دوسری صورت میں تم پر اِسی طرح سے عذاب آئے گا جیسے سابقہ قوموں پر آیا تھا۔قوم نے کہا کہ ہم اگر تمہارے خاندان کا لحاظ نہ کرتے تو کب کا تمہیں سنگسار کر چکے ہوتے۔ حضرت شعیبؑ نے کہا کہ کیا تمہیں اللہ سے زیادہ میرے خاندان کا پاس ہے؟ جو کرنا ہے کرلو۔ اب دیکھ لینا کہ کس پر رسوا کن عذاب نازل ہوتا ہے؟

آیات ۹۴ تا ۹۵

قومِ شعیبؑ پر عذاب

اِن آیات میں قوم شعیبؑ پر نازل ہونے والے عذاب کا بیان ہے۔ یہ عذاب ایک زلزلہ کی صورت میں آیا جس طرح قومِ ثمود پر آیا تھا۔قومِ شعیبؑ بھی اُسی طرح سے نیست و نابود ہوئی جس طرح قومِ ثمود ہوئی تھی۔ البتہ اللہ نے حضرت شعیبؑ اور اُن کے ساتھ اہلِ ایمان کو عذاب سے محفوظ رکھا۔

آیات ۹۶ تا ۹۹

آلِ فرعون کا برا انجام

اِن آیات میں حضرت موسیٰؑ کو آلِ فرعون کی طرف بھیجے جانے کا ذکر ہے۔آلِ فرعون نے حضرت موسیٰؑ کے بجائے فرعون کے گمراہ کن احکامات کی پیروی کی۔ روزِ قیامت اُن کا حشر فرعون کے ساتھ ہوگا۔ اُن پر رہتی دنیا تک لعنت ہوتی رہی گی اور وہ روزِ قیامت بھی ذلت و رسوائی کا شکار ہوں گے۔

آیات ۱۰۰ تا ۱۰۲

ہلاک ہونے والی قوموں کے انجام پر بصیرت افروز تبصرہ

اِن آیات میں اُن نافرمان قوموں کے انجام پر بصیرت افروز تبصرہ کیا گیا جو عذابِ الٰہی کے ذریعہ ہلاک ہوئیں۔ اِن قوموں پر اللہ نے ظلم نہیں کیا بلکہ اُنھوں نے شرک کی راہ پر ہٹ دھرمی سے چل کر خود ہی اپنے آپ پر ظلم کیا۔ جب اللہ کا عذاب آیا تو اُن کے خودساختہ معبود

اُن کے کچھ کام نہ آئے۔ اللہ مختلف عذابوں سے نافرمان قوموں کی پکڑ کرتا ہے اور اُس کے عذاب کی ہر صورت ہی بڑی دردناک ہوتی ہے۔

آیات ۱۰۳ تا ۱۰۹

بدنصیب کون اور خوش نصیب کون؟...... فیصلہ روزِ قیامت ہوگا!

اِن آیات میں احوالِ قیامت بیان ہوئے۔ روزِ قیامت تمام انسان حاضر کیے جائیں گے۔ اُس روز اللہ کی اجازت کے بغیر کسی کو کلام کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ اللہ انسانوں کے حوالے سے فیصلہ سنائے گا اور انسان دو گروہوں میں تقسیم کر دیے جائیں گے۔ ایک گروہ بدنصیبوں کا ہوگا جو ہمیشہ ہمیش جہنم میں جلتے رہے گے۔ دوسرا گروہ خوش نصیبوں کا ہوگا جو ہمیشہ ہمیش جنت کی نعمتوں سے شادکام ہوں گے۔ اللہ ہمیں دوسرے گروہ میں شامل فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۱۰ تا ۱۱۱

اللہ کے کلام سے ہر دور میں اختلاف کیا گیا

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کے لیے بیان کیا گیا کہ ہر دور میں اللہ کی کتاب سے اختلاف کرنے والے موجود رہے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کو اللہ نے کتاب دی اور اُن کی قوم کے بدنصیب گروہ نے اُس سے اختلاف کیا۔ اللہ کی سنت ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو اصلاح کے لیے مہلت دیتا ہے۔ البتہ جو لوگ مہلت سے فائدہ نہیں اٹھاتے تو پھر اُنہیں اپنے جرائم کی پوری پوری سزا دے دی جاتی ہے۔

آیات ۱۱۲ تا ۱۱۵

مشکل حالات میں اہلِ ایمان کے لیے اہم ہدایات

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو نبی اکرم ﷺ کے توسط سے انتہائی مشکل حالات میں مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کرنے کی تلقین کی گئی:

i- شدید مخالفت کے باوجود حق پر ڈٹے رہو۔

ii- مخالفین کے ظلم کے ردِعمل میں ایسا قدم نہ اٹھاؤ جو شریعت کے خلاف ہو۔

iii- کافروں کی طرف سے کسی بھی قسم کے سمجھوتے کی پیشکش قبول نہ کرو۔

iv- پنج وقتہ نماز پابندی سے ادا کرو۔ تمہاری نیکیوں سے صغیرہ گناہ معاف کردیے جائیں گے۔

v- کافروں کے طنز اور تشدد کے جواب میں صبر کرو۔ اللہ کے ہاں تمہارے صبر کا اجر محفوظ ہے۔

آیات ۱۱۶ تا ۱۱۷

برائی کو روکنے والے ہی عذاب سے بچتے ہیں

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ کاش ہلاک ہونے والی قوموں میں ایک مؤثر حصہ ایسے لوگوں کا ہوتا جو نافرمانوں کو برائی سے روکتا۔ ایسے لوگ بہت کم تھے۔ البتہ جب اللہ کا عذاب آیا تو برائی سے روکنے والوں کو اللہ نے بچا لیا۔ جب تک بستی میں برائی سے روکنے والوں کا ایک مؤثر گروہ ہوتا ہے' اللہ ایسی بستی پر عذاب نازل نہیں فرماتا۔ اللہ ہم سب کو نہ صرف برائیوں سے رکنے بلکہ روکنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۱۸ تا ۱۱۹

حق سے اختلاف کرنے والے ہر دور میں ہوں گے

اِن آیات میں فرمایا گیا کہ اللہ تمام انسانوں کو زبردستی حق کا ساتھ دینے والا بنا سکتا تھا لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا۔ انسانوں کو اختیار دیا ہے۔ ہر دور میں کچھ بدنصیب انسان اختیار کا غلط استعمال کر کے حق کی مخالفت کریں گے۔ اللہ ایسے ہی مجرموں سے جہنم کو بھر دے گا۔

آیات ۱۲۰ تا ۱۲۳

اللہ کا دوٹوک اعلان

اِن آیات میں فرمایا کہ اللہ نے سابقہ رسولوں کے واقعات اِس لیے بیان فرمائے کہ اِس سے نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی ہو اور اہلِ ایمان کے لیے نصیحت اور یاددہانی کا سامان ہو۔ کافروں کے لیے چیلنج ہے کہ وہ ہمارے رسول کے خلاف جو اقدام کر سکتے ہیں کر گزریں۔ اُن کا وہی انجام ہوگا جیسا سابقہ رسولوں کے مخالفین کا ہوا تھا۔ اللہ آسمانوں اور زمین کے تمام رازوں' تمام انسانوں کے اعمال اور پھر اُن کے انجام سے واقف ہے۔ تمام انسانوں کے معاملات

آخری فیصلہ کے لیے اُسی کے سامنے پیش ہوں گے۔ خیر اِسی میں ہے کہ اللہ ہی کی بندگی کی جائے اور صرف اور صرف اُسی پر بھروسہ کیا جائے۔

سورۂ یوسفؑ

ایک حسین واقعہ کا بیان

سورۂ یوسف کے ۱۲ میں سے ۱۱ رکوع حضرت یوسفؑ کے پُرحکمت، حسین اور دلچسپ واقعہ کے بیان پر مشتمل ہیں۔

واقعہ کا پس منظر:

حضرت یوسفؑ، حضرت یعقوبؑ کے بیٹے تھے۔ مجموعی طور پر حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے دس بیٹے پہلی بیوی سے اور دو بیٹے دوسری بیوی سے تھے۔ یہ بیٹے اور اُن کی اولاد بنی اسرائیل کہلاتی ہیں۔ حضرت یوسفؑ اور اُن کے بھائی بنیامین حضرت یعقوبؑ کی دوسری بیوی سے تھے اور عمر میں دس سوتیلے بھائیوں سے چھوٹے تھے۔ سوتیلے بھائی حضرت یوسفؑ سے حسد کرتے تھے جس کی تفصیل اِس سورت کے بیان شدہ واقعہ میں آئی ہے۔

سورہ ٔمبارکہ کا شانِ نزول:

یہ سورہ ٔمبارکہ مکی دور کے آخر میں نازل ہوئی۔ اِس کا شانِ نزول یہ ہے کہ یہود نے قریشِ مکہ کے ذریعہ نبی اکرم ﷺ کا امتحان لینے کے لیے سوال پوچھا کہ بنی اسرائیل کا فلسطین کے علاقے کنعان سے مصر کی طرف ہجرت کا سبب کیا تھا؟ اہلِ عرب اِس سوال کے جواب سے ناواقف تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس سوال کا جواب اِس سورہ ٔمبارکہ میں عطا فرما کر نبی اکرم ﷺ کو امتحان میں سرخرو کیا اور آپ ﷺ کی رسالت کی حقانیت کو ثابت کر دیا۔

آیات کا تجزیہ:

آیات ۱ تا ۶	حضرت یوسفؑ کا خوش کن خواب
آیات ۶ تا ۱۸	برادرانِ یوسفؑ کی سازش
آیات ۱۹ تا ۳۴	حضرت یوسفؑ عزیز مصر کے گھر میں

آیات ۳۵ تا ۵۳	حضرت یوسفؑ قید خانہ میں
آیات ۵۴ تا ۵۷	حضرت یوسفؑ شاہِ مصر کے دربار میں
آیات ۵۸ تا ۹۳	برادرانِ یوسفؑ دربارِ یوسفؑ میں
آیات ۹۴ تا ۱۰۱	حضرت یعقوبؑ کے خاندان کی مصر آمد
آیات ۱۰۲ تا ۱۱۱	انسانوں کی اکثریت کے طرزِ عمل پر بصیرت افروز تبصرہ

آیات ۱ تا ۳

قرآنِ کریم ایک عام فہم کتاب ہے

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ قرآنِ کریم ایک عام فہم کتاب ہے۔ لوحِ محفوظ میں موجود قرآنِ کریم کو اللہ نے زبانِ عربی کی صورت میں نازل کیا تا کہ لوگ قرآن کو سمجھ سکیں اور اِس کے مضامین پر غور وفکر کرسکیں۔

آیات ۴ تا ۶

حضرت یوسفؑ کا خوش کن خواب

اِن آیات میں حضرت یوسفؑ کے خواب کا ذکر ہے جس میں اُنہیں بلند درجات کے حصول کی بشارت دی گئی۔ اُنہیں دکھایا گیا کہ سورج، چاند اور گیارہ ستارے اُن کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔ حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کو خواب میں دی جانے والی بشارت سے آگاہ کیا اور منع کیا کہ وہ اِس خواب کا تذکرہ اپنے بھائیوں سے نہ کریں ورنہ وہ حسد کی آگ میں جل کر کوئی سازش کریں گے۔

آیات ۷ تا ۱۸

برادرانِ یوسفؑ کی سازش

اِن آیات میں برادرانِ یوسفؑ کی حضرت یوسفؑ کے خلاف سازش کا ذکر ہے۔ حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ سے اُن کے حسن، ذہانت اور کریمانہ اطوار واخلاق کی وجہ سے زیادہ محبت کرتے تھے۔ بھائیوں کو حضرت یوسفؑ سے حسد ہوا اور وہ اُنہیں قتل کرنا چاہتے تھے لیکن بڑے بھائی

نے منع کیا کہ قتل نہ کرو بلکہ اُنہیں کسی اندھے کنوئیں میں ڈال دو۔کوئی قافلہ اُن کو ساتھ لے جائے گا۔ بھائیوں نے حضرت یعقوبؑ کو مجبور کر کے اجازت لے ہی لی کہ وہ یوسفؑ کو اپنے ساتھ جنگل میں لے جائیں۔اُنہوں نے یوسفؑ کو اندھے کنوئیں میں ڈال دیا۔ایسے میں اللہ نے الہام کے ذریعہ حضرت یوسفؑ کو محفوظ رہنے اور ایک اعلیٰ مقام حاصل کرنے کی بشارت دی۔ برادرانِ یوسفؑ رات میں عشاء کے وقت حضرت یعقوبؑ کے پاس آئے تاکہ چہروں پر جھوٹ کی سیاہی رات کی تاریکی میں ظاہر نہ ہو۔اُنہوں نے جھوٹا بہانہ کیا کہ یوسفؑ کو بھیڑیے نے کھالیا ہے۔حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کے بہانہ کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔اِس کی وجہ یہ تھی کہ اُنہیں حضرت یوسفؑ کا خواب معلوم تھا اور خواب کی تاویل یہ تھی کہ حضرت یعقوبؑ اپنی زندگی میں حضرت یوسفؑ کو شاندار منصبِ دنیوی اور عروجِ دینی پر دیکھ لیں گے۔

آیات ۱۹ تا ۲۲

حضرت یوسفؑ عزیزِ مصر کے گھر میں

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ ایک قافلہ نے حضرت یوسفؑ کو کنوئیں سے نکالا اور مصر میں لے جا کر فروخت کردیا۔مصر میں حضرت یوسفؑ کو ایک اہم منصب دار نے خریدا جو ''عزیزِ مصر'' کہلاتا تھا۔اُس نے اپنی بیوی (زلیخا) سے کہا کہ اِس بچہ کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔ہم اُسے منہ بولا بیٹا بنالیں گے یا اُس سے کوئی اور فائدہ حاصل کریں گے۔

عزیزِ مصر شہر کے انتظامی امور کا ذمہ دار تھا۔شہر کے مسائل پر غور و فکر کے لیے ماہرین کے اجلاس اُس کے گھر میں منعقد ہوتے تھے۔مسائل کے اسباب پر مختلف زاویوں سے غور ہوتا اور اُن کے تمام ممکنہ حل زیرِ بحث آتے۔ان اجلاسوں میں شرکت سے حضرت یوسفؑ کی تربیت ہوئی اور وہ باتوں کی تہہ تک پہنچنے کا فن سیکھ گئے۔ پھر جب وہ بلوغت کی عمر کو پہنچے تو اللہ نے اُنہیں نبوت کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔

آیات ۲۳ تا ۲۹

حضرت یوسفؑ...... پاکیزہ کردار کی اعلیٰ مثال

عزیزِ مصر کی زوجہ نے حضرت یوسفؑ کو دعوتِ گناہ دی لیکن اُنہوں نے جواب میں ارشاد فرمایا:

مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

''اللہ کی پناہ، وہ میرا آقا ہے جس نے مجھے بہت عمدہ مقام دیا ہے اور ظالم کبھی کامیاب نہیں ہوتے''۔

یہ اللہ کا فضل تھا کہ اُس نے اپنے نیک سیرت بندہ کو فحش حرکت سے محفوظ رکھا۔ حضرت یوسفؑ دروازے کی طرف دوڑے، زلیخا اُن کے پیچھے دوڑی اور اُن کا کرتا پکڑ کر کھینچا جس سے کرتا پھٹ گیا۔ زلیخا نے اپنے شوہر کے سامنے حضرت یوسفؑ پر گناہ کی دعوت دینے کا بہتان لگایا۔ حضرت یوسفؑ نے اِس بہتان کی نفی کی، اپنی صفائی پیش کرنے کے لیے صرف اتنے ہی الفاظ کا استعمال کیا جو نہایت ضروری تھے اور تہمت لگانے والی پر غصہ کا اظہار نہیں کیا۔ بعد ازاں اُن کے کرتے کے پچھلی طرف سے پھٹنے نے ثابت کر دیا کہ دعوتِ گناہ دینے والی زلیخا ہے۔

آیات ۳۰ تا ۳۲

بیگماتِ مصر کا مکروفریب

اِن آیات میں مصر کے افسران کی بیگمات کے مکروفریب کا ذکر ہے۔ اُنہوں نے اِس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ عزیزِ مصر کی بیوی ایک نوجوان خادم پر فدا ہوگئی ہے۔ زلیخا نے اِن بیگمات کو ایک دعوت میں مدعو کیا اور اُن کے سامنے سے یوسفؑ کو گزرنے کا حکم دیا۔ وہ سب کی سب یوسفؑ پر فدا ہوگئیں اور اُنہوں نے یوسفؑ کی توجہ حاصل کرنے کے لیے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ زلیخا نے بتایا کہ یہ ہے وہ حسین نوجوان جس کے بارے میں مجھے ملامت کی جارہی تھی۔ اُسے میری خواہش پوری کرنی ہوگی ورنہ اُسے قید خانہ میں ڈال دیا جائے گا۔

آیات ۳۳ تا ۳۵

اللہ کی توفیق کے بغیر پاکیزہ رہنا ناممکن ہے

جب حضرت یوسفؑ نے دیکھا کہ اب صرف عزیزِ مصر کی بیوی ہی نہیں دیگر بیگمات بھی اُنہیں دعوتِ گناہ دے رہی ہیں تو اللہ کی بارگاہ میں بڑی عاجزی کے ساتھ التجا کی:

رَبِّ السِّجۡنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدۡعُوۡنَنِیۡۤ اِلَیۡہِ ۚ وَ اِلَّا تَصۡرِفۡ عَنِّیۡ کَیۡدَہُنَّ اَصۡبُ اِلَیۡہِنَّ وَ اَکُنۡ مِّنَ الۡجٰہِلِیۡنَ ﴿۳۳﴾

''اے میرے رب! مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے اُس گناہ سے کہ جس کی طرف یہ مجھے دعوت دے رہی ہیں اور اگر تو نے مجھ سے اُن کا یہ فریب دور نہ کیا تو میں تو اُن کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور میں ہو جاؤں گا جاہلوں میں سے''۔

ایک ایسے شخص کے لیے جس کا پردیس میں نہ اپنا گھر ہو اور نہ وہ شادی شدہ ہو، ایسے حالات میں پاکیزہ رہنا، بلاشبہ پاکیزگی کی معراج ہے۔ بہر حال اللہ کے بندے، اللہ سے دعا کر کے کبھی بھی محروم نہیں رہتے:

افلاک سے آتا ہے، نالوں کا جواب آخر
اُٹھتے ہیں حجاب آخر، کرتے ہیں خطاب آخر

اللہ نے یوسفؑ کی دعا سن لی اور اُنہیں گناہ سے محفوظ رکھا۔ البتہ مصر کے اربابِ اختیار نے محسوس کر لیا کہ وہ اپنی بیگمات کو قابو نہیں کر سکتے لہٰذا اُنھوں نے فیصلہ کیا کہ حضرت یوسفؑ کو ہی قید کر دیا جائے۔

آیت ۳۶

دو قیدیوں کے خواب

اِس آیت میں دو نوجوان قیدیوں کے خوابوں کا ذکر ہے۔ یہ نوجوان شاہِ مصر کے محل میں ملازم تھے۔ ایک ساقی تھا اور دوسرا باورچی۔ اُن پر الزام تھا کہ اُن میں سے کسی ایک نے بادشاہ کو زہر دینے کی کوشش کی ہے۔ اُنہیں قید خانے میں حضرت یوسفؑ کی سچائی اور پاکیزہ کردار کا تجربہ ہوا۔ پھر اُن کی علمی بصیرت کا بھی اندازہ ہوا۔ اُن دونوں نے حضرت یوسفؑ کے سامنے اپنے اپنے خواب بیان کیے تا کہ اُن کی تعبیر جان سکیں۔ ایک نے کہا کہ وہ بادشاہ کو خواب میں شراب پلا رہا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ اُس نے خواب میں دیکھا ہے کہ اُس کے سر پر روٹیوں

کی چنگیری ہے جس میں سے پرندے کھا رہے ہیں۔

آیات ۳۷ تا ۴۰

قید خانہ کا حکیمانہ وعظ

حضرت یوسفؑ نے دونوں قیدیوں کو نہ صرف اُن کے خوابوں کی تعبیر بتائی بلکہ اُن کے سامنے ایسا حکیمانہ وعظ ارشاد فرمایا جو ایمانی حقائق اور عملی ہدایات کا حسین امتزاج لیے ہوئے تھا۔ اُنہوں نے ارشاد فرمایا:

i- میرے پاس جو بھی علم ہے وہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔

ii- اللہ نے مجھے علم کی دولت اِس لیے دی ہے کہ میں نے اُن لوگوں کی روش اختیار نہیں کی جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

iii- میں نے اپنے صالح آباء واجداد کی پیروی کرتے ہوئے توحید کی راہ اختیار کی۔

iv- توحید کا عقیدہ تمام انسانوں کے لیے بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ انسان کو باوقار کردار کا حامل بناتا ہے۔ یہ عقیدہ در در پر سر جھکانے، اسباب کے خوف اور دوسروں کی خوشامد و چاپلوسی کی ذلت سے بچاتا ہے۔ بقول اقبال:

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

v- لوگوں کی اکثریت ناشکری کرتے ہوئے توحید کا راستہ اختیار نہیں کرتی بلکہ خود ساختہ معبودوں کو اللہ کے ساتھ شریک کر دیتی ہے۔

vi- معبودِ حقیقی صرف اور صرف اللہ ہی ہے اور اُسی کا اختیار ہے کہ انسانوں کو احکامات دے۔

سروری زیبا فقط اُس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری

vii- دعوتِ عمل کا نمایاں ترین مظہر یہ ہے کہ صرف اللہ کی عبادت یعنی محبت کے ساتھ کلی

اطاعت کی جائے۔ بالکل خالص دین یہی ہے۔

آیات ۴۱ تا ۴۲

قیدیوں کے خواب کی تعبیر

حضرت یوسفؑ نے دونوں قیدیوں کے خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ ایک قیدی رہا ہوگا اور دوبارہ بادشاہ کے ساقی کا منصب حاصل کرکے بادشاہ کو شراب پلانے کی ذمہ داری ادا کرے گا۔ دوسرے کو سزا کے طور پر صلیب پر لٹکا دیا جائے گا اور پرندے اُس کے سر میں سے مغز نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ حضرت یوسفؑ نے رہا ہونے والے قیدی سے کہا کہ بادشاہ کے سامنے ذکر کرنا کہ یوسفؑ بغیر کسی قصور کے جیل میں قید ہیں۔ وہ یہ بات بادشاہ کے علم میں لانا بھول گیا۔

آیات ۴۳ تا ۴۴

بادشاہ کا خواب

بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ سات موٹی گائیں ہیں جنہیں کھا جاتی ہیں سات دبلی گائیں۔ اِسی طرح اناج کی سات بالیاں سبز ہیں اور سات ہی خشک۔ بادشاہ نے اپنے سرداروں سے خواب کی تعبیر پوچھی لیکن وہ تعبیر بتانے سے قاصر رہے۔

آیات ۴۵ تا ۴۹

بادشاہ کے خواب کی تعبیر

ساقی نے بادشاہ سے کہا کہ وہ حضرت یوسفؑ سے خواب کی تعبیر پوچھ کر بتائے گا۔ حضرت یوسفؑ نے ساقی کو بتایا کہ سات سال خوشحالی کے آئیں گے جس میں کثرت سے پیداوار ہوگی۔ تم اِن سالوں میں اناج کے دانے پھلیوں سے صرف اُس قدر نکالنا جو تمہاری خوراک کے لیے ضروری ہوں۔ اِس کے بعد سات سال خشک سالی کے آئیں گے۔ اب پھلیوں میں محفوظ دانے استعمال کرنا لیکن کچھ بچا لینا تا کہ آئندہ بیج کے لیے استعمال ہوں۔ پھر ایک ایسا سال آئے گا جس میں خوب بارش ہوگی اور بڑی عمدہ زرعی پیداوار ہوگی۔ گویا حضرت یوسفؑ نے مسئلہ بھی بتایا اور مسئلہ کا حل بھی تجویز فرما دیا۔ البتہ اعلیٰ ظرفی دیکھیے کہ ساقی سے کوئی

شکایت نہیں کی کہ تم نے میرے بلاقصور قید ہونے کے بارے میں بادشاہ کو کیوں نہیں بتایا؟

آیت ۵۰

بادشاہ کی طلبی اور حضرت یوسفؑ کا انکار

بادشاہ نے ساقی سے خواب کی تعبیر سن کر کہا کہ ایسے صاحبِ بصیرت انسان کو میرے پاس لے کر آؤ۔ حضرت یوسفؑ نے رہا ہونے سے انکار کیا اور مطالبہ کیا کہ پہلے معاملہ کی تحقیق ہو کہ مجھے کس وجہ سے قید کیا گیا ہے؟ اہمیت نیک نامی کی ہے۔ کسی شبہ یا بدگمانی کا داغ لے کر رہا ہونا اُنہیں قبول نہ تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ اُن کا بے قصور ہونا ثابت ہو جائے اور اُن کے کردار کی پاکیزگی سب کے سامنے آجائے۔

آیات ۵۱ تا ۵۳

بیگماتِ مصر کی حضرت یوسفؑ کے حق میں گواہی

بادشاہ کے دریافت کرنے پر تمام بیگماتِ مصر نے گواہی دی کہ حضرت یوسفؑ انتہائی پاکیزہ کردار کے حامل انسان ہیں۔ عزیزِ مصر کی بیوی نے بھی آپ کی پاکدامنی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا:

ذٰلِکَ لِيَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِیْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَ مَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ ۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۳﴾

”میں یہ بات اِس لیے بتا رہی ہوں کہ میرا شوہر جان لے کہ میں نے اُس کے پیچھے کوئی خیانت نہیں کی اور اللہ خیانت کرنے والوں کی چالوں کو کبھی کامیاب نہیں کرتا۔ اور میں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہراتی، بے شک نفس تو برائی ہی کا حکم دیتا ہے سوائے اُس کے کہ جس پر میرا رب رحم کرے۔ بے شک میرا رب بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے“۔

یہ رائے درست محسوس نہیں ہوتی کہ یہ حضرت یوسفؑ کا بیان ہے۔ حضرت یوسفؑ ابھی قید خانہ

میں ہیں۔ ابھی دربارِ شاہی میں آئے ہی نہیں کہ اُن کا بیان ہو۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عزیزِ مصر کی بیوی ایسی حکیمانہ اور پاکیزہ گفتگو کیسے کر سکتی ہے؟ دراصل یہ یوسفؑ کے اعلیٰ کردار کا اثر ہے کہ عزیزِ مصر کی بیوی کی سوچ کا رخ ہی بدل گیا اور اب وہ بھی معرفت کی باتیں کر رہی ہے۔ اُس نے اعترافِ گناہ کے ساتھ عذرِ گناہ بھی بیان کر دیا کہ یہ نفس کی شرارت ہے کہ وہ بدی ہی پر اکساتا ہے۔ نفس کی شرارت سے صرف اللہ ہی بچا سکتا ہے۔ مسنون دعا ہے:

اَللّٰھُمَّ رَحْمَتَکَ اَرْجُوْ فَلاَ تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ، وَاَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ کُلَّہٗ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ (ابوداؤد)

اے اللہ! میں تیری رحمت کی امید رکھتا ہوں۔ مجھے پلک جھپکنے کے دوران بھی نفس کے حوالے نہ فرما۔ میرے ہر معاملے کی اصلاح فرما۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ آمین!

آیات ۵۴ تا ۵۷

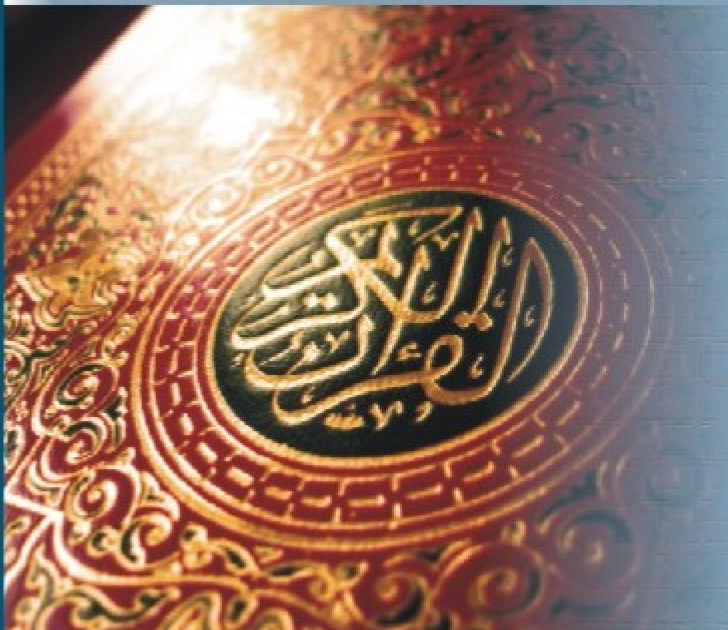
حضرت یوسفؑ کے لیے منصبِ خاص

بادشاہ نے حضرت یوسفؑ کو طلب کیا اور اُن سے گفتگو کر کے مزید متأثر ہوا۔ بادشاہ نے اعلان کیا کہ اب یوسفؑ کو ہمارے مصاحبِ خاص کا مرتبہ حاصل ہوگا۔ حضرت یوسفؑ نے خود کو زراعت و معدنیات کا شعبہ سنبھالنے کے لیے پیش کیا۔ یوں اللہ نے حضرت یوسفؑ کو مصر میں ایک اہم منصب پر فائز فرما دیا۔ بلاشبہ جو بھی اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ اُسے دنیا میں بھی نوازتا ہے اور آخرت میں بھی اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆

خلاصۂ مضامینِ

قرآنِ حکیم



تیرھواں پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

خلاصہ ٔمضامینِ قرآن

تیرہواں پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَجَآءَ اِخْوَۃُ یُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَیْہِ فَعَرَفَھُمْ وَھُمْ لَہٗ مُنْکِرُوْنَ ۝

(یوسف :۵۸)

آیات۵۸ تا ۶۲

برادرانِ یوسفؑ کی یوسفؑ کے پاس حاضری

اِن آیات میں حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کی یوسفؑ کے سامنے حاضری کا بیان ہے۔خوشحالی کے ۷ سال گزرنے کے بعد جب خشک سالی کے سال آئے تو دور دراز کے علاقوں تک یہ خبر جا پہنچی کہ مصر میں خوراک کے ذخائر محفوظ ہیں۔حضرت یوسفؑ کے بھائی خوراک کے حصول کے لیے فلسطین سے مصر آئے اور یوسفؑ کے سامنے حاضر ہوئے۔حضرت یوسفؑ نے بھائیوں کو پہچان تو لیا لیکن اُن کے اخلاق کی بلندی دیکھئے کہ کسی انتقامی جذبہ کا اظہار تک نہیں کیا۔ بھائیوں نے اپنے لیے خوراک کا راشن حاصل کیا اور چھوٹے بھائی بن یامین کے لیے بھی جو اُن کے ساتھ نہ آیا تھا۔حضرت یوسفؑ نے آئندہ اُسے بھی ساتھ لانے کی تاکید کی۔ مزید یہ کہ اُنھوں نے خوراک کی جو قیمت اپنے بھائیوں سے وصول کی تھی اُسے واپس بھائیوں کے سامان میں رکھوا دیا تاکہ بھائی اِس عنایت سے خوش ہو کر دوبارہ بھی خوراک لینے کے لیے حاضر ہوں۔

آیات ۶۳ تا ۶۶

حضرت یعقوبؑ کی بن یامین کو مصر بھیجنے پر رضامندی

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ جب حضرت یعقوبؑ کو اُن کے بیٹوں نے بتایا کہ ہمیں مصر

سے غلہ آئندہ اِسی صورت میں ملے گا جب کہ بن یامین بھی ہمارے ساتھ جائے۔ یعقوبؑ نے کہا کہ میں تم پر اعتماد نہیں کرسکتا کیوں کہ اِس قبل تم یوسفؑ کے حوالے سے میرے اعتماد کو ٹھیس پہنچا چکے ہو۔ البتہ جب اُن کے بیٹوں نے اپنے سامان میں دیکھا کہ اداشدہ قیمت واپس کردی گئی ہے تو والد صاحب سے عرض کی کہ ایسا نفع کا معاملہ کیوں نہ دوبارہ کیا جائے۔ بہرحال جب اُنہوں نے یعقوبؑ کے سامنے اللہ کو ضامن بنا کر عہد کیا کہ وہ بن یامین کی ہر ممکن حفاظت کریں گے تو حضرت یعقوبؑ نے بن یامین کو مصر بھیجنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔

آیات ۶۷ تا ۶۸

تدبیر اور تقدیر میں حسین توازن

اِن آیات میں حضرت یعقوبؑ کا تدبیر اور تقدیر کے درمیان حسین توازن قائم کرنے کا بیان ہے۔ بیٹوں کو مصر کی طرف رخصت کرتے ہوئے اُنہوں نے ہدایت دی کہ دشمنوں کے حسد سے بچنے کے لیے تم مصر میں ایک ساتھ داخل ہونے کے بجائے جدا جدا راستوں سے داخل ہونا۔ البتہ میری یہ تدبیر تقدیر کے لکھے کو ٹال نہیں سکتی۔ ہوگا وہی جو اللہ نے تقدیر میں لکھا ہے اور میرا بھروسہ اپنی تدبیر پر نہیں بلکہ اللہ پر ہے۔

آیات ۶۹ تا ۷۷

تقدیر کا حیران کن فیصلہ

اِن آیات میں حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کی اپنے چھوٹے بھائی سمیت مصر میں آمد کا بیان ہے۔ حضرت یوسفؑ نے تمام بھائیوں کے لیے الگ الگ تھیلوں میں خوراک لے جانے کا انتظام فرمادیا۔ پھر اللہ کے حکم سے اُس پیالے کو بن یامین کے سامان میں رکھ دیا جس کے ذریعے خوراک ناپ کر ہر فرد کو دی جاتی تھی۔ پیالہ غائب ہونے پر خوراک تقسیم کرنے والے کارندوں کو تشویش ہوئی اور اُنہوں نے یوسفؑ کے بھائیوں پر پیالہ چوری کرنے کا الزام لگادیا۔ یوسفؑ کے بھائیوں نے اِس الزام کی تردید کی۔ ساتھ ہی کہا کہ اگر ہم میں سے کسی کے تھیلے میں مسروقہ پیالہ برآمد ہو تو تم اُسے اپنا غلام بنالینا۔ پیالہ بن یامین کے تھیلے سے برآمد ہوا

اور یوں تقدیر نے بن یامین کے لیے مصر میں حضرت یوسفؑ کے پاس ٹھہرنے کی سبیل کردی ورنہ بادشاہ کے دین کے تحت وہ بھائی کو مصر میں روک نہیں سکتے تھے۔۔دین کے بنیادی معنی بدلہ ہیں۔بدلہ کسی قانون کے تحت ہوتا ہے۔لہٰذا قانون کے لیے بھی لفظ دین استعمال ہوتا ہے جیسا کہ اِس آیت میں ہوا ہے۔پھر قانون نظام کے تحت بنتا ہے،اِسی لیے قرآنِ حکیم نے نظام کے لیے بھی دین کا لفظ استعمال فرمایا۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

وَقَاتِلُوۡهُمۡ حَتّٰى لَا تَكُوۡنَ فِتۡنَةٌ وَّيَكُوۡنَ الدِّيۡنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ(الانفال :۳۹)

''اوراے مسلمانوں اُن سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور نظام کل کا کل اللہ کے لئے ہوجائے''۔

حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے بن یامین کے ساتھ ساتھ حضرت یوسفؑ پر بھی چوری کرنے کا بہتان لگایا لیکن یوسفؑ نے اعلیٰ اخلاقی ظرف کا مظاہرہ کرتے ہوئے اصل حقیقت اُن پر ظاہر نہ ہونے دی۔

آیت ۷۸ تا۸۲

حضرت یعقوبؑ کے لیے بن یامین کی جدائی کا صدمہ

اِن آیات میں حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کی ایک درخواست کا تذکرہ ہے۔اُنہوں نے حضرت یوسفؑ سے درخواست کی کہ بن یامین کی جگہ کسی اور بھائی کو بطورِ سزا مصر میں روک لیا جائے۔حضرت یوسفؑ کے انکار پر بڑے بھائی نے کہا کہ میں تو اب اپنے والد حضرت یعقوبؑ کا سامنا نہیں کرسکتا۔تم والد صاحب کے پاس جا کر یہ افسوسناک خبر اُنہیں سنادو۔

آیات ۸۳ تا ۸۷

حضرت یعقوبؑ کا ردِعمل

اِن آیات میں حضرت یعقوبؑ کا بن یامین کی جدائی کی خبر کے حوالے سے ردِّعمل کا ذکر ہے۔حضرت یعقوبؑ نے شدید صدمہ کے باوجود اِس امید کا اظہار کیا کہ اللہ ضرور یوسفؑ ' بن یامین اور اُن کے بڑے بھائی کو پھر سے اپنے والد سے ملانے کی صورت پیدا فرمادے گا۔وہ جانتے تھے

کہ حضرت یوسفؑ زندہ ہیں لیکن اِس غم میں ہلکان ہو رہے تھے کہ نہ جانے کس حال میں ہیں؟ مسلسل رونے کی وجہ سے اُن کی بینائی جاتی رہی تھی۔ اُنہوں نے شدتِ غم کے باوجود امید کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور اپنے بیٹوں کو حکم دیا:

یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَاَخِیْهِ وَلَا تَایْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾

''اے میرے بچو جاؤ اور تلاش کرو یوسفؑ کو اور اُس کے بھائی کو بھی اور دیکھنا کبھی بھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ بیشک اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے مگر کافر''۔

''مایوسی کفر ہے''۔ یہ حقیقت اِسی آیت سے اخذ شدہ ہے۔ بقول اقبال:

نہ ہو نو امید، نومیدی زوالِ علم و عرفاں ہے
امیدِ مردِ مومن ہے خدا کے رازدانوں میں

آیات ۸۸ تا ۹۳

حضرت یوسفؑ نے حقیقت ظاہر کردی

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ حضرت یوسفؑ کے بھائی تیسری بار حضرت یوسفؑ کے سامنے حاضر ہوئے تو اپنے خاندان والوں کے اُس رنج والم کا ذکر کیا جو عزیزوں کی جدائی سے اُنہیں پہنچا ہے۔ مزید التجا کی کہ اُن کے پاس اب خوراک کے حصول کے لیے مطلوبہ قیمت بھی نہیں ہے، لہٰذا دستیاب قیمت قبول کر کے خوراک کا کچھ حصہ قیمتاً اور بقیہ حصہ صدقہ کے طور پر دے دیا جائے۔ حضرت یوسفؑ اپنے بھائیوں کی لاچارگی کی یہ کیفیت برداشت نہ کر سکے اور اُن سے پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے تم نے اپنے دورِ جاہلیت میں یوسف اور اُس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا؟ بھائیوں نے حیرت سے پوچھا کیا آپ یوسف ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا جی ہاں! بھائیوں نے حضرت یوسفؑ سے اپنے کیئے کی معافی مانگی اور اعتراف کیا کہ اللہ نے حضرت یوسفؑ کو اعلیٰ مقام کے لیے چن لیا ہے۔ حضرت یوسفؑ نے بھائیوں کو معاف کر دیا اور اللہ کی طرف سے بھی بخشش کی امید دلائی۔ اُنہیں اپنا کُرتا دیا اور فرمایا کہ اِسے جا کر والد

صاحب کے چہرے پر ڈال دو۔ اِس کُرتے سے اُنہیں میری خوشبو محسوس ہوگی اور اُن کی بینائی لوٹ آئے گی۔

آیات ۹۴ تا ۹۸

حضرت یعقوبؑ کی بینائی لوٹ آئی

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ حضرت یوسفؑ کا کُرتا آنے سے قبل ہی حضرت یعقوبؑ کو حضرت یوسفؑ کی خوشبو محسوس ہونا شروع ہوگئی۔ جب حضرت یوسفؑ کا کُرتا اُن کے چہرے پر ڈالا گیا تو اُن کی بینائی لوٹ آئی۔ حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے والدِ محترم کے سامنے حضرت یوسفؑ کے ساتھ زیادتی کرنے کا اعتراف کیا اور اُن سے درخواست کی کہ وہ اللہ سے اُن کے لیے بخشش کی دعا کریں۔ حضرت یعقوبؑ نے کہا وہ عنقریب اللہ سے اپنے بیٹوں کے لیے بخشش کا سوال کریں گے۔

آیت ۹۹

بنی اسرائیل کی مصر آمد

اِس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت یعقوبؑ اپنے پورے خاندان کے ساتھ فلسطین سے مصر منتقل ہوگئے۔ حضرت یوسفؑ نے اپنے والدین کا خاص اکرام کیا اور اپنے تمام اعزا و اقارب کو امن وسکون سے مصر میں آباد ہونے کی دعوت دی۔ گویا یہود کے اِس سوال کا جواب دے دیا گیا کہ بنی اسرائیل فلسطین سے کس طرح مصر آکر آباد ہوئے۔

آیت ۱۰۰

حضرت یوسفؑ کے حسین خواب کی تعبیر

اِس آیت میں حضرت یوسفؑ کے اُس خواب کی تعبیر بیان کی گئی ہے جس میں اُنہوں نے دیکھا تھا کہ سورج، چاند اور گیارہ ستارے اُن کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔ مصر آنے کے بعد حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ کی والدہ اور گیارہ بھائیوں نے دربار میں حضرت یوسفؑ کے لیے سجدۂ تعظیمی ادا کیا۔ گویا یہ حضرت یوسفؑ کے خواب کی تعبیر تھی۔ حضرت یوسفؑ نے اللہ کا

شکر ادا کیا کہ اللہ نے اُن کے خواب کو سچ کر دکھایا بعد اِس کے کہ شیطان نے اُن کے اور اُن کے بھائیوں کے درمیان دشمنی کی ایک صورت پیدا کر دی تھی۔ بلاشبہ ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے۔ اُس کی تدبیریں بڑی دور رس ہوتی ہیں۔ کوئی چھوٹا سا واقعہ ایک بڑی تبدیلی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اللہ شر میں سے خیر ظاہر فرما دیتا ہے۔

آیت ۱۰۱

حضرت یوسفؑ کی ایمان افروز دُعا

اِس آیت میں حضرت یوسفؑ کی ایمان افروز دُعا کا بیان ہے:

رَبِّ قَدۡ اٰتَيۡتَنِىۡ مِنَ الۡمُلۡكِ وَعَلَّمۡتَنِىۡ مِنۡ تَاۡوِيۡلِ الۡاَحَادِيۡثِ‌ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ قف اَنۡتَ وَلِىّٖ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ‌ۚ تَوَفَّنِىۡ مُسۡلِمًا وَّاَلۡحِقۡنِىۡ بِالصّٰلِحِيۡنَ

''اے میرے رب تو نے مجھے بادشاہت عطا فرمائی اور باتوں کی تہہ تک پہنچنا اور خوابوں کی تعبیر بتانا سکھایا۔ اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے! تو ہی میرا حامی و ناصر ہے دنیا میں اور آخرت میں بھی۔ مجھے وفات دے حالتِ فرمانبرداری میں اور مجھے ملا دے نیکوکاروں سے''۔

دعا کرتے ہوئے حضرت یوسفؑ نے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ کے احسانات اور اُس کی عظمت بیان فرمائی، پھر اپنی عاجزی کا اعتراف کیا اور اِس کے بعد اللہ سے خاتمہ بالخیر اور روزِ قیامت صالحین کی قربت کا سوال کیا۔ گویا اِس آیت میں صرف دُعا ہی نہیں بلکہ دُعا مانگنے کا سلیقہ بھی سکھایا گیا ہے۔

آیات ۱۰۲ تا ۱۰۵

حق واضح ہونے کے باوجود بھی اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کے لیے دلجوئی کا مضمون ہے۔ آپ ﷺ کو آگاہ کیا گیا کہ ماضی کے واقعات کا بیان اِس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اِسی کی بنیاد پر یہ واقعات بیان کر رہے ہیں اور پوچھے گئے سوالات کا جواب دے رہے ہیں۔ البتہ سوال

پوچھنے والوں کی اکثریت کا مقصد حق سمجھنا نہیں بلکہ صرف آپ ﷺ کو زچ کرنا ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ ذہنی طور پر تیار رہیں کہ وہ حق سامنے آنے کے باوجود اُسے قبول نہ کریں گے۔ البتہ آپ ﷺ کو اِس سے غمگین نہ ہونا چاہیے۔ آپ ﷺ کا مقصد تو بغیر کسی غرض کے جہان والوں کو حق کی یاددہانی کرانا ہے۔
حضرت یوسفؑ کا معاملہ قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے کہ اللہ نے کس طرح شر میں سے بہت بڑا خیر ظاہر کردیا۔ حاسدوں نے حضرت یوسفؑ کو نقصان پہنچانا چاہا لیکن اُن کے اِسی عمل نے حضرت یوسفؑ کو عظیم مقام کا حامل بنادیا۔ لوگ ایسی کئی اور نشانیاں بھی چاروں طرف دیکھتے ہیں لیکن پھر بھی حق سے اعراض ہی کیے جاتے ہیں۔

آیات ۱۰۶ تا ۱۰۷

ایمان لانے والوں کی اکثریت شرک کرتی ہے

اِن آیات میں خبردار کیا گیا کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کی اکثریت شرک کا ارتکاب کربیٹھتی ہے۔ وہ اللہ پر ایمان رکھنے کے باوجود ذات، صفات یا حقوق کے اعتبار سے کسی اور کو اللہ کے برابر کرہی دیتے ہیں۔ بقول اقبال:

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنالیتی ہے تصویریں

دولت، شہرت، وطن، باطل نظریہ، خواہشاتِ نفس یا کسی نیک ہستی کو معبود بنانے والوں کو اپنی روش سے توبہ کرنی چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ اُن پر اللہ کا عذاب آجائے یا قیامت ٹوٹ پڑے اور وہ بےخبر ہی ہوں۔

آیت ۱۰۸

اتباع رسول ﷺ کا تقاضا...... دعوت الی اللہ

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ لوگوں کو اللہ کی بندگی کی دعوت دینا نبی اکرم ﷺ کا راستہ ہے۔ یہ عمل لوگوں کو دائمی عذاب سے بچانے والا اور داعی کے لیے صدقۂ جاریہ ہے۔ گویا اِسی میں

داعی اور مخاطب دونوں کی خیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی اتباع کرنے والے لوگوں کو اللہ کی طرف بلا رہے ہوتے ہیں۔ البتہ داعی خود کو بڑا پاکیزہ اور پارسا نہ سمجھے۔ ہر اعتبار سے پاک ذات صرف اللہ کی ہے اور ہمیں اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں کرنا چاہیے۔

آیات ۱۰۹ تا ۱۱۰

تمام رسول انسان ہی تھے

اِن آیات کے ذریعہ ایک بار پھر نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کی گئی۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ مخالفین آپ ﷺ کے انسان ہونے پر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ آپ ﷺ سے پہلے بھی جو رسول آئے وہ انسان ہی تھے۔ اُن کے سینوں میں بھی دل تھے جو لوگوں کی ایذا رسانیوں سے تڑپ اُٹھتے تھے۔ وہ ظلم وستم کے خلاف اللہ سے مدد مانگتے تھے۔ اللہ اُن کی مدد فرماتا تھا اور رسولوں کو ستانے والے اللہ کی پکڑ سے بچ نہ سکتے تھے۔

آیت ۱۱۱

قرآن کے واقعات میں درسِ عبرت ہے

اِس آیت میں واضح کیا گیا کہ قرآنِ حکیم کے بیان کردہ واقعات میں لوگوں کے لیے درسِ عبرت ہے۔ جس طرح حضرت یوسفؑ کو حاسدین نے دربدر کرکے کنوئیں میں ڈال دیا لیکن بعد میں عاجزی کے سامنے اُن کے سامنے حاضر ہوئے۔ اِسی طرح مکہ والے نبی اکرم ﷺ کو مکہ سے ہجرت پر مجبور کریں گے لیکن ایک روز اُن کے سامنے ندامت کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ اللہ کی سنت ہے کہ تقویٰ اور صبر کی صفات رکھنے والے ہی سرخرو ہوتے ہیں۔ قرآن اِس حقیقت کو کھول کھول کر مختلف اسالیب سے بیان فرماتا ہے۔ ماننے والوں کے لیے یہی ہدایت اور رحمت کا پیغام ہے۔

سورۂ رعد

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۱٦ توحیدِ باری تعالیٰ

- آیات ۱۷ تا ۲۶ حق و باطل کی کشمکش
- آیات ۲۷ تا ۴۳ ایمان بالرسالت

آیت ۱

قرآن سراپا حق ہے

اِس آیت میں عظمتِ قرآن کا بیان ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو آگاہ کیا گیا کہ جو کتاب آپ ﷺ پر نازل کی گئی ہے وہ سراپا حق ہے لیکن اِس کے باوجود لوگوں کی اکثریت اِس پر ایمان لانے سے محروم رہے گی۔

آیات ۲ تا ۴

اللہ کی تخلیق کے شاہکار

اِن آیات میں اللہ کی تخلیق کے کئی شاہکاروں کا ذکر ہے :

- i- اللہ نے اتنا بڑا اور بلند آسمان بغیر ستونوں کے قائم کر رکھا ہے۔
- ii- اللہ ہی اتنی بڑی کائنات کا حاکم ہے اور کائنات میں ہر کام اللہ ہی کے اذن سے ہو رہا ہے۔
- iii- اللہ سورج اور چاند کو ایک خاص ضابطہ کے تحت گردش دے رہا ہے۔
- iv- اللہ کائنات کے تمام معاملات کی تدبیر فرما رہا ہے اور جملہ مخلوقات کی ضروریات پوری فرما رہا ہے۔
- v- اللہ نے وسیع و عریض زمین کو پھیلا دیا اور اُس میں بلند پہاڑ اٹھائے اور گہرے دریا و نہریں بہا دیں۔
- vi- اللہ نے ہر طرح کے پھل اور میوے جوڑوں کی صورت میں پیدا فرمائے۔
- vii- اللہ نے رات اور دن کا الٹ پھیر ایک باقاعدگی کے ساتھ جاری فرمایا۔
- viii- اللہ نے زمین کو مختلف قطعات میں تقسیم کیا۔ کہیں کھیت ہیں، کہیں باغات، کہیں معدنیات یا دیگر مفید اشیاء کے ذخائر۔
- ix- اللہ ہی انگوروں اور کھجوروں کے باغات اگاتا ہے۔

x- اللہ نے ایک ہی جڑ سے کھجور کے دو درخت اگائے لیکن اُن کے پھلوں کے ذائقے اور لذتیں مختلف کر دیں۔

بلاشبہ اللہ کی قدرت کے یہ شاہکار، غور وفکر کرنے والوں کے لیے حصولِ معرفتِ ربانی اور اللہ کے لیے تشکر کے جذبات پیدا کرنے کا بڑا مؤثر ذریعہ ہیں۔

آیات ۵ تا ۷

تعجب ہے کافروں کے اعتراض پر!

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اگر تعجب کرنا ہے تو کافروں کی اِس بات پر کرو کہ اللہ انسان کے مرنے اور اُس کی ہڈیوں کے مٹی میں مل کر مٹی ہونے کے بعد اُسے دوبارہ کیسے زندہ کرے گا؟ ایسے لوگ اصل میں اللہ کے ہر چیز پر قادر ہونے کا یقین نہیں رکھتے۔ اگر ایمان نہ لائے تو دردناک عذاب کا شکار ہو کر رہیں گے۔ اللہ تو اُن پر رحم کرنا چاہتا ہے لیکن یہ ہٹ دھرمی سے اُس کے عذاب کو دعوت دے رہے ہیں۔ حق کو تسلیم کرنے کے بجائے نبی اکرم ﷺ سے فرمائشی معجزہ دکھانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا کام معجزے دکھا کر لوگوں کو زبردستی حق منوانا نہیں۔ آپ ﷺ کا اصل کام حق کا راستہ دکھانا اور آخرت میں جوابدہی کے حوالے سے خبردار کرنا ہے۔

آیات ۸ تا ۱۰

اللہ کے علمِ کامل کا بیان

اِن آیات میں اللہ کی صفتِ علم کے حسبِ ذیل مظاہر کا بیان ہے:

i- اللہ جانتا ہے کہ ہر مادہ کے رحم میں کیا پرورش پا رہا ہے؟

ii- کائنات میں ہر شے اپنی پوری مقدار کے ساتھ اللہ کے علم میں ہے۔

iii- انسان کسی بات کو ظاہر کرے یا چھپائے' اونچی آواز سے کہے یا سرگوشی کے انداز میں' اللہ کو اُس کی ہر بات کا علم ہے۔

iv- کوئی انسان دن میں سرگرمِ عمل ہو یا رات کی تاریکی میں کہیں چھپ گیا ہو' اللہ اُس کے

مقام اور حال سے واقف ہے۔

آیت ۱۱

عذاب انسانوں کے گناہوں کی وجہ سے آتا ہے

اِس آیت میں فرمایا کہ اللہ ہر انسان کی حفاظت کے لیے نگران فرشتے مقرر کر دیتا ہے۔ وہ موت کا وقت آنے تک اُس کی حفاظت پر مامور رہتے ہیں۔ البتہ کسی قوم پر اللہ کا عذاب اُسی وقت آتا ہے جب قوم اللہ کی ناشکری اور نافرمانی کرتی ہے۔ جب اللہ کا عذاب آتا ہے تو پھر کوئی اُس عذاب سے بچانے والا نہیں ہوتا۔

آیات ۱۲ تا ۱۳

آسمانی بجلی اللہ کی تسبیح کرتی ہے

اِن آیات میں فرمایا کہ اللہ ہی انسانوں کو آسمانی بجلی دکھاتا ہے اِس امید کے ساتھ کہ رحمت کی بارش برسے گی یا اِس خوف کے ساتھ کہ کہیں یہ نقصان نہ پہنچا دے۔ یہ آسمانی بجلی کڑکتے ہوئے اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور تمام فرشتے بھی اللہ سے ڈرتے ہوئے اُس کی تسبیح میں مشغول رہتے ہیں۔ پھر اللہ یہ بجلی ایسے لوگوں پر گرا دیتا ہے جو اللہ کی قدرت کے حوالے سے قیل و قال اور بحث کر رہے ہوتے ہیں۔

آیات ۱۴ تا ۱۶

صرف اللہ سے دعا کرنا ہی مفید ہے

اِن آیات میں فرمایا کہ اللہ سے دعا کر کے انسان کبھی بھی مایوس نہیں ہوتا۔ اللہ کے سوا کسی اور کو پکارنا ایسا ہے جیسے انسان پانی کو دیکھ کر ہاتھ پھیلائے کہ وہ اُس کے منہ میں آ جائے لیکن پانی اِس طرح تو حاصل نہیں ہو سکتا۔ اللہ کے سوا جن ہستیوں کو پکارا جاتا ہے وہ نفع یا نقصان کا کوئی اختیار نہیں رکھتیں۔ کیا اُنہوں نے بھی کائنات میں کوئی شے بنائی ہے کہ اُنہیں خدائی میں شریک کیا جا رہا ہے؟ ہر شے کا خالق صرف اور صرف اللہ ہے۔ نہ صرف ہر شے کا بلکہ اُس کا سایہ بھی عاجزی کے ساتھ اللہ ہی کے سامنے سجدہ کرتا ہے۔

آیات ۱۷تا۱۸

حق و باطل کے لیے مثال

اِن آیات میں حق و باطل کوایک مثال کے ذریعہ واضح کیا گیا۔ وہ مثال ہے پانی پر ابھر کر آنے والے جھاگ کی یا دھاتوں کو پگھلاتے وقت اُن پر پیدا ہونے والے جھاگ کی۔ پانی یا دھات باقی رہتے ہیں جو انسان کے لیے مفید ہیں۔ جھاگ سوکھ کر اڑ جاتا ہے۔ اِس مثال میں پانی یا دھات حق ہے اور جھاگ باطل۔ بقا صرف حق کے لیے ہے۔ باطل کبھی کھڑا نہیں رہ سکتا جھاگ کی طرح مٹ جاتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی اہلِ حق نے پامردی دکھائی باطل ہمیشہ نیست و نابود ہو کر رہا۔ حق کا ساتھ دینے والوں کے لیے اللہ کے ہاں بہترین بدلہ ہے۔ باطل کا ساتھ دینے والوں کے لیے بدترین انجام ہے۔ اُن کی طرف سے کوئی بھی شے بطورِ فدیہ قبول نہیں کی جائے گی۔ اُن کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بہت ہی بری جگہ ہے۔

آیات ۱۹تا۲۴

حق کا ساتھ دینے والوں کی صفات

اِن آیات میں حق کا ساتھ دینے والوں کی دس صفات کا بیان ہے:

i- وہ یقین رکھتے ہیں کہ صرف اور صرف اللہ کی کتاب ہی وہ نعمت ہے جس سے حق کی ہدایت حاصل ہوسکتی ہے۔

ii- وہ اللہ کے ساتھ عہدِ بندگی کی پاسداری کرتے ہیں۔

iii- وہ اپنے وعدوں کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔

iv- وہ اُس تعلق کو قائم رکھتے ہیں جسے اللہ نے قائم رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اِس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی کتاب، سنتِ رسول ﷺ، سلف صالحین اور اپنے دور کے نیک لوگوں سے تعلق جوڑے رکھتے ہیں۔

v- وہ ہر وقت اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں۔

vi- وہ آخرت کی جوابدہی کے احساس سے لرزاں رہتے ہیں۔

vii- وہ اللہ کی رضا کی خاطر، اللہ کی راہ میں آنے والی مشکلات پر صبر کرتے ہیں۔

viii- وہ نماز قائم کرتے ہیں۔

ix- وہ اللہ کی راہ میں کھلے اور چھپے مال خرچ کرتے ہیں۔

x- وہ برائی کا جواب اچھائی سے دیتے ہیں۔

مذکورہ بالا صفات کے حاملین کے لیے جنت کے رہنے والے باغات ہیں جہاں اُن کے ساتھ اُن کے نیک والدین، اولادیں اور بیویاں بھی ہوں گی۔ فرشتے ہر طرف سے آکر اُنہیں مبارکباد پیش کریں گے۔ اللہ ہمیں مذکورہ بالا صفات اور حسین انجام عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۵ تا ۲۶

حق کے دشمنوں کا کردار

اِن آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ حق کے دشمنوں کے تین جرائم ہیں:

i- وہ اللہ سے کیے گئے عہدِ بندگی کا پاس نہیں کرتے۔

ii- اللہ کی کتاب، سنتِ رسول ﷺ، سلف صالحین اور جن نیک ہستیوں سے اللہ نے تعلق جوڑنے کا حکم دیا ہے وہ یہ تعلق قائم نہیں رکھتے۔

iii- اللہ کی نافرمانیاں کر کے زمین میں فساد مچاتے ہیں۔

ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت ہے اور آخرت میں برا انجام ہے۔ یہ لوگ اصل میں دنیا ہی کے طلب گار ہو چکے ہیں حالانکہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کا ساز و سامان عارضی اور گھٹیا ہے۔

آیات ۲۷ تا ۲۹

دلوں کو اطمینان اللہ کی یاد سے ہوتا ہے

اِن آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ حق کے مخالفین نبی اکرم ﷺ سے فرمائشی معجزہ دکھانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جواب دیا گیا کہ اللہ معجزہ دکھا کر زبردستی ہدایت کسی کو نہیں دے گا۔ ہدایت اُسی کو ملتی ہے جو اللہ کی طرف حصولِ ہدایت کے لیے عاجزی سے رجوع کرتا ہے۔ یہ وہ لوگ

ہیں جن کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہی اللہ کے ذکر سے ہے۔ اِن سعادت مندوں کے لیے انتہائی عمدہ مقامات میں داخل ہونے کی بشارت ہے۔

آیات ۳۰تا۳۱

نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

اِن آیات میں اللہ نے نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کے لیے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے سابقہ قوموں کی طرف بھی رسول بھیجے تھے جیسا کہ آپ ﷺ کو بھیجا ہے۔ آپ ﷺ کے مخاطبین آپ ﷺ کی دعوت کو جھٹلا کر فرمائشی معجزہ طلب کررہے ہیں۔ اللہ یہ معجزے دکھانے پر قادر ہے۔ ایسا بھی ممکن ہے کہ اِس قرآن کی تاثیر سے پہاڑ حرکت میں آجائیں، زمین کے ٹکڑے ہوجائیں اور مردہ لوگ زندہ ہوکر گفتگو کرنے لگیں۔ لیکن اللہ ایسے معجزے دکھا کر زبردستی لوگوں کو ہدایت پر نہیں لائے گا۔ اِن کافروں کو اپنے انکار کی وجہ سے پے بہ پے صدمے دیکھنے پڑیں گے یہاں تک کہ آپ ﷺ اُن کے شہر یعنی مکہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوں گے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے اور وہ اِس وعدہ کو پورا کر کے رہے گا۔

آیات ۳۲تا ۳۴

حق کے مخالفین کا برا انجام

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ ہر رسولؑ کو مخالفین کی طرف سے طنز و مذاق کے تیر سہنے پڑے۔ اللہ نے اُن مجرموں کو توبہ اور اصلاح کے لیے مہلت دی اور پھر بدترین انجام سے دوچار کیا۔ مخالفینِ حق ہر آن اللہ کی پکڑ میں ہیں۔ وہ اللہ کے مقابلہ میں دوسری ہستیوں کو اپنا حمایتی قرار دیتے ہیں۔ اے نبی ﷺ! اِن سے کہہ دیجیے کہ ذرا مجھے اللہ کی طرف سے عطا کردہ فہرست دو جس میں اللہ نے اُن ہستیوں کے نام بتائے ہیں جو تمہارے خیال کے مطابق کوئی اختیار رکھتے ہیں۔ اللہ کے سوا کسی کو کوئی اختیار نہیں۔ مشرکین کے تصورات من گھڑت ہیں۔ اُن کے لیے دنیا میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب زیادہ سخت ہوگا۔ کوئی اُن کو بچانے والا نہ ہوگا۔

آیت ۳۵

جنت متقیوں کے لیے ہے

اِس آیت میں فرمایا گیا کہ اللہ نے متقیوں کے لیے جس جنت کا وعدہ کیا ہے اُس کے دامن میں نہریں جاری ہیں۔ اُس کے میوے بھی دائمی ہیں اور سایہ بھی۔ یہ انجام ہے دنیا میں اللہ کی نافرمانی سے بچنے والوں کا۔ اِس کے برعکس جو لوگ اللہ کے احکامات کو نہ مانیں، اُن کا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہے۔

آیات ۳۶ تا ۴۰

نبی اکرم ﷺ اور مشرکین کے درمیان کشمکش

اِن آیات کے پس منظر میں وہ کشمکش ہے جو نبی اکرم ﷺ اور مشرکین کے درمیان جاری تھی۔ نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ اہلِ کتاب میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو حق پرستی کی روش پر گامزن ہے اور وہ نزولِ قرآن پر باطنی مسرت محسوس کر رہا ہے۔ اِس کے برعکس مشرکینِ مکہ کا معاملہ یہ ہے کہ:

i- وہ آپ ﷺ سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ اُن کے ساتھ اُن کے معبودوں کی عبادت میں شریک ہو جائیں۔ آپ ﷺ اُنہیں صاف صاف بتا دیں کہ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں صرف اُسی کی عبادت کروں۔

ii- اُنہیں آگاہ کر دیا گیا کہ اگر بالفرض نبی ﷺ نے اُن کی خواہشات کی پیروی کی تو اُنہیں بھی اللہ کی عدالت میں کوئی حمایتی یا بچانے والا نہیں ملے گا۔

iii- وہ اعتراض کر رہے تھے کہ یہ کیسے نبی ہیں جن کے ساتھ بشری تقاضے ہیں۔ وہ جنسی خواہشات بھی رکھتے ہیں اور اُن کی بیویاں اور اولادیں بھی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ سے پہلے ہم نے جو رسول بھیجے وہ بھی انسان ہی تھے۔ اُن کے بھی بیوی، بچے تھے۔ البتہ بشری تقاضوں کے باوجود وہ اپنی امتوں کے لیے بندگیٔ رب کا مثالی نمونہ تھے۔

iv- مشرکین فرمائشی معجزات دکھانے کا تقاضا کر رہے تھے۔جواب دیا گیا کہ معجزہ دکھانا رسول کے نہیں بلکہ اللہ کے اختیار میں ہے۔

v- نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کی گئی کہ اللہ اِن مشرکین کو اُن کی ریشہ دوانیوں کی سزا ضرور دے گا، البتہ اِس کے لیے وقت طے ہے۔اللہ جسے چاہے گا باقی رکھے گا اور جسے چاہے گا مٹا دے گا۔آپ ﷺ اُن تک حق کا پیغام پہنچاتے رہیے، اُن سے اُن کے جرائم کا حساب لینا اللہ کے ذمہ ہے۔

آیات ۴۱ تا ۴۳

مخالفینِ حق کے لیے دھمکی

اِن آیات میں دشمنانِ حق کو خبردار کر دیا گیا کہ اُن کے گرد زمین تنگ ہو رہی ہے۔اسلام قبول کرنے والے بڑھتے جا رہے ہیں اور دشمنانِ اسلام کے اثرات گھٹتے جا رہے ہیں۔تاریخ شاہد ہے کہ ماضی میں بھی حق کے دشمنوں کا برا انجام ہوا۔اُن کی سازشیں ناکام ہوئیں، وہ دنیا میں رسوا ہوئے اور آخرت میں بھی انجامِ بد سے دوچار ہوں گے۔دشمنانِ حق حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا انکار کر رہے ہیں۔حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے نبی ہیں، اِس پر اللہ بھی گواہ ہے اور اہلِ کتاب کے سلیم الفطرت لوگ بھی۔آپ ﷺ کی رسالت کی صداقت' مشرکینِ مکہ کی گواہی کی محتاج نہیں ہے۔

سورۂ ابراھیم

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۱۵ ایمان بالرسالت
- آیات ۱۶ تا ۲۳ ایمان بالآخرت
- آیات ۲۴ تا ۲۷ حق و باطل نظریات کا موازنہ
- آیات ۲۸ تا ۳۴ توحیدِ باری تعالیٰ
- آیات ۳۵ تا ۴۱ حضرت ابراہیمؑ کی مناجات

- آیات ۴۲ تا ۵۲ ایمان بالآخرت

آیت ۱

نزولِ قرآن کا مقصد

اِس آیت میں نزولِ قرآن کا مقصد بیان کیا گیا۔ نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے کہا گیا کہ آپ ﷺ پر قرآن اِس لیے نازل کیا گیا کہ آپ ﷺ لوگوں کو اللہ کی توفیق سے، گمراہیوں کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لے آئیں۔ اُنہیں اُس اللہ کی راہ پر چلائیں جو زبردست ہے اور اُس کی حمد و ثناء کائنات میں جاری و ساری ہے۔

آیات ۲ تا ۳

کافر کون ہیں؟

اِن آیات میں فرمایا گیا کہ اللہ وہ ہستی ہے کہ آسمانوں اور زمین کی ہر شے اُسی کے اختیار میں ہے۔ البتہ جو لوگ اللہ کی آیات کا کفر کر رہے ہیں، اُن کے لیے سخت عذاب ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو :

- i- دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں۔
- ii- دوسروں کو اللہ کی راہ پر آنے سے روکتے ہیں۔
- iii- اللہ کے احکامات پر اعتراض کرتے ہیں۔

یہاں غور کا مقام ہے کہ اگر کسی کلمہ گو مسلمان میں بھی مذکورہ بالا تین برائیاں پائی جاتی ہیں تو وہ بھی عملی اعتبار سے کافر ہی ہے۔

آیت ۴

تبلیغ کے اوّلین مخاطب ...... ہم زبان لوگ

اِس آیت میں فرمایا کہ اللہ نے ہر رسولؑ کو اپنی قوم کی زبان بولنے والا بنا کر بھیجا تا کہ وہ اُن تک اللہ کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دے۔ گویا ہر داعی کو اپنی دعوت کا اوّلین مخاطب اپنے ہم زبان لوگوں کو بنانا چاہیے۔

آیات ۵تا۶

اللہ کا خوف اللہ کے دنوں کے حوالے سے

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ حضرت موسیٰؑ کو اللہ نے بھیجا تا کہ وہ اپنی قوم کو گمراہی کے اندھیروں سے نکالیں اور اُسے اللہ کے دنوں کے حوالے سے یاد دہانی کرائیں۔ یہ ہے ''التذکیر بایام اللّٰہ''یعنی قوموں کو اللہ کے اُن دنوں کی یاد دلانا جن میں اللہ کا غضب سرکش قوموں پر نازل ہوا اور وہ صفحۂ ہستی سے مٹا دی گئیں۔ اِیسی تباہی کا ایک دن آلِ فرعون پر آیا جب اُنہیں دریا میں غرق کر دیا گیا اور بنی اسرائیل کو اُن کے ظلم سے نجات دلا دی گئی۔ وہ ظالم بنی اسرائیل کے بچوں کو ذبح کرتے تھے اور بچیوں کو زندہ رکھتے تھے۔

آیات ۷تا۸

ناشکری سے نعمت چھن جاتی ہے

اِن آیات میں اللہ کی طرف سے تمام انسانوں کو اِس حقیقت سے آگاہ کر دیا گیا کہ اگر وہ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کریں گے تو اللہ اور نعمتیں عطا فرمائے گا۔ اگر اُنہوں نے ناشکری کی تو نہ صرف نعمتوں سے محروم ہوں گے بلکہ اللہ کی طرف سے شدید عذاب سے بھی دوچار ہوں گے۔ یہ حقیقت بھی سامنے رہے کہ انسانوں کا شکر کرنا اُن کے اپنے بھلے کے لیے ہے۔ اگر سب کے سب انسان اللہ کی ناشکری کریں تب بھی اللہ کی خدائی میں ذرہ برابر فرق واقع نہیں ہوگا۔

آیات ۹تا۱۷

رسولوں کی اپنی قوموں کے ساتھ کشمکش

اِن آیات میں گذشتہ اقوام میں سے اُن کا ذکر ہے جن کی طرف اللہ نے واضح نشانیوں کے ساتھ رسولؑ بھیجے۔ قوموں نے رسولوں کی طرف سے توحید کی دعوت اور اُن کی رسالت کے حوالے سے شکوک وشبہات کا اظہار کیا۔ رسولوں نے جواب دیا کیا اُس اللہ کے بارے میں شک ہوسکتا ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے؟ وہ تمہیں پکارتا ہے تا کہ تم اُس کی طرف پلٹو اور پھر وہ تمہارے گناہ معاف کر دے:

ہم تو مائل بہ کرم ہیں ،کوئی سائل ہی نہیں!
راہ دکھلائیں کسے ،رہروِ منزل ہی نہیں!

قوموں نے جواب دیا کہ تم ہماری طرح کے انسان ہو اور ہمیں ہمارے باپ دادا کے عقائد سے دور کرنا چاہتے ہو۔ ہمارے سامنے کوئی واضح معجزہ لاؤ۔ رسولوں نے جواب دیا کہ بلاشبہ ہم تمہاری طرح کے انسان ہیں۔ اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں رسالت سے سرفراز فرمایا۔ معجزہ دکھانا ہمارے نہیں اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ قوموں نے رسولوں کو تشدد کرنے اور جلاوطن کرنے کی دھمکی دی۔ رسولوں نے کہا ہم اللہ ہی پر بھروسہ کریں گے اور صبر واستقامت سے اپنی دعوت کا مشن جاری رکھیں گے۔ اللہ نے رسولوں کی مدد فرمائی۔ قوموں کو دنیا میں برباد کیا۔ اب روزِ قیامت ایسا عذاب دے گا کہ شدید تکلیف میں مسلسل مبتلا ہوں گے لیکن موت نہیں آئے گی جو اذیتوں سے نجات دلا دے۔ **اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَامِنَ النَّارِ** ۔اے اللہ ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرما۔ آمین!

آیت ۱۸

اخلاص سے تہی اعمال کی مثال

اِس آیت میں فرمایا گیا کہ ایسے لوگ جو حالتِ کفر میں رہتے ہوئے نیکی کرتے ہیں یا دکھاوے کے لیے نیکی کرتے ہیں یا حرام مال سے صدقہ وخیرات کرتے ہیں، اُن کے اعمال کی مثال راکھ کے ڈھیر کی طرح ہے۔ روزِ قیامت تیز ہوا چلے گی اور اُس راکھ کے ڈھیر کو بکھیر کر رکھ دے گی۔ ایسے اعمال کے لیے اُن کی محنت یا انفاق رائیگاں جائے گا۔ بلاشبہ اِس طرح کے اعمال بہت دور کی گمراہی کا مظہر ہیں۔

آیات ۱۹ تا ۲۰

اللہ کی پکڑ سے ڈرتے رہو

اِن آیات میں فرمایا گیا کہ اللہ نے کائنات کی ہر شے کو با مقصد بنایا ہے۔ اِسی طرح انسانوں کا

بھی ایک مقصد ہے اور وہ ہے اللہ کی بندگی یعنی دلی آمادگی کے ساتھ اللہ کی اطاعت کرنا۔ جو قومیں یہ مقصد پورا نہیں کرتیں اللہ اُنہیں مٹا دیتا ہے اور اُن کی جگہ دوسروں کو زمین میں خلافت و اختیار دے دیتا ہے۔ یہ عمل اللہ کے لیے ذرا بھی مشکل نہیں۔ لہٰذا ہمیں ہر آن اللہ کی پکڑ سے ڈرنا چاہیے اور اُس کی مکمل بندگی کی کوشش کرنی چاہیے۔

آیت ۲۱

دنیا دار قائدین کی پیروی برباد کر دے گی

اِس آیت میں فرمایا گیا کہ روزِ قیامت دنیا دار قائدین کی پیروی کرنے والے اُن کے سامنے التجا کریں گے کہ ہم نے دنیا میں تمہاری پیروی کی‘ کیا تم ہم سے عذاب کو دور کر سکتے ہو؟ وہ جواب دیں گے اگر ہم خود ہدایت پر ہوتے تو تمہیں بھی ہدایت دیتے۔ آج ہم سب عذاب میں گرفتار ہیں۔ خاموش رہیں یا فریادیں کریں اس عذاب سے بچ نہیں سکتے۔ اللہ ہمیں دین دار لوگوں کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۲ تا ۲۳

شیطان کی اپنے پیروکاروں کو ملامت

اِن آیات میں اُس ملامت کا ذکر ہے جو شیطان روزِ قیامت اپنے پیروکاروں کو اُس وقت کرے گا جب اللہ اُنہیں جہنم میں داخل کرنے کا فیصلہ سنا دے گا۔ شیطان اُن کی حسرت میں یہ کہہ کر اضافہ کرے گا کہ میں نے تم سے دنیا میں جھوٹے وعدے کیے تھے کہ گناہ کیے جاؤ اللہ بڑا رحیم ہے بخش دے گا یا فلاں ہستیوں کی سفارش تمہیں عذاب سے بچا لے گی۔ مجھے تم پر کوئی اختیار حاصل نہ تھا بلکہ تم نے دنیا کے مزے لینے کے لیے خود ہی میری پیروی کی تھی۔ آج مجھے نہیں اپنے آپ کو الزام دو۔ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا بلکہ تم نے اللہ کے بجائے میری پیروی کر کے جو شرک کیا تھا میں اُس سے اعلانِ براءت کرتا ہوں۔

ایک طرف شیطان کی پیروی کرنے والے حسرت و ندامت سے شیطان کی ملامت سنیں گے اور دردناک عذاب کی اذیت برداشت کریں گے۔ دوسری طرف اللہ کے احکامات کی پیروی

کرنے والے اللہ کی آراستہ کردہ جنت میں داخل ہوں گے اور ایک دوسرے کے لیے سلامتی کے کلمات کا ہدیہ پیش کریں گے۔

آیات ۲۴ تا ۲۷

اچھے اور برے نظریات کے لیے مثالیں

اِن آیات میں فرمایا کہ اچھے نظریہ کی مثال ایک ایسے شاندار درخت کی سی ہے جس کی جڑیں زمین میں خوب جمی ہوں اور شاخیں آسمان کی بلندیوں کو چھوتی ہوئی محسوس ہوں۔ گمراہ کن نظریہ کی مثال اُس جھاڑ جھنکار کی سی ہے جو زمین پر اُگ آیا ہو اور ذرا سی کوشش سے اُسے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے۔ اللہ مومنوں کو دنیا و آخرت میں عزت پاکیزہ نظریات کے ساتھ وابستگی کے ذریعہ ہی عطا کرے گا۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَاالْكِتَابِ اَقْوَامًاوَّ يَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ (مسلم)

''بے شک اللہ اِس کتاب کے (قرآن) ذریعہ قوموں کو عروج دے گا اور اِس کتاب کو چھوڑنے کی وجہ سے پست کردے گا''۔

آیات ۲۸ تا ۳۰

ناشکری کرنے والوں کا انجام

اِن آیات میں فرمایا کہ اُن لوگوں کی بدقسمتی کو دیکھو جنھوں نے قرآن جیسی نعمت کی ناقدری کی اور اپنی پوری قوم کو تباہی و بربادی کے مقام یعنی جہنم تک پہنچا دیا۔ اُن بدنصیبوں نے دوسری ہستیوں کو اللہ کے برابر ٹھہرا دیا۔ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ دنیا میں چند روزہ عیش کرلیں اِس کے بعد اُن کے لیے ہمیشہ ہمیش کا عذاب ہے۔

آیت ۳۱

روزِ قیامت کوئی لین دین یا سفارش کام نہیں آئے گی

اِس آیت میں اہلِ ایمان کو تلقین کی گئی کہ وہ نماز قائم کریں اور اللہ کی راہ میں علی الاعلان اور راز

داری سے انفاق کرکے ایسے دن کے عذاب سے بچنے کی تیاری کریں جس روز کوئی تعلق داری یا لین دین کام نہیں آئے گا۔

آیات ۳۲ تا ۳۴

اللہ کی نعمتوں کو شمار نہیں کیا جاسکتا

اِن آیات میں اللہ کی چند نعمتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے:

i- اللہ نے انسانوں کے فائدہ کے لیے زمین و آسمان بنائے۔

ii- اللہ نے آسمان سے بارش برسائی اور پانی جیسی نعمت عطا کی۔

iii- اللہ نے پانی سے طرح طرح کے پھل اور میوے پیدا فرمائے۔

iv- اللہ نے کشتیوں کے ذریعہ سے دریاؤں اور سمندروں میں سفر کو ممکن بنایا اور کئی فوائد سمیٹنے کے مواقع عطا کیے۔

v- اللہ نے زمین میں نہریں انسان کی ضروریات پوری کرنے کے لیے جاری فرمادیں۔

iv- اللہ نے سورج اور چاند کی خاص ضابطہ پر حرکت کو جاری رکھ کر انسانوں کے لیے مفید بنایا۔

vii- اللہ نے رات اور دن کا نظام انسانوں کی سہولت کے لیے بنایا۔

اللہ نے انسان کو ہر وہ شے دی جس کی انسان کو ضرورت ہے۔ بلاشبہ اللہ کی نعمتیں بے شمار ہیں۔ اگر ہم اُنہیں شمار کرنا چاہیں تو شمار نہ کرسکیں گے لیکن انسان انتہائی ناشکرا ہے۔

آیات ۳۵ تا ۴۱

حضرت ابراہیمؑ کی عاجزانہ مناجات

اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ کی اپنی عمر کے آخری حصہ میں اللہ سے مناجات بیان کی گئی ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا :

i- اے اللہ! شہرِ مکہ کو امن کا گہوارہ بنادے۔

ii- اے اللہ! مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پوجا سے محفوظ فرما۔ اِس شرک نے انسانوں کی اکثریت کو گمراہ کیا ہے۔

iii- اے اللہ! میرا تعلق اپنی اولاد میں صرف اُسی سے ہے جو میری تعلیمات کی پیروی کرے۔ جو میری نافرمانی کرے اُس سے میرا کوئی تعلق نہیں، بقول اقبال:

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابلِ میراثِ پدر کیونکر ہو؟

iv- اے اللہ! تو غفور و رحیم ہے لہٰذا اگر نافرمانوں پر بھی نظرِ کرم فرما دے تو تیری خدائی میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔

v- اے میرے رب! میں نے اپنے ایک بیٹے اور اُس کی اولاد کو مسجدِ حرام کے پاس آباد کیا تاکہ وہ تیرے اِس محترم گھر کو آباد کریں۔ اے اللہ! لوگوں کے دلوں میں اِس گھر کی محبت پیدا فرما دے تاکہ وہ بار بار اِس گھر کی زیارت کو حاضر ہوں۔

vi- اے اللہ! تیرے محترم گھر کے گرد زمین بنجر ہے۔ اے اللہ! اِس گھر کے قریب رہنے والوں کو اپنی قدرت سے پھل اور میوے بطورِ رزق عطا فرما تاکہ وہ تیرا شکر ادا کر سکیں۔

vii- اے اللہ! میرے دل میں جو نیک تمنائیں ہیں اُنہیں پورا فرما کیونکہ تو کائنات کی ہر مخفی شے اور دلوں میں پوشیدہ ہر راز اور تمنا سے واقف ہے۔

viii- اے اللہ! تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے عالمِ پیری میں حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ جیسے سعادت مند بیٹے عطا فرمائے۔

ix- اے اللہ! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا اور خاص طور پر میری یہ دعا ضرور قبول فرما۔

x- اے اللہ! بخشش فرما دے میری، میرے ماں باپ کی اور تمام اہلِ ایمان کی اور ہم پر اُس وقت ضرور رحم فرما جب انسانوں سے حساب کتاب لیا جا رہا ہو۔

آیات ۴۲ تا ۴۵

روزِ قیامت نافرمانوں کا کیا حال ہوگا

اِن آیات میں بیان فرمایا کہ اللہ ظالموں کے جرائم سے غافل نہیں۔ عنقریب قیامت آنے والی

ہے۔ روزِ قیامت اُن کا یہ حال ہوگا:

i- خوف کے مارے اُن کی آنکھیں پتھرا جائیں گی۔

ii- وہ سر اُٹھائے میدانِ حشر کی طرف دوڑ رہے ہوں گے۔

iii- اُن کے دل دہشت سے لرز رہے ہوں گے۔

iv- وہ اللہ سے التجا کریں گے کہ اُنہیں ایک موقع اور دیا جائے تا کہ وہ اللہ کی پکار پر لبیک کہیں اور رسولوں کی پیروی کریں۔ اللہ جواب میں ارشاد فرمائے گا کہ یہ تم لوگ تھے جو دعویٰ کرتے تھے ہم فنا ہونے والے نہیں۔ حالانکہ تم اُن لوگوں کی بستیوں میں رہتے تھے جو تم سے پہلے تباہ ہوئے تھے۔ تمہیں معلوم تھا کہ اُن کے ساتھ کیا ہوا؟ لیکن پھر بھی تم نے عبرت حاصل نہ کی۔

آیات ۴۶ تا ۴۷

اللہ کے رسول استقامت کا پہاڑ تھے

اِن آیات میں فرمایا کہ ہر دور میں مجرموں نے ہمارے رسولوں کے خلاف بڑی بڑی شازشیں کیں تا کہ اُن کو حق کے راستے سے ہٹا سکیں لیکن ہمارے رسول حق کی راہ پر اِس طرح ڈٹے رہے جیسے استقامت کے پہاڑ ہوں۔ پھر اللہ نے اُن سے اپنی مدد کا وعدہ پورا فرمایا اور مجرموں سے زبردست انتقام لیا۔

آیات ۴۸ تا ۵۱

روزِ قیامت آسمان اور زمین بدل دیے جائیں گے

اِن آیات میں فرمایا کہ روزِ قیامت آسمان اور زمین کو بدل کر نئی صورت میں ڈھال دیا جائے گا۔ زمین کو کوٹ کوٹ کر بالکل ہموار کر دیا جائے گا۔ اُس میں کوئی نشیب و فراز نہ ہوگا اور نہ ہی کوئی موڑ اور خم۔ آسمان ایسے ہو جائے گا جیسے تیل کی تلچھٹ۔ پھر سب لوگ اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے۔ اللہ ہر شخص کو اُس کے اعمال کے اعتبار سے بدلہ دینے کا فیصلہ فرمائے گا۔

مجرموں کو باہم زنجیروں میں جکڑ دیا جائے گا اور گندھک کا لباس پہنایا جائے گا جس سے جہنم کی آگ کی شدت میں اوراضافہ ہو جائے گا۔ اللہ ہم سب کو جہنم سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۵۲

مقاصدِ نزولِ قرآن

اِس آیت میں قرآنِ حکیم کے نزول کے مندرجہ ذیل مقاصد بیان کیے گئے:

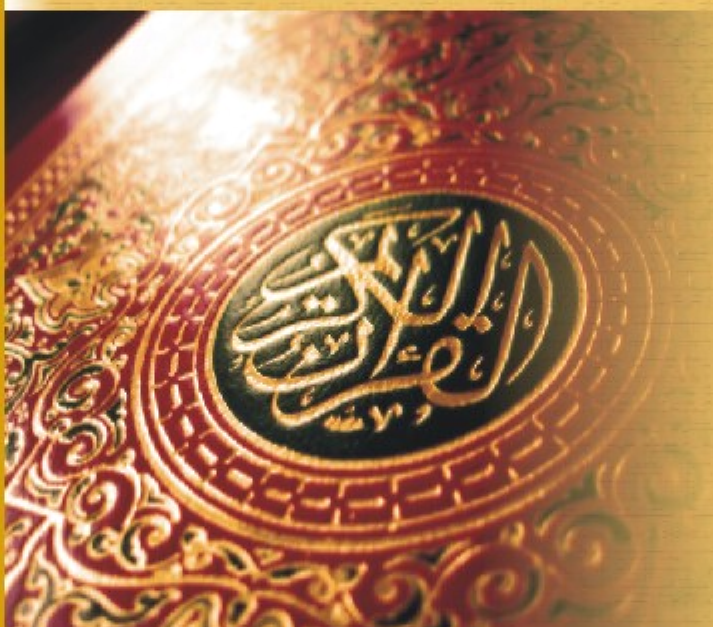
i- لوگوں کو بتا دیا جائے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

ii- لوگوں کو آخرت میں دوبارہ جی اٹھنے اور جوابدہی کے عمل سے خبردار کر دیا جائے۔

iii- غور وفکر کرنے والے قرآن کے ذریعہ انسان اور کائنات کے حوالے سے حقائق کی یاد دہانی حاصل کرتے رہیں۔

خلاصۂ مضامینِ

قرآنِ حکیم



چودھواں پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

خلاصۂ مضامینِ قرآن

چودھواں پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿﴾ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿﴾
الٓرٰ قف تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿﴾ (الحجر:۱)

سورۂ حجر

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۲۵ ایمانیاتِ ثلاثہ توحید، آخرت، رسالت
- آیات ۲۶ تا ۴۸ قصّۂ آدم وابلیس
- آیات ۴۹ تا ۹۹ ایمان بالرسالت

آیات ۱ تا ۲

کاش ہم بھی مسلمان ہوتے

اِن آیات میں قرآنِ کریم کو ایک واضح کتاب قرار دینے کے بعد فرمایا کہ عنقریب کافر حسرت سے کہیں گے کہ کاش ہم بھی مسلمان ہوتے۔ آیت ۲ کی تفسیر کے حوالے سے ترمذی شریف میں کئی صحابہؓ کا یہ قول نقل ہوا کہ:

اِذَا اُخْرِجَ اَهْلُ التَّوْحِیْدِ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَدَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ

''جب توحید کا عقیدہ رکھنے والے جہنم سے نکالے اور جنت میں داخل کیے جائیں گے تو اُس وقت کافر یہ آرزو کریں گے کہ کاش وہ بھی مسلمان ہوتے''۔

اللہ نے نبی اکرم ﷺ کو آگاہ فرمایا کہ فی الحال یہ کافر کھا پی رہے ہیں، مزے اڑا رہے ہیں اور لمبے چوڑے منصوبے بنا رہے ہیں۔ اُن کے لیے یہ چار دن کی چاندنی ہے۔ عنقریب اُن کے

لیے ہمیشہ ہمیش کی اندھیری رات آنے والی ہے۔

آیات ۳ تا ۸

نافرمانوں کے لیے عذاب کا وقت طے ہے

اِن آیات میں فرمایا کہ ہم نے جس قوم کو بھی ہلاک کیا اُس کے لیے عذاب کا وقت طے تھا۔ پھر وہ عذاب کو معین وقت پر آنے سے نہ روک سکے۔ کافر انتہائی گستاخانہ انداز میں نبی اکرم ﷺ کو مجنون قرار دے رہے ہیں اور اُن سے فرشتوں کو سامنے لانے کا مطالبہ کرر ہے ہیں۔جس روز فرشتے اللہ نے نازل کردیے اُس روز کافروں کے لیے اچھی خبر نہ ہوگی جیسا کہ بعد میں بدر میں فرشتوں کا نزول ہوا اور پھر کافر ذلت آمیز ہلاکت سے دوچار ہوئے۔

آیت ۹

اللہ قرآن کی حفاظت خود کرے گا

عظمتِ قرآن کے حوالے سے یہ بہت اہم آیت ہے۔ اِس آیت میں اللہ نے بڑے جلالی انداز میں اعلان فرمایا کہ ہم ہی نے قرآنِ مجید نازل کیا ہے اور ہم ہی اِس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔غیر مسلم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ قرآنِ حکیم کا متن محفوظ ہے اور یہ وہی ہے جو حضرت محمد ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو لکھایا اور یاد کرایا تھا۔

آیات ۱۰ تا ۱۵

ہر دور میں اکثریت ایمان سے محروم رہتی ہے

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو ذہنی طور پر تیار کیا گیا کہ آپ ﷺ کے مخاطبین کی اکثریت حق واضح ہونے کے باوجود ایمان نہیں لائے گی۔ ماضی میں بھی قوموں کی روش یہی رہی ہے۔اگر مشرکینِ مکہ کے لیے آسمان سے ایک دروازہ کھول دیا جائے اور وہ اُس کے ذریعہ آسمان پر چڑھتے رہیں، تب بھی وہ ایمان نہ لائیں گے بلکہ اللہ کی اِس قدرت کو بھی جادو قرار دیں گے۔ لہٰذا نبی اکرم ﷺ کو اِن لوگوں کے ایمان نہ لانے پر غمگین نہیں ہونا چاہیے۔

آیت ۱۶ تا ۲۲

اللہ کی قدرت کے شاہکار

اِن آیات میں اللہ کی قدرت کے کئی شاہکاروں کا ذکر ہے:

i- اللہ نے آسمان پر ستارے بنائے جن کے ذریعہ دیکھنے والوں کے لیے آسمان کو سجاوٹ اور رونق بخشی۔ یہی ستارے سرکش جنات کے حوالے سے حفاظتی چوکیاں بھی ہیں۔ اگر کوئی سرکش جن آسمان سے فرشتوں کے حوالے کیے جانے والے کسی فیصلے کو سننے کی کوشش کرتا ہے تو اُسے مار بھگانے کے لیے اِن ستاروں سے اُس پر ایک جلتا ہوا انگارہ پھینکا جاتا ہے۔

ii- زمین کو اللہ نے پھیلا دیا ہے۔ اُس پر پہاڑوں کی صورت میں بڑے بڑے بوجھ رکھے ہیں تاکہ زمین توازن میں رہے۔ پھر زمین پر ہر شے مخلوقات کی ضروریات کے مطابق پیدا فرمائی ہے۔

iii- اللہ نے زمین میں تمام مخلوقات کی گزر اوقات کے لیے اسباب پیدا فرمائے ہیں اور اُن مخلوقات کے لیے بھی رزق کا انتظام کیا ہے جنہیں انسان نہ پالتے ہیں اور نہ ہی اُن کی خوراک و ضروریات کی فراہمی کا بندوبست کرتے ہیں۔

iv- اللہ کے پاس ہر شے کے خزانے ہیں لیکن وہ اُسے اتنی ہی مقدار میں پیدا فرماتا ہے جتنی مخلوقات کی ضرورت ہوتی ہے۔

v- اللہ نے ہواؤں کو بار آور بنایا یعنی اُن کے دوش پر بادل مختلف علاقوں میں برسنے کے لیے تیرتے ہوئے پہنچتے ہیں۔ پھر اِن بادلوں سے اللہ نے پانی برسایا اور انسانوں کے کے لیے پانی کی گردش کا ایسا نظام بنایا جس سے وہ سارا سال تازہ پانی حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اگر وہ سال بھر کی ضروریات کے لیے پانی جمع کرنا چاہتے تو نہ کر سکتے۔

آیات ۲۳ تا ۲۵

اللہ جانتا ہے کہ آگے بڑھنے والوں کو اور پیچھے رہنے والوں کو

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ تمام انسانوں کو اللہ نے پیدا فرمایا ہے اور پھر وہی اُنہیں موت دے گا۔ وہ خوب جانتا ہے کہ انسانوں میں سے کون اللہ کی بندگی میں آگے بڑھتے ہیں اور کون اِس سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ آخر کار سب لوگ اللہ کی عدالت میں حاضر ہوں گے اور اپنے کیے کے مطابق بدلہ پائیں گے۔

آیات ۲۶ تا ۳۱

عظمتِ انسان

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ نے انسان کو اُس سنے ہوئے گارے سے پیدا کیا جو سوکھ کر کھنک رہا تھا۔ اِس سے قبل جنات کو آگ کے شعلے کی لپک سے پیدا کیا۔ اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ جب میں انسان کو بنا سنوار دوں اور اُس میں اپنی روح ڈال دوں تو تم سب اُس کے سامنے سجدہ میں گر پڑنا۔ گویا انسان کی اصل عظمت اِس وجہ سے ہے کہ وہ صرف خاکی وجود نہیں رکھتا بلکہ اُس میں روحِ ربانی بھی ہے:

ہے ذوقِ تجلی بھی اِسی خاک میں پنہاں
غافل تو نرا صاحبِ ادراک نہیں ہے

تمام کے تمام فرشتوں نے انسان کے سامنے سجدہ کیا۔ یہ ہے انسان کی عظمت۔ البتہ ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا جو فرشتہ نہیں بلکہ ایک جن تھا۔

آیات ۳۲ تا ۳۵

اللہ کی لعنت ہے تکبر کرنے والے پر

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ ابلیس نے انسان کو تکبر کی وجہ سے سجدہ نہ کیا۔ اُس نے کہا کہ میں ایسے انسان کو سجدہ نہیں کر سکتا جسے سنے ہوئے گارے سے بنایا گیا ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ اے ابلیس دفعہ ہو جا، اب تو دھتکارا ہوا ہے اور تجھ پر لعنت ہے رہتی دنیا تک۔

آیات ۳۶ تا ۴۰

ابلیس کے ناپاک عزائم

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ ابلیس نے اللہ سے روزِ قیامت تک مہلتِ زندگی مانگی۔ اللہ نے فرمایا کہ تجھے ایک معین وقت تک مہلت دی گئی۔ اُس نے اپنی بربادی کا الزام اللہ کو دیا اور اپنے اِس ناپاک عزم کا اظہار کیا کہ میں دنیا کی عارضی اور گھٹیا لذتوں کو انسانوں کے لیے مزین کروں گا اور اُن سب کو گمراہ کرنے کی کوشش کروں گا۔ البتہ اے اللہ! تیرے خاص بندے میرے فتنوں سے محفوظ رہیں گے۔ اللہ ہمیں اپنے خاص بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۱ تا ۴۴

شیطان اُسے بھٹکاتا ہے جو خود بھٹکنا چاہتا ہے

اِن آیات میں اللہ نے واضح فرمایا کہ میں نے بندوں کو ہدایت کی سیدھی راہ دکھا دی ہے۔ میرے بندوں پر شیطان کا بس نہیں چلے گا۔ شیطان ایسے ہی لوگوں کو گمراہ کرے گا جو وقتی لذتوں کی خاطر خود ہی گمراہ ہونا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ جہنم کے سات دروازے ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ کتنے بدنصیب کس دروازے سے جہنم میں گریں گے۔

آیات ۴۵ تا ۴۸

اہل جنت کی باہم کدورتیں ختم کر دی جائیں گی

اِن آیات میں فرمایا گیا کہ اللہ کی نافرمانی سے بچنے والے جنت کے چشموں کے پاس لطف و سرور کی کیفیت میں ہوں گے۔ اگر دنیا میں اُن کے دلوں میں باہم کوئی کدورت پیدا ہو گئی تھی تو ختم کر دی جائے گی۔ وہ بڑی محبت سے بھائیوں کی طرح ٹیک لگا کر آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ اُنہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے گی اور وہ ہمیشہ ہمیش جنت کی راحتوں کے مزے لوٹیں گے۔

آیات ۴۹ تا ۶۰

اللہ رحم بھی کرتا ہے اور عذاب بھی دیتا ہے

اِن آیات میں فرمایا کہ اللہ بندوں کو معاف کرنے والا اور اُن پر رحم کرنے والا ہے لیکن

نافرمانوں کو درناک عذاب بھی دینے والا ہے۔اُس کی اِن دونوں شانوں کا مظہر ہے کہ اُس نے اپنے فرشتوں کے ذریعہ حضرت ابراہیمؑ کو اپنی رحمت کی بشارت ایک بیٹے کی پیدائش کے حوالے سے دی اور پھر اُن ہی فرشتوں کے ذریعہ حضرت لوطؑ کی نافرمان بیوی اور سرکش قوم پر بدترین عذاب نازل فرمایا۔

آیات ۶۱ تا ۷۷

قومِ لوطؑ پر اللہ کا عذاب

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ نے فرشتوں کو خوبصورت لڑکوں کی صورت میں حضرت لوطؑ کی قوم پر عذاب نازل کرنے کے لیے بھیجا۔قوم جو ہم جنس پرستی کے گناہ میں مبتلا تھی دیوانہ وار حضرت لوطؑ کے گھر کی طرف دوڑتی ہوئی آئی تاکہ فرشتوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنا سکے۔حضرت لوطؑ نے قوم کو سمجھایا کہ قوم کی بیٹیوں سے نکاح کرکے جائز طریقہ پر جنسی خواہش کی تسکین کرو۔قوم نے حضرت لوطؑ کی بات کو حقارت سے رد کردیا۔فرشتوں نے حضرت لوطؑ سے فرمایا کہ آپ رات کے پچھلے پہر اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ اِس بستی سے نکل جائیں۔البتہ آپ کی بیوی نہ نکل سکے گی۔اِس کے بعد اِس بستی کو الٹ دیا گیا اور قوم پر کنکریوں کی بارش نازل کی گئی۔مکہ والوں کو یاددہانی کرائی گئی کہ قوم لوطؑ کی تباہ شدہ بستی اُس سیدھی شاہراہ پر ہے جو مکہ سے شام کی طرف جاتی ہے۔اِس بستی کو دیکھو اور اِس کی بربادی سے سبق حاصل کرو۔

آیات ۷۸ تا ۷۹

قومِ شعیبؑ کا انجام

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ حضرت شعیبؑ کی قوم بھی ظالم تھی یعنی شرک کرنے والی تھی۔اللہ نے اُن سے انتقام لیا اور اُنہیں برباد کردیا۔اِس قوم کی آبادی کے کھنڈرات اور قومِ لوطؑ کی تباہ شدہ بستی اُس سیدھی شاہراہ پر ہے جو مکہ سے شام کی طرف جاتی ہے۔مکہ والوں کو اِن کے پاس سے گزرتے ہوئے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

آیات ۸۰ تا ۸۴

قومِ ثمود کی تباہی

اِن آیات میں قومِ ثمود کی ناشکری اور پھر تباہی کا ذکر ہے۔ اُنہیں اللہ نے ایسی ٹیکنالوجی دی تھی کہ وہ بڑے آرام سے پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے تھے۔ اُنہوں نے اللہ کے اِس احسان کی ناقدری کی اور اُس کے رسولوں کو جھٹلایا۔ اللہ نے ایک زلزلہ کے ذریعہ اِس قوم کو ملیامیٹ کر دیا۔

آیات ۸۵ تا ۹۹

نبی اکرم ﷺ سے خصوصی خطاب

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کا مضمون ہے۔ آپ ﷺ سے فرمایا گیا:

i- اللہ نے کائنات کی ہر شے بامقصد بنائی ہے۔ دنیا کی زندگی کا بھی ایک مقصد ہے اور وہ ہے امتحان۔ اِس امتحان کا نتیجہ آخرت میں ظاہر ہوگا۔ آپ ﷺ کافروں کے ظلم وستم کو صبرِ جمیل سے برداشت کریں۔ آخرت میں آپ ﷺ کو بھرپور اجر اور کافروں کو بدترین سزا مل کر رہے گی۔

ii- آپ ﷺ کا رب خالق ہے اور مخلوق کے ہر حال اور کیفیت سے واقف ہے۔ آپ ﷺ کس کرب سے گزر رہے ہیں اور آپ ﷺ کے دل پر کیا بیت رہی ہے اُسے سب علم ہے۔

iii- اللہ نے آپ ﷺ کو سورۃ فاتحہ کی سات مبارک آیات عطا کی ہیں جو بار بار دھرانے اور اللہ سے لولگانے اور تسکین کے حصول کا ذریعہ ہیں۔

iv- کافروں کو جو ساز وسامان ہم نے دیا ہے آپ ﷺ اُن سے مرعوب نہ ہوں اور نہ ہی اُن کے برے انجام کی فکر کر کے غمگین ہوں۔

v- آپ ﷺ کی توجہ اور عنایات کا رخ اپنے درویش ساتھیوں کی طرف رہے۔

vi- کافر قرآنِ کریم کے حصے بخرے کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ کی حمد وثناء کا ذکر اُنہیں قبول ہے لیکن معبودانِ باطل کی نفی کے مضامین کو قرآن سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ اُن سے

اِس روش کی باز پرس کر کے رہے گا۔

vii- نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ اب علی الاعلان لوگوں کے سامنے اللہ کی توحید اور اپنی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت پیش کریں۔ مذاق اڑانے والے مشرکین کی پرواہ نہ کریں۔اللہ خود ہی اُن سے نمٹ لے گا۔

viii- اے نبی! اللہ جانتا ہے کہ اِن مخالفین کے طنز آپ کے مبارک سینہ میں تیر کی طرح پیوست ہوتے ہیں۔آپ ﷺ برداشت کیجیے اور اللہ کی حمد، تسبیح اور اُس کی بارگاہ میں سجدوں کے ذریعہ دل کو سکون دیجیے۔اپنے رب کی بندگی پر زندگی کے آخری سانس تک کاربند رہیے۔

سورۂ نحل

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۱۸ — اللہ کی قدرتیں اور نعمتیں
- آیات ۱۹ تا ۶۴ — مشرکینِ مکہ کے ساتھ کشمکش
- آیات ۶۵ تا ۸۳ — اللہ کی قدرتیں اور نعمتیں
- آیات ۸۴ تا ۸۹ — ایمان بالآخرت
- آیات ۹۰ تا ۱۰۰ — اہم ہدایاتِ ربانی
- آیات ۱۰۱ تا ۱۱۳ — مشرکینِ مکہ کے ساتھ کشمکش
- آیات ۱۱۴ تا ۱۱۹ — حلال وحرام کی بحث
- آیات ۱۲۰ تا ۱۲۴ — عظمتِ ابرہیمؑ
- آیات ۱۲۵ تا ۱۲۸ — صبر واستقامت کی تلقین

آیات ۱ تا ۲

مشرکین کے لیے دوٹوک اعلان

اِن آیات میں مشرکین مکہ کو خبردار کر دیا گیا کہ تم جس عذاب کے حوالے سے جلدی مچا رہے ہو وہ

آنے والا ہے۔ یہ دراصل بدر کے معرکہ کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ نے قرآنِ کریم اِس لیے نازل فرمایا ہے تا کہ واضح کر دیا جائے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اُس کے ساتھ شریک کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔ خیر اِسی میں ہے کہ اللہ کی نافرمانی سے بچا جائے۔

آیات ۳ تا ۴

اللہ کی تخلیق کے تین شاہکار

اِن آیات میں فرمایا کہ اللہ ہی نے بنایا ہے تمام آسمانوں، زمین اور انسانوں کو۔ اُس اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ انسان کی تخلیق گندے پانی کی بوند سے ہوئی ہے لیکن انسان اپنے آغاز کو بھول گیا اور اللہ کے احکامات کے حوالے سے بہت زیادہ ہی اعتراضات کرتا ہے۔

آیات ۵ تا ۹

چوپائے اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہیں!

اِن آیات میں چوپایوں کے حوالے سے اللہ کے بندوں پر مندرجہ ذیل احسانات بیان کیے گئے ہیں:

i- چوپایوں کی کھال میں انسان کے لیے سرد موسم کی شدت سے بچنے کے لیے حرارت حاصل کرنے کی خصوصیات ہیں۔ اِن سے گرم لباس اور کمبل وغیرہ بنتے ہیں۔

ii- چوپایوں میں سے جو حلال ہیں اُن کی کھال، ہڈیاں، چربی اور کھاد انسان کے لیے فوائد حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔

iii- حلال جانوروں کا گوشت انسان کے لیے بہترین اور لذیذ خوراک ہے۔

iv- مال مویشی رکھنے والے صبح کے وقت جب جانوروں کو چرانے لے جاتے ہیں اور جب شام کو واپس لاتے ہیں تو اُن کے لیے اِس میں ایک بڑی شان وشوکت کا پہلو ہوتا ہے۔

v- جانوروں میں سے جو حمل بردار ہیں وہ انسانوں کا ساز و سامان دور دراز اور بلند مقامات تک لے جاتے ہیں۔ اُن کے بغیر یہ کام انسان کے لیے بڑا مشقت والا ہوتا۔

vi- گھوڑے، خچر اور گدھے انسان کی سواری کے کام آتے ہیں اور اُن سے انسان کی شان و

شوکت میں اضافہ ہوتا ہے۔

اِن نعمتوں کے احساس سے انسان کے دل میں اللہ کے لیے شکر کے جذبات ابھرنے چاہئیں لیکن انسانوں کی اکثریت ناشکری کا ٹیڑھا راستہ اختیار کرتی ہے۔

آیات ۱۰ تا ۱۱

پانی کی برکات

اِن آیات میں پانی کی تین برکات کا بیان ہے:

i- پانی انسان کی پیاس بجھاتا ہے اور اُس کی کئی جسمانی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔

ii- پانی کے ذریعہ وہ چارہ، گھانس اور پتے پیدا ہوتے ہیں جو جانوروں کے لیے خوراک بنتے ہیں۔

iii- پانی کے ذریعہ طرح طرح کی کھیتیاں، زیتون، کھجوریں، انگور، کئی قسم کے پھل اور میوے پیدا ہوتے ہیں۔

آیت ۱۲

جہاں ہے تیرے لیے تو نہیں جہاں کے لیے نہیں

اِس آیت میں قدرت کے پانچ مظاہر بیان ہوئے ہیں جو سب کے سب انسان کی خدمت کے لیے ہیں۔ رات آرام کے لیے ہے۔ دن بھاگ دوڑ اور کام کاج کے لیے ہے۔ سورج روشنی، حرارت، توانائی کی فراہمی، دن اور سال کا حساب لگانے اور دیگر کئی خدمات بجالانے کا ذریعہ ہے۔ چاند رات میں روشنی اور مہینوں کا حساب فراہم کرتا ہے۔ ستارے سمتوں کے تعین کے لیے کار آمد ہیں۔ بلاشبہ اللہ نے یہ جہان انسانوں کے لیے بنایا ہے۔ اللہ ہمیں اپنا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۳

کائنات کی زینت رنگارنگی سے ہے

اِس آیت میں فرمایا کہ اللہ نے جو کچھ بھی پیدا کیا اُس کے رنگ مختلف ہیں۔ اِس رنگارنگی ہی سے کائنات میں رونق اور خوبصورتی ہے۔ بقول شاعر

گلہائے رنگ رنگ سے ہے رونقِ چمن
اے ذوق اِس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

آیت ۱۴

انسانوں کے لیے سمندر کی برکات

اِس آیت میں سمندر سے حاصل ہونے والی برکات کا ذکر ہے:

i- سمندر سے انسانوں کے لیے مچھلیوں کی صورت میں تازہ اور صحت افزا گوشت حاصل ہوتا ہے۔

ii- سمندروں میں وہ موتی اور مونگے پیدا ہوتے ہیں جنہیں انسان بطور زیورات کے استعمال کرتا ہے۔

iii- سمندر میں وہ کشتیاں اور جہاز چلتے ہیں جن سے بڑے پیمانے پر تجارتی سرگرمیاں انجام دی جاتی ہیں۔

آیات ۱۵ تا ۱۶

زمین پر مظاہرِ قدرت

زمین پر اللہ نے انتہائی وزنی پہاڑ رکھ دیے ہیں تاکہ زمین توازن میں رہے۔ اِسی زمین میں اللہ نے نہریں جاری کر دی ہیں تاکہ انسان کو ذاتی استعمال اور زراعت کے لیے پانی میسر آ سکے۔ زمین پر قدرتی راستے بنا دیے ہیں تاکہ منزلوں پر پہنچنے میں سہولت ہو۔ دورانِ سفر رہنمائی کے لیے ستارے پیدا کیے ہیں تاکہ انسان اپنی منزل پر پہنچ سکے۔

آیت ۱۷

خالق کے برابر کوئی نہیں ہوسکتا!

اِس آیت میں فرمایا کہ اللہ نے تو کائنات میں بے شمار مظاہرِ تخلیق کیے ہیں جن میں سے ہر ایک اللہ کی قدرت کا انوکھا شاہکار ہے۔ اللہ کے سوا کسی اور نے کچھ بھی نہیں بنایا۔ کیا کوئی اور اللہ کے برابر ہوسکتا ہے؟ غور تو کرو!

آیات ۱۸ تا ۱۹

تم اللہ کی نعمتیں شمار نہیں کر سکتے

اِن آیات میں فرمایا کہ اللہ کی نعمتیں بے شمار ہیں۔ اگر کوئی گننا چاہے تو کبھی بھی گن نہیں سکتا۔ لوگ اللہ کے احسانات کو جانتے ہیں لیکن پھر بھی شکر کے ذریعہ اُن کا اعتراف نہیں کرتے۔ اللہ کو خوب معلوم ہے کہ وہ کیا ظاہر کرتے ہیں اور کیا چھپاتے ہیں؟

آیات ۲۰ تا ۲۳

اپنے جیسے انسانوں کو معبود نہ بناؤ

اِن آیات میں فرمایا کہ جن نیک انسانوں کو اُن کے مرنے کے بعد لوگ پکارتے ہیں اور اُن سے دعائیں کرتے ہیں اُنہوں نے کچھ بھی نہیں بنایا۔ بلکہ وہ تو خود اللہ کی مخلوق ہیں۔ مرنے کے بعد اُنہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ دوبارہ کب زندہ کیے جائیں گے۔ جو لوگ آخرت میں اللہ کے سامنے جوابدہی کے لیے تیاری نہیں کر رہے وہی اپنے جرائم کی سزا سے بچنے کے لیے بزرگانِ دین کا سہارا لیتے ہیں تاکہ اُن کی سفارش کے ذریعہ خود کو اللہ کی پکڑ سے محفوظ کر لیں۔ ایسے لوگ آج تکبر کرتے ہوئے اللہ کے احکامات کو پامال کر رہے ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ کیا ظاہر کرتے ہیں اور کیا چھپاتے ہیں؟ اُن کا انجام برا ہے۔

آیات ۲۴ تا ۲۵

گمراہی پھیلانا گناہِ جاریہ ہے

اِن آیات میں فرمایا کہ جب مشرکین سے سوال کیا جاتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ پر کیا نازل ہو رہا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ پچھلوں کے قصے اور کہانیاں! ایسی گمراہی پھیلا کر وہ خود بھی گناہ سمیٹ رہے ہیں اور جن کو گمراہ کر رہے ہیں اُن کا وبال بھی اپنے سر لے رہے ہیں۔ بہت برا بوجھ ہے جو وہ اٹھا رہے ہیں۔

آیات ۲۶ تا ۲۷

اللہ کا ایسا عذاب جس کا گمان تک نہ تھا

اِن آیات میں فرمایا کہ ماضی میں کئی قوموں نے اللہ کے رسولوں کے خلاف مکروفریب اور سازشیں کیں۔ اِن مجرموں پر اللہ کا عذاب ایسی صورت میں آیا کہ اُنہیں گمان تک نہ تھا۔ اللہ نے اُن کی عمارات کی وہ مضبوط بنیادیں ہلا دیں جن پر اُنہیں بڑا اعتماد تھا۔ پھر وہ چھتیں جنہیں سایہ فراہم کرنے کیے لیے بنایا تھا اُن پر گر گئیں اور اُن کی بربادی کا سبب بن گئیں۔ یہ دنیا کا عذاب تھا۔ روزِ قیامت اللہ اُنہیں ذلیل کرے گا اور اُس روز علمِ حقیقت جاننے والے پکار اٹھیں گے کہ آج کے دن اصل رسوائی اور لعنت حق کے دشمنوں پر چھائی ہوئی ہے۔

آیات ۲۸ تا ۲۹

قبر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے

اِن آیات میں نافرمانوں پر موت کی سختیوں کا ذکر ہے۔ وہ موت کے وقت جان نکالنے والے فرشتوں کے سامنے جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم تو کوئی برائی نہیں کرتے تھے۔ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ تم کیا کر رہے تھے؟ اب داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں میں۔ تم ہمیشہ اِس میں رہو گے۔ سرکشی اور برائی کرنے والوں کا بہت برا ٹھکانہ ہے۔

آیات ۳۰ تا ۳۱

سب سے بڑی خیر اللہ کی کتاب قرآنِ کریم

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ جب پرہیزگاروں سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے سب سے بڑی بھلائی نازل کی ہے۔ ایسے خوش نصیبوں کے لیے دنیا میں سکون و راحت کی زندگی ہے اور آخرت میں ہمیشہ ہمیش کی جنت ہے۔ جہاں اُنہیں ہر وہ نعمت ملے گی جس کی وہ خواہش کریں گے۔

آیت ۳۲

قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے

اِس آیت میں پاکیزہ لوگوں کی موت کی کیفیت بیان ہوئی ہے۔فرشتے عالمِ نزاع کے وقت اُنہیں سلام کرتے ہیں اور جنت میں داخل ہونے کی بشارت دیتے ہیں۔اُنہیں آگاہ کرتے ہیں کہ یہ انعام اُن کے نیک اعمال کا نتیجہ ہے۔بقول اقبال:

جنت تیری پنہاں ہے تیرے خونِ جگر میں
اے پیکرِ گل! کوششِ پیہم کی جزا دیکھ

آیات ۳۳ تا ۳۴

نافرمانوں کو کس بات کا انتظار ہے؟

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ نے برے لوگوں کے بدترین انجام اور نیک لوگوں کے حسین انجام سے آگاہ کر دیا ہے۔اب اللہ کی نافرمانی کرنے والے آخر توبہ کیوں نہیں کرتے؟ کیا وہ اُس عذاب کا انتظار کر رہے ہیں جو اللہ فرشتوں کے ذریعہ نازل کر دے یا پھر موت کا۔ماضی میں بھی مجرموں کی یہی روش رہی۔آخر کار اُن پر وہ عذاب آ کر رہا جسے وہ مذاق سمجھ رہے تھے۔

آیت ۳۵

شرک کے لیے خوشنما جواز

اِس آیت میں مشرکین کی طرف سے شرک کے حق میں ایک خوشنما جواز کا ذکر ہے۔مشرکین کہتے تھے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہمیں شرک کرنے اور حلال وحرام کے خودساختہ فیصلے کرنے سے روک دیتا۔اُس کا نہ روکنا اِس بات کی دلیل ہے کہ ہمارا طرزِ عمل اللہ کی طرف سے منظور شدہ ہے۔جواب دیا گیا کہ شرک کے حق میں اِس طرح کے جواز ماضی میں بھی گمراہ لوگ پیش کرتے رہے ہیں۔اصل حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں اللہ نے انسان کو نیکی اور برائی کا اختیار دیا ہے۔نیکی کے عمل میں اللہ کا اذن اور رضا دونوں شامل ہوتے ہیں۔برائی کے عمل میں اللہ کا اذن تو ہوتا ہے لیکن اُس میں اللہ کی رضا شامل نہیں ہوتی۔رسولوں کا کام حق کو واضح کرنا ہے

لوگوں کو زبردستی حق کی راہ پر لانا نہیں ہے۔

آیات ۳۶ تا ۳۷

رسولوں کی دعوت ...... اللہ کی عبادت اور طاغوت سے بغاوت

اِن آیات میں فرمایا کہ تمام رسولوں نے اپنی قوموں کو اللہ کی بندگی اور اپنی حاکمیت قائم کرنے والے سرکشوں کے خلاف بغاوت کی دعوت دی۔ کچھ لوگوں نے یہ دعوت قبول کی اور اکثر نے ٹھکرا دی۔ رسولوں کی خواہش تو یہ تھی کہ سب لوگ ایمان لے آئیں لیکن اللہ کی سنت ہے کہ جو گمراہی کی راہ اختیار کرنا چاہتا ہے تو اللہ اُسے زبردستی ہدایت نہیں دیتا۔

آیات ۳۸ تا ۴۰

اللہ جھوٹوں کو گھر تک پہنچائے گا

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ کفار قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کیے جائیں گے لیکن اللہ ایسا ضرور کرے گا۔ اِس طرح ثابت ہو جائے گا کہ کافر جھوٹے ہیں اور پھر اُنہیں اُن کی بداعمالیوں کی سزا دی جائے گی۔ اللہ صرف کلمۂ کن کہے گا اور تمام انسان دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔

آیات ۴۱ تا ۴۲

اللہ کی راہ میں ہجرت کی فضیلت

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں ہجرت کرتے ہیں اللہ اُنہیں دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ اُنہوں نے اللہ کی خاطر اپنی دنیا کی کمائی گھر اور اثاثے چھوڑ کر صبر کی اعلیٰ مثال قائم کی اور محض اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے ہجرت کی۔

آیات ۴۳ تا ۴۴

حدیث قرآن کی وضاحت کرتی ہے

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے انسانوں ہی کو رسول بنا کر

بھیجا تاکہ وہ اُن کے لیے قابلِ عمل نمونہ بن سکیں۔ نبی اکرم ﷺ پر اللہ نے قرآن نازل کیا اور اُنہیں یہ ذمہ داری تفویض کی کہ وہ قرآن کے احکامات و مضامین کو لوگوں کے لیے واضح کریں۔ بلاشبہ قرآن پر عمل اللہ کے رسول ﷺ کے ارشادات وتشریحات کے بغیر ناممکن ہے۔ اللہ ہمیں انکارِ حدیث کے فتنہ سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۵ تا ۴۷

اللہ کے عذاب سے ہر وقت ڈرتے رہو

اِن آیات میں فرمایا کہ کیا اللہ کے احکامات توڑنے والے اِس بات سے امن میں ہیں کہ اچانک اُنہیں زمین میں دھنسا دیا جائے یا اُن پر عذاب وہاں سے آئے جہاں سے اُنہیں گمان تک نہ ہو۔ یہ عذاب اُن پر اچانک بھی آسکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے اِس کے آثار ظاہر ہوں اور پھر وہ سر پر آجائے۔ بہر حال اللہ کی پکڑ سے انسان بچ کر کہیں نہیں جاسکتا۔ اللہ ہمیں اپنی بندگی کرنے اور عذاب سے محفوظ رہنے کے لیے نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۸ تا ۵۰

ہر شے ہی نہیں اُس کا سایہ بھی اللہ کو سجدہ کرتا ہے

اِن آیات میں فرمایا کہ کائنات کی ہر شے اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہے۔ پھر ہر شے کا سایہ بھی اللہ کی بارگاہ میں سجدہ کرتا ہے۔ خاص طور پر فرشتے بھی اللہ کو نہ صرف سجدہ کرتے ہیں بلکہ ہر آن اُس سے ڈرتے رہتے ہیں اور اُس کے احکامات کی بجا آوری کرتے ہیں۔

آیات ۵۱ تا ۵۲

دو معبود نہ بناؤ

اِس آیت میں فرمایا کہ اکثر انسان دو معبود رکھتے ہیں۔ اللہ کو بھی معبود مانتے ہیں لیکن وہ کسی اور شے کو مقدم کر دیتے ہیں۔ اللہ کے سوا دیگر معبودوں میں خواہشاتِ نفس، بیوی، بچے، مال و دولت، وطن، قوم، اولیاء اللہ، خودساختہ تصورات وغیرہ شامل ہیں۔ توحیدِ خالص یہ ہے کہ صرف اللہ کو محبوب و مطلوب بنایا جائے، اُس کی مستقل اطاعت کی جائے اور اُس کی نافرمانی

کی ہر صورت سے بچا جائے۔

آیات ۵۳ تا ۵۶

ہر نعمت اللہ ہی کی عطا کردہ ہے

اِن آیات میں فرمایا کہ انسان کو ہر نعمت اللہ ہی عطا فرماتا ہے۔ انسان کی ہر تکلیف اللہ ہی دور کرتا ہے۔ انسان کی ناشکری کا یہ عالم ہے کہ وہ نعمتوں کو اور تکالیف کی دوری کو اللہ کے سوا کسی اور کی طرف منسوب کرتا ہے۔ ایسے لوگ ناشکری کرتے رہیں عنقریب اِس روش کی سزا پا کر رہیں گے۔ ایسے لوگ اللہ کے عطا کردہ رزق کو دوسروں کے نام پر نذر و نیاز کر کے تقسیم کر دیتے ہیں۔ اُنہیں اللہ کے سامنے اِس ناانصافی کی جوابدہی کرنا ہوگی۔

آیات ۵۷ تا ۶۰

مشرکینِ مکہ کی بے انصافی

اِن آیات میں مشرکینِ مکہ کی بے انصافی کا ذکر ہے۔ وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے لیکن اگر اپنے ہاں بیٹی پیدا ہو جائے تو شدید صدمے سے دوچار ہوتے' اُسے اپنے لیے باعثِ شرم سمجھتے، لوگوں سے منہ چھپاتے اور بعض اوقات اُسے زندہ دفن کر دیتے تھے۔ ایسے لوگ آخرت میں پکڑ پر یقین نہیں رکھتے۔ اُن کا عنقریب برا حال ہونے والا ہے۔ مستقل ذلت و رسوائی اُن کا مقدر بنے گی۔ اِس کے برعکس اللہ کی شان ہمیشہ سے اونچی ہے اور اونچی ہی رہے گی۔

آیت ۶۱

اللہ کی رحمت نہ ہوتی تو ہم تباہ ہو جاتے

اِس آیت میں فرمایا کہ لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ کی رحمت ہے کہ اصلاح کے لیے مہلت دیتا ہے۔ البتہ جب اللہ کی طرف سے طے شدہ مہلت ختم ہو جاتی ہے تو پھر ظالموں کو اللہ کی پکڑ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ اگر وہ انسانوں کی گناہوں پر فوری پکڑ کر لے تو زمین میں کوئی جاندار باقی نہ رہے۔ انسانوں کے علاوہ دیگر جاندار تو ہیں ہی انسانوں کی خدمت کے لیے۔ انسان مٹ جاتے تو پھر اُن کی بھی ضرورت نہ رہتی۔

آیات ۶۲ تا ۶۳

سوسو گناہ کیے تیری رحمت کے زور پر

اِن آیات میں فرمایا کہ شیطان انسان کو اللہ کی رحمت کی امید دلا کر گناہوں پر اکساتا رہتا ہے۔ انسان اللہ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جو اپنے لیے ناپسند کرتے ہیں اور پھر بھی گمان رکھتے ہیں کہ اُن کہ لیے رحمتیں ہی رحمتیں ہیں۔ایسے بدبختوں کے لیے رحمت نہیں جہنم کی آگ ہے۔ دنیا میں وقتی طور پر اُن کی رسی دراز کی جارہی ہے تاکہ اپنے نامہ ٔ اعمال کو خوب سیاہ کرلیں۔

آیت ۶۴

قرآن کی فیصلہ کن وضاحت ...... حدیثِ نبوی ﷺ

اِس آیت میں قرآن وحدیث کے باہمی تعلق کو واضح کیا گیا۔ نبی اکرم ﷺ کو آگاہ کیا گیا کہ یہ کتاب آپ ﷺ پر نازل کی گئی ہے اور یہ آپ ﷺ کی ذمہ داری ہے کہ جس آیت کے حوالے سے لوگ اختلاف کریں آپ ﷺ اپنے ارشادات کے ذریعہ اُس کی وضاحت فرمادیں۔ بلاشبہ یہ قرآن اہلِ ایمان کے لیے ہدایت اور بہت بڑی رحمت ہے اور اِس کے مضامین کی وضاحت اہلِ ایمان کے لیے ضروری ہے۔

آیات ۶۵ تا ۶۹

اللہ کی نعمت چار مشروبات کی صورت میں

اِن آیات میں چار مشروبات کا ذکر ہے جو اللہ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں:

i- پانی جسے اللہ بارش کی صورت میں برساتا ہے اور اِس سے مردہ زمین کو زندہ فرماتا ہے۔

ii- خالص دودھ جسے اللہ جانوروں کے گوبر اور خون کے درمیان سے نکالتا ہے اور جو بھرپور غذائیت اور لذت کا پیکر ہے۔

iii- کھجوروں اور انگوروں سے حاصل ہونے والا پاکیزہ مشروب یعنی رس۔ اِن پھلوں سے شراب بھی کشید کی جاتی ہے لیکن وہ حرام ہے۔

iv- شہد کی مکھی کے بطن سے خارج ہونے والا شہد جس کے ذائقہ اور رنگ مختلف ہوتے ہیں لیکن اِس میں انسانوں کے کئی امراض کی شفا ہے۔ یہ اللہ کی قدرت کا عجیب نمونہ ہے کہ شہد کی مکھی مختلف پھلوں کا رس چوستی ہے اور پھر اُسے شہد جیسے مفید مشروب میں تبدیل کر دیتی ہے۔

آیت ۷۰

انسان کی بے بسی

اِس آیت میں انسان کی بے بسی اور لاچارگی کا ذکر ہے۔ اللہ ہی اُسے پیدا فرماتا ہے اور جب چاہتا ہے موت دے دیتا ہے۔ بعض انسان عمر کی اِس حدتک پہنچ جاتے ہیں کہ ذہنی طور پر حاصل کردہ علم بھول جاتے ہیں اور جسمانی طور پر دوسروں کے محتاج ہوجاتے ہیں۔ صرف اللہ ہی ہے جو علمِ کامل رکھتا ہے اور ہر اعتبار سے قادرِ مطلق ہے۔ انسان کا معاملہ تو یہ ہے کہ:

لائی حیات آئے ، قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی آئے نہ اپنی خوشی چلے

آیت ۷۱

شرک کی نفی ایک واضح مثال سے

اِس آیت میں پوچھا گیا کہ کیا کوئی آقا اپنا آدھا مال اپنے غلام کو دے کر اُسے اپنے برابر کی مالی حیثیت دیتا ہے؟ جب انسان اپنے لیے پسند نہیں کرتا کہ اُس کا غلام اُس کے برابر ہوجائے تو کیسے ممکن ہے خالق اپنی مخلوق میں سے کسی کو اپنا شریک بنالے؟

آیات ۷۲ تا ۷۴

اللہ کے احسانات اور بندوں کی ناشکری

اِن آیات میں فرمایا کہ اللہ نے انسان کو بیوی کی صورت میں سکون حاصل کرنے کی نعمت دی۔ پھر بیوی کے ذریعہ بیٹے اور پوتے جیسی نعمتیں عطا کیں۔ پھر انتہائی پاکیزہ رزق عنایت فرمایا۔ لیکن انسان اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے اور اللہ کے ساتھ ایسی ہستیوں کو شریک کرتا ہے جو

انسان کو ذرہ برابر بھی فائدہ پہنچانے پر قادر نہیں۔ پھر انسان اپنے شرک کے جواز کے لیے اللہ کے بارے میں ایسی مثالیں دیتا ہے جیسے دنیا کے لاچار بادشاہوں کی ہوتی ہیں۔ بلا شبہ انسان بہت ہی ناشکرا ہے۔

آیات ۷۵ تا ۷۶

دو بلیغ مثالیں

اِن آیات میں حق کو واضح کرنے کے لیے دو مثالیں بیان کی گئی ہیں:

i- پہلی مثال عبد اور معبود کے فرق کو واضح کرتی ہے۔ ایک شخص کسی کا غلام ہے۔ اُس کے اختیار میں کچھ نہیں۔ دوسرا شخص آزاد ہے اور جسے اللہ نے مال و دولت کی فراوانی دی ہے۔ وہ جس طرح چاہتا ہے مال خرچ کرتا ہے۔ کیا یہ دونوں شخص برابر ہو سکتے ہیں؟ اِسی طرح ایک لاچار و عاجز عبد کبھی بھی مختار و مطلق معبود یعنی اللہ کے برابر نہیں ہوسکتا۔

ii- دوسری مثال نافرمان اور فرمانبردار انسان کی ہے۔ فرض کیجیے کسی شخص کے دو غلام ہیں۔ ایک انتہائی نا اہل ہے اور کام کا نہ کاج کا بلکہ دشمن اناج کا ہے۔ دوسرا انتہائی باصلاحیت ہے۔ خود بھی اچھا کام کرتا ہے اور دوسروں کو بھی حکیمانہ و عادلانہ رہنمائی دیتا ہے۔ کیا یہ دونوں برابر ہیں؟ اِسی طرح اللہ کے نافرمان اور فرمانبردار بندے برابر نہیں ہو سکتے۔

آیات ۷۷ تا ۸۳

اللہ کی بے مثال قدرتیں اور نعمتیں

اِن آیات میں اللہ کی بے مثال قدرتوں اور نعمتوں کا بیان ہے:

i- اللہ آسمانوں اور زمینوں کے تمام رازوں سے واقف ہے۔

ii- اللہ قیامت اتنی دیر میں برپا کردے گا جتنی دیر میں نگاہ ایک طرف سے دوسری طرف پھر جاتی ہے۔

iii- اللہ انسان کو پیدا کرتا ہے اِس حال میں کہ وہ کچھ نہیں جانتا۔ اب اللہ انسان کو سماعت، بصارت اور عقل دیتا ہے جن کے ذریعہ انسان علم حاصل کرتا رہتا ہے۔

iv- اللہ ہی ہے جو پرندوں کو فضا میں تھامے رکھتا ہے۔
v- اللہ نے گھروں کو انسانوں کے لیے جائے سکون بنایا۔
vi- اللہ نے انسانوں کو جانوروں کی کھالوں سے خیمے بنانا سکھائے جن سے انسان سفر کے دوران آسانی سے کہیں بھی قیام کا انتظام کر لیتا ہے۔
vii- جانوروں کی کھالوں سے انسان کئی ضروریاتِ زندگی (جوتے، گرم لباس، بیگ) اور سامانِ آرائش (قالین) تیار کرتا ہے۔
viii- اللہ نے اشیاء کے سائے انسان کو گرمی کی شدت اور دھوپ کی تمازت سے بچانے اور ٹھنڈک پہنچانے کے لیے بنائے۔
ix- اللہ نے انسانوں کی محفوظ پناہ گاہوں کے لیے پہاڑوں میں غار بنائے۔
x- اللہ نے انسانوں کو ایسے لباس بنانا سکھائے جو اُسے گرمی کی شدت اور جنگ کے دوران ہتھیاروں کے وار سے محفوظ رکھتے ہیں۔

افسوس ہے انسانوں پر کہ وہ اللہ کی نعمتوں کو پہچانتے ہیں لیکن پھر بھی شرک اور نافرمانی سے اللہ کی ناشکری کرتے ہیں۔

آیات ۸۴ تا ۸۵

اُمت کے خلاف رسولوں کی گواہی

اِن آیات میں فرمایا کہ روزِ قیامت ہر رسول اپنی امت کے خلاف گواہی دے گا یعنی وہ کہے گا کہ میں نے اِن تک دین پہنچانے کا حق ادا کر دیا تھا اب اُنہوں نے اگر عمل نہیں کیا تو یہ خود ذمہ دار ہیں۔ اب نافرمانوں کو اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ اللہ کے سامنے کوئی رحم کی اپیل کر سکیں۔ عذاب اُن کا مقدر ہوگا جس میں نہ کوئی کمی کی جائے گی اور نہ ہی کوئی وقفہ ہوگا۔ اللہ ہمیں اِس محرومی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۶ تا ۸۸

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ شرک کرنے والے روزِ قیامت جب اُن اولیاءاللہ کو دیکھیں گے جن سے دعائیں کرتے تھے تو کہیں گے کہ اے اللہ یہ ہیں ہمارے شرکاء جن سے ہم دعائیں مانگا کرتے تھے۔ اولیاءاللہ اِن مجرموں کے جرائم سے اعلانِ براءت کریں گے اور اللہ کے سامنے اپنی عاجزی و بےبسی کا اظہار کریں گے۔ اب شرک کرنے والوں کو ایسے عذاب سے دوچار ہونا ہوگا جو مسلسل بڑھتا چلا جائے گا۔ گویا شرک کرنے والوں کے ساتھ یہ معاملہ ہوگا:

باغباں نے آگ دی، جب آشیانے میں مرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

آیت ۸۹

نبی اکرم ﷺ کی اُمت کے خلاف گواہی

اِس آیت میں فرمایا گیا کہ ہر امت کے خلاف اُس کے نبی گواہی دیں گے اور نبی اکرم ﷺ اپنی امت کے خلاف سرکاری گواہ کے طور پر پیش ہوں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے امت تک اللہ کی وہ کتاب پہنچا دی جس میں ہر بات کی وضاحت، رہنمائی، سامانِ رحمت اور بشارت ہے۔ اگر اب بھی امت میں سے جو بدنصیب اللہ کے احکامات پر عمل نہیں کرتے تو اُن کے خلاف نبی اکرم ﷺ کی گواہی فیصلہ کن ہوگی۔ ایسے لوگ واقعی عذاب کے مستحق ہیں۔

آیت ۹۰

اللہ کی پسند اور ناپسند

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تین باتوں کو پسند فرماتا ہے اور اُن کا حکم دیتا ہے یعنی عدل کرنے کا، عدل سے بڑھ کر احسان کرنے کا اور قرابت داروں کے حقوق ادا کرنے کا۔ اللہ تین باتوں کو ناپسند فرماتا ہے اور اُن سے روکتا ہے یعنی بےحیائی، ہر طرح کی برائی اور زیادتی سے۔ یہ احکامات اِس لیے ہیں کہ تاکہ لوگ اُنہیں ہر وقت یاد رکھیں۔

آیات ۹۱ تا ۹۴

معاہدات کی پاسداری کا حکم

اِن آیات میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ کسی بھی گروہ سے کیے گئے معاہدوں کی پاسداری کریں۔ تمہارے ہر معاہدے پر اللہ گواہ ہوتا ہے۔ کسی گروہ سے معاہدہ کر کے پھر اُس کی جاسوسی یا اندرخانہ اُس کے خلاف سازشیں نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری اِس بددیانتی سے لوگ اسلام سے متنفر ہو جائیں اور تمہیں اسلام کی اِس غلط نمائندگی کی وجہ سے بدترین عذاب کا سامنا کرنا پڑے۔ تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ کے علم میں ہے۔ روزِ قیامت تمہارے طرزِ عمل کے بارے میں بازپرس ہوگی۔ اُس روز کی رسوائی سے بچنے کی کوشش کرو۔

آیات ۹۵ تا ۹۶

عارضی مفادات کے تحت معاہدات کا سودا نہ کرو

اِن آیات میں فرمایا گیا کہ عارضی اور وقتی فوائد حاصل کرنے کے لیے اللہ سے کیے گئے عہدِ بندگی کی خلاف ورزی نہ کرو۔ دنیا میں جو قیمت ملے گی وہ عارضی اور گھٹیا ہے جبکہ عہد کی پاسداری پر اللہ سے ملنے والا اجر دائمی اور بہتر ہے۔

آیت ۹۷

پاکیزہ زندگی ...... اللہ کا انعام

اِس آیت میں فرمایا کہ جو فرد خواہ مرد ہو یا عورت خلوص کے ساتھ نیک اعمال کرے گا اللہ اُسے ایک پرسکون پاکیزہ زندگی عطا فرمائے گا۔ ایسی زندگی جس میں اُس کا ضمیر مطمئن ہوگا کہ میرا دامن اللہ کی نافرمانیوں سے پاک ہے۔ ایسی زندگی کے ساتھ انسان اطمینان کے ساتھ موت کو گلے لگانے کو تیار ہوگا کیونکہ اُس نے موت کے بعد کی زندگی کی تیاری کر رکھی ہوگی۔ اللہ ہمیں بھی ایسی پاکیزہ زندگی عطا فرمائے اور حافظ شیرازیؒ کی طرح ہم بھی کہہ سکیں:

حاصلِ عمر نثارِ رہِ یارے کردم
شادم از زندگی خویش کہ کارے کر دم

’’میں نے اپنی زندگی کا کل سرمایہ محبوب کی راہ میں نچھاور کر دیا۔ میں خوش ہوں اپنی بیتی ہوئی زندگی پر کہ میں نے وہی کیا جو مجھے کرنا چاہیے تھا‘‘۔

آیات ۹۸ تا ۱۰۰

شیطان کا وار کس پر کارگر ہوتا ہے

اِن آیات میں حکم دیا گیا کہ جب بھی قرآنِ مجید پڑھا جائے تو آغاز میں اللہ تعالیٰ سے شیطان کے حملوں سے محفوظ رہنے کی دعا کی جائے۔ شیطان نہیں چاہے گا کہ ہمیں قرآنِ حکیم سے ہدایت نصیب ہو۔ جو لوگ اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں وہ شیطان کے وار سے محفوظ رہتے ہیں۔ البتہ جن کا بھروسہ اسباب پر ہوتا ہے اور وہ احکاماتِ شریعت سے گریز کے لیے کوئی جواز تلاش کر رہے ہوتے ہیں وہی شیطان کے جال میں پھنستے ہیں۔ اللہ ہم سب کی شیطان کے حملوں سے حفاظت فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۰۱ تا ۱۰۵

قرآنِ مجید پر اعتراضات کا جواب

اِن آیات میں قرآنِ حکیم پر دو اعتراضات کا جواب دیا گیا۔ مخالفین کو اِس بات پر اعتراض تھا کہ قرآن جب اللہ کا کلام ہے تو اِس کی آیات منسوخ کیوں کی جاتی ہیں؟ کیا اللہ کے احکامات میں کمی رہ جاتی ہے کہ اللہ کو پھر تبدیل شدہ حکم نازل کرنا پڑتا ہے؟ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ اللہ کا نہیں بلکہ معاذ اللہ محمد کا خود ساختہ کلام ہے۔ جواب میں ارشاد فرمایا گیا کہ اِس کلام کو اللہ کے حکم سے حضرت جبرائیلؑ نے نازل کیا ہے۔ یہ اللہ کی رحمت کا مظہر ہے کہ وہ اپنے بندوں کو سہولت کے لیے پہلے ایک ایسا حکم دیتا ہے جس پر عمل کرنا آسان ہو۔ بعد میں جب بندے ایک درجہ میں اُس پر عمل کے عادی ہو جاتے ہیں تو اب حتمی حکم نازل فرماتا ہے۔ آیات کی منسوخی اللہ کی کمزوری نہیں بلکہ بندوں کے لیے سہولت اور بتدریج عمل میں ترقی کی خاطر ہے۔

دوسرا اعتراض مخالفین کا ایک بہتان کی صورت میں تھا۔ وہ کہتے تھے کہ ایک غلام حضرت محمد ﷺ کو اس کلام کی املا کراتا ہے۔ جس غلام کی طرف اشارہ کرتے تھے اُس کی زبان عجمی

تھی۔ جواب دیا گیا کہ آخرت میں جوابدہی کا یقین نہ رکھنے والے ہی ایسا جھوٹ بول سکتے ہیں۔ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

آیات ۱۰۶ تا ۱۰۹

مرتد کی مذمت

اِن آیات میں فرمایا کہ جو کوئی ایمان لانے کے بعد دوبارہ کافر ہوگیا تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب نازل ہوگا اور وہ شدید عذاب سے دوچار ہوں گے۔ اِن لوگوں نے دنیا کی عارضی لذتوں کو ترجیح دی اور آخرت کی ابدی نعمتوں کو نظرانداز کردیا۔اب اللہ اُن کے دلوں، آنکھوں اور کانوں پر مہر لگادے گا اور یہ حق کو قبول کرنے سے محروم کردیے جائیں۔ایسے ہی لوگ آخرت میں بدترین خسارے میں ہوں گے۔البتہ اگر کوئی مجبوراً جان بچانے کے لیے کلمۂ کفر کہہ دے لیکن اُس کے دل میں ایمان ہو تو اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

آیت ۱۱۰

ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

اِس آیت میں اُن باہمت صحابہ کرامؓ کی تحسین کی گئی جنھوں نے بڑی استقامت کے ساتھ مشرکینِ مکہ کے ظلم وستم کو برداشت کیا اور پھر اپنا سب کچھ مکہ میں چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔البتہ اُنہیں آگاہ کردیا گیا کہ یہ نہ سمجھنا کہ ہجرت کے بعد مشکلات کا دور ختم ہوگیا۔اب تو اللہ کی راہ میں جنگ کا حکم آئے گا اور تمہیں نقدِ جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان میں آنا ہوگا :

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

جس نے جنگ کے مراحل میں ثابت قدمی اور جراءت و بہادری کا مظاہرہ کیا اُن کے لیے اللہ کی بخشش اور رحمتوں کی بشارت ہے۔

آیت ۱۱۱

روزِ قیامت ہر اِک کو اپنی پڑی ہوگی

اِس آیت میں فرمایا کہ روزِ قیامت ہر انسان کو صرف اپنی بخشش کی فکر لاحق ہوگی۔ وہ خود کو جہنم سے بچانے کے لیے اپنا دفاع کرے گا۔ پھر ہر شخص کو اُس کے اعمال کے مطابق بدلہ ملے گا اور کسی کے ساتھ کوئی ناانصافی نہیں کی جائے گی۔

آیات ۱۱۲ تا ۱۱۳

قرآن میں پاکستان کا ذکر

اِن آیات میں تاویلِ خاص کے اعتبار سے شہرِ مکہ کا ذکر ہے۔ یہ شہر امن کا گہوارہ تھا اور یہاں رزق کی فراوانی تھی۔ اِس شہر میں بسنے والی اکثریت نے نبی اکرم ﷺ کی دعوت کو ٹھکرا کر اللہ کی نعمتوں کی ناقدری کی۔ اب اللہ نے اُن پر بھوک اور خوف کا عذاب مسلط کر دیا۔ تاویلِ عام کے اعتبار سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ آیت پاکستان کے حالات کی تصویر کشی کر رہی ہے۔ پاکستان میں اللہ نے ہمیں ہر طرح کی نعمتوں سے نوازا لیکن ہم نے اِس دھرتی پر اللہ کے دین کا بول بالا نہیں کیا۔ اللہ نے ہمیں سانحۂ مشرقی پاکستان کے ذریعہ جھٹکا دیا لیکن ہم نے پھر بھی اپنی اصلاح نہ کی۔ آج پاکستان میں مہنگائی کا سیلاب آچکا ہے۔ معاشی اعتبار سے ہم دن بدن بدترین سطح پر گرتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ بھوک کا عذاب ہے۔ پھر اندرونی و بیرونی خطرات کا اندیشہ خوف کا عذاب ہے۔ اللہ ہمیں توبہ کی اور انفرادی و اجتماعی سطح پر احکاماتِ شریعت کے نفاذ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۱۴ تا ۱۱۸

حلال وحرام رزق کے حوالے سے ہدایت

اِن آیات میں حکم دیا گیا کہ اللہ کا عطا کردہ حلال اور پاکیزہ رزق ہی کھانا چاہیے۔ اِس رزق سے استفادہ کے بعد اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور جو توانائی حاصل ہوئی اُسے اللہ کی بندگی میں لگانا چاہیے۔ اللہ نے مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور ایسا کھانا حرام کر دیا ہے جسے اللہ کے سوا کسی

اور کے نام پر نذر کیا گیا ہو۔البتہ جان بچانے کے لیے بقدرِ ضرورت حرام کھانے پر کوئی گناہ نہیں۔کسی شے کو بغیر دلیل کے حلال یا حرام قرار دینا درست نہیں ۔ جو لوگ بلا دلیل اللہ کی حلال کردہ شے کو حرام قرار دیں گے یا حرام کو حلال کہیں گے وہ کبھی بھی اللہ کے ہاں فلاح نہیں پائیں گے۔ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

آیات ۱۱۹ تا ۱۲۰

یہودیوں کے لیے سزا

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ یہودیوں پر اُن کی سرکشی کی وجہ سے بعض چیزیں حرام کر دی گئی تھیں جن کا ذکر سورہ ٔ انعام آیت ۱۴۶ میں کیا جا چکا ہے۔البتہ اُن میں سے اب بھی اگر کوئی اپنی غلط روش پر نادم ہو کر توبہ کرے تو اللہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

آیات ۱۲۱ تا ۱۲۳

حضرت ابراہیمؑ اپنی ذات میں ایک امت تھے

اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ کی عظمت بیان کی گئی ۔فرمایا گیا کہ وہ اپنی ذات میں اللہ کی ایک فرمانبردار امت کا درجہ رکھتے تھے۔اللہ کا ہر حکم ماننے والے اور اُس کی ہر نعمت کا شکرادا کرنے والے۔اُنہوں نے کسی بھی اعتبار سے کسی محبت کو اللہ کی محبت کے برابر نہیں کیا۔گویا ہر طرح کے شرک سے محفوظ رہے۔اللہ نے اُنہیں دنیا میں بھی عزت دی اور وہ آخرت میں بھی عظیم مقام پر فائز ہوں گے۔ نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ بھی حضرت ابراہیمؑ کے اُسوہ کی پیروی کریں اور اللہ کے ہر حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیں۔

آیت ۱۲۴

اللہ کے نزدیک افضل دن جمعہ کا ہے سبت کا نہیں

اِس آیت میں واضح کیا گیا کہ اللہ کے نزدیک سبت کا نہیں بلکہ جمعہ کا دن افضل ہے۔البتہ یہود نے جب جمعہ کے دن کے حوالے سے اختلاف کیا تو اللہ نے اُن کے لیے سبت کا دن مقرر کر دیا تا کہ وہ اُس دن کو اللہ کی یاد میں بسر کریں۔اُن کے پیدا کردہ اختلاف کا فیصلہ روزِ

قیامت کر دیا جائے گا۔

آیت ۱۲۵

دعوتِ دین کی تین سطحیں

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ دعوتِ دین کی تین سطحیں ہیں:

i- معاشرے کے ذہین اور سوچنے سمجھنے والے لوگوں کو حکمت یعنی دلائل کے ساتھ اللہ کی راہ کی طرف بلایا جائے۔

ii- عوام الناس کو درد بھرے وعظ و نصیحت سے احکاماتِ الٰہی بجالانے پر متوجہ کیا جائے۔

iii- فتنہ اٹھانے والے عناصر سے عمدگی اور شائستگی سے بحث کی جائے اور اُن کے اٹھائے گئے فتنوں کا جواب دیا جائے تا کہ سادہ لوح لوگ اِن فتنوں کے اثرات سے محفوظ رہیں۔

اگر قرآنِ حکیم کو ذریعۂ تبلیغ بنایا جائے تو ان تینوں سطحوں پر دعوت کے لیے مواد فراہم ہو جاتا ہے۔

آیات ۱۲۶ تا ۱۲۸

صبر اور تقویٰ کی اہمیت

اِن آیات میں فرمایا گیا کہ اگر تم زیادتی کا بدلہ لو تو صرف اُسی قدر لو جس قدر تم پر ظلم کیا گیا ہے۔ البتہ اگر صبر کرو تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ بلاشبہ صبر اور استقامت کی توفیق اللہ ہی کی طرف سے ملتی ہے۔ جو لوگ صبر اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے ہیں وہی نیکوکار ہیں اور ایسے ہی لوگوں کو اللہ کی نصرت اور قربت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ ہمیں بھی اپنی نصرت اور قربت عطا فرمائے۔ آمین!

اللہ والے کون ہیں؟

اَهْلُ الْقُرْاٰنِ اَهْلُ ا للّٰهِ وَ خَاصَّتُهٗ (سنن ابن ماجه)

”قرآن والے ہی اللہ والے ہیں اور اُس کے مقرّبین ہیں“۔

خواتین کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کا اجر

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ: جَآءَ النِّسَاءُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقُلْنَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ذَھَبَ الرِّجَالُ بِالْفَضْلِ بِالْجِھَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، اَفَمَا لَنَا عَمَلٌ نُدْرِکُ بِہٖ عَمَلَ الْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ: مَھْنَۃُ اِحْدَاکُنَّ فِیْ بَیْتِھَا تُدْرِکُ عَمَلَ الْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (بیہقی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ کچھ خواتین اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مرد جہاد فی سبیل اللہ میں شریک ہو کر فضیلت لے گئے۔ کیا ہمارے لیے کوئی ایسا عمل نہیں کہ ہمیں جہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں کے برابر اجر تک پہنچا دے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ”تم میں سے کسی کا اپنے گھر پر رکنا (مجاہد کے گھر کی حفاظت کے لیے) تمہیں جہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں کے برابر اجر تک پہنچا دے گا“۔

خواتین کے لیے جنت کا راستہ

اَیَّمَا امْرَاَۃٍ مَاتَتْ وَزَوْجُھَا عَنْھَا رَاضٍ، دَخَلَتِ الْجَنَّۃَ (ترمذی)

”جو خاتون اِس حال میں وفات پا گئی کہ اُس کا شوہر اُس سے راضی تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگئی“۔

اِذَا صَلَّتِ الْمَرْاَۃُ خَمْسَھَا وَصَامَتْ شَھْرُھَا وَحَفِظَتْ فَرْجَھَا وَاَطَاعَتْ زَوْجَھَا قِیْلَ لَھَا ادْخُلِی الْجَنَّۃَ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ شِئْتِ (مسند احمد)

”عورت جب پنج وقتہ نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے اور پاک دامن رہے اور (شرعی امور میں) اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے تو اُس سے کہا جائے گا جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے“۔

دیگر شہروں میں دفاتر کے پتے

1- **لاہور**: A-67، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو۔ فون:(042)6366638-6316638
فلیٹ نمبر 5، سیکنڈ فلور، سلطانہ آرکیڈ فردوس مارکیٹ، گلبرک III لاہور۔ فون:(042)5845090

2- **تیمرگرہ**: معرفت مستقیم الیکٹرونکس ریسٹ ہاؤس چوک، تیمرگرہ، ضلع دیر پائین۔
فون:(0945)601337

3- **پشاور**: A-18، ناصر مینشن، شعبہ بازار، ریلوے روڈ نمبر 2، پشاور
فون: (091)2214495-2262902 موبائل: 0300-5903211

4- **مظفرآباد**: معرفت حارث جنرل سٹور، بالا پیر بالمقابل تھانہ صدر۔ فون: (0992)504869

5- **اسلام آباد**: 31/1 فیض آباد ہاؤسنگ سوسائٹیز، فلائی اوور برج، 1-8/4 اسلام آباد۔
فون:(051)4434438-4435430 موبائل: 0333-5382262

6- **گوجر خان**: مرکز تنظیم اسلامی پوٹھوہار، عقب تھانہ نیو غلہ منڈی، فضل حسین مارکیٹ گوجر خان، ضلع راولپنڈی۔ موبائل: 0333-5133598 ای میل: gujarkhan@tanzeem.org

7- **گوجرانوالہ**: مرکز تنظیم اسلامی گوجرانوالہ، سوئی گیس لنک روڈ، ڈاکخانہ BISE، ملک پارک (مسجد نمرہ)
فون: (055)3015519-3891695 موبائل: 0300-7446250

8- **عارف والا**: ڈپٹی چوک، F-1، دوسری منزل، تحصیل عارف والا ضلع پاک پتن۔
فون:(0457)830884

9- **فیصل آباد**: P/157، صادق مارکیٹ، ریلوے روڈ۔ فون: 2624290 (041)

10- **جھنگ**: قرآن اکیڈمی لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ، جھنگ صدر۔ فون: (047)7628361

11- **ملتان**: قرآن اکیڈمی، 25 آفیسرز کالونی، ملتان۔ فون: 521070 (061)
مکان نمبر 1-4/D-903 فردوسیہ سٹریٹ، محمود آباد کالونی، خانیوال روڈ، ملتان۔ فون: (061)8149212

12- **ہارون آباد**: رمضان اینڈ کمپنی غلہ منڈی، ہارون آباد ضلع بہاولنگر۔ فون: (063)2251104

13- **سکھر**: B/3 پروفیسرز ہاؤسنگ سوسائٹی، شکارپور روڈ۔ فون: (071)5631074
موبائل: 0300-3119893 ای میل: sukkur@tanzeem.org

14- **حیدرآباد**: مرکز تنظیم اسلامی سندھ زیریں، نزد فضل ہائٹس پشاوری آئس کریم شاپ، مین قاسم آباد روڈ۔
فون: (0222)652957 موبائل: 0333-2608043 ای میل: hyderabad@tanzeem.org

15- **کوئٹہ**: مرکز تنظیم اسلامی حلقہ بلوچستان، بالائی منزل بالمقابل کوالٹی سویٹس، منان چوک شارع اقبال۔
فون: (081)2842969 موبائل: 0334-2413598 ای میل: quetta@tanzeem.org

خلاصۂ مضامینِ

قرآنِ حکیم



پندرہواں پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

خلاصہ مضامینِ قرآن

پندرہواں پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ﴿﴾ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴿﴾
سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ
الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ط اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿﴾
(بنی اسرائیل:۱)

سورۂ بنی اسرائیل

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیت ۱	سفرِ معراج مسجدِ حرام تا مسجدِ اقصیٰ
- آیات ۲ تا ۱۰	بنی اسرائیل کے لیے عبرت و نصیحت
- آیات ۱۱ تا ۲۲	پوری نوعِ انسانی کے لیے عبرت و نصیحت
- آیات ۲۳ تا ۴۰	اسلام کی معاشرتی ہدایات
- آیات ۴۱ تا ۶۰	مشرکینِ مکہ کے ساتھ کشمکش
- آیات ۶۱ تا ۶۵	ابلیس کی انسان دشمنی
- آیات ۶۶ تا ۷۰	اللہ کے احسانات اور انسانوں کی ناشکری
- آیات ۷۱ تا ۱۰۰	مشرکینِ مکہ کے ساتھ کشمکش
- آیات ۱۰۱ تا ۱۰۴	بنی اسرائیل کا ماضی و مستقبل
- آیات ۱۰۵ تا ۱۰۹	عظمت و تاثیرِ قرآن
- آیات ۱۱۰ تا ۱۱۱	توحیدِ باری تعالیٰ

آیت ۱

واقعۂ معراج ...... زمینی سفر کا بیان

اِس آیت میں واقعۂ معراج کے دوران نبی اکرم ﷺ کے زمینی سفر کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ایک ہی رات میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ لے گیا۔ مسجد اقصیٰ میں آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے چند عجائبات کا مشاہدہ کرایا۔ اِس زمینی سفر کا مقصد اِس بات کا اظہار تھا کہ بنی اسرائیل کو مسجدِ اقصیٰ کی تولیت سے معزول کر دیا گیا ہے۔ اب مسجدِ حرام کی طرح اِس مسجد کی تولیت بھی نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں کے سپرد کر دی گئی ہے۔

آیات ۲ تا ۳

ہدایتِ ربانی کا لب لباب ...... اللہ ہی پر بھروسہ

اِن آیات میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ اللہ نے حضرت موسیٰؑ کو تورات عطا فرمائی اور اُسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا۔ اِس ہدایت کا لب لباب اور حاصل یہ تھا کہ توحیدِ باری تعالیٰ پر اِس طرح ایمان لایا جائے کہ کل بھروسہ، امید اور خوف صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے وابستہ ہو جائے۔ انسان اپنے جملہ معاملات اللہ کے حوالے کر دے اور اُس کہ ہر فیصلہ کو تسلیم و رضا کے ساتھ قبول کر لے۔ بقولِ اکبر الہ آبادی:

رضائے حق پہ راضی رہ یہ حرفِ آرزو کیسا
خدا خالق ، خدا مالک ، خدا کا حکم تو کیسا

آیات ۴ تا ۷

بنی اسرائیل پر عروج و زوال کے دو ادوار

اِن آیات میں بنی اسرائیل کی تاریخ کے اہم ادوار کا ذکر ہے۔ اُنہیں پہلا عروج ۱۰۲۰ ق م میں حضرت طالوت کی قیادت میں حاصل ہوا جس کا ذکر سورۃ البقرہ میں ہے۔ یہاں پہلے زوال کا

ذکر ہے جو ۵۸۷ ق م میں بخت نصر کے ہاتھوں واقع ہوا۔ اِس زوال کے دوران ہیکلِ سلیمانی شہید کر دیا گیا، یروشلم تباہ کر دیا گیا، تورات ضائع کر دی گئی، لاکھوں اسرائیلی ہلاک کر دیے گئے اور بقیہ قیدی بنا لیے گئے۔ پھر اُنہیں حضرت عزیرؑ کی اصلاحی کاوشوں سے ۱۷۵ ق م میں دوسرا عروج مکابی سلطنت کی صورت میں حاصل ہوا۔ یروشلم کو پھر سے آباد کیا گیا' ہیکلِ سلیمانی دوبارہ تعمیر کیا گیا اور یادداشت کی بنیاد پر تورات کو مرتب کیا گیا۔ ۷۰ء میں دوسرا زوال اپنی انتہا کو پہنچا جب رومیوں نے ایک بار پھر ہیکلِ سلیمانی کو شہید کر دیا' ایک لاکھ سے زائد اسرائیلیوں کو ہلاک کیا اور باقی رہ جانے والوں کو یروشلم سے بے دخل کر دیا۔

آیات ۸ تا ۱۰

عروج کے حصول کا ذریعہ ...... قرآنِ کریم

اِن آیات میں بنی اسرائیل کو خبردار کیا گیا کہ اللہ اُن پر رحمت کرنا چاہتا ہے لیکن اگر اُنہوں نے سرکشی کی تو دوبارہ اُن کے ساتھ وہی کچھ ہوگا جیسا کہ پہلے دو بار ہوا۔ وہ قرآن کی بالکل سیدھی اور برحق تعلیمات پر ایمان لا کر اور اُن کے مطابق عمل کر کے تیسری بار عروج حاصل کر سکتے ہیں۔ اِس سے وہ نہ صرف دنیا میں عزت حاصل کریں گے بلکہ آخرت میں بھی سرخرو ہوں گے۔ اِس کے برعکس قرآن کی ناقدری اُن کے لیے دنیا و آخرت کی ذلت کا باعث ہوگی۔ آج ہم مسلمانوں پر بھی عروج و زوال کے دو دو اد وار گزر چکے ہیں۔ پہلا عروج عربوں کی قیادت میں اور دوسرا عروج ترکوں کے ذریعہ حاصل ہوا۔ پہلا زوال تاتاریوں کے ہاتھوں آیا اور دوسرے زوال سے یورپی اقوام نے دوچار کیا۔ ہمیں بھی پھر سے عروج کے لیے قرآن سے تعلق کو مضبوط کرنا ہوگا۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَّ يَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ (مسلم)

''بے شک اللہ اِس کتاب کے ذریعہ قوموں کو عروج دے گا اور اس کتاب کو چھوڑنے کی وجہ سے زوال سے دوچار کرے گا''۔

آیت ۱۱

اللہ سے معیّن شے نہیں، بھلائی مانگو

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ انسان بڑا جلد باز ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اُس کی دعا فوراً قبول ہو۔ وہ اللہ سے بعض اوقات ایسی معین شے مانگ بیٹھتا ہے جو بظاہر خیر لیکن درحقیقت شر کا باعث ہوتی ہے۔ بہتر یہ کہ اللہ سے معین شے کا سوال کرنے کے بجائے صرف اور صرف بھلائی ہی مانگی جائے یعنی یہ دعا کی جائے :

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

''اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا''۔

آیت ۱۲

رات اور دن ...... اللہ کی دو رحمت بھری نشانیاں

اِس آیت میں رات اور دن کو اللہ کی دو رحمت بھری نشانیاں قرار دیا گیا۔ ایک نشانی سیاہ ہے اور دوسری روشن۔ اِن کے ذریعہ انسان آرام بھی کرتا ہے اور کام بھی۔ پھر اِن ہی کے ذریعہ برسوں کا تعین کرتا ہے اور مختلف امور کی انجام دہی کے لیے منصوبے بھی بناتا ہے۔

آیات ۱۳ تا ۱۴

کوئی شے منحوس نہیں

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ ہر انسان کی اچھی اور بری تقدیر اللہ نے طے کر دی ہے اور اُس کی گردن کے ساتھ چپکا دی ہے۔ کوئی شے منحوس نہیں اور خارجی عوامل بدشگونی کا باعث نہیں ہوتے۔ بلاوجہ وہم میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہر انسان اچھے یا برے اعمال کے ذریعہ اپنا اعمال نامہ مرتب کر رہا ہے۔ روزِ قیامت یہ اعمال نامہ ایک کھلی کتاب کی مانند اُس کے سامنے ہوگا۔ اُس سے کہا جائے گا اپنا نامہ اعمال دیکھ لو اور خود ہی اپنی کارکردگی اور انجام کا اندازہ لگا لو۔

آیات ۱۵ تا ۱۷

قوموں پر عذاب اتمامِ حجت کے بعد آتا ہے

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ رسول بھیج کر قوموں پر حق واضح کر دیتا ہے اور حجت پوری کر دیتا ہے۔ اب جو کوئی نیکی کی راہ پر آتا ہے تو اپنے بھلے کے لیے آتا ہے اور جو کوئی گمراہی کی راہ پر چلتا ہے تو خود ہی کو نقصان پہنچاتا ہے۔ جب کوئی قوم عذاب کی مستحق ہو جاتی ہے تو اُس کے آسودہ حال لوگوں کو ہر طرح کی نافرمانیوں کی چھوٹ دے دی جاتی ہے۔ پھر اچانک اللہ کی پکڑ آ کر اُنہیں تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ حضرت نوحؑ کے بعد کئی قوموں کو ہلاک کیا گیا۔ اللہ ہر انسان اور ہر قوم کے جرائم سے خوب واقف ہے۔

آیات ۱۸ تا ۲۲

طے کر لو طلب گار دنیا کے ہو یا آخرت کے!

اِن آیات میں واضح کر دیا گیا کہ جو دنیا کا طلب گار ہوتا ہے اُسے اللہ دنیا میں ہی کچھ نہ کچھ دے دیتا ہے۔ آخرت میں ایسا شخص ذلیل و رسوا ہو کر جہنم میں گرے گا۔ اِس کے برعکس جو آخرت کا طلب گار رہا اور خلوص کے ساتھ اُس کی تیاری کے لیے اپنی دینی ذمہ داریاں ادا کرنے کی کوشش کر رہا ہو تو اللہ ایسے سعادت مندوں کی کاوشوں کی بھرپور قدر دانی فرمائے گا۔ دنیا میں اللہ ہر ایک کی ضروریات پوری کر رہا ہے لیکن کامیابی یا ناکامی کا اصل فیصلہ آخرت میں ہوگا۔ انسان کو چاہیے کہ وہ آخرت کی تیاری کے لیے خواہشاتِ دنیوی کے مقابلہ میں صرف اور صرف اللہ کی رضا کے حصول ہی کو مطلوب و مقصود بنائے۔ اگر اُس نے ایسا نہ کیا تو ابدی اور حقیقی ذلت و رسوائی سے دوچار ہوگا۔

آیات ۲۳ تا ۲۵

اللہ کے بعد حق والدین کا ہے

اِن آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ انسان پر سب سے پہلے حق اللہ کا ہے اور وہ یہ ہے کہ پورے

ذوق وشوق سے زندگی کے ہر معاملہ میں اُس کی مکمل اطاعت کی جائے۔ اِس کے بعد حق والدین کا ہے۔ خاص طور پر اگر بڑھاپے میں والدین کی خدمت کی سعادت ملے تو اُن کے ساتھ بڑی عاجزی اور نیازمندی کا رویہ رکھا جائے۔ اُن کے ساتھ ذرا سی بھی سخت بات نہ کی جائے۔ مزید یہ کہ اُن کے حق میں دعا کی جائے :

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىْ صَغِيْرًا

''اے میرے رب اُن دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے پالا تھا جبکہ میں لاچار و بے بس تھا''۔

البتہ اگر کسی شرعی تقاضے کے تحت والدین کی خواہش پوری کرنا ممکن نہ ہو تو اللہ کے سامنے اپنی بے بسی کا اظہار کیا جائے۔ اللہ اپنی طرف رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔

آیات ۲۶ تا ۳۰

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے حوالے سے ہدایات

اِن آیات میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے حوالے سے حسبِ ذیل ہدایات دی گئیں :

i- اگر انسان کے پاس ضروریات سے زائد مال ہے تو اُس میں قرابت داروں محتاجوں اور مسافروں کا حق ہے۔ لہٰذا یہ حق، حق داروں تک پہنچایا جائے۔

ii- مال کو بلاضرورت یعنی بے جا رسومات، تفریحات، بناؤ سنگھار وغیرہ پر نہ خرچ کیا جائے۔

iii- مال کو بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔ مال کا بے جا خرچ کرنا بھی مال جیسی نعمت کی ناشکری ہے کیونکہ اِسی مال کو درست طور پر خرچ کر کے توشۂ آخرت بنایا جاسکتا ہے۔

iv- اگر مالی اعتبار سے کسی وقت ہاتھ تنگ ہو تو ایسے میں مستحقین سے بڑی خوبصورتی اور عاجزی سے معذرت کی جائے۔

v- مال خرچ کرتے ہوئے نہ بخل کیا جائے اور نہ جذباتی انداز سے زیادہ خرچ کر دیا جائے بلکہ میانہ روی اختیار کی جائے۔

vi- انسان کسی غریب کی مدد تو کرسکتا ہے لیکن اُسے خوشحالی نہیں دے سکتا۔ یہ اللہ کی حکمت ہے کہ جسے چاہتا ہے مالی اعتبار سے خوشحالی دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ناپ تول کر دیتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کس کے حق میں کیا خیر ہے۔

آیات ۳۱ تا ۳۵

مال، جان اور آبرو کے تحفظ کے لیے ہدایات

اِن آیات میں ہر انسان کے مال، جان اور آبرو کے تحفظ کے لیے مندرجہ ذیل معاشرتی ہدایات دی گئیں :

i- تمہاری اولاد کا رازق اللہ ہے تم نہیں۔ لہٰذا مفلسی کے ڈر سے اولاد کو مت قتل کرو۔

ii- کوئی ایسا کام نہ کرو جو زنا کی طرف لے جائے۔ زنا خاندان کے نظام کو برباد اور معاشرہ کی پاکیزگی کو ملیامیٹ کر دیتا ہے۔ لہٰذا یہ صرف بے حیائی کا نہیں بلکہ معاشرہ کو بگاڑنے والا بہت برا راستہ ہے۔

iii- کسی بھی انسان کو ناحق مت قتل کرو۔ اگر قتلِ ناحق کا جرم ثابت ہو جائے تو اب بدلہ لینے، معاف کرنے یا خون بہا لینے کا فیصلہ مقتول کے ورثاء کریں گے۔

iv- یتیم کا مال ہرگز نہ کھاؤ بلکہ بہترین طریقہ سے اُس کے مال کی حفاظت کرو۔

v- وعدوں کی پاسداری کرو، روزِ قیامت وعدوں کی پاسداری کی بابت باز پرس ہوگی۔

vi- ناپ تول میں کمی نہ کرو۔ اِسی میں بھلائی اور دیرپا فائدہ ہے۔

آیت ۳۶

علم کی فضیلت

اِس آیت میں علم کی فضیلت بیان کی گئی۔ تلقین کی گئی ہے کہ ایسے کسی عقیدہ یا عمل کو اختیار نہ کیا جائے جس کے لیے انسان کے پاس علم نہ ہو۔ گویا گمان، اوہام، بدعات، بے جا رسومات اور تمام ظنی علوم سے اجتناب کیا جائے۔ اللہ نے انسان کو حصولِ علم کے لیے سماعت، بصارت اور

عقل دی ہے۔ اِن صلاحیتوں کے بارے میں روزِ قیامت سوال ہوگا کہ اُنہیں استعمال کیا یا نہیں۔ اگر استعمال کیا تو مثبت کاموں کے لیے یا منفی۔ پھر اُن کا استعمال ایسے امور میں تو نہیں کیا جن کا علم انسان حاصل کر ہی نہیں سکتا مثلاً اللہ کی ذات یا امورِ غیب کے بارے میں کھوج لگانے کی کوشش کرنا۔

آیت ۳۷

اپنی اوقات پہچانو!

اِس آیت میں انسان کو اپنی اوقات یاد رکھنے کی تلقین کی گئی۔ حکم دیا گیا کہ زمین پر اکڑ کر نہ چلو۔ گردن اکڑانے سے انسان پہاڑوں کی بلندیوں کو نہیں چھو سکتا اور زور سے قدم مارنے سے زمین کو پھاڑ نہیں سکتا۔

آیات ۳۸ تا ۴۰

اللہ کا ہر حکم حکمت کا پیکر ہے

اِن آیات میں مذکورہ بالا ہدایات کو اللہ کی حکمت کے مظاہر قرار دیا گیا اور اُن پر عمل نہ کرنے کی روش کو سخت ناپسندیدہ قرار دیا گیا۔ مزید یہ کہ شرک کرنے کے بہت ہی برے انجام سے ڈرایا گیا۔ یہ انجام ہے ذلت و رسوائی کے ساتھ جہنم کی آگ میں جلنا۔ قریشِ مکہ کو خاص طور پر شرمندہ کیا گیا کہ تم خود تو اپنے لیے بیٹی پسند نہیں کرتے لیکن فرشتوں کو بغیر کسی دلیل کے اللہ کی بیٹیاں قرار دے رہے ہو۔ بہت بڑی ناانصافی اور ظلم ہے جس کا تم ارتکاب کر رہے ہو۔

آیات ۴۱ تا ۴۴

اللہ کی بلند شان

اِن آیات میں اللہ کی بلند شان اور اعلیٰ صفات کا بیان ہے۔ اللہ نے توحید کی وضاحت کے لیے ہر اسلوب اور ہر مثال سے حقیقت کھول کر رکھ دی لیکن مشرکین کی ہٹ دھرمی بڑھتی ہی چلی گئی۔ اگر واقعی اللہ کے ساتھ دیگر معبود بھی اختیارات کے حامل ہوتے تو وہ اللہ کا اختیارِ اعلیٰ

چھیننے کی کوشش کرتے۔ بلاشبہ اللہ ہی معبودِ واحد ہے۔ ساتوں کے ساتوں آسمان' زمین اور اِن میں بسنے والی ہر مخلوق اللہ کی تسبیح کرتی رہتی ہے لیکن لوگ اِس تسبیح کو نہیں سمجھ سکتے۔ اللہ بڑے تحمل والا اور درگزر کرنے والا ہے۔

آیات ۴۵ تا ۴۸

سردارانِ قریش کی محرومی

اِن آیات میں سردارانِ قریش کی محرومی و بدبختی کا ذکر ہے۔ وہ عوام پر اپنے خلوص کا تاثر دینے کے لیے نبی اکرم ﷺ کی محفل میں آ کر بیٹھتے اور بظاہر بڑے غور سے آپ کی بات سنتے۔ البتہ جب آپ ﷺ اُن کے باطل معبودوں کی نفی کرتے تو وہاں سے نفرت کے ساتھ اٹھ جاتے۔ جن لوگوں پر آپ ﷺ کی دعوت کا اثر ہوتا اُنہیں علیحدگی میں گمراہ کرتے اور کہتے کہ نعوذ باللہ! محمدؐ ایک ایسے شخص ہیں جن پر جادو کر دیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ اللہ اِن سرکشوں کی سازشوں سے خوب واقف ہے۔ یہ بھٹک چکے ہیں اور ہدایت پر آنے والے نہیں ہیں۔

آیات ۴۹ تا ۵۲

آخرت کے حوالے سے تین طنزیہ سوالات

مشرکین مکہ آخرت کے حوالے سے تین طنزیہ سوالات کیا کرتے تھے:

- i جب مرنے کے بعد ہماری ہڈیاں چورا چورا ہو جائیں گی تو ہمیں دوبارہ کیسے زندہ کیا جائے گا؟ جواب دیا گیا کہ تم مرنے کے بعد پتھر' لوہے یا کسی اور سخت شے کے بن جاؤ تب بھی تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔
- ii ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ کون زندہ کرے گا؟ جواب دیا گیا کہ وہ اللہ جس نے تمہیں پہلی بار بنایا تھا۔
- iii ہمیں دوبارہ کب زندہ کیا جائے گا؟ جواب دیا گیا کہ عنقریب ایسا ہونے والا ہے۔ اللہ تمہیں پکارے گا' تم چاہو یا نہ چاہو اُس کی تسبیح کرتے ہوئے میدانِ حشر میں حاضر

ہو جاؤ گے اور گمان کرو گے کہ تم دنیا میں انتہائی قلیل عرصہ رہے۔

آیت ۵۳

انسان کی خوش کلامی' شیطان کی ناکامی ہے

اِس آیت میں اللہ نے اپنے بندوں کو خوش کلامی کی نصیحت کی۔ شیطان چاہتا ہے کہ انسانوں کے درمیان نفرتیں اور دشمنی پیدا ہو۔ گفتگو میں بے احتیاطی شیطان کے اِس مقصد کو پورا کرتی ہے۔

آیات ۵۴ تا ۵۵

اللہ تمام انسانوں کے حال سے واقف ہے

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تمام انسانوں کے حال اور اعمال سے واقف ہے۔ اُس کا اختیار ہے جسے چاہے اُس کے گناہوں کی پاداش میں سزا دے اور جسے چاہے اُسے اصلاحِ حال کے لیے رحمتِ خاص سے مہلت دے۔ انسانوں میں مقام کے اعتبار سے بلند مراتب پر انبیاء کرامؑ تھے۔ اُن میں بھی بعض کو بعض پر فضیلت دی گئی جیسے حضرت داؤدؑ کو فضیلت زبور عطا کر کے دی گئی۔

آیات ۵۶ تا ۵۷

اللہ کے محبوب بندوں کا حال

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ لوگوں نے اللہ کے محبوب بندوں کو اللہ کی جگہ معبود بنا لیا اور اُن سے دعائیں مانگنا شروع کر دیں۔ اللہ کے یہ محبوب بندے لوگوں کی مرادیں پوری کرنے اور مشکلات آسان کرنے سے قاصر ہیں۔ وہ تو خود اللہ کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں اور اُس کی قربت و خوشنودی کے حصول کے لیے اُس کے سامنے دستِ سوال دراز کرتے رہتے ہیں۔

آیت ۵۸

دنیا کی ہر بستی فنا ہو کر رہے گی

اِس آیت میں آگاہ کر دیا گیا کہ قیامت سے پہلے ہر بستی کو فنا کر دیا جائے گا اور بعض بستیوں پر

لوگوں کی سرکشی کی وجہ سے شدید عذاب نازل کیا جائے گا۔ یہ تمام احوال کتابِ تقدیر میں پہلے سے درج ہیں۔

آیت ۵۹

فرمائشی معجزہ نہ دکھانے کی حکمت

اِس آیت میں واضح کیا گیا کہ اللہ فرمائشی معجزہ اِس لیے ظاہر نہیں کرتا کہ معجزہ طلب کرنے والے اُسے بھی جھٹلا دیں گے اور پھر مستحقِ عذاب ہو جائیں گے۔ قومِ ثمود کے مطالبہ پر ایک زندہ اونٹنی پہاڑ سے برآمد کر دی گئی۔ اِس معجزہ کو دیکھ کر وہ ایمان تو نہیں لائے بلکہ اُس اونٹنی ہی کو ہلاک کر دیا اور پھر اللہ کے شدید عذاب سے دوچار ہوئے۔

آیت ۶۰

آیاتِ متشابہات

اِس آیت میں آیاتِ متشابہات یعنی انسانی عقل کو عاجز کرنے والی نشانیوں کی تین مثالیں بیان کی گئیں:

i- اللہ بیک وقت تمام انسانوں کے ہر عمل کو دیکھ رہا ہوتا ہے اور ہر عمل کے پیچھے کارفرما عمل کرنے والے کی نیت سے بھی واقف ہوتا ہے۔

ii- سفرِ معراج جس کے دوران ایک ہی رات میں نبی اکرم ﷺ کو مسجدِ حرام سے مسجد اقصیٰ تک زمینی سفر کرایا گیا اور پھر آسمانوں پر لے جا کر اللہ کی کئی نشانیوں کا مشاہدہ کرایا گیا۔

iii- زقوم کا درخت جو اُس جہنم کی بنیادوں سے نکلے گا جو سراپا آگ اور کھولتے ہوئے پانی سے بھری ہوئی ہے۔

اِن آیات پر غور سے انسان کو اپنی عقل کی عاجزی اور اللہ کی عظمت کا احساس ہونا چاہیے تھا لیکن اِس کے برعکس انسانوں کی اکثریت تکبر اور سرکشی میں مبتلا ہو گئی۔

آیت ٦١ تا ٦٥

ابلیس کی انسان دشمنی

اِن آیات میں اُس واقعہ کا ذکر ہے کہ جب اللہ نے تمام فرشتوں اور ابلیس کو حضرت آدمؑ کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ ابلیس نے انکار کیا اور اللہ سے روزِ قیامت تک مہلت مانگی تا کہ حضرت آدمؑ کی اولاد کو گمراہ کر سکے۔ اللہ نے مہلت دی اور ابلیس کو اختیار دیا کہ وہ :

i- انسانوں کو اپنی آواز کے ذریعہ گمراہ کرے۔ تمام گمراہ کن نظریات کا پرچار، جھوٹی باتیں اور وعدے، گانے، فحاشی پھیلانے والے کلمات دراصل شیطان ہی کی آوازیں ہیں۔

ii- انسانوں پر اپنے لشکروں کے ساتھ حملہ آور ہو۔ فحاشی، تعصّبات، فرقہ واریت اور باہم نفرتیں پیدا کرنے والے شیطان کے ایجنٹ یا اُس کے لشکری ہیں۔

iii- وہ انسانوں کے مال میں شریک ہو جائے۔ انسان حرام مال کما کر اور ناجائز مصارف میں خرچ کر کے گویا شیطان کو اپنے مال میں شریک کر لیتا ہے۔

iv- وہ انسانوں کی اولاد میں شریک ہو جائے۔ اولاد کی تربیت سے غفلت اور اسے برائیوں سے نہ روکنا، میڈیا کے گمراہ کن مواد سے نہ بچانا اور مغربی طرز کے تعلیمی اداروں میں داخل کرنا درحقیقت شیطان کو اولاد میں شریک کرنا ہے۔

v- انسانوں کو گناہوں پر کاربند رکھنے کے لیے اللہ کی رحمت کی جھوٹی امیدیں دلاتا رہے۔

اللہ نے ابلیس کو آگاہ کیا کہ تیرے جال میں میرے خاص بندے نہیں آئیں گے۔ البتہ جو بھی تیری پیروی کرے گا تو وہ سب تیرے ساتھ ہی جہنم کی آگ کا ایندھن بنیں گے۔

آیات ٦٦ تا ٦٩

اللہ کے احسانات ...... انسانوں کی ناشکری

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ نے انسانوں کو کشتیوں کے ذریعہ سمندر میں سفر کی نعمت عطا

کی تاکہ وہ تجارتی سرگرمیاں جاری رکھ سکیں اور سمندر کے شکار سے استفادہ کر سکیں۔ جب سمندری سفر کے دوران طوفان آتا ہے تو وہ اللہ سے عافیت کی دعائیں کرتے ہیں۔ جب اللہ اُنہیں حفاظت سے خشکی تک پہنچا دیتا ہے تو پھر نافرمانیوں کے ذریعہ اللہ کی ناشکری کرتے ہیں۔ کیا وہ نہیں سمجھتے کہ اللہ اُنہیں خشکی پر بھی زمین میں دھنسا دینے یا تیز ہواؤں کے جھکڑوں سے ہلاک کر دینے پر قادر ہے۔

آسودۂ ساحل تو ہے مگر شاید کہ تجھے معلوم نہیں
ساحل سے بھی موجیں اُٹھتی ہیں خاموش بھی طوفاں ہوتے ہیں

اِس کا بھی امکان ہے کہ اللہ اُنہیں دوبارہ سمندر میں لے جائے اور پھر وہاں کسی طوفان کے ذریعہ غرق کر دے۔ اللہ کے مقابلہ میں کوئی بھی نہیں جو انسانوں کو اللہ کی پکڑ سے بچا سکے۔

آیت ۷۰

اللہ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے

اِس آیت میں انسان کی جملہ مخلوقات پر فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اللہ نے انسان کو وہ عقل و ہنر دیا کہ وہ بحر و بر میں سفر کرتا ہے۔ پھر اُس کے لیے انتہائی پاکیزہ رزق پیدا کیا جس کی مختلف صورتیں اور ذائقے بنا کر اُن سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ کائنات کی ہر شے کو انسان کی خدمت پر مامور کر دیا گیا ہے۔ اللہ ہمیں اپنی نعمتوں کے شکر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۷۱ تا ۷۲

جان بوجھ کر سرکشی کرنے والا روزِ قیامت اندھا ہوگا

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ روزِ قیامت ہر انسان اپنے نامۂ اعمال کے ساتھ عدالتِ خداوندی میں حاضر ہوگا۔ جس کو نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ خوشی خوشی اپنا نامۂ اعمال پڑھے گا۔ البتہ جو اِس دنیا میں جان بوجھ کر اللہ کے احکامات سے اندھا یعنی انجان بنا ہوا ہے روزِ قیامت اِس حال میں اٹھایا جائے گا کہ وہ اندھا ہوگا۔ سورۂ طٰہٰ آیات ۱۲۴ تا ۱۲۶ میں فرمایا:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۞ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِىْۤ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۞ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۞

''اور جو میری نصیحت سے منہ پھیرے گا اُس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور روزِ قیامت ہم اُسے اندھا اُٹھائیں گے۔ وہ کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اُٹھایا ہے، میں تو (موت کے وقت) دیکھنے والا تھا۔ اللہ فرمائے گا ایسا ہی تھا لیکن تیرے پاس ہماری آیات آئیں، تو نے اُنہیں بھلا دیا اور اِس طرح آج تجھے بھی نظر انداز کر دیا گیا ہے''۔

آیات ۷۳ تا ۷۵

کافروں کو دشمنی نبی ﷺ سے نہیں قرآن سے ہے

اِن آیات میں ایک نازک مضمون کا بیان ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو آگاہ کیا گیا کہ کافر اِس بات پر تل گئے ہیں کہ آپ ﷺ سے اِس قرآن میں اپنی خواہشات کے مطابق ترامیم کرا لیں۔ اگر آپ ﷺ ایسا کر لیتے تو پھر وہ آپ ﷺ کو اپنا گہرا دوست بنا لیتے۔ یہ تو اللہ ہی نے آپ ﷺ کو ثابت قدم رکھا ورنہ شاید آپ ﷺ اُن کے دباؤ میں آ ہی جاتے اور کسی مصالحت پر آمادہ ہو ہی جاتے۔ اِس صورت میں اللہ آپ ﷺ کو دنیا میں اور موت کے وقت دگنا عذاب دیتے، پھر آپ ﷺ اپنی حمایت میں کوئی مددگار نہ پاتے، گویا ؎

جن کے رتبے ہیں سوا اُن کی سوا مشکل ہے

اِن آیات میں بظاہر خطاب نبی اکرم ﷺ سے ہے لیکن سختی کا رُخ اُن کافروں کی طرف ہے جو آپ ﷺ پر مصالحت اور قرآن میں ترمیم کے لیے دباؤ ڈال رہے تھے۔ طویل عرصہ کی کٹھن اور پُر مشقت کشمکش کے بعد اِس طرح کی مصالحت کی طرف مائل ہونا خلافِ امکان نہیں تھا۔ اللہ نے اپنے نبی کی مدد فرمائی اور وہ استقامت کے ساتھ حق پر ڈٹے رہے۔ فَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ!

آیات ۷۶ تا ۷۷

ہجرت کا مرحلہ آنے والا ہے

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو آگاہ کردیا گیا کہ عنقریب مشرکینِ مکہ ظلم وستم کے ذریعہ مسلمانوں کو مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کردیں گے۔ البتہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ اِس زیادتی پر اُنہیں جلد ہی سزا ملے گی اور وہ مکہ سے نہیں اِس دنیا ہی سے نیست و نابود کر کے جہنم کے گڑھوں میں پہنچادیئے جائیں گے (جیسا کہ بدر کے میدان میں ہوا)۔ یہی اللہ کا ہمیشہ سے دستور ہے اُن لوگوں کے بارے میں جو اللہ کے رسولوں کی ناقدری کریں۔

آیات ۷۸ تا ۷۹

پنج وقتہ نمازوں کا حکم

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کے توسط سے تمام اہلِ ایمان کو پنج وقتہ نمازوں کی ادائیگی کی تلقین کی گئی۔ حکم دیا گیا کہ سورج کے ڈھلنے سے لے کر رات کے چھا جانے تک نماز قائم کرتے رہیں۔ اِس حکم میں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی ادائیگی شامل ہے۔ پھر فرمایا کہ فجر کی نماز میں قرآنِ کریم کی طویل تلاوت کرو۔ یہ وقت بڑا مبارک ہوتا ہے کیوں کہ رات اور دن کے اُمور انجام دینے والے تمام فرشتے اِس وقت موجود ہوتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کو اضافی طور پر نمازِ تہجد بھی ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ آپ ﷺ کو اِس اضافی مشقت کا ثمر یہ ملے گا کہ آپ ﷺ اللہ کے قریب ترین مقام یعنی مقامِ محمود پر فائز ہوں گے۔ **فَـصَـلَّـی اللّٰہ عَـلَـی النَّبِیّ الْکَرِیْمِ!**

آیات ۸۰ تا ۸۱

ہجرت غلبۂ دین کا آغاز ہے

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو ہجرتِ مدینہ کے وقت ایک دُعا اور ایک اعلان کرنے کا حکم دیا

گیا۔ آپ ﷺ کو تلقین کی گئی کہ اللہ سے دُعا کریں کہ وہ آپ ﷺ کو عزت و وقار کے ساتھ مکہ سے ہجرت اور مدینہ کو مرکز بنانے کی سعادتیں نصیب فرمائے۔ ساتھ ہی حکم دیا گیا کہ اعلان کر دیجیے کہ بس اب حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔ باطل ہے ہی مٹنے کے لیے۔ اللہ کی قدرت کی کیا شان ہے۔ بظاہر مکہ سے بے سروسامانی کے ساتھ ہجرت ہوتی ہے لیکن اللہ نے اِس ہجرت کو حق کے عروج کا ذریعہ بنا دیا۔ مذکورہ اعلانِ ہجرت کے وقت لوگوں کو عجیب محسوس ہوا لیکن محض آٹھ برس بعد نبی اکرم ﷺ ایک فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہو رہے تھے اور خانہٗ کعبہ سے بتوں کی گندگی کو مٹاتے ہوئے یہ الفاظ ادا فرما رہے تھے کہ:

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

''حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔ بلاشبہ باطل ہے ہی مٹنے والا''۔

آیت ۸۲

عروج وزوال قرآن سے وابستہ ہے

اِس آیت میں قرآن کی دو شانیں بیان ہوئیں۔ قرآن ایسے لوگوں کے حق میں رحمت اور اُن کے تمام مسائل کا علاج ہے جو اِس پر دل و جان سے ایمان لائیں۔ البتہ جو لوگ قرآن کی ناقدری اور اِس کے حقوق کی ادائیگی سے منہ موڑیں گے تو اُن کے لیے یہی قرآن محرومی اور ابدی خسارہ کا باعث ہوگا۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَّ يَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ (مسلم)

''بے شک اللہ اِس کتاب کے ذریعہ قوموں کو عروج دے گا اور اِس کتاب کو چھوڑنے کی وجہ سے زوال سے دوچار کرے گا''۔

مسلمانوں کی موجودہ ذلت ورسوائی کی وجہ قرآن کی ناقدری ہے۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

آیات ۸۳ تا ۸۴

دنیا کے حالات کا تأثر مت لو

اِن آیات میں انسانوں کی ناپختگی کا ایک مظہر نمایاں کیا گیا۔ دنیا میں جب انسان کو نعمت ملتی ہے تو وہ اللہ کو بھول جاتا ہے اور عیش و عشرت میں پڑ جاتا ہے۔ جب کوئی تکلیف آتی ہے تو مایوس ہو کر ہاتھ پاؤں چھوڑ بیٹھتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہاں کی نعمتیں عارضی ہیں اور تکالیف بھی وقتی۔ اصل نتائج روزِ قیامت ظاہر ہوں گے۔ اُس روز اللہ ہر انسان کا فیصلہ اُس کے عمل کے مطابق فرمائے گا۔ اس بات کا پورا لحاظ رکھا جائے گا کہ انسان کو کن حالات، کیسی صفات، کس طرح کی کمزوریوں اور کون سے دستیاب مواقع کے ساتھ زندگی بسر کرنی پڑی۔

آیت ۸۵

روح کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے

اِس آیت میں روح کی حقیقت سے متعلق ایک سوال کا جواب ہے۔ مشرکین مکہ نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ روح کی حقیقت کیا ہے۔ جواب دیا گیا کہ روح کا تعلق عالمِ امر سے ہے جسے سمجھنا کسی انسان کے لیے ممکن نہیں۔ اللہ نے قرآنِ حکیم میں روح کو اپنی ذات سے نسبت دی ہے۔ جس طرح اللہ کی ذات کی معرفت کا حصول انسان کے لیے ممکن نہیں اِسی طرح روح کی حقیقت بھی انسان نہیں سمجھ سکتا۔ فارسی کا ایک بہت عمدہ شعر ہے ؎

اتصالِ بے تکیف ، بے قیاس

ہست رب الناس با جانانِ ناس

”روح کے جسم کے ساتھ تعلق کی کیفیت کو نہ سمجھا جا سکتا ہے اور نہ کسی اور شے پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ یہ دراصل اللہ ہے جو انسانوں کی جانوں میں سمایا ہوا ہے“۔

آیات ۸۶ تا ۸۷

نبی اکرم ﷺ پر اللہ کا سب سے بڑا فضل ...... نزولِ قرآن

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ قرآنِ حکیم اللہ کا کلام ہے جو نبی اکرم ﷺ پر نازل کیا گیا۔ نبی اکرم ﷺ اپنی مرضی سے مشرکین کی خواہش کے مطابق اِس میں ترمیم نہیں کرسکتے۔ اللہ جب چاہے نبی اکرم ﷺ کے حافظے سے اِس قرآن کو محو کرسکتا ہے۔ لیکن اللہ ایسا نہیں کرے گا۔ قرآن کا نزول نبی اکرم ﷺ پر اللہ کا سب سے بڑا فضل ہے اور اللہ ہرگز بھی اپنے حبیب ﷺ کو اِس فضل سے محروم نہیں کرے گا۔

آیات ۸۸ تا ۸۹

قرآن جیسا کلام کوئی نہیں پیش کرسکتا

اِن آیات میں عظمتِ قرآن کا بیان ہے۔ چیلنج دیا گیا ہے کہ تمام جنات اور انسان مل کر کوشش کریں تب بھی قرآن جیسا کلام پیش نہیں کرسکتے۔ اللہ نے قرآن میں انسانوں کی ہدایت کے لیے ہر طرح کی مثالیں بیان کردی ہیں۔ محرومی یہ ہے کہ انسانوں کی اکثریت اِس نعمت اور سرچشمۂ ہدایت کی ناشکری کررہی ہے اور قرآن کی ہدایت کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں۔

آیات ۹۰ تا ۹۳

فرمائشی معجزات کی فہرست

اِن آیات میں اُن فرمائشی معجزات کا ذکر ہے جو مشرکینِ مکہ نبی اکرم ﷺ سے طلب کررہے تھے۔ اُن کا مطالبہ تھا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو:

i- ہمارے لیے زمین سے پانی کا ایک چشمہ برآمد کرکے دکھائیں۔

ii- آپ کے لیے مکہ کی اِس سنگلاخ زمین میں کھجوروں اور انگوروں کا ایک ایسا باغ لگ جائے جس کے بیچوں بیچ نہریں بہہ رہی ہوں۔

iii- آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر گرا دیجیے۔

iv- اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آیئے۔

v- آپ کے لیے مکہ میں ایک سونے کا محل تیار کر دیا جائے۔

vi- ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ جایئے اور کتاب لے کر اتریے۔

نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ وہ مشرکین کو بتا دیں کہ یہ معجزات صرف اللہ ہی دکھا سکتا ہے۔ وہ ہر کمزوری سے پاک ہے اور جو چاہے کر سکتا ہے۔ میں تو محض انسان ہوں۔ البتہ اللہ نے مجھے اپنی رسالت کے لیے چن لیا ہے۔ فرمائشی معجزہ دکھانا کسی قوم کے لیے انتہائی نزاکت کا حامل ہوتا ہے۔ معجزہ دیکھ کر بھی جو قوم ایمان نہ لائے وہ اللہ کے عذاب کی مستحق ہو جاتی ہے۔

آیات ۹۴ تا ۹۶

تمام رسول انسان ہی تھے

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ لوگوں کی اکثریت محض اِس وجہ سے ایمان لانے سے محروم رہی کہ اُنہیں اللہ کے رسولوں کے انسان ہونے پر تعجب ہوا۔ وضاحت کی گئی کہ انسانوں کے لیے نمونہ کوئی انسان ہی بن سکتا ہے۔ اگر زمین پر فرشتے آباد ہوتے تو اللہ کسی فرشتے ہی کو رسول بنا کر بھیجتا۔ نبی اکرم ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اللہ بذاتِ خود اِس حقیقت پر گواہ ہے اور وہ تو تمام ہی بندوں کی حقیقت کو جانتا ہے۔

آیات ۹۷ تا ۱۰۰

گمراہوں کا المناک انجام

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ انسانوں کو ہدایت اللہ ہی کی توفیق سے ملتی ہے۔ حق واضح ہونے کے باوجود اُسے جھٹلانے والوں اور اُس پر اعتراض کرنے والوں کو اللہ ہدایت سے محروم رکھتا ہے۔ روزِ قیامت اُنہیں اِس حال میں اٹھایا جائے گا کہ وہ اندھے، بہرے اور گونگے ہوں

گے ۔ جہنم کی آگ اُن پر مسلسل بھڑکائی جائے گی۔ یہ المناک انجام اِس لیے ہوگا کہ وہ اعتراض کرتے تھے کہ جب مرنے کے بعد ہماری ہڈیاں گل کر چورا چورا ہو جائیں گی تو کیسے ممکن ہے کہ ہمیں دوبارہ نئی تخلیق کے ساتھ زندہ کیا جاسکے۔ اعتراض کے جواب میں ارشاد فرمایا گیا کہ جو اللہ اتنی بڑی کائنات بنا سکتا ہے کیا انسان کو دوبارہ پیدا نہیں کرسکتا؟ اللہ کا معاملہ تو یہ ہے کہ وہ دنیا میں اِن جھٹلانے والوں کو بھی ضروریاتِ زندگی سے متعلق تمام نعمتیں دے رہا ہے۔ اِس کے برعکس اگر اِن کے ہاتھ میں اختیار ہوتا تو یہ کسی کو کچھ بھی نہ دیتے۔

آیات ۱۰۱ تا ۱۰۳

فرعون کی ہٹ دھرمی اور بربادی

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ حضرت موسیٰؑ نے فرعون کو اللہ کی واضح نشانیاں دکھائیں لیکن اُس نے اپنی بڑائی کے اظہار کے لیے اپنی قوم کے سامنے حضرت موسیٰؑ کی توہین کی اور اُنہیں سحر زدہ شخص قرار دیا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرعون کے ہٹ دھرمی بے نقاب کردی اور فرمایا کہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ جو نشانیاں میں نے دکھائیں ہیں وہ سب اللہ کی طرف سے ہیں۔ اب تم ہٹ دھرمی اور تکبر کی وجہ سے برباد ہونے والے ہو۔ فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو شہید کرنے کے لیے اقدام کرنا چاہا لیکن اللہ نے اُسے پورے لشکر کے ساتھ سمندر میں غرق کردیا۔

آیت ۱۰۴

قربِ قیامت یہود ایک مقام پر جمع کردیے جائیں گے

اِس آیت میں بنی اسرائیل یعنی یہود کے لیے اللہ کے ایک فیصلہ کا ذکر ہے۔ فرعون کی ہلاکت کے بعد اللہ نے یہود سے کہا کہ اب تم فرعون کے ظلم سے محفوظ ہوگئے اور اب جہاں چاہو زمین پر آباد ہو جاؤ۔ البتہ آخرت کے قریب ہم تم سب کو ایک مقام پر جمع کردیں گے۔ اسرئیل میں دنیا بھر سے یہودیوں کی آمد اور ناجائز بستیوں میں آباد ہونا اِس آیت کی حقانیت کا ثبوت ہے۔

یہ تمام یہودی حضرت عیسیٰؑ کی آمد پر اِسی طرح جڑ سے ختم کردیے جائیں گے جیسے سابقہ سرکش قومیں بالکل نیست و نابود کردی گئی تھیں۔

آیات ۱۰۵ تا ۱۰۹

قرآنِ مجید کی عظمت اور تاثیر

اِن آیات میں بڑے جلالی اسلوب میں قرآنِ مجید کی عظمت کا بیان ہے۔قرآن کا ہر مضمون برحق ہے اور پورے قرآن کا نزول بھی حق یعنی با مقصد ہے۔اب قرآن سے تعلق ہی قوموں کے مقدر کا فیصلہ کرے گا۔قرآن سے وفاداری عروج کی ضامن ہوگی اور قرآن سے بے وفائی ذلت و بربادی سے دوچار کردے گی۔ اللہ نے قرآن کو بتدریج مختلف حصوں میں اتارا ہے تا کہ لوگوں کے لیے اِسے یاد کرنا اور سمجھنا آسان ہوجائے۔ یہ نیکو کاروں کو بشارت دیتا ہے اور مجرموں کو خبردار کرتا ہے۔ جو لوگ علمِ حقیقت سے بہرہ ور ہیں، جب وہ قرآن سنتے ہیں تو اُن پر ایسی رقت طاری ہوتی ہے کہ وہ روتے روتے بے اختیار سجدہ میں گر جاتے ہیں اور پکار اٹھتے ہیں کہ واقعی اللہ ہی ہمارا حقیقی رب ہے۔اُس نے ہماری ہر ضرورت کی تسکین کا سامان کیا ہے۔ بے شمار مادی نعمتیں فراہم کی ہیں۔ اِس کے ساتھ ساتھ ہماری روح کی تسکین اور دلوں کے اطمینان کے لیے قرآنِ کریم جیسا ذکرِ عظیم عطا فرمایا ہے۔

آیت ۱۱۰

سارے اچھے نام اور صفات اللہ ہی کے ہیں

اِس آیت میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کی اونچی شان کا بیان ہے۔اُس کا ذکر کرنا ایک سعادت ہے۔ یہ سعادت اللہ کے نام پکار کر حاصل کی جاسکتی ہے۔اُس کے دو پیارے نام ہیں اللہ اور الرحمان۔ البتہ اُس کا ہر نام ہی اچھا ہے اور اُسے اُس کے کسی بھی نام سے یاد کیا جاسکتا ہے۔اُس کی یاد کا ایک ذریعہ نماز ہے۔ اللہ کے کثرت سے ذکر کے لیے نفل نمازوں کا اہتمام ضروری ہے۔نفل

نمازوں میں سب سے افضل تہجد ہے۔ نمازِ تہجد کے آداب یہ ہیں کہ ان میں قرآن کریم کی طویل قراءت نہایت اطمینان سے اور ٹھہر ٹھہر کر کی جائے۔ مزید یہ کہ تلاوت میں آواز کو درمیانی سطح پر رکھا جائے۔ اللہ ہمیں راتیں اپنے ذکر کے لیے فارغ کرنے اور قرآنِ کریم کے ساتھ بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۱۱

توحیدِ باری تعالیٰ کا خزانہ

یہ آیت توحیدِ باری تعالیٰ کا ایک عظیم خزانہ ہے۔ اِس آیت میں توحیدِ نظری، توحیدِ عملی اور ہر طرح کے شرک کی نفی کا بیان جمع کر دیا گیا ہے۔ توحیدِ نظری کے اعتبار سے فرمایا کہ کل شکر اور تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ توحیدِ عملی کے اعتبار سے حکم دیا گیا کہ اپنے جملہ معاملات میں اللہ کی بڑائی کو ایسے نافذ کرو جیسا کہ نافذ کرنے کا حق ہے۔ شرک کی نفی کے اعتبار سے فرمایا کہ

i- اللہ کی کوئی اولاد نہیں۔

ii- اللہ مختارِ مطلق ہے اور اُس کے ساتھ اختیار میں کوئی شریک نہیں۔

iii- اللہ نے کسی کو مجبوری یا کمزوری کی وجہ سے اپنا ولی نہیں بنایا۔

اللہ ہمیں ہر طرح کے شرک سے محفوظ فرمائے اور نظری و عملی دونوں اعتبارات سے توحید کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورۂ کہف

دجالی فتنہ سے محفوظ رکھنے والی سورہ ٔ مبارکہ

سورۂ کہف کے حوالے سے ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ أَضَاءَ لَهُ النُّوْرَ مَابَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ

’’جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھتا ہے تو یہ سورۃ دوسرے جمعہ تک اُس کے لیے (یعنی اُس کے دل میں ایمان و ہدایت کا) نور روشن کر دیتی ہے‘‘۔ (المستدرک للحاکم)

کئی احادیث مبارکہ میں یہ مضمون بیان ہوا کہ جمعہ کے روز سورۂ کہف کی تلاوت انسان کو دجالی فتنے سے محفوظ رکھتی ہے۔ دنیا کی محبت وہ دجل اور دجالی فتنہ ہے جو انسان کو اللہ اور اُس کے احکامات سے غافل کر دیتی ہے۔

دنیا نے تیری یاد سے بیگانہ کردیا
تجھ سے بھی دلفریب ہیں غم روز گار کے!

اِس سورۂ مبارکہ میں کئی اسالیب سے دنیاپرستی، مادہ پرستی اور ظاہر پرستی کی نفی کی گئی ہے۔ بلاشبہ اِس سورۃ کا فہم وتدبر کے ساتھ پڑھنا انسان کو دنیاداری اور مادہ پرستی سے محفوظ کر دیتا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۶ — عظمتِ قرآن
- آیات ۷ تا ۸ — دنیا اور اِس کی زندگی کی حقیقت
- آیات ۹ تا ۲۶ — اصحابِ کہف کا واقعہ
- آیات ۲۷ تا ۳۱ — داعی کے لیے نصیحت
- آیات ۳۲ تا ۴۴ — دنیاداروں کے لیے عبرت انگیز واقعہ
- آیات ۴۵ تا ۴۶ — دنیا کی زندگی کی حقیقت
- آیات ۴۷ تا ۴۹ — احوالِ آخرت
- آیات ۵۰ تا ۵۳ — شیطان کی پیروی کرنے والوں کا انجام
- آیات ۵۴ تا ۵۹ — رسولوں کی تعلیمات سے پہلوتہی کا انجام
- آیات ۶۰ تا ۸۲ — حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کا واقعہ
- آیات ۸۳ تا ۹۸ — ذوالقرنین کا واقعہ
- آیات ۹۹ تا ۱۰۱ — ظاہر پرستوں کا انجام
- آیات ۱۰۲ تا ۱۰۶ — دنیاداروں کا انجام

- آیات ۱۰۷ تا ۱۰۸ آخرت کے طلب گاروں کا انعام
- آیات ۱۰۹ تا ۱۱۰ توحیدِ باری تعالیٰ

آیات ۱ تا ۳

قرآن کی عظمت اور پیغام

یہ آیات قرآنِ مجید کی عظمت کے بیان اور اِس کے پیغام کی وضاحت پر مشتمل ہیں۔ قرآنِ مجید درحقیقت اللہ کا بیش بہا انعام ہے جو نبی اکرم ﷺ کو عطا ہوا۔ اِس کی تعلیمات ہر ٹیڑھ سے پاک اور بالکل سیدھی اور واضح ہیں۔ یہ دنیاداروں کو اللہ کی شدید پکڑ سے خبردار کرتی ہیں اور باعمل مومنوں کو ہمیشہ ہمیش کے عمدہ اجر کی بشارت دیتی ہیں۔

آیات ۴ تا ۶

عیسائیوں کے غلط عقیدہ کی زوردار نفی

اِن آیات میں عیسائیوں کے اِس عقیدہ کی زوردار نفی کی گئی کہ حضرت عیسیٰ؈ اللہ کے بیٹے ہیں۔ یہ عقیدہ ایک ایسی گستاخی ہے جو اللہ کی ذات سے انتہائی سفلی کمزوریاں وابستہ کردیتا ہے۔ اِس عقیدہ کی نامعقولیت نے عیسائیوں کے سوچنے سمجھنے والے لوگوں کو مذہب سے بیزار کردیا اور وہ دنیاداری اور مادہ پرستی کی آخری حد پر پہنچ گئے۔ نبی اکرم ﷺ اِس عقیدہ کے حوالے سے نہایت متفکر اور غمگین تھے کیونکہ اُنہیں احساس تھا کہ اِس عقیدہ کے انتہائی گمراہ کن اثرات ظاہر ہوکر رہیں گے۔

آیات ۷ تا ۸

دنیا اور اِس کی زندگی کی حقیقت

اِن آیات میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ اللہ نے انسان کے دل میں دنیا کی محبت پیوست کردی ہے اور پھر دنیا کو خوب حسین بنا کر اُسے انسان کے لیے دلکش کردیا۔ ہے۔ اب انسان

کا امتحان ہے کہ وہ اِس دنیا میں کھو کر اللہ اور اُس کے احکامات سے غافل ہو جاتا ہے یا اِس عارضی اور گھٹیا دنیا کے فریب کے پردہ کو چاک کر کے اور اِس کی حقیقت کو سمجھ کر صرف اللہ کی رضا کو مطلوب ومقصود بنالیتا ہے ۔

رُخِ روشن کے آگے شمع رکھ کر وہ یہ کہتے ہیں
اُدھر جاتا ہے دیکھیں یا اِدھر پروانہ آتا ہے

دنیا کی اِن رعنائیوں کا انجام یہ ہے کہ اللہ نے بالآخر ہر چیز کو فنا کر دینا ہے اور زمین کو ایک چٹیل میدان بنا دینا ہے تاکہ یہاں پر روزِ قیامت کا وہ حشر قائم ہو سکے جس میں حضرت آدمؑ سے لے کر آخری انسان تک سب جمع ہوں گے۔

آیات ۹ تا ۲۶

اصحابِ کہف کا واقعہ

اِن آیات میں اصحابِ کہف کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ اُن پر امتحان اِس صورت میں آیا کہ اُن کے لیے دنیا میں حق پر قائم رہتے ہوئے جینا ناممکن ہو گیا۔ اُنہوں نے اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہوئے اُس سے مدد مانگی۔ اللہ نے اُن کی مدد کی اور اُنہیں دشمنوں کے اقدام سے محفوظ رکھا۔ تفصیل اِس اجمال کی یہ ہے کہ اصحابِ کہف غالباً سات نوجوان تھے جن کا تعلق روم سے تھا۔ اُن کی قوم شرک کے جرم میں مبتلا تھی۔ یہ نوجوان حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات پر ایمان لا کر توحید کے عقیدہ پر قائم ہو گئے۔ بادشاہِ وقت نے اُنہیں تین روز کی مہلت دی کہ آباء واجداد کے مشرکانہ عقائد کو دوبارہ اختیار کر لو ورنہ رجم ہونے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ ایسے میں اِن نوجوانوں نے اللہ سے نصرتِ خصوصی کی التجا کی۔ اللہ نے اُنہیں الہام کے ذریعہ ایک غار میں محصور ہونے کا حکم دیا اور تقریباً تین سو برس تک اِس غار میں زندہ وسلامت رکھا۔ اِس عرصہ میں روم کی حکومت نے عیسائیت قبول کر لی۔ تین سو سال بعد جب اصحابِ کہف غار سے باہر آئے تو

وہ لوگ جواب عیسائی ہو چکے تھے اُن کے گرویدہ ہو گئے۔ اُنھوں نے اِس غار پر یادگار کے طور پر ایک مسجد بنانے کا فیصلہ کیا۔

اللہ ہمیں ایسی آزمائش سے محفوظ رکھے جو اصحابِ کہف پر آئی۔ البتہ اگر ایسی آزمائش آ ہی جائے تو اصحابِ کہف کی طرح ہر صورت میں حق پر ڈٹے رہنے اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

نبی اکرم ﷺ سے جب اصحابِ کہف کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اِس کا جواب کل دوں گا لیکن آپ ﷺ ان شاء اللہ کہنا بھول گئے۔ اللہ نے اِس پر متوجہ فرمایا۔ گویا ہماری نگاہ ہر وقت اللہ کی مشیت پر ہونی چاہیے۔ اسباب خواہ کتنے ہی موافق ہوں لیکن کام اُس وقت ہوگا جب اللہ چاہے گا۔

آیات ۲۷ تا ۳۱

صبر آزما حالات میں داعی کے لیے ہدایات

مشرکینِ مکہ نے نبی اکرم ﷺ سے اصحابِ کہف کی حقیقت دریافت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کل بتاؤں گا۔ اِن شاء اللہ نہ کہنے کی وجہ سے پوچھے گئے سوال کا جواب پندرہ روز بعد وحی کیا گیا۔ اِس دوران مشرکین نے آپ ﷺ پر طنز کے تیروں کی بارش کردی اور آپ ﷺ کو شدید ذہنی اذیت سے دوچار کیا۔ سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کیا کہ ہمارے سوال کا جواب نہ دینا اِس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ سچے رسول نہیں ہیں۔ اِن اذیت ناک حالات میں داعی کو کیا کرنا چاہیے؟ اِس حوالے سے اِن آیات میں حسبِ ذیل رہنمائی عطا کی گئی:

i- قرآنِ حکیم کی سمجھ سمجھ کر تلاوت کی جائے۔ اِس سے انسان کو باطنی اطمینان اور سکون حاصل ہوگا۔

ii- دشمنوں کی سازشوں سے کچھ نہیں ہوگا۔ کامیابی یا ناکامی کا فیصلہ اللہ کے اختیار میں

ہے۔اللہ کے فیصلوں کوکوئی نہیں بدل سکتا۔

iii- اللہ سے مدد اور استقامت کی خصوصی دعا کی جائے کیونکہ قابلِ بھروسہ سہارا صرف اور صرف اُسی کا ہے۔

iv- دشمنانِ حق کو تبلیغ تو کی جائے لیکن اُنہیں اتنی اہمیت نہ دی جائے کہ حق قبول کرنے والوں سے غفلت اور اُن کی حق تلفی ہو جائے۔

v- پورا حق بلا کم و کاست بیان کر دیا جائے۔ لوگوں کو راضی رکھنے کے لیے نہ حق میں ترمیم کی جائے اور نہ ہی اُس کے کسی حصہ کو چھپایا جائے۔ جو مکمل حق کو قبول نہیں کرے گا وہ جہنم کے ہولناک عذاب سے دوچار ہوگا۔ جو حق قبول کر کے اُس کا ساتھ دے گا وہ جنت کی ہمیشہ ہمیش کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوگا۔

آیات ۳۲ تا ۴۴

دنیاداروں کے لیے عبرت آمیز واقعہ

اِن آیات میں دو افراد کا ایک قصہ بیان ہوا ہے۔ اُن میں سے ایک دنیادار تھا اور دوسرا دین دار۔ دنیادار کو اللہ نے انگوروں کے دو ایسے باغات دیے تھے جن کو کھجور کے درختوں سے گھیر دیا گیا تھا۔ باغات کے درمیان کی زمین پر بھی زراعت تھی۔ دونوں باغات کے بیچوں بیچ ایک نہر بھی جاری تھی۔ باغات اور کھیتی میں ہر سال بھرپور فصل آتی تھی۔ باغات کی دیکھ بھال کے لیے ایک بڑی نفری موجود تھی۔ مزید یہ کہ دنیادار انسان کو اللہ نے اولاد کا ثمر بھی عطا کیا تھا۔ نعمتوں کی اِس فراوانی سے اُس دنیادار کو کئی مغالطے لاحق ہو گئے:

i- یہ باغات میری منصوبہ بندی کا نتیجہ ہیں۔

ii- باغات کے گرد کھجوروں کی باڑھ لگا کر اور باغات کے بیچ سے نہر کھدوا کر میں نے اُن کی حفاظت کے تمام اسباب فراہم کر دیے ہیں اور اب یہ باغات کبھی تباہ نہیں ہوں گے۔

iii- اللہ مجھ سے خوش ہے اور اس کی رضا کی علامت ہے کہ میرے پاس مال و دولت اور اسباب کی فراہمی ہے۔ اگر آخرت ہوئی تو وہاں بھی مجھے خوب نوازا جائے گا۔

دین دار شخص نے اِس دنیادار انسان کو سمجھایا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے اللہ ہی کا عطا کردہ ہے۔ باغات کی حفاظت اسباب سے نہیں اللہ کے حکم سے ہوگی۔ مال و دولت کی فراوانی اللہ کی رضا اور مال و دولت کی کمی اللہ کی ناراضگی کا مظہر نہیں ہیں۔ یہ دونوں صورتیں امتحان کی ہیں۔ پہلا شکر کا امتحان ہے اور دوسرا صبر کا۔ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کا شکرادا کرو، اُس کی یاد کے لیے وقت فارغ کرو اور اُس کے تمام احکامات کا پاس کرو۔

دنیا دار شخص نے دین دار شخص کی دعوت کو تکبر سے ٹھکرا دیا اور کہا کہ میں تم سے مال اور اولاد کے اعتبار سے بہت آگے ہوں اور تم اِن نعمتوں سے محروم ہو۔ تمہاری وعظ و نصیحت محض حسد کی بنیاد پر ہے۔

دنیا دار شخص نے دین دار شخص کا دل دکھایا اور اللہ نے اِس کی سزا دی۔ ایک آفت کے نتیجہ میں اُس کا باغ تباہ ہوگیا اور اب اُس کی کثیر نفری اُس کی مددگار نہ بن سکی۔ جن اسباب پر بھروسہ کیا تھا وہ کچھ کام نہ آئے۔ حسرت سے کہنے لگا کہ کاش میں نے رب کے ساتھ شرک نہ کیا ہوتا۔ یہ کون سا شرک ہے؟ یہ ہے مادہ پرستی اور اسباب پرستی کا شرک۔ اللہ ہمیں ہر قسم کے شرک اور دنیا داری کے دھوکہ سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۵ تا ۴۶

حیاتِ زندگی کی حقیقت

اِن آیات میں حیاتِ دنیا کو ایک کھیتی سے تشبیہ دی گئی۔ آسمان سے پانی برستا ہے اور اِس کی وجہ سے زمین سے کھیتی اُگتی ہے۔ وہ رفتہ رفتہ اپنے عروج کو پہنچتی ہے۔ پھر سوکھ جاتی ہے اور چورا چورا ہوکر زمین میں مل جاتی ہے۔ کھیتی کی عمر چند مہینے ہوتی ہے اور انسانی زندگی کی چند سال۔ اللہ انسان کی روح بھیجتا ہے اور یہ خاکی وجود کے ساتھ مل کر انسان کی تکمیل کرتی ہے۔ انسان دنیا میں آتا ہے اور اپنے عروج یعنی جوانی کو پہنچتا ہے۔ رفتہ رفتہ بوڑھا ہوتا ہے اور پھر موت

سے دوچار ہوکر سپردِ خاک کر دیا جاتا ہے۔ گویا انسان کا اپنی زندگی پر کوئی اختیار نہیں ؎

لائی حیات آئے ، قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی سے آئے ، نہ اپنی خوشی چلے

مختارِ مطلق ہستی صرف اللہ کی ہے جس کے ہاتھ میں انسان کی زندگی اور موت ہے۔ مال اور اولاد دنیا میں انسان کے لیے زیب و زینت کا ذریعہ بنتے ہیں لیکن مرنے کے بعد ساتھ نہیں رہتے۔ ساتھ رہنے والا انسان کا عمل ہے۔ نیک اعمال ہی ہیں جن سے اچھی امیدیں وابستہ کی جاسکتی ہیں اور جو انسان کے لیے بہترین اجر کا باعث بنیں گے۔ اللہ ہمیں اِس دنیا میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۷ تا ۴۹

قیامت کا منظر

اِن آیات میں قیامت کے دن کا منظر بیان کیا گیا ہے۔ اُس روز پہاڑوں کو بادلوں کی طرح چلا کر اڑا دیا جائے گا۔ زمین چٹیل میدان کی صورت میں ہموار کر دی جائے گی۔ اب حضرت آدمؑ سے لے کر آخری انسان تک کو زندہ کر کے حاضر کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جس طرح عہدِ الست کے وقت تمام ارواحِ انسانیہ جمع کی گئیں تھیں اِسی طرح آج دوبارہ تمام انسان ایک ساتھ جمع ہیں۔ اب ہر انسان کو اُس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا۔ مجرم اپنے نامۂ اعمال کو دیکھ کر پچھتائیں گے۔ وہ حیرت سے کہیں گے کہ اِس میں تو ہر چھوٹا اور بڑا عمل درج ہے۔ اللہ ہمیں اِس دنیا میں کثرت سے نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم اپنے نامۂ اعمال کو سیاہی سے بچانے کی کوشش کر سکیں۔ آمین!

آیات ۵۰ تا ۵۳

شیطان کی پیروی کرنے والوں کا برا انجام

اِن آیات میں میں قصۂ آدم و ابلیس کا بیان ہے۔ ابلیس جنات میں سے تھا۔ اُس نے اللہ

کے حکم کی نافرمانی کی اور حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ اور اُس کی اولاد حضرت آدمؑ اور تمام انسانوں کی ازلی دشمن ہے۔ افسوس یہ ہے کہ انسانوں کی اکثریت نے اپنے اِن دشمنوں کو دوست بنا رکھا ہے اور اِن کی پیروی کر رہے ہیں۔ زمین اللہ کی ہے لیکن اِس کے بڑے حصے پر شیطانوں کی پیروی کی جارہی ہے۔ انسانوں کی اکثریت نے اطاعت میں اللہ کے ساتھ شیطانوں کو شریک کر رکھا ہے۔ روزِ قیامت اللہ پکار کر کہے گا اے شیطان کی پیروی کرنے والو! پکارو مدد کے لیے اُن شیطانوں کو جن کو تم نے اللہ کے ساتھ شریک کر رکھا تھا۔ وہ پکاریں گے لیکن کوئی جواب نہیں آئے گا۔ اب وہ جہنم کو دیکھیں گے اور اِس سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں پائیں گے۔

آیات ۵۴ تا ۵۶

انسانوں کی اکثریت ہٹ دھرم اور جھگڑالو ہے

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ اللہ نے تو انسانوں کی ہدایت کے لیے قرآنِ حکیم میں ہر مثال بیان کر دی لیکن انسانوں کی اکثریت نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا اور جان بوجھ کر حق سے گریز کیا۔ اللہ نے تو اُنہیں عذاب سے بچانے کی ہر سبیل کی لیکن لوگوں نے اللہ کی رحمت سے رخ پھیر کر وقتی لذتوں کو ترجیح دی اور برباد ہونے کی راہ اختیار کی۔ اللہ نے بار بار رسول بھیجے لیکن قوموں نے اُن سے جھگڑا کیا اور باطل کے مقابلہ میں حق کو دبانے کی کوشش کی۔ رسولوں کی طرف سے بداعمالیوں پر برے عذاب کی وعید کو مذاق سمجھا اور آخر کار برے انجام سے دوچار ہوئے۔

آیات ۵۷ تا ۵۹

سب سے بڑا ظالم کون ہے؟

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ سب سے بڑا ظالم وہ ہے جسے قرآن کے ذریعہ نصیحت کی جائے لیکن وہ پھر بھی اصلاح پر آمادہ نہ ہو۔ ایسے لوگوں کو اللہ حق قبول کرنے کی سعادت سے محروم

کر دیتا ہے۔ پھر وہ کبھی بھی ہدایت نہیں پا سکتے۔ البتہ اللہ اِس سے پہلے مہلت دیتا ہے تا کہ اپنی روش پر اظہارِ ندامت کر کے توبہ کرلیں۔ اگر اللہ مہلت نہ دیتا تو انسانوں کی اکثریت فوری عذاب کا شکار ہو جاتی۔ جن بدنصیبوں نے اللہ کی دی ہوئی مہلت سے فائدہ نہ اٹھایا وہ ہلاکت سے دوچار ہوئے۔ اللہ ہمیں اپنے گناہوں پر سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے' دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۶۰ تا ۸۲

حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت خضر ؑ کا قصہ

اِن آیات میں حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت خضر ؑ کا ایک قصہ بیان کیا گیا ہے۔ یہ قصہ تین ایسے واقعات پر مشتمل ہے جن کا ظاہر شر محسوس ہو رہا تھا لیکن اُن کی حقیقت خیر تھی۔ تفصیل اِس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت موسیٰ ؑ کو اللہ نے علمِ تشریعی عطا فرمایا تھا اور حضرت خضر ؑ کو علمِ تکوینی۔ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ ؑ کو علم تکوینی کے چند مظاہر دکھانا چاہتے تھے۔ اِس کے لیے حضرت موسیٰ ؑ کو ایک خاص مقام پر جا کر حضرت خضر ؑ سے ملاقات کرنے کا حکم دیا گیا۔ حضرت خضر ؑ نے حضرت موسیٰ ؑ کو آگاہ کیا کہ میرے ساتھ سفر کے دوران آپ چند ایسے امور دیکھیں گے جن پر صبر کرنا ممکن نہ ہوگا۔ حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو میں صبر کرسکوں گا۔ حضرت خضر ؑ نے جواب دیا کہ جب تک میں کسی معاملہ کی حقیقت نہ بتادوں آپ اِس کے بارے میں سوال نہ کیجیے گا۔ اُن دونوں نے سفر کا آغاز کیا اور ایک کشتی میں سوار ہو گئے۔

کشتی میں سفر کے دوران حضرت خضر ؑ نے کشتی کا ایک تختہ نکال کر پھینک دیا۔ بظاہر یہ کام ظلم تھا لیکن حضرت خضر ؑ نے وضاحت کی کہ ایک بادشاہ صحیح سالم کشتیوں کو غصب کرتا آرہا تھا۔ اگر یہ کشتی سالم ہوتی تو بادشاہ چھین لیتا۔ گویا ایک تختہ ضائع ہو گیا لیکن پوری کشتی بچ گئی۔ کشتی سے اترنے کے بعد حضرت خضر ؑ نے ایک لڑکے کو قتل کر دیا۔ بظاہر یہ قتلِ ناحق تھا لیکن حضرت خضر ؑ

نے بتایا کہ اِس لڑکے نے بڑے ہو کر اپنے والدین کے لئے وبالِ جان بننا تھا۔ وہ اپنا بھی نامۂ اعمال سیاہ کرتا اور والدین کو بھی پریشان کرتا۔ اللہ تعالیٰ والدین کو اِس سے بہتر بچہ عطا فرمائے گا۔ اِس کے بعد حضرت خضرؑ اور حضرت موسیٰؑ ایک بستی میں پہنچے۔ بستی والوں نے اِن مسافروں کو کھانا کھلانے سے انکار کر دیا۔ حضرت خضرؑ نے بستی میں ایک ایسی دیوار تعمیر کر دی جو بالکل گرنے والی تھی۔ حضرت موسیٰؑ نے اعتراض کیا کہ آپ نے بغیر معاوضہ کے بخیل بستی والوں کا یہ کام کر دیا۔ حضرت خضرؑ نے وضاحت کی کہ اِس دیوار کے نیچے دو یتیم بچوں کی وراثت ایک خزانہ کی صورت میں دفن ہے۔ اگر دیوار گر جاتی تو وہ خزانہ بخیل بستی والوں کے ہاتھ میں آ جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ دیوار تعمیر کرا دی تاکہ حق داروں کو اُن کا حق مل جائے۔ آخر میں حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ میں نے سب کچھ اللہ کے حکم سے کیا اور یہ سب اللہ کی رحمت کے مظاہر ہیں۔ گویا اِس قصہ کے ذریعہ واضح کیا گیا کہ واقعات کا ظاہر کچھ ہوتا ہے لیکن اُن کی حقیقت کچھ اور ہوتی ہے ؎

اے اہلِ نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

اللہ ہمیں ظاہر پرستی سے محفوظ فرمائے اور اشیاء کی اصل حقیقت کو دیکھنے کے لیے حکمت یعنی باطنی بصیرت عطا فرمائے۔ آمین

حقیقی مسلمان کون ہے؟

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ
مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ (بخاری)

"حقیقی مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور حقیقی مہاجر وہ ہے جو چھوڑ دے اُس عمل کو جس سے اللہ نے روکا ہے"۔

اے کاش میں ملتا اپنے بھائیوں سے!

یَا لَیْتَنِیْ قَدْ لَقِیْتُ اِخْوَانِیْ! قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَسْنَا اِخْوَانَکَ وَ اَصْحَابَکَ ؟ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنَّ قَوْمًا یَّجِیْئُوْنَ مِنْ بَعْدِکُمْ، یُؤْمِنُوْنَ بِیْ اِیْمَانَکُمْ، وَیُصَدِّقُوْنِیْ تَصْدِیْقَکُمْ، وَیَنْصُرُوْنِیْ نَصْرَکُمْ، فَیَالَیْتَنِیْ قَدْ لَقِیْتُ اِخْوَانِیْ

''اے کاش میں ملتا اپنے بھائیوں سے! صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ہم آپ ﷺ کے بھائی اور ساتھی نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں! لیکن یہ وہ لوگ ہوں گے جو تمہارے بعد آئیں گے، مجھ پر ایسے ایمان لائیں گے جیسے تم ایمان لائے ہو اور میری اُسی طرح تصدیق کریں گے جیسے تم نے کی ہے اور اُسی طرح میری مدد کریں گے جیسے تم نے کی ہے، تو اے کاش میں ملتا اپنے بھائیوں سے''! (مسندِ ابنِ ابی شیبہ)

اپنے بھائی کی مدد کرو!

اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا فَقَالَ رَجُلٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْصُرُہٗ اِذَا کَانَ مَظْلُوْمًا اَفَرَاَیْتَ اِذَا کَانَ ظَالِمًا کَیْفَ اَنْصُرُہٗ قَالَ تَحْجُزُہٗ اَوْ تَمْنَعُہٗ مِنَ الظُّلْمِ فَاِنَّ ذٰلِکَ نَصْرُہٗ (بخاری، مسلم)

''اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم''۔ اِس پر ایک شخص نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اُس کی مدد کروں گا اگر وہ مظلوم ہے۔ کیا آپ بتائیں گے کہ اُس کی مدد میں کیسے کروں اگر وہ ظالم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اُس کا ہاتھ پکڑ لو یا اُسے روک دو ظلم کرنے سے، پس بے شک یہ ہے اُس کی مدد کرنا''۔

خلاصۂ مضامینِ

قرآنِ حکیم



سولھواں پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

خلاصہ مضامینِ قرآن

سولھواں پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰه مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿﴾ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿﴾
وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿﴾ اِنَّا
مَكَّنَّا لَهٗ فِى الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ﴿﴾

(الکہف:۸۳تا۸۴)

آیات ۸۳ تا ۸۴

ذوالقرنین کا تعارف

اِن آیات میں ذوالقرنین کا تعارف بیان کیا گیا ہے۔ وہ ایک نیک اور عادل بادشاہ تھے جنہیں اللہ نے ہر طرح کے مال واسباب سے نوازا تھا۔ پھر انہوں نے نیکی اور عدل کے نظام کی توسیع کے لیے اطراف کے ممالک کی طرف مہم جوئی کا منصوبہ بنایا۔ اگلی آیات میں اُن کی تین مہمات کا تذکرہ ہے۔

(مفسرین کا اب اِس بات پر اتفاق ہے کہ ذوالقرنین ایران کے بادشاہ کیخسرو کا لقب ہے جن کا زمانۂ عروج ۵۳۹تا۵۴۹ ق م ہے۔ اُنہوں نے فارس کی دو ریاستوں میڈیا اور پارس کو متحد کر کے عظیم ایران کی ریاست قائم کی۔ دو ریاستوں کو متحد کرنے کی مناسبت سے اپنے تاج میں دو سینگ لگوائے۔ اِسی لیے اُن کا لقب ذوالقرنین ہے یعنی ''دو سینگوں والا''۔)

آیات ۸۵ تا ۹۱

ذوالقرنین کی دو مہمات کا ذکر

اِن آیات میں ذوالقرنین کی مغرب اور مشرق کی طرف دو مہمات کا ذکر ہے۔ ذوالقرنین مغرب میں فتوحات کرتے کرتے ایشیائے کوچک کے مغربی ساحل تک جا پہنچے۔ اُنہوں نے

جس قوم پر بھی غلبہ حاصل کیا اُسے ایمان لانے کی دعوت دی۔ ایمان لانے والوں کے ساتھ حسن سلوک کا وعدہ کیا اور اُنہیں آخرت کے اچھے بدلے کی بشارت دی۔ ایمان نہ لانے والوں کو سخت برتاؤ کی وعید سنائی۔ مشرق میں ساحلِ مکران تک آئے اور مفتوح اقوام کے ساتھ حسبِ سابق طرزِ عمل اختیار کیا۔

آیات ۹۲ تا ۹۸

ذوالقرنین کی تیسری مہم کا ذکر

اِن آیات میں ذوالقرنین کی تیسری مہم کا ذکر ہے جو شمال کی طرف کاکیشیا کے پہاڑی سلسلوں کی طرف تھی۔ اِس مہم میں ذوالقرنین کو ایسی قوم پر فتح حاصل ہوئی جو یاجوج ماجوج کی لوٹ مار اور قتل و غارت گری سے عاجز آ چکی تھی۔ اِس قوم کی درخواست پر ذوالقرنین نے لوہے کی گرم چادروں اور پگھلے ہوئے تانبہ کے ذریعہ ایک مضبوط دیوار بنائی تا کہ یاجوج ماجوج کی آمد کو روکا جا سکے۔ بعض روایات کے مطابق یہ دیوار ۵۰ میل طویل، ۲۹ فٹ بلند اور ۱۰ فٹ موٹی تھی۔ ذوالقرنین نے متأثرہ قوم کو آگاہ کیا کہ یاجوج ماجوج نہ اِس دیوار کو پھلانگ سکیں گے اور نہ ہی اِس میں نقب لگا سکیں گے۔ البتہ یہ دیوار اُسی وقت تک قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ جب اللہ کا حکم ہوگا یہ دیوار گر جائے گی۔ گویا اللہ کے حکم کے سامنے ہماری کاری گری کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ ہے مادہ پرستی کی نفی جو اِس سورہ ٔ مبارکہ میں بار بار کی گئی۔

(یاجوج ماجوج کے حوالے سے مفسرین کی رائے یہ ہے کہ وہ حضرت نوحؑ کے بیٹے حضرت یافث کی اولاد ہیں۔ یہ شمالی اقوام ہیں جن میں چینی، روسی، یورپی اور امریکی اقوام شامل ہیں۔ ماضی میں یہ غیر متمدن رہیں اور اکثر متمدن اقوام پر حملہ کر کے قتل و غارت گری اور لوٹ مار کا ارتکاب کرتی رہیں۔ ہلاکو خان اور چنگیز خان کی درندگی اِس کی ایک مثال ہے۔ موجودہ دور میں متمدن ہونے کے باوجود امریکیوں کی دیگر اقوام کے خلاف سفاکی اور وحشیانہ کارروائیاں بھی اِسی کا مظہر ہیں۔)

آیات ۹۹ تا ۱۰۱

یاجوج ماجوج کا خروج ...... قربِ قیامت کی ایک نشانی

اِن آیات میں خبر دی گئی ہے کہ قیامت کے قریب یاجوج ماجوج کو چھوڑ دیا جائے گا اور وہ باہم دست و گریباں ہو جائیں گے۔ احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں یہ رائے قائم کی گئی ہے کہ یہود کی ہلاکت کے بعد حضرت عیسیٰؑ کی حکومت قائم ہوگی اور دنیا میں امن و امان کا دور دورہ ہوگا۔ اُس وقت یاجوج ماجوج کی یلغار ہوگی۔ اُن کی تعداد اِس قدر کثیر ہوگی کہ حضرت عیسیٰؑ اپنے ساتھیوں سمیت پہاڑوں پر پناہ گزیں ہوں گے۔ وسائل کے حصول کی جنگ میں یاجوج ماجوج ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار ہو جائیں گے اور آخر کار قدرتی آفات سے ہلاکت سے دوچار ہوں گے۔

ان آیات میں مزید فرمایا گیا کہ جہنم ایسے بدنصیبوں کے سامنے لے آئی جائے گی جن کی آنکھیں حقائق دیکھنے سے محروم ہیں اور جو حق کا پیغام سننے کے لیے بھی تیار نہیں۔ ایسے لوگوں کی سب سے بڑی مثال دورِ حاضر کے سائنس دان ہیں جنہوں نے براہِ راست اللہ کی بے شمار قدرتوں کا مشاہدہ کیا ہے لیکن پھر بھی اللہ پر ایمان لانے کے لیے تیار نہیں ہیں بقول اقبال ؎

ڈھونڈ ھنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا
آج تک فیصلۂ نفع و ضرر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا

آیت ۱۰۲

شرک کرنے والوں کا جھوٹا اعتماد

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ شرک کرنے والے فرشتوں یا اولیاء اللہ کو اللہ کا شریک ٹھہراتے

ہیں۔اُن کے نام کی نذر و نیاز کر کے سمجھتے ہیں کہ وہ اِن کی دعاؤں کی قبولیت کے لیے وسیلہ بن جائیں گے اور روزِ قیامت اُن کی شفاعت کریں گے۔ایسا ہر گز نہ ہوگا۔اللہ نے شرک کرنے والوں کی ضیافت کے لیے جہنم کی آگ تیار کر رکھی ہے۔

آیات ۱۰۳ تا ۱۰۶

سب سے زیادہ خسارے میں کون جائے گا؟

اِن آیات میں خبردار کیا گیا کہ سب سے زیادہ خسارے میں ایسے بدنصیب لوگ ہوں گے جن کی ساری محنتیں صرف دنیا کے لیے ہیں اور وہ دنیوی کامیابیوں پر بہت ناز کر رہے ہیں۔خود کو بڑا عقلمند اور آخرت کے لیے محنت کرنے والوں کو کم تر سمجھتے ہیں۔ایسے لوگوں نے درحقیقت عملی اعتبار سے روزِ قیامت کے حساب کتاب اور اللہ کی اُن آیات کا کفر کیا ہے جو بار بار آگاہ کر رہی ہیں کہ دنیا دھوکہ کا اِک سامان ہے۔دنیاداری کرتے ہوئے یہ ضمیر کی آواز کو خاموش کرنے کے لیے جو نیکیاں کرتے ہیں وہ قبول نہ ہوں گی اور قیامت کے روز اُن کے ایمان اور اخلاص سے تہی اعمال اِس قابل نہ ہوں گے کہ اُن کا وزن کیا جائے۔اُن کا ٹھکانہ جہنم ہے کیونکہ اُنہوں نے اللہ کے احکامات اور رسولوں کے طرزِ عمل کی پیروی نہیں کی بلکہ اِس سب کو انتہائی غیر سنجیدگی سے لیا۔

آیات ۱۰۷ تا ۱۰۸

جنت کی نعمتوں سے جی نہیں بھرے گا

اِن آیات میں بشارت دی گئی کہ جو لوگ ایمان اور عمل صالح کا حق ادا کریں گے اُن کی ضیافت کے لیے فردوس کی جنت ہے۔فردوس دراصل جنت کا وہ حصہ ہے جو اللہ کے عرش کے بالکل نیچے ہے۔جنت میں بہنے والی نہریں فردوس ہی سے پھوٹتی ہیں۔نبی اکرم ﷺ نے نصیحت کی کہ اللہ سے جنت الفردوس کا سوال کیا کرو۔جنت کی نعمتیں اِس قدر حسین اور مرغوب ہوں گی کہ انسان کبھی بھی اُن سے نہیں اکتائے گا۔

آیت ۱۰۹

اللہ کے کلمات کا شمار ناممکن ہے

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ اگر زمین پر موجود سمندر کے پانی کی سیاہی بنائی جائے اور مزید اتنی ہی سیاہی اور فراہم کرلی جائے پھر اِس سیاہی کے ذریعہ اللہ کے کلمات تحریر کیے جائیں تو سیاہی ختم ہوجائے گی لیکن اللہ کے کلمات کی تحریر مکمل نہ ہوسکے گی۔ کائنات میں ہر مخلوق پہلی بار اللہ کے کلمۂ کن سے وجود میں آتی ہے۔ اللہ کی مخلوقات مسلسل دریافت ہورہی ہیں۔ بقول اقبال ؎

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آرہی ہے دمادم صدائے کن فیکون

لہٰذا ممکن ہی نہیں کہ اللہ کے تمام کلمات کو شمار کیا جاسکے اور ضبطِ تحریر میں لایا جاسکے۔

آیت ۱۱۰

نبی اکرم ﷺ کی بشریت کا اعلان ۔شرک کا سدِ باب

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ لوگوں کو بتادیں کہ وہ بھی دیگر انسانوں کی طرح ایک انسان ہیں۔ البتہ اللہ کے چنے ہوئے نبی ہیں۔ اگر اللہ نے قرآنِ کریم میں بار بار نبی اکرم ﷺ کی بشریت کو نمایاں نہ کیا ہوتا تو ہم بھی آپ ﷺ کو اللہ کے ساتھ شریک کردیتے۔ یہودیوں اور عیسائیوں نے حضرت عزیرؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ یہ ظلم کیا۔ سابقہ امتوں کی اِس گمراہی کی اصلاح آخری نبی حضرت محمد ﷺ نے آکر کردی۔ اگر ہم یہ ظلم کرتے تو پھر کون اصلاح کرتا؟

اِس آیت میں مزید فرمایا کہ اصل معبود صرف اللہ ہے۔ اللہ کی رضا کے حصول کے لیے اچھے اعمال کیے جائیں اور اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کیا جائے یعنی اللہ کی مکمل اطاعت کی جائے اور اُس سے سب سے بڑھ کر محبت کی جائے۔

سورۂ مریم

انبیاء پر انعامات کے بیان والی سورۂ مبارکہ

اِس سورۂ مبارکہ میں دس انبیاء کرام پر اللہ کے مختلف انعامات کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد ہوا :

اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ مِنۡ ذُرِّیَّۃِ اٰدَمَ٭ وَ مِمَّنۡ حَمَلۡنَا مَعَ نُوۡحٍ ۫ وَّ مِنۡ ذُرِّیَّۃِ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اِسۡرَآءِیۡلَ ۫ وَ مِمَّنۡ ہَدَیۡنَا وَ اجۡتَبَیۡنَا

''یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا انبیاءؑ میں سے جو کہ آدمؑ کی اولاد میں سے تھے اور جو اُن میں سے تھے جن کو ہم نے سوار کیا تھا کشتی میں نوحؑ کے ساتھ اور جو کہ اولاد میں سے تھے ابراہیمؑ کی اور اسرائیل (یعقوبؑ) کی اور یہ اُن میں سے تھے جن کو ہم نے ہدایت دی اور جن کو ہم نے چن لیا''۔(مریم:۵۸)

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۵۸ انبیاء کرامؑ پر اللہ کے انعامات
- آیات ۵۹ تا ۶۳ برے اور اچھے لوگوں کا انجام
- آیات ۶۴ تا ۶۵ حضرت جبرائیلؑ کا نبی اکرم ﷺ سے خطاب
- آیات ۶۶ تا ۹۸ مشرکینِ مکہ کے ساتھ کشمکش

آیات ۱ تا ۱۱

اللہ سے مانگنے والے محروم نہیں رہتے

اِن آیات میں حضرت زکریاؑ کی اللہ سے مناجات کا ذکر ہے۔حضرت زکریاؑ نے تنہائی میں اللہ سے دعا کرتے ہوئے پہلے اِس یقین کا اظہار کیا کہ اے اللہ میں تجھ سے مانگ کر کبھی محروم نہیں رہا۔ اِس کے بعد التجا کی کہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔اسباب کی رُو سے اولاد کی نعمت ملنا ناممکن نظر آتا ہے لیکن اے اللہ تو اسباب کے بغیر بھی عطا کر سکتا ہے۔ مجھے نیک بیٹا عطا کر جو میرے بعد حق کی دعوت کو عام کرنے کے مشن کو جاری رکھ سکے۔اللہ

نے دعا قبول فرمائی اور حضرت زکریاؑ کو ایک امتیازی صفات والے سعادت مند بیٹے حضرت یحییٰؑ کی ولادت کی بشارت عطا فرمائی۔

آیات ۱۲ تا ۱۵

حضرت یحییٰؑ کی عظمت

اِن آیات میں حضرت یحییٰؑ کی عظمت کا بیان ہے۔ اللہ نے اُنہیں شریعت پر پوری پابندی سے عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔ اُن کی تحسین کرتے ہوئے فرمایا کہ اُنہیں لڑکپن ہی میں احکاماتِ شریعت کا فہم عطا کیا گیا۔ وہ انتہائی نرم مزاج، پاکیزہ کردار کے حامل اور اللہ سے ڈرنے والے تھے۔ والدین سے حسن سلوک کرنے والے اور ہر طرح کی نافرمانی سے بچنے والے تھے۔ ولادت سے لے کر وفات تک اُن پر سلامتی چھائی رہی اور روزِ قیامت بھی وہ سلامتی کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔

آیات ۱۶ تا ۲۶

حضرت عیسیٰؑ کی بغیر والد کے معجزانہ ولادت کا ذکر

اِن آیات میں حضرت عیسیٰؑ کی بغیر والد کے معجزانہ ولادت کا ذکر ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی والدہ حضرت مریم سلامُ علیھا کے پاس حضرت جبرائیلؑ انسانی صورت میں آئے اور اُنہیں حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کی بشارت دی۔ حضرت مریم نے تعجب کا اظہار کیا کہ میرے ہاں بیٹا کیسے پیدا ہوگا جب کہ مجھے کسی مرد نے ہاتھ تک نہیں لگایا؟ حضرت جبرائیلؑ نے جواب دیا کہ آپ کے رب کے لیے ایسا کرنا آسان ہے۔ آپ کا بچہ تمام دنیا کے لیے قدرت کی ایک نشانی بن جائے گا۔ جب حضرت عیسیٰؑ کی ولادت ہوئی تو حضرت جبرائیلؑ نے حضرت مریم کو تسلی دی کہ آپ اِسے لوگوں کے پاس لے کر جائیں۔ جب وہ اِس کے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ اُنہیں بتادیں کہ میں نے ایسا روزہ رکھا ہے جس میں بولنے پر بھی پابندی ہے۔ جو سوال کرنا ہو اِسی بچے سے پوچھو۔

آیات ۲۷ تا ۳۶

حضرت عیسیٰ ؑ کی ماں کی گود میں گفتگو

اِن آیات میں وہ منظر بیان کیا گیا جب حضرت مریم ، حضرت عیسیٰ ؑ کو گود میں لیے اپنی قوم کے پاس جاتی ہیں۔قوم نے حضرت مریم کے بارے میں گناہ کا گمان کیا لیکن اُنہوں نے حضرت عیسیٰ ؑ کی طرف اشارہ کیا۔حضرت عیسیٰ ؑ نے معجزانہ طور پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں ۔ اللہ نے مجھے نبوت اور کتاب عطا کی ۔ مجھے ہر اعتبار سے برکات سے نوازا۔ مجھے نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم فرمایا۔ مجھے اعلیٰ اخلاق سے مزین کیا۔ مجھے ولادت تا موت سلامتی سے سرفراز کیا۔اللہ کا کوئی بیٹا نہیں ۔ وہ جنسی خواہشات اور اولاد کی ضرورت سے پاک ہے۔ جب کسی کام کا فیصلہ کر لے تو کہتا ہے ہو جا اور وہ کام ہو جاتا ہے۔ وہ میرا رب ہے اور تمہارا بھی ۔ اُسی کی بندگی کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔

آیات ۳۷ تا ۴۰

حضرت عیسیٰ ؑ کی معجزانہ ولادت نہ ماننے والوں کا انجام

اِن آیات میں حضرت عیسیٰؑ کی معجزانہ ولادت سے اختلاف کرنے والے منکرین کے برے انجام کا ذکر ہے۔ آگاہ کیا گیا کہ روزِ قیامت ایسے لوگوں کے لیے ہلاکت و بربادی ہے۔اُس روز اُنہیں اپنے اِس اختلاف پر شدید ترین حسرت ہوگی۔ وہ جان لیں کہ اُنہیں آخر کار اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر جوابدہی کرنی ہے۔ بہتر ہے کہ اِس بات کو تسلیم کر لیں کہ اللہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے، وہ اسباب کا پابند نہیں ہے اور بغیر والد کے بھی کسی انسان کو پیدا کر سکتا ہے۔

آیات ۴۱ تا ۴۸

حضرت ابراہیمؑ کی طرف سے حق کی دعوت اپنے والد کے لیے

اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ کا اپنے والد کے ساتھ مکالمہ بیان ہوا ہے۔ اُنہوں نے والد کے ادب واحترام کو پوری طرح سے ملحوظ رکھا البتہ حق کے بیان کے حوالے سے کسی قسم کی نرمی یا لچک کا مظاہرہ نہیں کیا۔ گویا ان کا اندازِ بیان نرم لیکن موقف سخت تھا۔ اُنہوں نے والد کو

معبودان باطل کی لاچارگی کی طرف متوجہ کیا اور اللہ کے ساتھ شرک کے بدترین انجام سے خبردار کیا۔ والد نے ابراہیمؑ پر سخت غصہ کا اظہار کیا، رجم کرنے کی دھمکی دی اور فوری طور پر گھر سے نکل جانے کا حکم دیا۔ حضرت ابراہیمؑ بڑی خوبصورتی کے ساتھ سلام کرتے ہوئے گھر سے نکل گئے اور اپنے والد کے لیے ہدایت اور بخشش کی دعا کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ البتہ صاف صاف اعلان کیا کہ میں شرک کرنے والوں اور تمام معبودانِ باطل سے اعلانِ براءت کرتا ہوں۔ میں صرف اللہ ہی کی بندگی کروں گا اور اُسی سے دعا کروں گا۔ مجھے یقین ہے کہ میں اُس سے مانگ کر محروم نہیں رہوں گا۔

آیات ۴۹ تا ۵۰

حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ پر اللہ کی عنایات

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے مشرکین سے علیحدگی اختیار کی تو اللہ نے انہیں حضرت اسحاقؑ جیسا نیک بیٹا اور حضرت یعقوبؑ جیسا نیک پوتا عطا کیا۔ اِن سب پر اللہ نے اپنی رحمتوں اور عنایات کی بارش کی اور رہتی دنیا تک اُن کے حق میں سچائی کا بول بالا کیا۔

آیات ۵۱ تا ۵۳

حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ پر عنایات کا بیان

اِن آیات میں حضرت موسیٰؑ پر اللہ کے ایک خاص کرم کا ذکر ہے۔ اللہ نے اُنہیں کوہِ طور پر ہم کلامی کا شرف و اعزاز عطا فرمایا اور پھر اُن کی درخواست پر اُن کے بھائی حضرت ہارونؑ پر رحمت کی اور اُنہیں نبوت سے سرفراز فرمایا۔

آیات ۵۴ تا ۵۵

حضرت اسمٰعیلؑ کی تحسین

اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ کے بڑے صاحبزادے سیدنا اسمٰعیلؑ کے محاسن کا بیان ہے۔ وہ اپنے وعدے کے سچے تھے۔ اِس سے مراد یہ ہے کہ جب والد نے انہیں بتایا کہ :

اِنِّیۡ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡ اَذۡبَحُکَ فَانۡظُرۡ مَاذَا تَرٰی

''بے شک میں دیکھتا ہوں خواب میں کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں پس تو دیکھ کہ تیرا کیا ارادہ ہے''۔(صافات:۱۰۲)

حضرت اسمٰعیلؑ نے جواب دیا:

یٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ ۫ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ﴿۱۰۲﴾

''اے ابا جان کر گزریئے جس کا آپ کو حکم دیا جاتا ہے۔اگر اللہ نے چاہا تو آپ عنقریب مجھے پائیں گے صبر کرنے والوں میں سے''۔(صافات:۱۰۲)

حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنی اس بات کو نبھایا اور اللہ کی راہ میں ذبح ہونے کے لیے تیار ہو گئے۔البتہ اللہ نے اُنہیں محفوظ رکھا اور اُن کی جگہ ایک اور قربانی کا فدیہ دیا گیا۔حضرت اسمٰعیلؑ کا مزید وصف یہ بیان کیا گیا کہ وہ گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کی تلقین کرتے تھے۔وہ اللہ کے ہر فیصلہ پر راضی تھے لہٰذا اللہ بھی اُن سے راضی تھا۔

آیت ۵۶ تا ۵۷

حضرت ادریسؑ کا مقامِ خاص

اِن آیات میں حضرت ادریسؑ کی مدح کی گئی ہے۔وہ حضرت ابراہیمؑ کی طرح صدیق مزاج کے نبی تھے یعنی انتہائی غور وفکر کے ذریعہ حقائق تک رسائی حاصل کرنے والے۔اللہ نے اُنہیں اپنی بارگاہ میں انتہائی بلند مقام سے سرفراز فرمایا۔

آیت ۵۸

انبیاء کرام کی رقتِ قلبی کا بیان

دس انبیاء کرامؑ پر عنایات کے ذکر کے بعد اِس آیت میں فرمایا کہ یہ وہ ہستیاں ہیں جن پر اللہ نے انعامات فرمائے۔اللہ نے اُن کو چن لیا اور ہدایت سے سرفراز فرمایا۔اِن سب کا حال یہ تھا کہ جب اُن پر اللہ کی آیات کی تلاوت کی جاتی تھی تو اُن کے دلوں پر رقت طاری ہو جاتی تھی اور وہ روتے روتے سجدے میں گر جاتے تھے۔

آیت ۵۹

نالائق امتیوں کا طرزِ عمل

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ انبیاء کرامؑ کے بعد اُن کی امتوں میں ایسے ناخلف اور نالائق لوگ آئے جو نمازوں کو ضائع کرنے والے تھے۔ اِس سے مراد یہ ہے کہ نماز پڑھتے ہی نہیں تھے یا نمازوں کے حوالے سے باقاعدگی' آداب اور خشوع وخضوع کا اہتمام نہیں کرتے تھے۔ مزید یہ کہ وہ شریعت کے بجائے خواہشات کی پیروی کرتے تھے۔ اگر وہ اِس روش سے باز نہ آئے تو عنقریب اُنہیں سزا کے طور پر جہنم کی بدترین عذاب والی وادی میں پھینک دیا جائے گا۔

آیات ۶۰ تا ۶۳

صالح اُمتیوں کا حسین انجام

اِن آیات میں بیان کیا گیا جو لوگ گناہوں سے سچی توبہ کریں گے' اپنے ایمان کو تازہ کرتے رہیں گے اور اچھے اعمال کریں گے اُن کے لیے رحمان کی طرف سے جنت کی بشارت ہے۔ ایسی جنت کہ جس میں اُنہیں کوئی ناخوشگوار بات نہ سننی پڑے گی۔ اُنہیں صبح وشام سلامتی کی بشارتیں اور جنت کی عمدہ نعمتوں سے نوازا جائے گا۔

آیات ۶۴ تا ۶۵

نبی اکرم ﷺ کی قرآنِ کریم سے محبت

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کی قرآنِ کریم سے محبت کا ذکر ہے۔ آپ ﷺ کو وحی کا شدت سے انتظار رہتا۔ اگر کبھی وحی کا نزول طویل وقفہ کے بعد ہوتا تو آپ حضرت جبرائیلؑ سے تاخیر سے آنے کا شکوہ اور وحی جلدی جلدی لانے کی فرمائش کرتے۔ جواب میں حضرت جبرائیلؑ نے آپ ﷺ کو آگاہ کیا کہ ہم خود نہیں آتے بلکہ اللہ کے حکم سے وحی لے کر آتے ہیں۔ ہم سراپا اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔ ہم کیا، کائنات کی ہر شے ہی اللہ کے اختیار میں ہے۔ آپ پوری استقامت کے ساتھ اُسی کی بندگی کرتے رہیے۔ اُس جیسی صفات کی ہستی بلاشبہ اور کوئی بھی نہیں۔

آیات ٦٦ تا ٧٢

کیا مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟

اِن آیات میں مشرکینِ مکہ کے اِس اعتراض کا ذکر ہے کہ کیسے ممکن ہے کہ مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ زندہ کیا جاسکے؟ جواب دیا گیا کہ وہ غور نہیں کرتے کہ انسان تھا ہی نہیں اور اللہ اُسے وجود میں لے آیا! انسانوں کو پہلی بار وجود میں لانے والا اللہ اپنی ذات کی قسم کھا کر اعلان کرتا ہے کہ وہ نہ صرف تمام انسانوں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا بلکہ سب کو جہنم کے قریب لے آئے گا۔ پھر متقیوں کو جہنم سے بچائے گا اور نافرمانوں کو جہنم میں جھونک دے گا۔ ایسے مجرموں کو زیادہ سخت عذاب دے گا جو دنیا میں کافروں کے سردار اور قائدین تھے۔ یہ لوگ گھٹنوں کے بل جہنم میں بے یارومددگار پڑے ہوئے ہوں گے۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ۔ آمین

آیات ٧٣ تا ٧٦

کیا مال و دولت والے آخرت میں بھی نوازے جائیں گے؟

اِن آیات میں مشرکینِ مکہ کے ایک طنز کا ذکر ہے۔ جب اُنہیں قرآنِ کریم کی واضح آیات سنائی جاتیں تو وہ طنز کرتے کہ ہماری محفل میں تو بڑے بڑے سردار اور معاشرہ کے اونچے طبقات ہوتے ہیں جبکہ اسلام قبول کرنے والوں کی اکثریت فقراء اور غرباء پر مشتمل ہے۔ جواب دیا گیا کہ اللہ نے ماضی میں ایسے کئی لوگوں کو ہلاک کیا جو دنیوی جاہ و حشمت میں بڑے نمایاں مقام پر تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے تو اللہ اُسے دنیا میں مال و متاع دے کر اُس کی رسی دراز کرتا ہے۔ جب اُس پر عذاب آتا ہے تو اُسے اپنی اصل اوقات کا علم ہوجاتا ہے۔ اللہ کے نزدیک اہمیت مال و متاع کی نہیں صالح اعمال کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ :

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنۡظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمۡ وَاَمۡوَالِکُمۡ وَلٰکِن یَّنۡظُرُ اِلٰی قُلُوۡبِکُمۡ وَ اَعۡمَالِکُمۡ

”بے شک اللہ نہ تمہاری صورتیں دیکھتا ہے نہ مال، البتہ وہ تمہارے دل دیکھتا ہے اور اعمال“۔ (ترمذی)

آیات ۷۷ تا ۸۰

کیا مال واولاد کی کثرت اللہ کی رضا کی علامت ہے!

اِن آیات میں مشرکینِ مکہ کی ایک گمراہی کا ازالہ ہے۔ وہ کہتے تھے کہ دنیا میں ہمیں مال واولاد سے نوازا گیا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ ہم سے راضی ہے اور قیامت میں بھی ہمیں اسی طرح سے نعمتیں دی جائیں گی۔ جواب دیا گیا کہ کیا یہ غیب کا علم رکھتے ہیں جو مستقبل کی خبریں یعنی قیامت کے احوال بتا رہے ہیں۔ مال واولاد کا ملنا اللہ کی رضا کی علامت نہیں بلکہ آزمائش کی ایک صورت ہے۔ مشرکین اِس آزمائش میں ناکام ہو چکے ہیں۔ اُنہوں نے مال ودولت کی وجہ سے تکبر کیا اور اللہ کے رسول ﷺ کی دعوت کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔ مال واولاد دنیا میں رہ جائے گا یہ تنہا اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور اپنے سیاہ اعمال کا مزا چکھیں گے۔

آیات ۸۱ تا ۸۲

جن پر تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ مشرکین اللہ کے سوا فرشتوں اور دیگر نیک ہستیوں کو معبود بناتے ہیں تاکہ وہ اللہ کے ہاں اُن کی سفارش کر سکیں۔ معاملہ اِس کے برعکس ہوگا۔ اُن کے یہ معبود اُن کی تمام عبادات یعنی دُعاؤں اور نذر ونیاز سے اعلانِ براءت کریں گے اور شرک کرنے کی وجہ سے اُن سے نفرت کا اظہار کریں گے۔

آیات ۸۳ تا ۸۷

روزِ قیامت کا حال

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو آگاہ کیا گیا کہ کافروں کو شیاطین اُکساتے ہیں اور وہ آپ ﷺ کی دعوت کے جواب میں طرح طرح کے اعتراضات اور طنز کرتے ہیں۔ عنقریب اُن کا برا انجام ہونے والا ہے۔ اِن کے بارے میں جلدی نہ کیجیے۔ اِن کے خاتمہ کے لیے الٹی گنتی شروع کی جا چکی ہے۔ روزِ قیامت اللہ کے نیک بندوں کی مہمانوں کی طرح آؤ بھگت کی جائے گی۔ اِس کے برعکس مجرموں کو پیاسے جانوروں کی طرح جہنم کی طرف ہانکا جائے

گا۔ کوئی بھی اُن کی سفارش کرنے والا نہ ہوگا۔

آیات ۸۸ تا ۹۵

بدترین شرک ...... کسی کو اللہ کی اولاد قرار دینا

اِن آیات میں اِس شرک کی زوردار مذمت کی گئی جس کے تحت کسی کو اللہ کی اولاد قرار دیا جاتا ہے۔ اِس شرک کی وجہ سے کائنات کی ہر شے غضبناک ہو جاتی ہے۔ آسمان پھٹ پڑنے کو تیار ہوتے ہیں، زمین ٹکڑے ٹکڑے ہونا چاہتی ہے اور پہاڑ پھٹ کر ریزہ ریزہ ہونے والے ہیں۔ یہ تو اللہ کی رحمت ہے کہ اُس نے ہر شے کو تھاما ہوا ہے۔ بلاشبہ اللہ کا کوئی بیٹا ہے نہ بیٹی۔ ہر شے اللہ کی مخلوق ہے۔ روز قیامت ہر انسان یا فرشتہ اللہ کے سامنے اُس کے بندہ کے طور پر پیش ہوگا۔ پھر ہر انسان کو فرداً فرداً اللہ کی بارگاہ میں اپنے اعمال کی جواب دہی کے لیے حاضر ہونا ہوگا۔

آیت ۹۶

نیک لوگوں کے لیے دنیا میں انعام

اِس آیت میں بشارت دی گئی کہ جو لوگ بھی ایمان لائے ہیں اور اِس کے ساتھ اچھے اعمال کرتے ہیں، اللہ لوگوں کے دلوں میں اُن کے لیے محبت کے جذبات پیدا فرما دیتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے :

اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادٰی جِبْرِیلَ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحْبِبْهُ فَیُحِبُّهٗ جِبْرِیلُ فَیُنَادِیْ جِبْرِیلُ فِیْ اَهْلِ السَّمَاءِ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَیُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ (بخاری)

”جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیلؑ کو ندا دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اُس سے محبت رکھو تو جبرائیلؑ اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر حضرت جبرائیلؑ تمام آسمان والوں کو ندا دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو دوست رکھتا

ہے تم بھی اُسے دوست رکھو تو آسمان والے بھی اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر دنیا میں (بھی) اُس کی مقبولیت پیدا کر دی جاتی ہے''۔

آیت ۹۷

تبلیغ کا عمل قرآن کے ذریعے کرنا چاہیے

اِس آیت میں خبر دی گئی کہ اللہ نے اِس قرآن کو نبی اکرم ﷺ کی زبانِ مبارک کے ذریعہ سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے۔ اب آپ ﷺ کو چاہیے کہ اِسی قرآن کے ذریعہ اللہ کے فرمانبرداروں کو اچھے اجر کی بشارت دیں اور حق کے بارے میں جھگڑنے والوں کو اِسی قرآن کے ذریعہ برے انجام کی وعید سنائیں۔ گویا تبلیغ کے ہر اسلوب کے لیے قرآنِ مجید ہی کو ذریعہ بنایا جائے۔

آیت ۹۸

دنیا میں دوبارہ آ کر گناہوں کی تلافی نہیں ہو سکتی

اِس آیت میں خبردار کیا گیا کہ آخرت میں گناہوں پر عذاب سے دوچار ہونے والوں کو دوبارہ موقع نہیں ملتا کہ وہ دنیا میں پھر سے آ کر گناہوں کی تلافی کر سکیں اور اپنی آخرت سنوارنے کا اہتمام کر سکیں۔ اللہ نے کئی قوموں کو ہلاک کیا لیکن اب کسی کا دوبارہ دنیا میں آمد کا امکان نہیں۔

سورۂ طٰہٰ

حضرت موسیٰؑ کی داستانِ حیات

اِس سورۂ مبارکہ میں حضرت موسیٰؑ کی حیات مبارکہ کے تین ادوار کا بیان ہے:

i- ولادت تا مدین روانگی — آیات ۳۸ تا ۴۰

ii- مدین سے مصر واپسی تا فرعون کی ہلاکت — آیات ۹ تا ۳۷ اور آیات ۴۱ تا ۷۹

iii- مصر سے صحراء سینا ہجرت تا وصال — آیات ۸۰ تا ۹۹

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۸ پُرشکوہ تمہید
- آیات ۹ تا ۹۹ حضرت موسیٰؑ کی داستانِ حیات
- آیات ۱۰۰ تا ۱۱۲ احوالِ قیامت
- آیات ۱۱۳ تا ۱۱۴ عظمتِ قرآن
- آیات ۱۱۵ تا ۱۲۳ قصّہ ٔ آدم و ابلیس
- آیات ۱۲۴ تا ۱۲۸ قرآن سے غفلت کا حسرتناک انجام
- آیات ۱۲۹ تا ۱۳۵ مشرکینِ مکہ کے ساتھ کشمکش

آیات ۱ تا ۴

عظمتِ قرآن

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کے لیے دلجوئی کا مضمون ہے۔اہلِ مکہ کی اکثریت نے قرآن کی ناقدری کی جس پر آپ ﷺ انتہائی دلگیر تھے۔بعض اوقات خیال کرتے تھے کہ شاید میری کسی کوتاہی کی وجہ سے لوگ بات نہیں سمجھ پا رہے۔اللہ نے تسلی دی کہ یہ قرآن وسیع و عریض زمین اور بلند وبالا آسمانوں کے خالق کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔یہ لوگوں کے لیے حقائق کی یاد دہانی کی خاطر نازل کیا گیا ہے۔ بلاشبہ آپ ﷺ نے یاد دہانی کرانے کا حق ادا کر دیا ہے۔ جن کے دلوں میں اللہ کا اور آخرت کی جوابدہی کا خوف ہے وہ ضرور اِس قرآن سے یاد دہانی حاصل کرلیں گے۔آپ ﷺ قرآن سے غفلت اختیار کرنے والوں کی محرومی پر غمگین نہ ہوں۔

آیات ۵ تا ۸

عظمتِ باری تعالیٰ

اِن آیات میں عظمتِ باری تعالیٰ کا بیان ہے۔اللہ تعالیٰ اِس کائنات کے تختِ حکومت کا تنِ تنہا مالک ہے۔آسمانوں، زمین اور اُن کے درمیان کی ہر شے اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ یہاں

تک کہ زمین کی گیلی تہہ کے نیچے جو کچھ ہے وہ بھی اللہ ہی کے تابع ہے۔کوئی بات ظاہر ہو یا پوشیدہ وہ سب سے واقف ہے۔ یہاں تک کہ مخفی ترین خبریں بھی اُس کے علم میں ہیں۔تمام اعلیٰ صفات اُسی کی ذات میں ہیں۔ بلاشبہ اُس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

آیات ۹ تا ۱۳

حضرت موسیٰؑ پر ظہورِ نبوت

اِن آیات میں حضرت موسیٰؑ کو نبوت سے سرفراز کرنے کا ذکر ہے۔حضرت موسیٰؑ اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ مدین سے واپس مصر جا رہے تھے۔ دورانِ سفر ایک رات اُنہیں ایک جگہ آگ نظر آئی۔ جب وہ آگ کے پاس پہنچے تو اللہ کی طرف سے آواز آئی کہ اے موسیٰؑ! میں تمہارا رب ہوں اور میں نے تمہیں اپنی نبوت و رسالت کے لیے چن لیا ہے۔اب میری طرف سے ابتدائی ہدایات کو غور سے سنو۔

آیات ۱۴ تا ۱۶

چار اہم ہدایات

اِن آیات میں حضرت موسیٰؑ کو چار انتہائی اہم اور بنیادی ہدایات دی گئیں:

i- معبودِ حقیقی صرف اللہ ہے لہٰذا اُسی کی بندگی کی جائے۔

ii- نماز قائم کی جائے جس کی اصل حکمت ہے اللہ کو بار بار یاد کرنا۔

iii- آخرت آنے والی ہے جس میں ہر انسان کو اُس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔اُس کا وقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہر انسان کو نیک اعمال کے ذریعہ اُس کی تیاری کرنی چاہیے۔

iv- کچھ بدنصیب آخرت کے حساب کتاب کا یقین نہیں رکھتے اور شریعت کے بجائے اپنی خواہشات نفس کی پیروی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے محتاط رہا جائے۔کہیں وہ ہمیں بھی آخرت کی تیاری سے غافل کر کے ہمیشہ ہمیش کے عذاب کی طرف نہ لے جائیں۔

آیات ۱۷ تا ۲۴

حضرت موسیٰؑ کے دو اہم معجزات

اِن آیات میں حضرت موسیٰؑ کو دو اہم معجزات عطا کرنے کا بیان ہے۔ اُنہوں نے اللہ کے حکم سے اپنا عصا پھینکا اور وہ اژدھا بن گیا۔ اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا تو وہ چمک رہا تھا۔ اللہ نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ اِن معجزات کے ساتھ وہ فرعون کے پاس جا کر اُسے اصلاح کی دعوت دیں کیونکہ وہ زمین میں سرکشی کر رہا ہے۔

آیات ۲۵ تا ۳۷

حضرت موسیٰؑ کی ایمان افروز دعا اور اُس کی قبولیت

اِن آیات میں حضرت موسیٰؑ کی ایمان افروز دعا اور پھر اُس کی قبولیت کا ذکر ہے۔ اُنہوں نے اللہ سے التجا کی کہ اُن کا سینہ کھول دیا جائے تاکہ اُن کے لیے اللہ کے احکامات کا فہم اور اُن پر عمل آسان ہو۔ پھر اُن کی زبان اِس قابل ہو کہ وہ روانی اور فصاحت سے اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچا سکیں اور لوگ اِس پیغام کو سمجھ سکیں۔ اُن کی معاونت کے لیے اُن کے بڑے بھائی حضرت ہارونؑ کو بھی نبوت و رسالت سے سرفراز کیا جائے تاکہ دونوں مل کر اللہ کا ذکر کریں اور لوگوں کو حق کی دعوت پہنچائیں۔ اللہ نے بشارت دی کہ حضرت موسیٰؑ کی تمام دعائیں قبول کر لی گئی ہیں۔

آیات ۳۸ تا ۴۰

حضرت موسیٰؑ کی حیات کا پہلا دور ...... ولادت تا مدین روانگی

اِن آیات میں حضرت موسیٰؑ کی حیاتِ مبارکہ کے پہلے دور کا ذکر ہے۔ حضرت موسیٰؑ کی ولادت ہوئی تو خطرہ تھا کہ فرعون اُنہیں قتل کر دے گا۔ اللہ نے اُن کی والدہ کو الہام کیا اور اُنہوں نے ایک تابوت میں ڈال کر حضرت موسیٰؑ کو دریا کے حوالے کر دیا۔ دریا نے تابوت کو فرعون کے گھر پہنچا دیا۔ اللہ نے اپنی رحمت سے آپؑ میں ایسی کشش پیدا کر دی کہ فرعون آپؑ

کو قتل کرنے سے باز رہا۔ پھر آپؑ نے کسی خاتون کا دودھ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ایسے میں آپؑ کی بہن کی وساطت سے آپؑ کی والدہ کو بلایا گیا اور اُنہوں نے ہی آپؑ کی پرورش کی۔ پھر جب آپؑ جوان ہوئے تو ایک روز شہر میں ایک قبطی (فرعون کی قوم کا آدمی) کو ایک اسرائیلی پر ظلم کرتے دیکھا۔ آپؑ نے اُسے ظلم کی سزا کے طور پر ایک گھونسا مارا جس سے وہ مر گیا۔ گویا یہ قتلِ خطا تھا۔ آپؑ نے اللہ سے بخشش مانگی اور اللہ نے معاف کر دیا۔ البتہ فرعون آپؑ کی جان کا دشمن ہو گیا اور آپؑ جان بچانے کے لیے مصر سے مدین چلے گئے۔

آیات ۴۱ تا ۵۶

فرعون کے سامنے دعوتِ حق

اِن آیات میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کا فرعون کے سامنے حق کی دعوت دینے کا تذکرہ ہے۔ اللہ نے دونوں پیغمبروں کو حکم دیا کہ فرعون کے پاس جاؤ اور اُسے بڑی نرمی سے حق کی طرف بلاؤ۔ دونوں پیغمبروں نے فرعون سے کہا کہ ہم تمہارے رب کی طرف سے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اللہ کو اپنا رب مان لو اور اُس کی ہدایات پر عمل کر کے دنیا و آخرت کی سلامتیاں حاصل کر لو۔ بنی اسرائیل پر ظلم نہ کرو اور اُنہیں آزاد کر کے ہمارے ساتھ بھیج دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ کا عذاب تمہیں برباد کر دے گا۔ فرعون نے پوچھا کہ تمہارا رب کون ہے؟ حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا وہ ہستی جس نے ہر مخلوق کو پیدا کیا اور اپنی ضروریات پوری کرنے کا فن سکھایا۔ فرعون نے پوچھا ہمارے آباء واجداد کے پاس تمہاری دعوت نہیں پہنچی کیا وہ گمراہ تھے؟ اگر حضرت موسیٰؑ ہاں کہہ دیتے تو گویا پوری قوم اُن کی دشمن ہو جاتی اور فرعون اپنی سازش میں کامیاب ہو جاتا۔ حضرت موسیٰؑ نے حکیمانہ جواب دیا کہ آباء واجداد کا علم میرے رب کے پاس ہے اور اُس کا علم بالکل درست اور کامل ہے۔ میرے رب کا ہی یہ فیض ہے کہ اُس نے تمہارے لیے زمین بنائی، اُس میں مختلف منازل تک پہنچنے کے لیے راستے بنائے، بارش برسائی اور بارش کے ذریعہ تمہارے لیے اور تمہارے جانوروں کے لیے غذا پیدا فرمائی۔ یاد رکھو اِسی زمین کی مٹی سے اللہ نے تم سب کو بنایا، اِسی میں مرنے کے بعد لوٹا دیے

جاؤ گے اور پھر اِسی سے دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے۔ حضرت موسیٰ ؑ نے فرعون کو معجزات دکھائے لیکن وہ بدنصیب ایمان لانے سے محروم رہا۔

آیات ۵۷ تا ۷۰

حضرت موسیٰ ؑ اور جادوگروں کے درمیان مقابلہ

اِن آیات میں حضرت موسیٰ ؑ اور جادوگروں کے درمیان مقابلہ کا واقعہ بیان ہوا۔ فرعون نے حضرت موسیٰ ؑ کے پیش کردہ معجزات کو جادو قرار دیا اور کہا کہ ہم بھی تمہارے مقابلے میں جادو پیش کریں گے۔ ماہر جادوگروں کو ایک میدان میں جمع کیا گیا۔ حضرت موسیٰ ؑ نے جادوگروں کے سامنے جب پورے یقین اور جلال کے ساتھ حق کی دعوت رکھی تو وہ سمجھ گئے کہ حضرت موسیٰ ؑ جادوگر نہیں ہیں۔ اُنہوں نے مقابلہ سے انکار کر دیا۔ فرعون اور اُس کے سرداروں نے اُنہیں بڑی مشکل سے مقابلہ کرنے کے لیے آمادہ کیا۔ مقابلہ شروع ہوا۔ جادوگروں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں پھینکیں اور لوگوں کو ایسے محسوس ہوا جیسے وہ سانپوں کی طرح رینگ رہی ہیں۔ اِس منظر کو دیکھ کر حضرت موسیٰ ؑ بھی ڈر گئے۔ اللہ نے اُنہیں تسلی دی کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ آپ اپنا عصا پھینکیں۔ اُن کا عصا حقیقی اژدھا بن گیا اور جادوگروں کی لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل گیا۔ جادوگروں نے دیکھ لیا کہ حضرت موسیٰ ؑ کا عصا حقیقی اژدھا بنا ہے اور ایسا کرنا جادو کے ذریعہ ممکن نہیں ہے۔ یہ واقعی معجزہ ہے۔ وہ بے اختیار سجدے میں گر گئے اور حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت ہارونؑ کی رسالت اور اللہ کی وحدانیت پر ایمان لے آئے۔

آیات ۷۱ تا ۷۶

جادوگروں کی استقامت

اِن آیات میں ایمان لانے کے بعد جادوگروں کی استقامت کا ذکر ہے۔ فرعون نے اُنہیں ہاتھ پاؤں کاٹنے اور صلیبوں پر لٹکانے کی دھمکی دی۔ جواب میں جادوگروں نے کہا کہ ہم پر حق واضح ہو چکا ہے۔ تم نے جو کرنا ہے کر لو۔ تم ہماری دنیا کی زندگی ختم کر سکتے ہو لیکن آخرت میں جزا و سزا کا اختیار نہیں رکھتے۔ فیصلے آخرت میں ہوں گے۔ جس نے اللہ کی نافرمانی کی وہ جہنم میں اِس

حال میں ہوگا کہ عذاب اور تکلیف کی وجہ سے نہ زندوں میں شمار ہوگا اور نہ ہی مر سکے گا کہ تکلیف سے نجات پا جائے۔ جو اللہ کا کہنا مانے گا اُس کے لیے جنت کی ہمیشہ ہمیش کی نعمتیں ہوں گی۔ اللہ ہم سب کو نیک اور جنت کی نعمتوں کا مستحق بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۷۷ تا ۷۹

فرعون کی ہلاکت

اِن آیات میں فرعون کی بربادی کا ذکر ہے۔ ایک طویل عرصہ تک جب فرعون ایمان نہ لایا تو اللہ نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو لے کر رات میں نکل جائیں۔ فرعون نے اپنے لشکروں کے ساتھ حضرت موسیٰؑ اور اُن کی قوم کا تعاقب کیا۔ حضرت موسیٰؑ اور اُن کے ساتھی بحر احمر کی ایک شاخ خلیجِ سوئز تک پہنچ گئے۔ حضرت موسیٰؑ نے اللہ کے حکم سے سمندر کے اِس حصہ میں عصا مارا۔ معجزہ کے ذریعہ پانی کے بیچوں بیچ ایک خشک راستہ وجود میں آ گیا۔ حضرت موسیٰؑ اور اُن کے ساتھ خلیج عبور کر گئے۔ فرعون اور اُس کے لشکر جب خشک راستہ کے وسط میں پہنچے تو پانی دوبارہ مل گیا اور وہ سب غرق ہو گئے۔

آیات ۸۰ تا ۸۲

بنی اسرائیل پر اللہ کے انعامات اور اُنہیں شکر گزاری کی تلقین

اِن آیات میں بنی اسرائیل پر اللہ کے احسانات کا ذکر ہے اور پھر اُنہیں احسان مندی کی تلقین کی گئی ہے۔ اللہ نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے نجات دی، طور پہاڑ پر حضرت موسیٰؑ کو شرف ہمکلامی بخشا اور تورات کی صورت میں ہدایت عطا فرمائی۔ سیناء کے صحراء میں آسمان سے من اور سلویٰ کی صورت میں خوراک فراہم کی۔ اب اُن کے لیے احسان مندی کا تقاضا ہے کہ اللہ کا پاکیزہ رزق کھا کر اُس کی نافرمانیاں نہ کریں، کھانے میں اسراف نہ کریں اور اللہ کی ناشکری نہ کریں۔ ایسا کیا تو اللہ کے غضب کا شکار ہو جائیں گے۔ ہاں کبھی غلطی ہو جائے تو اللہ توبہ، ایمان کی تجدید اور نیکی کی روش اختیار کرنے والوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

آیات ۸۳ تا ۸۹

سامری کی پیدا کردہ گمراہی

اِن آیات میں بنی اسرائیل کو سامری کی طرف سے گمراہ کرنے کی تفصیل ہے۔حضرت موسیٰؑ کو اللہ نے کوہ طور پر بلایا تا کہ تورات عطا کی جائے۔اُنہوں نے نیکی میں جلدی کی اور کوہِ طور پر مقررہ وقت سے پہلے چلے گئے۔اِس عجلت کا نقصان یہ ہوا کہ بنی اسرائیل میں آپ کی غیر حاضری طویل ہوگئی اور سامری کو گمراہی پھیلانے کا موقع مل گیا۔تفصیل اِس کی یہ ہے کہ جب فرعون اور اُس کا لشکر غرق ہوئے تھے تو اُن کی لاشیں سمندر نے کنارے پر پھینک دی تھیں۔بنی اسرائیل نے اُن کی لاشوں پر سے زیورات اتار لیے۔اب اِن زیورات کا بوجھ اُنہیں صحرا میں بہت بھاری محسوس ہورہا تھا۔اُنہوں نے تمام زیورات ایک جگہ پھینک دیئے۔سامری نے اُنہیں پگھلا کر بچھڑے کا سا ایک جسم بنا دیا جس میں ڈکرانے کی سی آواز آتی تھی۔پھر اعلان کیا کہ حضرت موسیٰؑ کا معبود یہ بچھڑا ہے لیکن وہ بھول کر کہیں اور معبود سے ملاقات کے لیے چلے گئے ہیں۔بچھڑے کا جسم نہ کسی بات کا جواب دے سکتا تھا نہ کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکتا تھا لیکن پھر بھی بنی اسرئیل کے ستر ہزار افراد نے اُسے معبود مان کر اُس کی پوجا شروع کر دی۔

آیات ۹۰ تا ۹۴

قوم کی گمراہی اور حضرت ہارونؑ کا طرزِ عمل

اِن آیات میں قوم کی گمراہی کے حوالے سے حضرت ہارونؑ کے طرز عمل کی وضاحت کی گئی۔اُنہوں نے مشرکین کو بچھڑے کی پرستش سے روکا۔مشرکین نے جواب دیا کہ ہم حضرت موسیٰؑ کی آمد تک یہ عمل نہ چھوڑیں گے۔وہ اِس حوالے سے انتہائی ضد پر اتر آئے۔اگر حضرت ہارونؑ سختی کرتے تو مشرکین اور قوم کے دیگر افراد میں خانہ جنگی شروع ہو جاتی۔اُنہوں نے قوم کو تفرقہ سے بچانے اور اُس کی وحدت کو قائم رکھنے کے لیے شدت سے کام نہ لیا اور حضرت

موسیٰؑ کی آمد کا انتظار کیا۔

آیات ۹۵ تا ۹۸

سامری کا انجام

اِن آیات میں سامری اور اُس کے تراشیدہ معبود کا انجام مذکور ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے سامری سے باز پرس کی تو اُس نے حضرت موسیٰؑ کو خوش کرنے کے لیے کہا کہ میں نے آپ کے نقش قدم سے مٹھی بھر مٹی حاصل کی تھی۔ وہ میں نے بچھڑے کے جسم میں ڈالی تو اُس میں ایک آواز سی پیدا ہو گئی۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا جاؤ اب تم زندگی بھر اچھوت کی طرح رہو گے۔ کوئی تمہارے قریب آئے گا تو تمہیں تکلیف ہو گی، تمہارے تراشے ہوئے معبود کو ہم جلا کر راکھ کا ڈھیر کر دیں گے اور اس کی راکھ کو دریا میں بہا دیں گے، بلا شبہ معبودِ حقیقی صرف اللہ ہے جو ہر شے کا علم رکھتا ہے۔

آیات ۹۹ تا ۱۰۱

قرآن میں بیان شدہ قصوں کی حکمت

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ قرآنِ حکیم میں واقعات کا بیان دلچسپی کے لیے نہیں بلکہ سبق آموزی کے لیے ہے۔ اب جس نے اِن واقعات سے سبق حاصل کر کے اپنی اصلاح نہ کی تو وہ روزِ قیامت نافرمانی کا ایک بھاری بوجھ لے کر آئے گا۔ یہ بوجھ بہت ہی برا ہو گا اور وہ ہمیشہ ہمیش اُس بوجھ کے عذاب میں مبتلا رہے گا۔

آیات ۱۰۲ تا ۱۰۴

روزِ قیامت مجرموں کا حال

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ روزِ قیامت مجرم اِس حال میں زندہ کیے جائیں گے کہ خوف سے اُن کی آنکھیں نیلی ہوں گی۔ باہم کہہ رہے ہوں گے کہ ہم دنیا میں صرف دس دن تک رہے۔ اُن میں سے سب سے سمجھدار شخص کہے گا نہیں بلکہ تم صرف ایک دن ہی دنیا میں رہے ہو۔

آیات ۱۰۵ تا ۱۰۷

پہاڑوں اور زمین کا مستقبل

اِن آیات میں روزِ قیامت پہاڑوں اور زمین کی بدلی ہوئی کیفیت کا بیان ہے۔ پہاڑوں کو اللہ ریزہ ریزہ کر کے بکھیر دے گا۔ زمین کو کوٹ کوٹ کر صاف میدان بنا دے گا۔ زمین پر نہ کوئی ابھار نظر آئے گا اور نہ ہی کوئی موڑ۔ گویا زمین ایک بہت بڑے اجتماع کے لیے میدانِ حشر کی صورت میں تبدیل کر دی جائے گی۔ اب حضرت آدمؑ سے لے کر آخری انسان کو پکارا جائے گا اور وہ سب اللہ کے سامنے میدانِ حشر میں حاضر ہو جائیں گے۔ خوف کی وجہ سے کوئی نہ بولے گا اور صرف بھنبھناہٹ کی سی آواز سنائی دے گی۔

آیات ۱۰۸ تا ۱۱۲

روزِ قیامت شفاعت کی حقیقت

اِن آیات میں خبر دار کیا گیا کہ روزِ قیامت کوئی شفاعت فائدہ نہ دے گی۔ ہاں اللہ جسے اجازت دے گا وہ ایسے بندہ کے حق میں شفاعت کرے گا جس کے لیے اللہ شفاعت قبول کرنا پسند فرمائے گا۔ تمام چہرے اللہ کے سامنے جھکے ہوئے ہوں گے۔ ظلم کرنے والا برباد ہو گا اور خلوص کے ساتھ نیک اعمال کرنے والا کامیاب ہو گا۔ اللہ ہمیں یہ کامیابی عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۱۳

مقصدِ نزولِ قرآن

اِس آیت میں قرآن کریم کے نزول کا مقصد واضح کیا گیا۔ ارشاد ہوا کہ ہم نے قرآن زبانِ عربی میں نازل کیا تا کہ لوگ اِسے سمجھ سکیں۔ پھر قرآن میں بار بار اور مختلف اسالیب سے آخرت کی جوابدہی سے آگاہ کیا گیا تا کہ لوگ اللہ کی نافرمانیوں سے بچ کر آخرت میں کامیابی کے لیے تیاری کر سکیں۔

آیت ۱۱۴

علم کی فضیلت

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ بادشاہ حقیقی اللہ ہے جس کا مقام انتہائی بلند ہے۔قرآن اُسی کے فرامین پر مشتمل ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ آپ فرامینِ باری تعالیٰ یاد کرنے کے لیے جلدی نہ کریں۔سکون سے وحی کے نزول کو وصول کریں۔اللہ آپ ﷺ کو خود ہی یہ قرآن یاد کرادے گا۔البتہ اللہ سے دعا کرتے رہیں کہ:

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا

''اے میرے رب مجھے بڑھادے علم کے اعتبار سے''۔

آیات ۱۱۵ تا ۱۲۳

قصہ آدم وابلیس

اِن آیات میں قصہ آدم وابلیس کا بیان ہے۔اللہ کے حکم پر تمام فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا۔ابلیس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔اللہ نے حضرت آدمؑ کو بتا دیا کہ یہ تمہارا دشمن ہے۔وہ تمہیں اُس جنت سے نکلوانے کی کوشش کرے گا جس میں تمہارے لیے چین وسکون ہے۔تمہیں جنت میں نہ بھوک لگتی ہے نہ پیاس۔نہ گرمی کی شدت محسوس ہوتی ہے اور نہ ہی لباس کی ضرورت۔ابلیس حضرت آدمؑ کو بہکانے میں کامیاب ہو گیا۔اُن سے کہا کہ تم ایک خاص درخت کا پھل کھاؤ گے تو ہمیشہ جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو گے اور ایسی بادشاہت ملے گی جس پر کبھی زوال نہ آئے گا۔حضرت آدمؑ اوران کی زوجہ نے اُس درخت کا پھل کھالیا جسے اللہ نے ممنوع قرار دیا تھا۔اب اُنہیں اپنے جنسی جذبات کی شدت محسوس ہوئی اور برہنگی کا احساس بھی ہوا۔اُنہوں نے جنت کے پتوں سے خود کو ڈھانپنا شروع کیا۔پھر اللہ نے اُن کی توبہ قبول کی اور دنیا میں خلافت کے لیے بھیج دیا۔اُنہیں اللہ نے آگاہ کیا کہ میں تمہاری ہدایت کے لیے وحی کا سلسلہ جاری رکھوں گا۔جس نے میری وحی کی پیروی کی وہ کبھی بھی نامراد نہ ہوگا۔

آیات ۱۲۴ تا ۱۲۷

قرآن سے غفلت برتنے والا روزِ قیامت اندھا ہوگا

اِن آیات میں قرآن سے غفلت کا دردناک انجام بیان کیا گیا۔ ایسے لوگ دنیا میں چین اور سکون سے محروم رہتے ہیں اور قیامت کے روز اُنہیں اندھا کر کے اٹھایا جائے گا۔ وہ فریاد کریں گے کہ ہمیں اندھا کر کے کیوں اٹھایا گیا۔ دنیا میں جب ہماری موت آئی تھی تو ہم دیکھنے والے تھے۔ جواب دیا جائے گا جس طرح تم دنیا میں قرآن کے حوالے سے جان بوجھ کر اندھے بنے ہوئے تھے آج تمہیں اِسی روش کی وجہ سے اندھا کر کے اٹھایا گیا ہے۔ قرآن سے غفلت برتنے والے حقیقت میں قرآن پر ایمان ہی نہیں رکھتے۔ اللہ کی کتاب کے ساتھ اِس طرح زیادتی کرنے والے برے انجام ہی کے مستحق ہیں۔ اللہ ہمیں قرآنِ کریم کی تلاوت اِس کے فہم، اِس کے احکامات پر عمل، اِس کے اجتماعی احکامات کے نفاذ کے لیے جدوجہد اور اِس کی تعلیمات کو دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۲۸ تا ۱۲۹

مشرکینِ مکہ کے لیے دھمکی

اِن آیات میں مشرکینِ مکہ کو احساس دلایا گیا کہ وہ اُن ہلاک شدہ قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کریں جن کی بستیوں سے وہ گزرتے رہتے ہیں۔ اگر اللہ کی طرف سے قوموں کو مہلت دینے کا دستور نہ ہوتا تو مشرکینِ مکہ کو بھی فوری طور پر ہلاکت سے دوچار کر دیا جاتا۔

آیات ۱۳۰ تا ۱۳۲

نبی اکرم ﷺ سے خصوصی خطاب

ان آیات میں نبی اکرم ﷺ کو مشرکین کے طنز وایذ ارسانی کو برداشت کرنے کی تلقین کی گئی۔ آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ سورج کے طلوع اور غروب ہونے سے پہلے، رات کی گھڑیوں میں اور دن کے اطراف میں اللہ کا ذکر کر کے قلبی سکون حاصل کریں۔ بعد ازاں اِنہی اوقات میں نمازیں فرض کر دی گئیں۔ مزید یہ کہ آپ ﷺ کافروں کی شان وشوکت اور مال واسباب

سے متأثر نہ ہوں۔ یہ اُن کے لیے صرف چار دن کی چاندنی ہے۔ اللہ کی مدد کے حصول کے لیے خود بھی نماز پڑھیے اور گھر والوں کو بھی نماز کی تلقین کیجیے۔ اللہ یہ نہیں چاہتا کہ لوگ اللہ کی یاد سے غافل ہو کر ساری محنت رزق حاصل کرنے کے لیے لگا دیں۔ لوگوں کا رازق اللہ ہے۔ دنیا میں وہ ہر ایک کو رزق دے رہا ہے۔ البتہ آخرت کی نعمتیں صرف متقیوں کے لیے ہیں۔

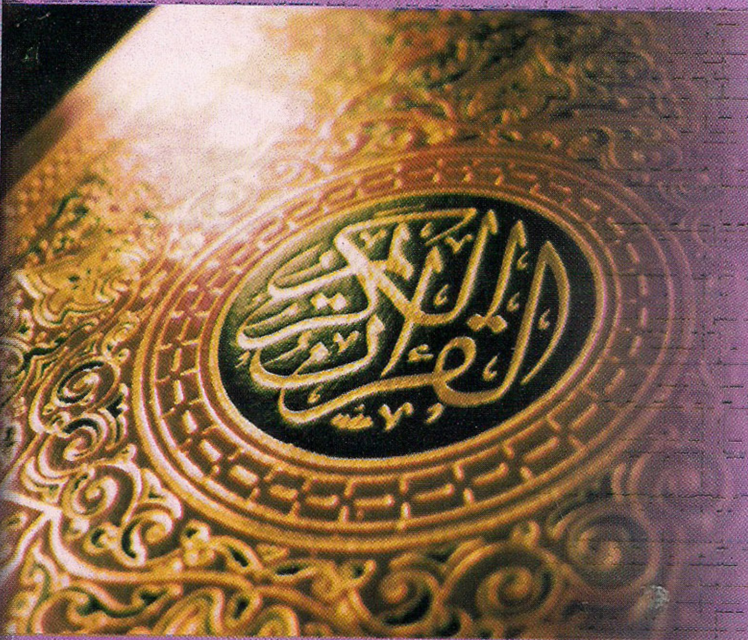
آیات ۱۳۳ تا ۱۳۵

نبی اکرم ﷺ کا اصل معجزہ قرآن ہے

اِن آیات میں مشرکینِ مکہ کے اِس اعتراض کا ذکر ہوا کہ نبی اکرم ﷺ پر اُن کی فرمائش کے مطابق معجزہ نازل کیوں نہ ہوا؟ جواب دیا گیا کہ کیا یہ قرآن معجزہ نہیں ہے جس کی تلاوت اِن مشرکین کے سامنے کی جارہی ہے۔ اِس جیسا کلام وہ پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ اگر اللہ اُنہیں قرآن کے نزول سے پہلے ہی نافرمانیوں کی سزا دیتا تو شکوہ کرتے کہ اے اللہ! تو نے کیوں نہ ہماری طرف رسول بھیجا اور کتاب نازل کی تاکہ ہم سزا سے بچ جاتے۔ اب جبکہ رسول آچکے اور کتاب نازل ہو چکی پھر بھی وہ ایمان لانے کے لیے تیار نہیں۔ ٹھیک ہے وہ انتظار کرلیں، عنقریب ظاہر ہو جائے گا کہ کون سیدھی راہ پر ہے اور کون ہدایت یافتہ ہے۔

خلاصۂ مضامینِ

قرآنِ حکیم



سترہواں پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

ای میل: info@quranacademy.com
ویب سائٹ: www.quranacademy.com

خلاصہ مضامینِ قرآن

سترھواں پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝
اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُھُمْ وَھُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ۝

(الانبیاء :۱)

سورۂ انبیاء

انبیاء کرامؑ پر رحمتوں کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں ۱۷ انبیاء کرامؑ پر اللہ کی رحمتوں اور عنایات کے بیان کے بعد آیت ۱۰۷ میں فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۝

''اور ہم نے آپ ﷺ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر''۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۴۷ توحید، رسالت اور آخرت کا بیان
- آیات ۴۸ تا ۹۳ ۱۷ انبیاء کرامؑ پر عنایاتِ ربانی کا بیان
- آیات ۹۴ تا ۱۰۶ ایمان بالآخرۃ کا بیان
- آیات ۱۰۷ تا ۱۱۲ نبی اکرم ﷺ کی عظمت اور اُن کے حوالے سے شرک کا سد باب

آیات ۱ تا ۲

لوگوں کی بے حسی

یہ آیات انسانوں کی عمومی بے حسی کا تذکرہ کر رہی ہیں۔ لوگوں کے لیے یومِ حساب انتہائی

قریب ہے لیکن وہ اِس کی تیاری سے اعراض کر رہے ہیں۔قرآنِ حکیم میں اللہ کی طرف سے اِس حوالے سے بار بار اور نئے نئے اسالیب میں یاد دہانی کرائی گئی ہے لیکن پھر بھی لوگ سنجیدہ ہونے کے لیے تیار نہیں۔ یہ کس قدر محرومی اور بدبختی کی روش ہے۔

آیات ۳ تا ۵

مشرکین کی ایذا رسانی اور نبی اکرم ﷺ کا صبر و تحمل

اِن آیات میں مشرکینِ مکہ کی طرف سے نبی اکرم ﷺ کو ستانے کا ذکر ہے۔ اگر کوئی نبی اکرم ﷺ سے قرآن سن کر اور آپ ﷺ کے اخلاق کریمہ سے متأثر ہو جاتا تو مشرکینِ مکہ اُس کو ورغلانے کے لیے کہتے:

i- حضرت محمد ﷺ تو ہماری طرح کے انسان ہیں۔کیا تم اپنی طرح کے انسان کی پیروی کرو گے۔

ii- قرآن اللہ کا کلام نہیں جادو ہے۔جادو کے زیرِ اثر مت آؤ۔

iii- قرآن کے مضامین پریشان خیالات کا مظہر ہیں۔

iv- حضرت محمد ﷺ نبی نہیں (معاذ اللہ) شاعر ہیں۔

v- اگر محمد ﷺ سچے نبی ہیں تو ایسا معجزہ دکھائیں جیسے معجزے سابقہ انبیاءؑ نے دکھائے تھے۔

اِن تمام گستاخیوں کے جواب میں نبی اکرم ﷺ کمالِ صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے اور ارشاد فرماتے کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو میرا رب اُس سے واقف ہے۔گویا عنقریب اللہ تعالیٰ سچ اور جھوٹ کا فیصلہ کر دے گا۔سچ بولنے والے سرخرو اور جھوٹ بولنے والے رسوا ہوں گے۔

آیات ۶ تا ۹

نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

یہ آیات نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کا مضمون بیان کر رہی ہیں۔آپ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ ماضی میں بھی برباد ہونے والی قوموں نے رسولوں کی دعوت کے جواب میں ایسی ہی روش اختیار کی تھی۔آج آپ ﷺ کی بشریت پر اعتراض کیا جا رہا ہے حالانکہ ماضی میں آنے والے تمام

رسول بشر ہی تھے۔ اُن کے بھی بشری تقاضے تھے یعنی زندہ رہنے کے لیے وہ خوراک استعمال کرتے تھے اور بلآخر اُن پر بھی موت واقع ہو کر رہی۔ البتہ اُنہوں نے تمام بشری کمزوریوں کے باوجود اللہ کی بندگی کا حق ادا کر کے لوگوں کے لیے قابلِ عمل نمونہ قائم کیا۔ اللہ نے اُن کی مدد فرمائی۔ اُنہیں اور ایمان لانے والوں کو سرخرو کیا اور گستاخیاں کرنے والوں کو تباہ و برباد کر دیا۔

آیت ۱۰

قرآن میں تمہارا بھی ذکر ہے

یہ آیت اِس حقیقت کو بیان کر رہی ہے کہ قرآن میں ہر انسان کا ذکر موجود ہے۔ دراصل قرآن بار بار تین طرح کے کردار بیان کرتا ہے جو ہر دور میں رہے ہیں۔ ایک حق کا دل و جان سے ساتھ دینے والے، دوسرے حق کی بھرپور مخالفت کرنے والے اور تیسرے منافقت کا مظاہرہ کرنے والے۔ انسان قرآن کے آئینہ میں اپنے طرزِ عمل سے اپنا کردار دیکھ سکتا ہے۔ مزید یہ کہ قرآن میں ایسی آیات بھی ہیں جن کا تاویلِ عام کے اعتبار سے ہمارے دور کے کسی واقعہ پر ہو بہو اطلاق ہوتا ہے۔ اِس آیت میں قرآن کی جو شان بیان ہوئی اس کا ذکر نبی اکرم ﷺ نے ان الفاظِ مبارکہ میں کیا:

فِيْهِ خَبَرُ مَابَعْدَ كُمْ (ترمذی)

''اِس قرآن میں تمہارے بعد کی خبریں بھی موجود ہیں''۔

آیات ۱۱ تا ۱۵

عذاب کے وقت ظالم قوم کا حال

یہ آیات اُس منظر کا نقشہ کھینچ رہی ہیں جب ظالم قوم پر اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے۔ اُس وقت وہ قوم عذاب سے بچنے کے لیے بھاگنے کی کوشش کرتی ہے لیکن اللہ فرار کے تمام راستے بند فرما دیتے ہیں۔ اب وہ اپنے ظالم ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے نالہ و فریاد کرتی ہے لیکن عذاب سامنے آنے کے بعد فریاد رسی کا وقت ختم ہو چکا ہوتا ہے۔ اب اُس قوم کو اِس طرح تباہ کر دیا جاتا ہے جیسے کوئی فصل جل کر راکھ ہو جاتی ہے۔

آیات ۱۶ تا ۱۸

کائنات کھیل تماشہ نہیں بلکہ یہاں معرکۂ حق و باطل برپا ہے

یہ آیات اِس گمراہ کن تصور کی نفی کرتی ہیں کہ خالق نے محض شغل کے لیے کائنات بنائی ہے۔ کائنات میں انسانوں اور جنات کی آزمائش جاری ہے۔ یہ آزمائش حق و باطل کے درمیان ایک کشمکش کی صورت میں ہے۔ کچھ لوگ حق کے علمبردار ہیں اور کچھ باطل کے طرفدار۔ اِن دونوں کے درمیان ایک معرکۂ خیر وشر برپا ہے۔ بقول اقبال ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفویؐ سے شرارِ بولہبی

جب بھی اہلِ حق پامردی دکھاتے ہیں اللہ اُن کی مدد فرماتا ہے اور وہ باطل کا سر کچل کر رکھ دیتے ہیں۔ حضرت طالوت کی فتح اور نبی اکرم ﷺ کی غلبۂ دین کی جدوجہد کی کامیابی اِس حقیقت کے درخشاں مظاہر ہیں۔

آیات ۱۹ تا ۲۳

آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

کچھ لوگوں نے آسمانوں میں موجود فرشتوں کو معبود بنالیا اور کچھ نے زمین میں بسنے والی مخلوقات کو یہ درجہ دے دیا۔ یہ آیات اِن دونوں گمراہیوں کی نفی کر رہی ہیں۔ زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ زمین و آسمان اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔ فرشتے ہر وقت اللہ کی تسبیح کر کے اُس کے سامنے اظہارِ عاجزی کرتے ہیں۔ زمین کی جملہ مخلوقات اللہ کے سامنے لاچار اور بے بس ہیں۔ اللہ جو چاہے کر سکتا ہے جبکہ جملہ مخلوقات اللہ کے سامنے اپنے کیے کی جوابدہ ہیں۔ اگر واقعی زمین و آسمان میں دیگر معبود ہوتے تو وہ کسی موقع پر اختلاف کا شکار ہوتے اور باہم دست و گریبان ہو جاتے جس سے ایک فساد برپا ہو جاتا۔ کائنات کے نظام کا بغیر کسی رکاوٹ اور انتشار کے جاری رہنا اِس بات کی دلیل ہے کہ یہاں صرف ایک ہی ہستی کی مرضی جاری و ساری ہے اور وہ ہستی اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہے۔

آیات ۲۴ تا ۲۵

ہر رسول کی دعوت، دعوتِ توحید تھی

اِن آیات میں رسولوںؑ کی دعوت کی یکسانیت کو نمایاں کیا گیا ہے۔ حضرت آدمؑ سے لے کر نبی اکرم ﷺ تک ہر رسولؑ نے توحید کی دعوت دی اور کائنات و انسان کے بارے میں ایک ہی جیسے حقائق بیان کیے۔ اِس کے برعکس فلسفیوں اور ہر دور کے مشرکین نے طرح طرح کے گمراہ کن تصورات اختیار کیے۔ اُن کی گمراہی کا واضح ثبوت یہ ہے کہ وہ اپنے تصورات کے حق میں کوئی ٹھوس دلیل پیش نہیں کر سکے۔

آیات ۲۶ تا ۲۹

فرشتوں کا اصل مقام

مشرکینِ مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دے کر اُن کی پرستش کرتے تھے۔ اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ فرشتے اللہ کی اولاد نہیں بلکہ اُس کے عزت و شرف کے حامل بندے ہیں۔ اللہ کے سامنے عاجزی کے ساتھ خاموش رہتے ہیں۔ اُس کے کسی فیصلہ کے برخلاف رائے نہیں دیتے اور اللہ کے حکم کے مطابق ہی اپنے فرائض ادا کرتے ہیں۔ وہ اللہ کی اجازت ہی سے کسی کے حق میں شفاعت کرتے ہیں۔ بالفرض اُن میں سے کسی نے معبود ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ ظالم قرار پائے گا اور اُسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

آیات ۳۰ تا ۳۳

اللہ کی قدرتیں اور نعمتیں

اِن آیات میں اللہ کی حسبِ ذیل قدرتوں کا بیان ہے جو انسانوں کے لیے بیش بہا نعمتیں ہیں۔

i- آسمان جس سے اللہ بارش برساتا ہے۔

ii- زمین جو بارش کے پانی کو جذب کر کے طرح طرح کی نعمتیں اگاتی ہے۔

iii- پانی جس پر جملہ مخلوقات کی زندگی کا انحصار ہے۔

iv- پہاڑ جن کے بوجھ کی وجہ سے زمین ایک توازن رکھتی ہے اور کوئی بڑا سیارہ زمین کو اپنی

طرف نہیں کھینچ سکتا۔

v- زمین پر موجود قدرتی راستے جن کے ذریعے ہم اپنی مطلوب منزلوں تک پہنچتے ہیں۔

vi- آسمان اِس اعتبار سے بھی نعمت ہے کہ یہ اہلِ زمین کے لیے ایک محفوظ چھت ہے۔

vii- رات جو انسانوں کے آرام کے لیے ہے۔

viii- دن جو انسانوں کی مختلف سرگرمیوں کو انجام دینے کے لیے ہے۔

ix- سورج جس کی گردش انسانوں کے لیے کئی فوائد کے حصول کا ذریعہ ہے مثلاً حرارت کا حصول، فصلوں کا پکنا، دن اور سالوں کا حساب وغیرہ۔

x- چاند جس کی گردش رات میں روشنی بھی دیتی ہے اور دنوں، مہینوں اور سالوں کا حساب بھی طے کرتی ہے۔

افسوس کہ انسانوں کی اکثریت مذکورہ بالا نعمتوں سے استفادہ کر کے اللہ کی نافرمانی یعنی ناشکری کرتی ہے۔

آیت ۳۳ میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ کائنات کی ہر شے اللہ کے حکم کے مطابق حرکت کر رہی ہے۔اللہ ہمیں بھی اپنی پسندیدہ سرگرمیوں کے لیے متحرک ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔بقول اقبال ؎

اِس راہ میں مقام بے محل ہے　　　پوشیدہ قرار میں اجل ہے
چلنے والے نکل گئے ہیں　　　جو ٹھہرے ذرا کچل گئے ہیں

آیات ۳۴ تا ۳۵

موت و حیات کا سلسلہ ...... انسانوں کی آزمائش کا ذریعہ

مشرکینِ مکہ اِس خوش فہمی کا شکار تھے کہ نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد اُن ﷺ کی دعوت کا سلسلہ آگے نہ بڑھ سکے گا۔اِن آیات میں مشرکین کو آگاہ کیا گیا کہ اگر اللہ کے رسول ﷺ نے دنیا سے جانا ہے تو مشرکین کو بھی بہر حال مرنا ہے۔ہر جان کو بلآخر موت کا مزا چکھنا ہی ہے۔دنیا میں کبھی نعمتوں کی فراوانی سے بندوں کے شکر اور کبھی تکالیف سے صبر کا امتحان ہوتا رہتا ہے۔دنیا

ہے ہی دارالامتحان۔ نتائج آخرت میں نکلیں گے۔ اُس روز اللہ کے رسول ﷺ اور اُن کے پیروکار عظیم کامیابی حاصل کریں گے اور نافرمان ابدی ناکامی کی ذلت سے دوچار ہوں گے۔

آیات ۳۶ تا ۴۱

مشرکینِ مکہ کی گستاخیوں کا جواب

اِن آیات میں مشرکینِ مکہ کے طنز اور نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخیوں کا ذکر اور پھر اللہ کی طرف سے مشرکین کے لیے وعیدوں کا بیان ہے۔ جب مشرکین آپ ﷺ کو دیکھتے تو مذاق اڑاتے۔ آپ ﷺ کی طرف سے اپنے معبودوں کی نفی پر اظہارِ تعجب کرتے اور طنزیہ انداز سے پوچھتے کہ اگر ہم مجرم ہیں تو ہمیں ہمارے جرائم کی سزا کب ملے گی؟ اللہ نے جواب دیا کہ مشرکین جلدی نہ کریں۔ اُن پر اللہ کا عذاب اچانک آئے گا اور اُن کے ہوش اڑا دے گا۔ پھر نہ وہ اپنے چہروں کو عذاب سے بچا سکیں گے اور نہ ہی پشتوں کو۔ نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ سے پہلے بھی رسولوں کا اُن کی قوموں نے مذاق اڑایا۔ پھر اُن قوموں کو اُسی عذاب نے گھیر لیا جسے وہ مذاق سمجھ رہے تھے۔

آیات ۴۲ تا ۴۴

مشرکینِ مکہ کے لیے دعوتِ غور وفکر

یہ آیات مشرکینِ مکہ کو دعوت دے رہی ہیں کہ ذرا سوچو! کون ہے جو رحمان کے مقابلہ میں تمہاری حفاظت کرسکتا ہے؟ کیا تمہارے معبود ایسا کر سکتے ہیں؟ اب تو صورتِ حال یہ کہ تمہارے اطراف کے علاقوں میں لوگ مسلمان ہورہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا دائرۂ اثر بڑھ رہا ہے اور تمہارا دائرۂ اثر کم ہورہا ہے۔ کیا اب بھی تم غالب رہ سکو گے؟

آیات ۴۵ تا ۴۷

دلسوزی کے ساتھ وعظ ونصیحت

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کا بڑی دلسوزی کے ساتھ مشرکینِ مکہ کو خبردار کرنے کا بیان ہے۔ آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ مشرکین کو آگاہ کردیں کہ میں اللہ کی طرف سے وحی کی بنیاد پر تمہیں

حقائق بتا رہا ہوں لیکن تم بہروں کی طرح میرے بیان کا کوئی اثر نہیں لے رہے۔ اگر تمہیں دنیا میں فوری سزا دے دی جائے تو فریاد کرو گے کہ ہائے ہم ہی ظالم ہیں۔ البتہ آخرت میں اللہ تمہارے ہر ہر عمل کا حساب لے کر رہے گا۔ اگر کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر ہے تو اُس کی بھی باز پرس ہوگی۔ اب سوچ لو! اگر تم نے اپنی روش نہ بدلی تو اللہ کے سامنے تمہارا کیا حال ہوگا؟

آیات ۴۸ تا ۵۰

وحی کن کے لیے مفید ہوتی ہے؟

یہ آیات اللہ کی کتابوں کے محاسن بیان کر رہی ہے۔ اللہ نے اپنی کتاب تورات حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو عطا کی۔ تورات اپنی اصل صورت میں حق و باطل میں فرق کی کسوٹی، لوگوں کو سیدھی راہ دکھانے کے لیے ایک روشنی اور متقیوں کے لیے درد بھری نصیحت کا سامان تھی۔ یہ متقی وہ لوگ ہیں جو اللہ سے ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں اور آخرت میں جوابدہی کے احساس سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے لیے اللہ کی کتابیں مفید یعنی ہدایت کا ذریعہ بنتی ہیں۔ پھر اللہ نے قرآنِ کریم نازل کیا جو بڑی برکتوں کا حامل ہے۔ افسوس کہ مشرکینِ مکہ اِس عظیم نعمت کی ناقدری اور انکار کر رہے ہیں!

آیات ۵۱ تا ۵۶

حقیقی رب کون ہے؟

اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ کو اللہ کی طرف سے عطا کی جانے والی ہدایت اور پھر اُس کے مظاہر کا تذکرہ ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے والد اور قوم سے دریافت کیا کہ اِن مورتیوں کی حقیقت کیا ہے جن کے سامنے تم سر جھکا کر بڑے ادب سے بیٹھے رہتے ہو۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ عبادت کا یہ طریقہ ہم نے اپنے آباء واجداد سے سیکھا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا بلاشبہ تم بھی کھلی گمراہی کا شکار ہو اور یہی حال تمہارے آباء واجداد کا تھا۔ قوم نے پوچھا کہ اے ابراہیمؑ کیا آپ شغل کر رہے ہیں یا واقعی سنجیدہ ہیں؟ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ ربِ حقیقی اللہ ہے جس نے کائنات کی ہر شے کو وجود بخشا اور جو اِس کی ہر اعتبار سے نگرانی وحفاظت فرما رہا ہے۔

آیات ۵۷ تا ٦۷

بت پرستوں پر اتمامِ حجت

یہ آیات بت پرستوں پر حضرت ابراہیمؑ کی طرف سے اتمامِ حجت کا واقعہ بیان کر رہی ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ شہر کے بت خانہ میں داخل ہو گئے۔ تمام بتوں کو توڑ دیا البتہ بڑے بت کو سلامت رہنے دیا۔ جب قوم کے پنڈتوں نے آپؑ سے پوچھا کہ ہمارے معبودوں کا یہ حال کس نے کیا ہے؟ آپؑ نے جواب دیا کہ بڑا بت سلامت ہے اور اِسی نے بقیہ بتوں کو توڑا ہوگا۔ جاؤ شکستہ بتوں سے پوچھ لو کہ اُن کو اِس حال سے کس نے دوچار کیا ہے؟ پنڈت اور پوری قوم کو اپنے معبودوں کی بے بسی اور لاچارگی کا احساس ہوگیا۔ گویا اُن پر اتمامِ حجت ہوگئی۔ اُنہوں نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ بت بول نہیں سکتے۔ حضرت ابراہیمؑ اُن کی زبانوں سے یہی سننا چاہتے تھے۔ جواب دیا کیا تم اُن بتوں کو معبود مانتے ہو جو تمہیں کیا فائدہ دیں گے یا کس نقصان سے بچائیں گے بلکہ وہ تو اپنی حفاظت پر بھی قادر نہیں۔ افسوس ہے تم پر بھی اور تمہارے باطل معبودوں پر بھی!

آیات ٦۸ تا ۷۱

آگ حضرت ابراہیمؑ کے لیے گلستان بن گئی

اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ کی قوم کی ہٹ دھرمی کا ذکر ہے۔ قوم پر واضح ہو چکا تھا کہ جن بتوں کی وہ پوجا کرتے ہیں وہ لاچار اور بے اختیار ہیں۔ اِس کے باوجود آباء واجداد کی اندھی تقلید، پنڈتوں کی مذہبی چودھراہٹ اور دیگر مفادات نے جاہلی عصبیت کی صورت اختیار کر لی۔ اُنہوں نے آگ کا ایک بہت بڑا الاؤ تیار کیا اور حضرت ابراہیمؑ کو اُس میں ڈالنے کا فیصلہ کیا۔ اُن کی سازش یہ تھی کہ ابراہیمؑ آگ کے ڈر سے لرز جائیں گے اور پھر سے قوم کے باطل معبودوں کے سامنے سر جھکا دیں گے لیکن ؎

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق　　　عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

حضرت ابراہیمؑ نے اپنی جان کی محبت معبودِ حقیقی کی محبت کے سامنے قربان کر دی۔ اللہ نے اپنے

اِس عظیم بندہ کی قربانی کو شرفِ قبولیت عطا کیا اور آگ کو حکم دیا کہ وہ حضرت ابراہیمؑ کے لیے نہ صرف ٹھنڈی بلکہ سلامتی والی ہو جائے۔ آگ کیا کائنات کی ہر شے اللہ کے حکم کی پابند ہے۔ آگ نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور حضرت ابراہیمؑ پر گل و گلزار بن گئی۔ سچ کہا ہے اقبال نے ؎

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا | آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

مشرکین کو ناکامی و ذلت سے دوچار ہونا پڑا اور اللہ نے حضرت ابراہیمؑ اور اُن کے بھتیجے حضرت لوطؑ کو نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ فلسطین کی مبارک سرزمین میں عمدہ ٹھکانہ عطا فرمایا۔

آیات ۷۲ تا ۷۳

جو گمراہوں سے کٹتا ہے اللہ اُسے صالحین سے جوڑتا ہے

یہ آیات حضرت ابراہیمؑ پر اللہ کی رحمتِ خاص کا مضمون بیان کر رہی ہیں۔ وہ مشرک قوم سے علیحدہ ہوئے تو اللہ نے اُنہیں نہ صرف فلسطین کی مبارک سرزمین میں بسایا بلکہ حضرت اسحاقؑ جیسا نیک بیٹا اور حضرت یعقوبؑ جیسا باسعادت پوتا عطا کیا۔ اُن دونوں کو اللہ نے منصبِ امامت پر فائز کیا۔ اُنہیں نماز و زکوٰۃ کی ادائیگی اور دیگر افعالِ خیر کی تلقین و توفیق عطا فرمائی۔ بلاشبہ وہ اللہ کے عبادت گزار بندے تھے۔

آیات ۷۴ تا ۷۵

اللہ کے انعامات حضرت لوطؑ پر

یہ آیات خبر دے رہی ہیں کہ اللہ نے اپنے بندے حضرت لوطؑ کو علم و حکمت کی نعمتیں عطا کیں۔ اُن کے سامنے اُن کی اُس فاسق قوم کو ہلاک کیا جو ہم جنس پرستی کے جرم کی عادی تھی اور حضرت لوطؑ کے خلاف دست درازی کے ناپاک منصوبے رکھتی تھی۔ اللہ نے حضرت لوطؑ کو اپنی رحمت میں ڈھانپ لیا۔ بلاشبہ وہ اللہ کے صالح بندوں میں سے تھے۔

آیات ۷۶ تا ۷۷

حضرت نوحؑ پر اللہ کی رحمت

یہ دو آیات اللہ کی طرف سے حضرت نوحؑ کی مدد کے بیان پر مشتمل ہیں۔ اُنھوں نے

۹۵۰ برس تک قوم کو حق کی دعوت دی۔ قوم کی اکثریت فاسق تھی۔ اُن فاسقین نے نہ صرف یہ کہ دعوتِ حق کو جھٹلایا بلکہ حضرت نوحؑ اور اُن کے گھر والوں کو ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ حضرت نوحؑ نے مدد کے لیے اللہ کو پکارا۔ اللہ نے اُن کی مدد فرمائی۔ فاسق قوم کو ایک طوفان کے ذریعہ غرق کیا۔ حضرت نوحؑ، اُن کے اہلِ ایمان گھر والوں اور مومن ساتھیوں کو محفوظ رکھا۔

آیات ۷۸ تا ۸۲

حضرت داوٗدؑ اور سلیمانؑ پر اللہ کی عنایات

اِن آیات میں حضرت داوٗدؑ اور اُن کے بیٹے حضرت سلیمانؑ پر اللہ کی عنایات کا تذکرہ ہے۔ اُن کو اللہ نے حاکم بنایا، عادلانہ شریعت دی اور شریعت کے مطابق فیصلے کرنے کے لیے حکمت اور بصیرت بھی عطا فرمائی۔ ایک موقع پر اُن دونوں کے سامنے دو فریق باہمی تنازع کا فیصلہ کرانے کے لیے حاضر ہوئے۔ اُن میں سے ایک فریق کی بکریاں دوسرے فریق کی پوری فصل کو چٹ کر گئیں تھیں۔ حضرت داوٗدؑ نے فیصلہ دیا کہ پہلا فریق دوسرے فریق کے نقصان کا ازالہ کرے اور اپنی تمام بکریاں اُس کے حوالے کر دے۔ حضرت سلیمانؑ کی رائے تھی کہ اِس فیصلہ سے پہلا فریق مشکل میں پڑ جائے گا۔ فیصلہ یوں کیا جائے کہ فی الحال بکریاں متاثرہ فریق کو دے دی جائیں تاکہ وہ اُن کے دودھ سے استفادہ اور آمدنی حاصل کریں۔ پہلا فریق دوسرے فریق کی زمین پر کھیتی باڑی کرے اور جب اُس زمین پر فصل اتنی بڑی ہو جائے جتنی کہ بکریوں نے کھائی تھی تو اب زمین اُس فصل کے ساتھ دوسرے فریق کو دے کر اُس سے اپنی بکریاں واپس لے لے۔ بلاشبہ یہ فیصلہ بڑا حکیمانہ اور عادلانہ تھا۔ حضرت داوٗدؑ پر اللہ کی مزید عنایات یہ ہوئیں کہ اُن کی حمد کے ترانے سن کر پہاڑ اور اُڑتے ہوئے پرندے وجد میں آجاتے اور اُن کے ساتھ حمد باری تعالیٰ میں شریک ہو جاتے۔ اللہ نے حضرت داوٗدؑ کو زرہیں اور جنگی لباس بنانے کی بھی صلاحیت عطا فرمائی تاکہ دشمن کے وار سے محفوظ رہا جا سکے۔ حضرت سلیمانؑ کو ہواؤں اور جنات پر اختیار دیا گیا۔ ہوا اُن کے حکم سے اُن کے مطلوبہ رُخ پر چلتی تھی اور جنات اُن کے حکم کے مطابق مختلف سرگرمیاں انجام دیتے تھے۔ اُن جنات کو سرکشی سے باز رکھنے کے لیے اللہ کی اُن پر سخت نگرانی تھی۔

آیات ۸۳ تا ۸۴

حضرت ایوبؑ کے صبر کا اجر

حضرت ایوبؑ پر کئی تکالیف آئیں لیکن اُنہوں نے صبر کیا ور راضی برضائے رب رہنے کی اعلیٰ مثال قائم کی۔ اِن آیات میں حضرت ایوبؑ کے صبر کی مدح کی گئی اور اُنہیں عطا کیے جانے والے اجر کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ ایک تکلیف دہ جلد کی بیماری میں مبتلا ہو کر چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے۔ پھر ایک آفت کے نتیجے میں اولاد سے بھی محروم ہو گئے۔ آخر کار اُنہوں نے اللہ کو پکارا۔ اللہ نے ان کی آزمائش ختم کی۔ اُنہیں صحت دی اور پہلے کے مقابلہ میں دوگنا اولاد کی نعمت عطا کی۔ اللہ ہمیں ہر آزمائش سے محفوظ فرمائے اور اگر آزمائش آ ہی جائے تو راضی برضائے رب کی کیفیت عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۵ تا ۸۶

صبر کرنے والوں کو اللہ کی رحمت عطا کی جاتی ہے

اِن آیات میں صبر واستقامت کا مظاہرہ کرنے والے تین انبیاءؑ حضرت اسماعیلؑ، حضرت ادریسؑ اور حضرت ذوالکفلؑ کا ذکر ہے۔ اللہ نے اِن سب کے صالح کردار کی تحسین فرمائی اور اُنہیں اپنی رحمت میں داخل کرنے کا اعلان فرمایا۔

آیات ۸۷ تا ۸۸

حضرت یونسؑ کی فریادرسی

حضرت یونسؑ اپنی قوم کے شرک اور سرکشی پر ناراض تھے۔ اُنہوں نے اللہ کی واضح اجازت آنے سے پہلے ہی قوم کو چھوڑا اور سمندر کے راستے ہجرت کا سفر اختیار کر لیا۔ اللہ نے اِس عمل کو لغزش قرار دیا اور آزمائش کے طور پر ایک مچھلی کو آپؑ کو نگل جانے کا حکم دیا۔ آپؑ کو اپنی لغزش پر ندامت ہوئی۔ آپؑ نے مچھلی کے پیٹ کے اندھیروں میں رب کو پکارا اور اپنی لغزش کا اعتراف کیا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

”اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے۔ بے شک میں ہی ظلم کرنے

والوں میں سے تھا‘‘۔

اللہ نے اُن کی فریاد سنی، لغزش کو معاف کیا اور اُنہیں مچھلی کے پیٹ سے آزاد کر دیا۔

آیات ۸۹ تا ۹۰

حضرت یحییٰ ؑ کی معجزانہ ولادت

اِن آیات میں حضرت زکریا ؑ کی دعا اور اُس کی قبولیت کا ذکر ہے۔ حضرت زکریا ؑ نے بڑھاپے کے عالم میں جب کہ اُن کی زوجہ بھی بانجھ تھیں اللہ سے ایسے بیٹے کا سوال کیا جو اُن کے بعد اُن کے مشن کا وارث ہو۔ اللہ نے اُن کی زوجہ کو ٹھیک کر دیا اور حضرت یحییٰ ؑ کی صورت میں ایک سعادت مند بیٹا عطا کیا۔ تمام انبیاء کرام ؑ نیکی کے کاموں میں سبقت کرتے تھے، اللہ کو امید اور خوف سے پکارتے تھے اور بڑی عاجزی وانکساری سے اللہ کی بندگی کرتے تھے۔ اللہ ہمیں بھی انبیاء کرام ؑ کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۹۱

حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ ؑ کے لیے اعزاز

اِس آیت میں حضرت مریم سلامٌ علیھا کے پاکیزہ کردار کی تحسین کی گئی۔ مزید فرمایا کہ اُنہیں بغیر شوہر کے معجزانہ طور پر حضرت عیسیٰ ؑ کی صورت میں اولاد کی نعمت عطا کی گئی۔ اِس معجزانہ ولادت کی وجہ سے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ ؑ اب رہتی دنیا تک لوگوں کے لیے اللہ کی قدرت کی نشانی کے طور پر یاد رکھے جائیں گے۔ بلاشبہ یہ ایک امتیازی اعزاز ہے جو اِن دو مبارک ہستیوں کو عطا ہوا۔

آیات ۹۲ تا ۹۳

تمام انبیاء کا ایک ہی مقصد...... بندگیٔ رب

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ تمام انبیاء کرام ؑ ایک ہم مقصد اُمت تھے۔ اُن کا مقصد تھا اللہ کو رب مان کر اُس کی بندگی کرنا۔ ہم سب کو بھی اللہ کی بندگی کا راستہ اختیار کر کے انبیاء کی اُمت میں شامل ہونا چاہیے۔ بدقسمتی سے لوگوں نے بندگیٔ رب کے مطلوب راستہ کو چھوڑ کر گمراہی

کے مختلف راستے اختیار کر لیے۔ عنقریب وہ سب اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے اور اپنے کیے کا بدلہ پا کر رہیں گے۔

آیات ۹۴ تا ۹۵

اچھے اعمال کرنے کا موقع دوبارہ نہ ملے گا

یہ آیات بشارت دے رہی ہیں کہ جو شخص بھی ایمان اور اخلاص کے ساتھ اچھے اعمال کر رہا ہے اُسے بھرپور صلہ ملے گا۔ اُس کی ہر نیکی محفوظ کی جا رہی ہے۔ البتہ جن بدنصیبوں نے غفلت کی زندگی گزار دی اور اپنے گناہوں کی پاداش میں برباد کر دیئے گئے اُنہیں دوبارہ دنیا میں آنے اور سابقہ گناہوں کی تلافی کا موقع نہیں ملے گا۔ ہر انسان کو دنیا میں ایک ہی بار آنے اور آخرت کی تیاری کا موقع ملتا ہے۔ اللہ ہمیں نیک اعمال کر کے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۹۶ تا ۹۷

قیامت قریب آنے کی ایک نشانی...... یاجوج ماجوج کی یلغار

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ قیامت کی ایک نشانی ہے یاجوج ماجوج کی یلغار۔ وہ زمین کے بلند حصوں سے زیریں حصوں کی طرف نکل پڑیں گے۔ پھر کچھ ہی عرصہ بعد قیامت برپا ہوگی۔ تمام انسان دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔ غفلت میں زندگی گزارنے والے اُس روز سکتہ کی حالت میں ہوں گے۔ ان کی آنکھیں پتھرا جائیں گی۔ وہ حسرت سے فریاد کریں گے کہ ہائے ہماری بدبختی کہ ہم نے اِس روز کی تیاری سے غفلت برت کر اپنے ساتھ کتنا بڑا ظلم کیا۔ ایسا ظلم کہ جس کا مداوا اب ممکن ہی نہیں۔

آیات ۹۸ تا ۱۰۰

معبودانِ باطل مشرکین کے ساتھ جہنم میں جلیں گے

یہ آیات خبر دے رہی ہیں کہ جہنم میں مشرکین کے ساتھ اُن کے معبودانِ باطل بھی عذاب سے دوچار ہوں گے۔ معبودانِ باطل سے مراد دنیادار قائدین، سردار اور مذہبی پیشوا ہیں جن کی احکاماتِ شریعت کے برخلاف پیروی کی گئی۔ اِسی طرح جن بتوں کی پوجا کی گئی وہ بھی جہنم کا

ایندھن بنیں گے۔اگر یہ سب واقعی معبود ہوتے تو جہنم میں نہ جلتے۔اہلِ جہنم کے نصیب میں چیخ، پکار اور ایسی فریادیں کرنا ہوگا جن کا کوئی نتیجہ نہ نکلے گا۔اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ...... اے اللہ ہمیں جہنم کی آگ سے محفوظ فرما۔آمین!

آیات ۱۰۱ تا ۱۰۳

نیک لوگوں کے لیے بشارتیں

اِن آیات کے مطابق نیک لوگ جہنم کی ہولناک آواز تو کیا اُس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے۔وہ بڑی گھبراہٹ جو گناہ گاروں کے ہوش اڑا دے گی، اِن نیک لوگوں پر کوئی اثر نہ ڈال سکے گی۔ فرشتے اُن سے ملیں گے اور بشارت دیں گے کہ وہ دن آچکا ہے جس میں تمہیں نیکیوں کا بھرپور اجر عطا کیا جائے۔پھر وہ خوش نصیب اپنی پسندیدہ نعمتیں حاصل کریں گے اور ہمیشہ ہمیش اُن سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔اللہ ہم سب کو یہ نعمتیں عطا فرمائے۔آمین!

آیت ۱۰۴

اللہ کی بڑائی اور قدرت کا اندازہ لگانا ناممکن ہے

یہ آیت اللہ کی بڑائی اور قدرت کا بے مثال نقشہ کھینچ رہی ہے۔اللہ اتنا بڑا ہے کہ روزِ قیامت وسیع و عریض آسمان اللہ کے ہاتھ میں اِس طرح لپٹا ہوگا جیسے کتابوں کے طومار لپیٹے جاتے ہیں۔اللہ نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ وہ تمام مُردوں کو دوبارہ زندہ کرے گا جیسا کہ اُس نے اُنہیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔اب ہر انسان کو اُس کے اعمال کے اعتبار سے بدلہ دیا جائے گا۔ اللہ ہمیں روزِ قیامت کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔آمین!

آیات ۱۰۵ تا ۱۰۶

زمین کے وارث بالآخر نیک لوگ ہوں گے

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ زبور میں وعظ و نصیحت کے بعد بشارت دی گئی کہ زمین کے وارث آخر کار نیک لوگ ہی بنیں گے۔بلاشبہ یہ بشارت نیک لوگوں کے لیے انتہائی حوصلہ افزا اور خوش کن ہے۔نبی اکرم ﷺ نے اس بشارت کو یوں واضح فرمایا:

عَنْ ثَوْبَانٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا وَاِنَّ اُمَّتِیْ سَیَبْلُغُ مُلْکُھَا مَا زَوٰی لِیْ مِنْھَا (مسلم)

''حضرت ثوبانؓ راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو لپیٹ دیا۔ پس میں نے اُس کے تمام مشرق و مغرب دیکھ لیے اور میری امت کی حکومت زمین پر وہاں تک پہنچ کر رہے گی جو میرے لیے لپیٹ دی گئی''۔

اِس دنیا میں زمین کی وراثت تو اُن ہی نیک لوگوں کو ملے گی جو غلبۂ دین کی تکمیل کے وقت موجود ہوں گے۔ البتہ جنت کی سرزمین کے وارث تو تمام ہی نیک لوگ ہوں گے۔ وہ اِس نعمت کے ملنے پر اللہ کا شکر اِن الفاظ میں ادا کریں گے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَہٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّۃِ حَیْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ﴿﴾ (الزمر:۷۴)

''کل شکر اللہ کے لیے ہے کہ جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کر دیا اور ہمیں وارث بنا دیا جنت کی زمین کا کہ ہم اِس میں جہاں چاہیں رہیں۔ پس عمل کرنے والوں کا کیا عمدہ بدلہ ہے''۔

آیت ۱۰۷

نبی اکرم ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں

یہ آیت خوشخبری دے رہی کہ نبی اکرم ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت کا پیکر ہیں۔ اِس دنیا میں اگر صدقِ دل سے آپ ﷺ پر ایمان لایا جائے اور پورے خلوص کے ساتھ آپ ﷺ کی پیروی کی جائے تو انفرادی طور پر انسان بے جا رسومات، بدعات، نمائشی قسم کے تکلفات، بلاضرورت اخراجات، بے بنیاد اوہام سے بچ کر ایک پرسکون زندگی بسر کرتا ہے۔ اجتماعی طور پر ایک ایسے عادلانہ نظام کے نفاذ کی کوشش کرتا ہے جس میں ہر شخص کو اُس کا جائز حق مل رہا ہوتا ہے۔ عالمِ برزخ میں ہر مسلمان قبر میں اللہ کے رسول ﷺ کے دیدار کا شرف حاصل کرے گا۔ جس کی زندگی آپ ﷺ کی عطا کردہ شریعت کے مطابق ہوگی وہ آپ ﷺ کو پہچان لے گا اور اُس کے لیے قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جائے گی۔ پھر عالمِ آخرت میں

آپ ﷺ کی شفاعت مومنوں کے لیے سب سے عظیم رحمت کا ذریعہ بن جائے گی ۔ آپ ﷺ کی رحمت صرف عالمِ انسانیت تک محدود نہیں بلکہ عالمِ جنات اور تمام مخلوقات تک پھیلی ہوئی ہیں۔ آپ ﷺ کی تعلیمات اِس حقیقت کا مظہر ہیں۔

آیات ۱۰۸ تا ۱۱۲

نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے شرک کے امکانات کا سد باب

سابقہ آیت میں نبی اکرم ﷺ کی عظمت کو واضح کیا گیا۔ اِس بات کا امکان تھا کہ آپ ﷺ سے محبت کرنے والے غلو کرتے ہوئے کہیں آپ ﷺ کو خدائی میں شریک کر دیں۔ اِن آیات میں مذکورہ بالا امکان کا سد باب اس طرح کیا گیا:

i- نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ ﷺ اعلان فرما دیں کہ معبودِ حقیقی صرف اللہ ہے اور تمام انسانوں کو اُس کے احکامات کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا چاہیے۔

ii- جو لوگ اللہ کی فرمانبرداری اختیار نہیں کریں گے اُن پر عذاب آ کر رہے گا۔ البتہ نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ عذاب کے قریب یا دور ہونے کے بارے میں اپنی لاعلمی کا بیان کر کے اظہارِ عاجزی کر دیں۔

iii- آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ لوگوں کو آگاہ کر دیں صرف اللہ ہی ہر ظاہر اور چھپائی جانے والی بات کو جانتا ہے۔

iv- آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ نافرمانوں کو بتا دیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ عذاب سے قبل کا وقت تمہارے لیے محض وقتی مہلت ہے یا پھر ایک آزمائش ہے تا کہ شاید تم اپنے کیے پر نادم ہو کر اللہ کی فرمانبرداری کی راہ پر آ جاؤ۔

v- آخری آیت میں نبی اکرم ﷺ اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے اللہ سے حق کے ساتھ فیصلہ کرنے کی التجا کر رہے ہیں اور دوسری طرف کافروں کو آگاہ فرما رہے ہیں کہ تمہارے مکر وفریب کے مقابلے میں میرا مددگار اللہ ہے۔

سورۂ حج

برزخی یعنی مکی و مدنی سورۂ مبارکہ

سورۂ حج وہ سورۂ مبارکہ ہے جس کی کچھ آیات مکی دور کے آخر میں، کچھ دورانِ سفرِ ہجرت اور کچھ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ گویا یہ برزخی سورۂ مبارکہ ہے جو مکی و مدنی دور کے درمیان میں نازل ہوئی۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۲۴ ایمان بالآخرت
- آیات ۲۵ تا ۳۷ حج اور قربانی
- آیات ۳۸ تا ۴۱ قتال فی سبیل اللہ کی اجازت اور حکمت
- آیات ۴۲ تا ۷۲ مشرکین کے ساتھ کشمکش
- آیات ۷۳ تا ۷۸ قرآن حکیم کی دعوت

آیات ۱ تا ۲

وقوعِ قیامت کا ہولناک منظر

یہ آیات اُس ہولناک منظر کا نقشہ کھینچ رہی ہیں جب قیامت واقع ہوگی۔ اُس وقت ایک بہت بڑا زلزلہ آئے گا۔ لوگوں پر شدید گھبراہٹ طاری ہوگی۔ مائیں دودھ پیتے بچوں کو چھوڑ کر بھاگ کھڑی ہوں گی، حمل والیاں خوف سے حمل گرادیں گی اور لوگ دہشت زدہ ہوکر دیوانے محسوس ہوں گے۔ اللہ ہمیں عذاب کی ہر صورت سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۳ تا ۴

بغیر علم کے دینی تعلیمات پر اعتراضات کا انجام

بعض لوگ اپنی بے عملی اور نفس پرستی کے لیے جواز کے طور پر اللہ کی عطا کردہ تعلیمات پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ آیات رہنمائی کر رہی ہیں کہ ایسے لوگ دراصل شیطان کے نقشِ قدم کی

پیروی کر رہے ہوتے ہیں۔شیطان نے بھی حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے کے حکم پر اعتراض کیا تھا۔شیطان اور اُس کے ایجنٹوں کی پیروی انسان کو گمراہیوں میں دھکیلنے والی اور جہنم کی طرف لے جانے والی ہے۔اللہ ہمیں علمِ صحیح عطا فرمائے،اُس کی روشنی میں رسولوں اور اللہ کے دیگر نیک بندوں کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کی غیر ضروری بحث اور حجت بازی سے محفوظ فرمائے۔آمین!

آیات ۵ تا ۷

دوبارہ زندہ کیے جانے کے دو ثبوت

اِن آیات میں ایسے لوگوں کی گمراہی کا ازالہ کیا گیا جو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے پر یقین نہیں رکھتے۔اِس ازالہ کے لیے دو مثالیں دی گئیں:

i- اللہ نے حضرت آدمؑ کو مٹی سے تخلیق فرمایا۔اُن کے بعد ہر انسان کو نطفہ سے تخلیق کیا جاتا ہے۔ماں کے وجود میں نطفہ جمع ہوا خون بنتا ہے۔پھر ایک بوٹی کی صورت اختیار کرتا ہے۔بعد ازاں بوٹی پر نقش ونگار بن جاتے ہیں۔اللہ جس بچہ کو چاہتا ہے تکمیل تک ماں کے بطن میں سلامت رکھتا ہے۔پھر بچہ مکمل انسان کی صورت میں دنیا میں آتا ہے اور رفتہ رفتہ بچپن،لڑکپن اور جوانی کے مراحل سے ہوتا ہوا بڑھاپے کی منزل کو پہنچ جاتا ہے۔کسی کو درمیان کے کسی مرحلہ پر ہی وفات دے دی جاتی ہے۔

ii- زمین بالکل ویران سی نظر آتی ہے۔اللہ اُس پر بارش برساتا ہے۔زمین میں موجود بیج بظاہر بے جان ہوتے ہیں لیکن وہ اللہ کے حکم سے پھٹ جاتے ہیں اور اُن سے طرح طرح کی نباتات برآمد ہوتی ہیں۔

جو اللہ مٹی اور نطفہ سے مکمل انسان بنا سکتا ہے اور مردہ زمین اور بے جان دانوں سے طرح طرح کی نباتات پیدا کر سکتا ہے وہ اِس بات پر قدرت رکھتا ہے کہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کر سکے۔حقیقت تو یہ ہے کہ وہ جو چاہے،کر سکتا ہے۔

آیات ۸ تا ۱۰

دینی تعلیمات پر اعتراض کرنے والوں پر عذاب

یہ آیات ایسے لوگوں کا بدترین انجام بتا رہی ہیں جو دینی تعلیمات میں مین میخ نکالتے ہیں حالانکہ اُن کے پاس نہ کوئی علم ہوتا ہے اور نہ ہی کسی الہامی کتاب کی بنیاد پر کوئی ہدایت۔ ایسا شخص خود تو گمراہ ہوتا ہی ہے، دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔ اُس کے لیے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں بھون دینے والے عذاب کی سزا ہے۔ اللہ اُس پر ظلم نہیں کرے گا بلکہ یہ اُس کے اپنے سیاہ اعمال کا وبال ہوگا۔

آیات ۱۱ تا ۱۳

منافقانہ طرزِ عمل

اِن آیات میں ایک نام نہاد مسلمان کے منافقانہ طرزِ عمل کی مذمت ہے۔ وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے لیکن اپنے مال اور جان کو محفوظ رکھتے ہوئے۔ جہاں مال و جان کی قربانی کا معاملہ ہو وہاں وہ اللہ کی اطاعت سے کنی کترا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں شامل ہونے کی وجہ سے دنیا میں کافروں کی طرح ہر خواہش پوری نہیں کر سکتا۔ پھر آخرت میں جزوی اطاعت کی وجہ سے اللہ کے عذاب سے دوچار ہوگا۔ گویا وہ ایسا بدنصیب ہے جسے دنیا میں بھی نقصان رہا اور آخرت میں بھی۔ ایسے ہی لوگ آخرت میں عذاب سے بچنے کے لیے اولیاء اللہ کو اللہ کے ساتھ شریک کرتے ہیں تا کہ اُن کی شفاعت کے ذریعے آخرت میں دین پر جزوی عمل کی سزا سے بچ سکیں۔ شفاعتِ باطلہ کے تصورات کے زیر اثر وہ اللہ کی نافرمانیوں پر اور جری ہو جاتے ہیں۔ لیکن اُن کے یہ شریک اُنہیں اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکیں گے۔

آیت ۱۴

باعمل مومنوں کے لیے بشارت

یہ آیت بشارت دے رہی ہے کہ جو شخص ایمان لائے گا اور اُس کے ساتھ ساتھ اچھے اعمال بھی کرے گا تو اللہ اُسے جنت کی لازوال نعمتیں عطا فرمائے گا۔ بلاشبہ اللہ جو چاہے سو کر سکتا ہے۔

دوبارہ زندہ بھی کرے گا، اعمال کا حساب بھی لے گا، نافرمانوں کو سزا بھی دے گا اور فرمانبرداروں کو انعامات سے بھی نوازے گا۔

آیات ۱۵ تا ۱۶

امید کی رسی تھامے رکھو

اِن آیات میں امید کی رسی تھامے رکھنے کی ہدایت ہے۔ اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ کیسی ہی مشکلات کا ہجوم ہو اگر انسان اللہ سے مدد مانگتا رہے اور اُس سے اچھی امید رکھے تو یہ انسان کے لیے صبر و استقامت کا بہت بڑا سہارا ہے۔ بقول حسرت موہانی:

ہر حال میں رہا جو ترا آسرا مجھے　　　مایوس کر سکا نہ ہجومِ بلا مجھے

اللہ کی رحمت سے مایوس ہو کر انسان کو حاصل کچھ نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے ہی تفکرات اور پیچ و تاب کو بڑھاتا ہے۔ اقبال نے کیا خوب نصیحت کی ہے کہ:

نہ ہو نو امید، نو امیدی زوالِ علم و عرفاں ہے　　　امیدِ مردِ مومن ہے خدا کے راز دانوں میں

آیت ۱۷

حق پر کون ہے؟ فیصلہ ہوگا روزِ قیامت

یہ آیت اُن چھ گروہوں کا ذکر کر رہی ہے جو نزولِ قرآن کے وقت موجود تھے۔ اُن میں مسلمان، یہودی، صابی (ستارہ پرست)، عیسائی، مجوسی (آتش پرست)، اور مشرکین شامل ہیں۔ اُن میں سے ہر گروہ کا دعویٰ تھا کہ وہ حق پر ہے۔ واضح کیا گیا کہ اللہ ہر ایک کے طرزِ عمل کو دیکھ رہا ہے اور روزِ قیامت فیصلہ کر دے گا کہ کون حق پر ہے؟

آیت ۱۸

کائنات کی ہر شے اللہ کو سجدہ کر رہی ہے

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ کائنات کی ہر شے مثلاً سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت، زمین پر موجود جملہ مخلوقات اور انسانوں کی اکثریت اللہ کے سامنے سجدہ کرتی ہے۔ البتہ انسانوں کی ایک بڑی تعداد اِس سعادت سے محروم ہے۔ ایسے لوگ ذلیل ہو کر رہیں گے۔ جسے اللہ ذلیل کر

دے اُسے عزت دینے والا کوئی نہیں ہوسکتا۔ اللہ ہمیں دنیا و آخرت کی رسوائی سے محفوظ فرمائے اور اپنے صاحب عزت بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۹ تا ۲۲

جہنم کے عذاب کا ہولناک منظر

اِن آیات میں جہنم میں دیے جانے والے عذابوں کی حسبِ ذیل ہولناک تفصیل بیان کی گئی ہے:

i- اہلِ جہنم کو آگ کا لباس پہنایا جائے گا۔

ii- اُن کے سروں پر گرم پانی انڈیلا جائے گا جس سے اُن کی کھالیں اور انتڑیاں پگھل جائیں گی۔

iii- اُن کے سروں پر لوہے کے ہتھوڑے برسائے جائیں گے۔

iv- وہ جب بھی جہنم سے نکلنے کی کوشش کریں گے، ٹھوکریں مار کر واپس جہنم میں دھکیل دیے جائیں گے اور کہا جائے گا چکھتے رہو بھون دینے والے عذاب کا مزہ۔

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ...... اے اللہ ہمیں جہنم کی آگ سے محفوظ فرما۔ آمین!

آیات ۲۳ تا ۲۴

ہدایت یافتہ لوگوں کے لیے بشارت

یہ آیات اُن سعادت مندوں کے لیے بشارت کا پیغام دے رہی ہیں جن کو دنیا میں پاکیزہ حکم یعنی کلمۂ توحید اور اُس ہستی کے راستے کی ہدایت دی گئی جس کی تعریف کائنات میں جاری و ساری ہے۔ اُن خوش نصیبوں کو ایسے باغات عطا ہوں گے جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی۔ اُن کے لباس ریشم کے اور سامانِ زینت سونے کے کنگنوں اور موتیوں کی صورت میں ہو گا۔ اللہ ہمیں سیدھی راہ کی ہدایت اور جنت کی نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۵

حرم کی سرزمین پر مسجد کی طرح سب کا حق ہے

اِس آیت میں سرزمینِ حرم کی عظمت اور اُس کے حوالے سے آداب کی پاسداری کی اہمیت

واضح کی گئی۔حرم کی سرزمین پر کسی کی ملکیت نہیں ۔ یہ تمام مسلمانوں کے لیے بالکل اِسی طرح ہے جیسے ایک مسجد ہوتی ہے ۔حرم کی سرزمین کو آمدنی کا ذریعہ بنانا حرام ہے ۔ جولوگ اِس سرزمین کی طرف آنے والوں کے لیے رکاوٹ بنتے ہیں یا اِس سرزمین کے لیے طے شدہ آداب کی خلاف ورزی کرتے ہیں اُن کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔اِس سرزمین کے آداب یہ ہیں کہ یہاں شرک نہ کیا جائے،قتل وغارت گری نہ کی جائے،کسی شکار کو مارا یا بھگایا نہ جائے، چند معینہ درختوں کے علاوہ دیگر درختوں کو کاٹا نہ جائے وغیرہ۔

آیات ۲۶ تا ۲۷

حج کے لیے حضرت ابراہیمؑ کی پکار اور اِس کا جواب

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے اِن آیات میں خبر دی کہ حرم کی سرزمین کو حضرت ابراہیمؑ کے لیے آباد کیا گیا اور اُنہیں حکم دیا گیا کہ اِس سرزمین کو شرک کی گندگی سے پاک رکھنے کی کوشش کریں۔مسجدِ حرام میں صفائی اور طہارت کا خاص اہتمام کریں تا کہ طواف کرنے والوں اور نماز ادا کرنے والوں کو سہولت میسر ہو۔لوگوں کو حج کی ادائیگی کے لیے پکاریں۔اللہ اُن کی پکار کو دنیا کے ہر کونے تک پہنچادے گا اور لوگ قیامت تک بڑے ذوق وشوق سے حج کی ادائیگی کے لیے آتے رہیں گے ۔اللہ کی اِس بشارت کا صادق ہونا ہر دور میں ثابت ہوتا رہا ہے۔دنیا بھر سے لوگ مال اور وقت کا گراں قدر ایثار کر کے اور بڑی مشقتیں برداشت کرتے ہوئے ہر سال حج کے لیے بڑے اہتمام اور لگن سے آتے رہتے ہیں۔

آیات ۲۸ تا ۲۹

حج کے آداب،ارکان اور برکات

یہ آیات حج کی برکات، آداب اور کچھ ارکان کی طرف رہنمائی کررہی ہیں۔اجتماعِ حج کی وجہ سے کئی لوگوں کو معاشی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔مسلمانوں کی ایک عالمگیر معاشرتی برادری کا اظہار ہوتا ہے، روحانی طور پر جذباتِ ایمانی کو جلا حاصل ہوتی ہے اور عبادات کا کئی گنا اجر و ثواب ملتا ہے۔اِس موقع پر قربانی کی عبادت ہے جس کے گوشت سے خود بھی استفادہ کیا جاسکتا

ہے لیکن آداب میں سے ہے کہ ضرورت مندوں کو بھی اِس میں شریک کیا جائے۔ دیگر نذریں پوری کی جائیں اور احرام اتار کر غسل کیا جائے۔ پھر طواف زیارت کا رکن ادا کیا جائے۔

آیات ۳۰ تا ۳۱

حج کا حاصل

یہ آیات حج کی عبادت کا حاصل بتا رہی ہیں کہ انسان ہر قسم کے شرک اور اللہ کی نافرمانی سے اجتناب کرے۔ حلال جانورں کو صرف اللہ کے نام پر ذبح کرے۔ بت پرستی اور جھوٹ کو چھوڑ دے۔ سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کوئی شریک ہے۔ شرک کرنے والا ایسا بدنصیب ہے کہ وہ توحید کے بلند مرتبہ سے گرتا ہے تو خواہشِ نفس اُسے بہت دور کی پستی میں گرا دیتی ہے یا پنڈت، پروہت اور دنیادار پیروں جیسے جنگلی پرندے اُس کے وسائل کو نوچ نوچ کر کھا جاتے ہیں۔

آیات ۳۲ تا ۳۳

شعائر اللہ کا احترام......دل میں تقویٰ ہونے کی علامت

جو شے انسان کے دل میں اللہ کی معرفت کا شعور پیدا کر دے وہ شعائر اللہ میں سے ہے۔ اِن آیات میں بشارت دی گئی کہ جو لوگ شعائر اللہ کا احترام کرتے ہیں وہ واقعی دل میں تقویٰ اور خوفِ خدا رکھتے ہیں۔ حج اور عمرہ کے لیے جانے والے لوگ، حرم کی طرف قربانی کے لیے لے جائے جانے والے جانور، حرم کی سرزمین اور حرمت والے مہینے یہ سب شعائر اللہ میں سے ہیں۔ اِن سب کا احترام لازم ہے۔ البتہ دورانِ سفر قربانی کے جانورں پر سواری کی جا سکتی ہے اور اُن کے دودھ سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

آیات ۳۴ تا ۳۵

قربانی کی عبادت کا حکم

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ نے ہر اُمت کے لیے قربانی کی عبادت طے فرمائی۔ اِس کی صورت یہ ہے کہ حلال جانوروں کو اللہ کی راہ میں اور اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے۔ یہ اللہ کا حکم ہے اور اِس پر عمل کرنا ہے خواہ اِس کی حکمت ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ ایسے لوگوں کے لیے

شاندار بدلہ کی خوشخبری ہے جو اللہ کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیں، اللہ کا ذکر سن کر لرز جائیں، اللہ کی راہ میں آنے والی ہر مشکل کو خندہ پیشانی سے برداشت کریں، نماز قائم کریں اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے رہیں۔ اللہ ہمیں ایسا ہی کردار عطا فرمائے۔ آمین!

بعض عقل پرست قربانی کی عبادت کو وسائل کا ضیاع قرار دیتے ہیں۔ اُنہیں سوچنا چاہیے کہ قربانی کی عبادت اُس عظیم واقعہ کی یادگار ہے جب سیدنا ابراہیمؑ اللہ کے حکم سے اپنے بیٹے سیدنا اسماعیلؑ کو ذبح کرنے پر تیار ہو گئے تھے۔ کیا عقلی اعتبار سے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی توجیح ممکن ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ معیار ہماری عقل نہیں، اللہ کا حکم ہے۔ اہمیت اللہ کے حکم کی ہے نہ کہ ہماری ناقص عقل کی۔ بقول اقبال ؎

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل　　　لیکن کبھی کبھی اِسے تنہا بھی چھوڑ دے

آیت ۳۶

اونٹ اللہ کی قدرت کی نشانی

اِس آیت میں اونٹ کا ذکر اللہ کی قدرت کی نشانی کے طور پر ہوا ہے۔ اِس جانور سے انسان کو کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ یہ صحرا کے سفر کا بڑا مفید ذریعہ ہے۔ کئی روز تک بھوک اور پیاس کے ساتھ بھی سفر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ گرمی کی شدت، تیز ہوائیں، ریت کے تھپیڑے اس پر اثر انداز نہیں ہوتے۔ پھر اِس کا گوشت نہ صرف خوراک کا ذریعہ بلکہ کئی بیماریوں کے لیے شفا ہے۔ اِس کی ہڈیاں بھی کئی مفید مقاصد کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔ اللہ نے اِس قدر بڑی جسامت رکھنے کے باوجود اِسے انسانوں کے قابو میں کر دیا ہے۔ اِس جانور کو ذبح نہیں بلکہ نحر کیا جاتا ہے۔ قربانی کے بعد اِس کا گوشت خود بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اور فقراء کو بھی دینا چاہیے۔ اِس عظیم نعمت کے حوالے سے ہم پر لازم ہے کہ ہم اللہ کا شکر ادا کریں۔

آیت ۳۷

قربانی کی روح اور مقصد

یہ آیت ہمیں آگاہ کرتی ہے کہ قربانی کی عبادت کی روح تقویٰ ہے یعنی یہ جذبہ کہ انسان اپنی

خواہشات اور مرغوباتِ نفس کو اللہ کی مرضی کے سامنے قربان کر دے۔ پھر اِس عبادت کا مقصد ہے اللہ کی بڑائی کو جاری و ساری کرنے کی کوشش کرنا۔ جانور ذبح کرتے ہوئے تو ہم کہتے ہیں ''اللہ اکبر'' یعنی اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا واقعی ہماری زندگی کے جملہ معاملات میں اللہ بڑا ہے؟۔ کیا اُس کی مرضی اور اُسی کا قانون ہمارے گھر، معاشرے اور پورے ملک میں نافذ ہے۔ اگر نہیں تو قربانی کی عبادت ہمیں اِس مقصد کے لیے جدوجہد کرنے کا فریضہ ہر سال یاد دلاتی ہے۔

آیات ۳۸ تا ۴۱

قتال فی سبیل اللہ کی اجازت اور اِس کی حکمت

یہ آیات سفرِ ہجرت کے دوران نازل ہوئیں۔ اِن آیات میں مسلمانوں کو کفار کے خلاف جنگ کی اجازت دی گئی۔ اِس سے قبل مکی دور میں مسلمانوں کو حکم تھا کہ کفار کے ظلم و تشدد کے جواب میں ہاتھ نہ اٹھائیں تاکہ اُنہیں مسلمانوں کو کچلنے کا جواز نہ ملے۔ اِس طرح نہ صرف مسلمان اپنی افرادی قوت محفوظ رکھنے میں کامیاب ہوئے بلکہ ظلم کے مقابلے میں حسنِ اخلاق کے مظاہرہ سے کئی اور اصحابِ خیر بھی اُن کی صفوں میں شامل ہوگئے۔ اب ایسے ظالموں کے خلاف جنھوں نے مسلمانوں پر ظلم کیا اور اُنہیں ہجرت پر مجبور کیا، مسلمانوں کو ہاتھ اٹھانے کی اجازت دی جا رہی ہے۔ اللہ مسلمانوں سے اپنی نصرت کا وعدہ فرما کر کامیابی کا یقین دلا رہا ہے۔ اگر ظالموں کو ظلم سے نہ روکا جائے گا تو زمین میں فساد پھیلتا رہے گا اور اللہ کے ذکر کے مراکز بھی محفوظ نہ رہ سکیں گے۔ ظلم کے خاتمہ کے بعد جب مسلمانوں کو زمین پر اقتدار ملے گا تو وہ نماز اور زکوٰۃ کا نظام قائم کریں گے، معاشرہ میں اچھی اقدار کو فروغ دیں گے اور ہر برائی کا سدباب کریں گے۔

آیات ۴۲ تا ۴۵

مسلمانوں کے لیے خوشخبری ...... کافروں کے لیے دھمکی

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ اور اہلِ ایمان کو تسلی دی گئی کہ ماضی میں بھی کئی قوموں نے رسولوں

کو جھٹلایا۔ اُنہیں ایک وقت تک مہلت دی گئی اور پھر تباہ و برباد کر دیا گیا۔ کئی بستیاں تباہی کی وجہ سے کھنڈرات بنی ہوئی ہیں۔ کئی کنوئیں جہاں کبھی رونق ہوتی تھی ویران پڑے ہیں۔ کئی شاندار محلات جہاں جاہ و جلال کے مناظر تھے آج سنسان اور عبرت کا نمونہ بنے ہوئے ہیں۔

آیت ۴۶

کفار کی آنکھیں نہیں دل اندھے ہیں

یہ آیت انسان کے روحانی وجود کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ انسان کے وجود میں روح کا مسکن دل ہے۔ روح دل سے دیکھتی، سنتی اور سوچتی ہے۔ آنکھیں اشیاء کا ظاہر دیکھتی ہیں اور دل اشیاء کی حقیقت دیکھتا ہے۔ بقول اقبالؒ

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

اور

اے اہلِ نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

کافر روحانی اعتبار سے مردہ اور حیوانی اعتبار سے زندہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا جسمانی آنکھوں سے تو خوب دیکھتے ہیں لیکن اُن کے دل اندھے ہوتے ہیں۔ اللہ ہمیں اِس محرومی سے محفوظ رکھے۔ آمین!

آیات ۴۷ تا ۴۸

ظالم برباد ہو کر رہیں گے

ہر دور میں کافر اللہ کی طرف سے عذاب کی وعید کو مذاق سمجھتے رہے اور طنزیہ انداز سے مطالبہ کرتے رہے کہ لے آؤ ہم پر عذاب۔ یہ آیات اُنہیں آگاہ کر رہی ہیں کہ عذاب کافروں پر آ کر رہے گا۔ اللہ کا ایک دن اُن کے دنوں کے اعتبار سے ہزار برس کا ہے۔ وہ مہلت کو طویل سمجھ رہے ہیں لیکن اللہ کے نزدیک اُن کی مہلت بہت کم ہے۔ اُن سے پہلے بھی کئی قوموں نے اللہ کی نافرمانی کی اور پھر اللہ نے اُنہیں ایسی سزا دی کہ وہ رہتی دنیا تک نشانِ عبرت بن گئیں۔

آیات ۴۹ تا ۵۱

نبی کی دعوت ...... فرمانبرداروں کے لیے نوید، باغیوں کے لیے وعید

یہ آیات آگاہ کررہی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی ذمہ داری لوگوں کو اُخروی انجام سے خبردار کردینا ہے۔ ایمان لانے اور نیکیاں کرنے والے اللہ کی طرف سے بخشش کی نعمت حاصل کریں گے اور اُنہیں مہمانوں کی طرح انتہائی عزت واکرام سے رزق اور دیگر انعامات سے نوازا جائے گا۔ اِس کے برعکس کچھ مجرمین ہیں جو اللہ کے احکامات پرعمل میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں۔ اللہ چاہتا ہے کہ شرم وحیا کی اقدار رواج پائیں اور وہ بے حیائی پھیلانا چاہتے ہیں۔ اللہ چاہتا ہے کہ سود کی لعنت ختم ہو اور وہ سودی معیشت کو فروغ دیتے ہیں۔ اللہ چاہتا ہے کہ اُس کی شریعت کے مطابق عادلانہ قوانین نافذ ہوں اور وہ چاہتے ہیں کہ اُن کے مفادات کے تحفظ کے لیے خود ساختہ قوانین جاری وساری ہوں۔ ایسے باغی اور سرکش لوگ جہنم کی آگ کا ایندھن بنیں گے۔

آیات ۵۲ تا ۵۴

شیطان کی آمیزش ...... اللہ کی طرف سے اصلاح

اِن آیات میں شیطان کے پیدا کردہ فتنہ کا ذکر ہے۔ جب بھی کوئی نبی اللہ کے کسی حکم پرعمل درآمد کے لیے منصوبہ بندی فرماتے تھے تو شیطان اُن کے منصوبہ میں کچھ آمیزش کی کوشش کرتا تھا۔ یہ آمیزش ایسے لوگوں کے خبثِ باطن کو ظاہر کرنے کا ذریعہ بن جاتی تھی جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہوتا۔ گویا ایسے بد باطن لوگ بے نقاب ہوجاتے تھے۔ بعدازاں اللہ شیطان کی شامل کردہ آمیزش کو مٹا کر اپنے حکم کی صداقت ثابت کردیتا جس سے صادق الا یمان لوگوں کے ایمان ویقین اور تسلیم ورضا میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ سورۃ الانعام کی آیت ۸۹ میں اللہ نے نبی اکرم ﷺ کو بشارت دی :

فَاِنۡ یَّکۡفُرۡ بِهَا هٰۤؤُلَآءِ فَقَدۡ وَکَّلۡنَا بِهَا قَوۡمًا لَّیۡسُوۡا بِهَا بِکٰفِرِیۡنَ ﴿۸۹﴾

”اگر یہ (مکہ والے) لوگ اِس کتاب کی ناقدری کررہے ہیں تو اب ہم نے ایک اور قوم کے لیے طے کردیا کہ وہ اِس کی ناقدری نہیں کرے گی“۔

آپ ﷺ غور فرما رہے تھے کہ وہ کون سی قوم ہے جو قرآن کی قدر کرے گی۔ آپ ﷺ کا گمان تھا کہ یہ اہلِ طائف ہیں۔ آپ ﷺ طائف کی طرف گئے لیکن اُنہوں نے مکہ والوں سے بھی زیادہ دشمنی کا مظاہرہ کیا۔ جن کے دلوں میں خباثت تھی شیطان نے اُن کے ذہنوں میں وسوسہ اندازی کی اور اُنہوں نے اللہ کی طرف سے دی گئی مذکورہ بشارت کو غلط قرار دیا۔ لیکن اللہ نے فوراً ہی مدینہ منورہ سے آنے والوں کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دی اور کچھ ہی عرصہ میں اہلِ مدینہ کے لیے مذکورہ بشارت سچ ثابت ہوئی۔

آیات ۵۵ تا ۵۷

بد باطن برے عذاب سے دوچار ہوں گے

اللہ نے اِن آیات میں آگاہ فرمایا کہ جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ ہمیشہ اللہ کے کلام کے حوالے سے شکوک وشبہات کا شکار رہیں گے۔ یہاں تک کہ اُن پر ایک نحوست والے دن کا عذاب آئے گا یا پھر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ روزِ قیامت مکمل اختیار اللہ کے ہاتھ میں ہوگا۔ وہ نیک بندوں کو نعمتوں والے باغات میں داخل فرمائے گا اور نافرمانوں کو ذلت والے عذاب سے دوچار کرے گا۔

آیات ۵۸ تا ۶۰

ہجرت کے بعد بھی آزمائشیں آئیں گی

اِن آیات میں ایسے لوگوں کو بشارت دی گئی جو مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کریں گے۔ اگر دورانِ سفرِ ہجرت اُنہیں شہید کر دیا گیا یا وہ طبعی موت سے وفات پا گئے، ہر صورت میں اللہ اُنہیں بہترین ٹھکانہ اور عمدہ رزق دے گا۔ البتہ ہجرت کے بعد امتحانات ختم نہ ہوں گے۔ اب اللہ کی راہ میں جنگ کرنے کا حکم آئے گا۔ اِن جنگوں میں کبھی فتح حاصل ہوگی اور کبھی وقتی شکست بھی ہوگی یعنی

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

البتہ آخری فتح اہلِ حق ہی کی ہوگی۔

آیات ۶۱ تا ۶۴

کائنات کا پورا نظام اللہ ہی چلا رہا ہے

یہ آیات واضح کر رہی ہیں کہ کائنات کے تمام امور اللہ کے حکم اور فیصلوں ہی سے انجام پا رہے ہیں۔ رات اور دن کی گردش اللہ کے حکم سے جاری ہے۔ بارش اللہ کے حکم سے برستی ہے۔ ہر طرح کے نباتات اللہ کے حکم سے زمین کو زینت بخشتے ہیں۔ کائنات کی ہر شے کا مالک اللہ ہے۔ اللہ کے سوا دیگر معبودوں کو پکارا جانے والا عمل جھوٹ اور باطل ہے۔

آیات ۶۵ تا ۶۶

اللہ کے احسانات ...... بندوں کی ناشکری

یہ آیات اللہ کے بندوں پر حسبِ ذیل احسانات بیان کر رہی ہیں:

i- زمین میں موجود ہر شے سے فائدے حاصل کرنے کی صلاحیت دی گئی۔

ii- سمندروں میں کشتیاں اور بڑے بڑے جہاز انسانوں کے فائدے کے لیے رواں دواں رہتے ہیں۔

iii- آسمان ایسی مضبوط چھت ہے جسے اللہ تھامے ہوئے ہے ورنہ وہ اہلِ زمین پر گر جائے۔

iv- انسانوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا اور وہی زندہ رکھے ہوئے ہے۔ انسان کا مرنا اور پھر جی اٹھنا بھی اللہ ہی کے حکم سے ہوگا۔

محرومی یہ ہے کہ انسانوں کی اکثریت اللہ کے احسانات کو جاننے اور اُن سے فائدہ اٹھانے کے باوجود ناشکری کرتی ہے اور اللہ کے احکامات کی نافرمانی کرتی ہے۔

آیات ۶۷ تا ۷۰

عبادات کے طریقہ پر اعتراض کیوں؟

اللہ نے ہر امت کے لیے بندگی کی مختلف صورتیں اور عبادت کے مختلف طریقے طے فرمائے۔

یہ آیات کافروں کو خبردار کر رہی ہیں کہ وہ مسلمانوں کی عبادت کے طریقوں پر اعتراض نہ کریں۔ نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ بالکل درست طریقے پر اللہ کی بندگی کر رہے

ہیں اور اِسی طرح کرتے رہیں۔ اللہ کے علم میں کائنات کی ہر شے ہے۔ اللہ اعتراض کرنے والوں کے ظاہر و باطن سے واقف ہے۔ روزِ قیامت فیصلہ فرمادے گا کہ کون سا عمل حق ہے اور کون سا عمل باطل۔

آیات ۷۱ تا ۷۲

اعتراض کرنے والے اپنے گریبان میں جھانکیں

اِن آیات میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ کافر مسلمانوں کی عبادت کے طریقہ پر تو طنز کرتے ہیں اور خود اُن معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جن کے لیے اللہ نے کوئی سند نہیں دی۔ جب اُن پر اللہ کی واضح آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو اہلِ ایمان پر دست درازی کرنے لگتے ہیں۔ آج اُنہیں جس قدر اللہ کی آیات کا سننا ناگوار لگ رہا ہے، اس سے کہیں زیادہ ناگوار وہ جہنم کی آگ ہوگی جس میں اِن کافروں کو جھونک دیا جائے گا۔

آیات ۷۳ تا ۷۴

اللہ کی معرفت کی کمی۔ شرک کا سبب

یہ آیات شرک کی نفی کے لیے ایک بلیغ تمثیل پیش کررہی ہیں۔ اللہ کے سوا جن معبودوں کو پکارا جاتا ہے وہ سب کے سب مل کر ایک مکھی نہیں بنا سکتے۔ مکھی بنانا تو دور کی بات ہے وہ تو اِس قدر لاچار ہیں کہ مکھی اگر اُن کے سامنے سے غذا کا کوئی ذرہ لے اڑے تو اُس سے چھین نہیں سکتے۔ بے بس ہیں معبود اور بے بس ہیں اُنہیں پکارنے والے۔ بلاشبہ انسان کا مطلوب اگر پست ہوگا تو اُس کا کردار بھی پست ہوگا اور اگر مطلوب بلند ہوگا تو کردار بھی بلند ہوگا۔ اقبال اِسی لیے کہتا ہے کہ ؎

محبت مجھے اُن جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

انسان اللہ کو چھوڑ کر دیگر معبودوں سے اِس لیے مانگتا ہے کہ وہ اللہ کی بے حد و حساب قدرتوں کی معرفت نہیں رکھتا۔ اگر اُسے احساس ہوتا کہ اللہ ہی سب کچھ دینے پر قدرت رکھتا ہے تو وہ مخلوقات کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ذلت سے دوچار نہ ہوتا۔

آیت ۷۵

رسالت کی دو کڑیاں

یہ آیت ایمان بالرسالت کی وضاحت کر رہی ہے۔ انسان اِس قابل نہ تھا کہ براہِ راست اللہ کے احکامات سن سکتا۔ اللہ نے اُس تک اپنی تعلیمات پہنچانے کے لیے رسالت کی دو کڑیاں جاری فرمائیں۔ ایک رسولِ مَلک حضرت جبرائیلؑ ہیں جو اللہ سے وحی وصول کرتے اور وہ یہ وحی رسولِ بشر یعنی انسانوں میں سے انبیاء تک پہنچاتے رہے ہیں۔ پھر اِن انبیاء کے ذریعے وحی عام انسانوں تک پہنچتی رہی ہے۔ البتہ اللہ سب سننے اور دیکھنے والا ہے۔ وہ انسانوں کی ہر پکار کو سنتا ہے اور اُن کو ہر حال میں دیکھ رہا ہوتا ہے۔

آیت ۷۶

اللہ ہمارے ہر عمل سے واقف ہے

یہ آیت آگاہ کر رہی ہے کہ اللہ ہر انسان کے بارے میں جانتا ہے کہ اُس نے کس شے کو مقدّم کیا ہے اور کس شے کو پسِ پشت ڈال دیا ہے؟ اُس کی ترجیح شریعت اور آخرت ہے یا خواہشِ نفس اور دنیا؟ روزِ قیامت اللہ کی عدالت میں ہر انسان کا طرزِ عمل جانچا جائے گا اور پھر اُسے اچھا یا برا بدلہ دیا جائے گا۔

آیت ۷۷

عمل کی دعوت

اِس آیت میں اہل ایمان کو عمل کرنے کی دعوت اِس طرح دی گئی کہ:

i- وہ باقاعدگی سے اللہ کی بارگاہ میں رکوع و سجود کریں یعنی نماز ادا کریں۔

ii- عبادات سے آگے بڑھ کر پوری زندگی میں ذوق وشوق سے اللہ کی مکمل اطاعت کریں۔

iii- بھلائی کے کام کریں اور لوگوں کی فلاح اخروی کے لیے دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری ادا کریں۔ لوگوں کو نیکی کی تلقین کریں اور برائی کی ہر صورت سے بچانے کی کوشش کریں۔

عام طور پر بھلائی کے کاموں سے مراد دنیا میں خدمتِ خلق کے کام لیے جاتے ہیں۔ خدمتِ

خلق کا یہ تصور محدود ہے۔ ہمیں لوگوں کی صرف دنیا کے مسائل کے حوالے سے ہی نہیں بلکہ اُن کی آخرت سنوارنے اور اُنہیں جہنم سے بچانے کی فکر بھی کرنی چاہیے۔ بلاشبہ کسی کو جہنم کی آگ سے بچانے کی کوشش کرنا ہی پائیدار خدمتِ خلق ہے۔

آیت ۷۸

اللہ کی راہ میں ایسے جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے

اِس آیت میں اہلِ ایمان کو حکم دیا گیا کہ وہ اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لیے مال و جان سے اِس طرح جہاد کریں جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ اللہ کا کلمہ سربلند ہوگا اور شریعت نافذ ہوگی تو اِسی میں لوگوں کے لیے عدل ہے۔ ہر شخص کو اُس کا حق ملے گا اور کوئی لوٹ کھسوٹ نہ ہوگی۔ اِسی سے دنیوی خدمتِ خلق کا بھی حق ادا ہوگا۔ یہ اللہ کا احسانِ عظیم ہے کہ اُس نے ہمیں اسلام کی دولت عطا فرما کر اور اپنی راہ میں جہاد کے حکم سے آگاہ کر کے گویا ایک اعلیٰ کام کے لیے چن لیا ہے۔ اللہ کی راہ میں جہاد کا راستہ ہمارے جدِ امجد حضرت ابرہیمؑ کا راستہ ہے۔ اللہ ہمیں اپنے اِس عظیم احسان کا پاس کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! روزِ قیامت عدالت خداوندی قائم ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ آکر گواہی دیں گے کہ اُنہوں نے ہم تک اللہ کے احکامات پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔ اب اگر ہم نے بھی دین پر عمل اور دین کو لوگوں تک پہنچانے کا حق ادا کیا تو سرخرو ہوں گے۔ دوسری صورت میں اپنی بے عملی اور دوسروں کی گمراہی کا وبال ہمارے سر ہوگا۔ اللہ ہمیں اِس رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین! آیت کے آخر میں حکم دیا گیا کہ اب عمل کا آغاز کرو۔ نماز قائم کرو، زکوۃ دو اور اللہ کے ساتھ چمٹ جاؤ یعنی اُس کے ہر حکم پر عمل کرو۔ پھر دیکھنا اللہ تمہاری کیسے مدد کرتا ہے:

اٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہترین مددگار اور بہترین حمایتی ہے۔

دیگر شہروں میں دفاتر کے پتے

1- **لاہور**: 67-A، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو۔ فون:36316638-36366638(042)
فلیٹ نمبر 5، سیکنڈ فلور، سلطانہ آرکیڈ فردوس مارکیٹ، گلبرک III لاہور۔ فون:35845090(042)

2- **تیمر گرہ**: معرفت مستقیم الیکٹرونکس ریسٹ ہاؤس چوک، تیمر گرہ، ضلع دیر پائین۔
فون:601337(0945)، موبائل: 0345-9535797

3- **پشاور**: 18-A، ناصر مینشن، شعبہ بازار، ریلوے روڈ نمبر 2، پشاور
فون: 2262902-2214495(091) موبائل: 0300-5903211

4- **مظفر آباد**: معرفت حارث جنرل سٹور، بالا پیر بالمقابل تھانہ صدر۔ فون: 504869(0992)

5- **اسلام آباد**: 31/1 فیض آباد ہاؤسنگ سوسائٹیز، فلائی اوور برج، 8/4-1 اسلام آباد۔
فون:4435430-4434438(051) موبائل: 0333-5382262

6- **گوجر خان**: مرکز تنظیم اسلامی پوٹھوہار، عقب تھانہ نیو غلہ منڈی، فضل حسین مارکیٹ گوجر خان، ضلع راولپنڈی۔ فون: 3516574(051) موبائل: 0333-5133598

7- **گوجرانوالہ**: مرکز تنظیم اسلامی گوجرانوالہ، سوئی گیس لنک روڈ، ڈاکخانہ BISE، ملک پارک (مسجد نمرہ)
فون: 3891695-3015519(055) موبائل: 0300-7446250

8- **عارف والا**: 132-C، نزد جامع مسجد C بلاک، عارف والا۔ فون:830884(0457)، موبائل: 0300-4120723

9- **فیصل آباد**: 157/P، صادق مارکیٹ، ریلوے روڈ۔ فون:2624290(041) موبائل:0300-6690953

10- **سرگودھا**: مسجد جامع القرآن، مین روڈ، سیٹلائیٹ ٹاؤن۔ فون:3713835(048)، موبائل:0300-9603577

11- **جھنگ**: قرآن اکیڈمی لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ، جھنگ۔ فون:7628361(047)، موبائل:0301-6998587

12- **ملتان**: قرآن اکیڈمی، 25 آفیسرز کالونی، بوسن روڈ، ملتان۔ فون:6520451(061)، موبائل:0321-6313031
مکان نمبر 1-903-D/4 فردوسیہ سٹریٹ محمود آباد کالونی، خانیوال روڈ، ملتان۔ فون: 8149212(061)

13- **ہارون آباد**: رمضان اینڈ کمپنی غلہ منڈی، ضلع بہاولنگر۔ فون:2251104(063)، موبائل:0333-6314487

14- **سکھر**: 3/B پروفیسرز ہاؤسنگ سوسائٹی، شکارپور روڈ۔ فون: 5631074(071)، موبائل:0300-3119893

15- **حیدر آباد**: مسجد جامع القرآن، گلشن سحر قاسم آباد۔ فون:929434-0222، موبائل:0333-2608043

16- **کوئٹہ**: بالائی منزل بالمقابل کوالٹی سویٹس، منان چوک شارع اقبال۔ فون:2842969(081)
موبائل: 0346-8300216

خلاصۂ مضامینِ
قرآنِ حکیم



اٹھارہواں پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی
ای میل: info@quranacademy.com
ویب سائٹ: www.quranacademy.com

خلاصہ مضامینِ قرآن

اٹھارہواں پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۞ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۞
قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۞ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۞
(المومنون: ۱ تا ۲)

سورۂ مومنون

مومنوں کی ظاہری و باطنی صفات کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ کی ابتدائی گیارہ آیات میں مومنوں کی ظاہری صفات اور آیات ۵۷ تا ۶۱ میں اُن کی باطنی کیفیات بیان کی گئی ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۱۱	تعمیرِ سیرت کے لیے بنیادی صفات کا بیان
- آیات ۱۲ تا ۱۶	تخلیق اور حیاتِ انسانی کے مراحل
- آیات ۱۷ تا ۲۲	اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت
- آیات ۲۳ تا ۷۷	رسولوں کی قوموں کے ساتھ کشمکش
- آیات ۷۸ تا ۹۲	اللہ کی عظیم قدرتوں کا بیان
- آیات ۹۳ تا ۹۸	عافیت مانگنے کی دعائیں
- آیات ۹۹ تا ۱۱۴	نافرمانوں کا برا انجام
- آیات ۱۱۵ تا ۱۱۸	بادشاہِ حقیقی کی عظمت کا بیان

آیات ۱ تا ۱۱

تعمیرِ سیرت کے لیے بنیادی صفات

اِن آیات میں بندۂ مومن کی تعمیرِ سیرت کے لیے سات بنیادی صفات بیان کی گئی ہیں:

i- نمازوں میں خشوع وخضوع کا اہتمام یعنی پوری توجہ اوراظہارِ عاجزی کے ساتھ نماز ادا کرنا۔

ii- بے مقصد اور لایعنی سرگرمیوں سے دور رہنا۔

iii- خود احتسابی یعنی گناہوں کو ترک کرنا اور نیکیوں میں آگے بڑھنا۔

iv- جنسی بے راہ روی سے بچنا اور عصمت وعفت کی حفاظت کرنا۔

v- اَمانتوں کی پاسداری کرنا۔

vi- وعدوں کو پور کرنا۔

vii- نمازوں کی حفاظت کرنا یعنی اُنہیں پابندیٔ وقت کے ساتھ مسجد میں باجماعت ادا کرنا اور اُن کے تمام آداب ومسائل کا لحاظ رکھنا۔

مذکورہ بالا صفات کے حامل مومنوں کو کامیابی اور جنت الفردوس میں داخل ہونے کی بشارت دی گئی۔

آیات ۱۲ تا ۱۶

تخلیق اور حیاتِ انسانی کے مراحل

یہ آیات واضح کر رہی ہیں کہ بچہ ماں کے وجود میں کن مراحل سے گزر کر تکمیل پاتا ہے؟ اللہ سب سے پہلے مٹی کے گارے کے جوہر کو نطفہ بنا دیتا ہے۔ پھر نطفہ کو جمے ہوئے خون میں تبدیل فرماتا ہے۔ پھر جمے ہوئے خون کو بوٹی کی صورت عطا کرتا ہے۔ پھر اُس بوٹی کو ہڈی میں ڈھال دیتا ہے۔ اب ہڈی پر گوشت چڑھاتا ہے۔ اِس سب کے بعد تیار شدہ جسم انسانی میں روح ڈال کر انسان کی تخلیق کو مکمل کر دیتا ہے۔ بلاشبہ اللہ بہترین خالق ہے۔ انسان اپنی حیات کا پہلا مرحلہ گزار کر دنیا میں فنا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اللہ اُسے روزِ قیامت زندہ فرما کر حیات کے دوسرے مرحلے سے گزارے گا۔

یہ آیات اِس حقیقت کا بین ثبوت ہیں کہ قرآنِ حکیم اللہ کا کلام ہے۔ کسی انسان کے لیے ممکن نہ تھا کہ وہ آج سے چودہ سو سال قبل جان سکتا کہ ماں کے وجود میں بچہ کن مراحلِ تخلیق سے گزر کر مکمل ہوتا ہے۔ اللہ ہی ہر شے کا علم رکھتا ہے اور اُسی نے تخلیق کے اُن مراحل کو قرآنِ مجید میں واضح کیا

ہے جنہیں آج انسان سمجھنے کے قابل ہوا ہے۔ بلا شبہ اللہ اور اُس کا کلام دونوں ہی عظیم ہیں۔

آیات ۱۷ تا ۲۲

اللہ کی شانِ رزاقیت

اللہ کی شانِ تخلیق واضح کرنے کے بعد اب اِن آیات میں اللہ کی شانِ رزاقیت بیان کی جا رہی ہے۔ اللہ مخلوقات کی پیاس کی تسکین کے لیے پانی برساتا ہے۔ اِس پانی کے ذریعہ کھجوروں، انگوروں اور زیتون کے باغات پیدا فرماتا ہے۔ اِن نعمتوں کو انسان کھاتے ہیں، اُن سے رس کشید کرتے ہیں اور روغنِ زیتون کو شوربہ کے طور بھی استعمال کرتے ہیں۔ زمین سے اگنے والی نباتات ہی سے مویشی بھی پرورش پاتے ہیں جن کا گوشت انسان کھاتے ہیں، جن کے دودھ سے استفادہ کرتے ہیں، جن پر سواری کرتے ہیں اور اُن کی کھالوں، چربی اور ہڈیوں سے بھی کئی فوائد حاصل کرتے ہیں۔ بلا شبہ اللہ کی نعمتوں کا شمار ناممکن ہے۔

آیات ۲۳ تا ۲۶

حضرت نوحؑ کی دعوت اور قوم کا جواب

اِن آیات میں حضرت نوحؑ کی قوم کے ساتھ کشمکش کا ذکر ہے۔ حضرت نوحؑ نے قوم کو اللہ کی بندگی کی دعوت دی۔ قوم کے سرداروں نے اعتراض کیا کہ حضرت نوحؑ محض ایک انسان ہیں اور ایک انسان کیونکر اللہ کا رسول ہوسکتا ہے؟ اللہ کا رسول تو کسی فرشتے کو ہونا چاہیے۔ اُنہوں نے حضرت نوحؑ کو مجنون قرار دینے کی گستاخی کی اور پوری قوم کو اُن کی پیروی کرنے سے روکا۔ طویل عرصہ تک سردارانِ قوم کی یہ گستاخیاں جاری رہیں۔ آخر کار حضرت نوحؑ نے اللہ کی بارگاہ میں مدد کی درخواست کی۔

آیت ۲۷ تا ۳۰

حضرت نوحؑ اور اہلِ ایمان پر اللہ کی رحمت

یہ آیات حضرت نوحؑ کی مدد کے لیے دعا کی قبولیت کا حال بیان کر رہی ہیں۔ اُن کی دعا کے جواب میں اللہ نے اُنہیں ایک کشتی بنانے اور اُس میں تمام اہلِ ایمان کے ساتھ دیگر مخلوقات کا ایک ایک

جوڑا سوار کرنے کا حکم دیا۔آخر کار ایک طوفان آیا جس سے تمام کافر ہلاک ہو گئے اور صرف کشتی میں سوار اہلِ ایمان محفوظ رہے۔سلامت رہنے والوں کو اللہ نے تلقین کی کہ وہ اپنی سلامتی پر اللہ کا شکر ادا کریں اور اُس سے دعا کریں کہ اللہ اُنہیں کشتی سے اتارنے کے بعد اپنی بے شمار نعمتوں اور برکات سے فیض یاب فرمائے۔ بلاشبہ اِس پورے واقعہ میں ہمارے لیے ایک سبق آموزی ہے۔اللہ ہمیں ہر حال میں حق پر قائم رہنے اور حق کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

آیات ۳۱ تا ۳۹

تاریخ دہرائی جاتی ہے

حضرت نوحؑ کے بعد اِن آیات میں اب ایک اور رسول کا ذکر ہے۔اُن کے ساتھ بھی قوم نے وہی رویہ اختیار کیا جیسا قوم نوحؑ نے اختیار کیا تھا۔رسولؑ نے اللہ کی بندگی کی دعوت دی۔ جواب میں سرداروں نے رسول کی بشریت اور بشری تقاضوں پر اعتراض کیا۔رسولؑ پر جھوٹا ہونے کا بہتان لگایا اور بڑی شدت سے مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کی حقیقت کی نفی کی۔طویل عرصہ کی کشمکش کے بعد رسولؑ نے اللہ سے مدد کرنے کی التجا کی۔

آیات ۴۰ تا ۴۱

ظالموں کا برا انجام

اِن آیات میں اللہ کی طرف سے رسولؑ کی التجا کا جواب مذکورہ ہے۔اللہ نے فرمایا کہ عنقریب ظالموں پر عذاب آنے والا ہے۔ایک زوردار زلزلہ نے اُنہیں برباد کر دیا۔بعض مفسرین کی رائے ہے کہ یہ قومِ ثمود کے انجام کا ذکر ہے کیونکہ اس قوم کو اللہ نے زلزلہ سے ہلاک کیا تھا۔ اُن کی طرف جو رسول بھیجے گئے وہ حضرت صالحؑ تھے۔

آیات ۴۲ تا ۴۴

بھیڑ چال

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ بعد میں آنے والی کئی قوموں نے بھی بھیڑ چال کی طرح وہی روش اختیار کی جیسی روش قومِ نوحؑ اور قومِ ثمود کی تھی۔ہر قوم کو معین وقت پر اپنی سرکشی کی سزا ملی۔اللہ

نے اُنہیں ماضی کی عبرتناک داستانیں بنا دیا۔ بلاشبہ ایمان نہ لانے والوں کے لیے نہ صرف تباہی بلکہ رہتی دنیا تک لعنت و پھٹکار ہے۔

آیات ۴۵ تا ۴۹

آلِ فرعون کی بدبختی

آلِ فرعون کی طرف اللہ نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو واضح نشانیوں کے ساتھ بھیجا۔ یہ آیات آلِ فرعون کی بدبختی کا نقشہ پیش کر رہی ہیں۔ اُنہوں نے تکبر کیا کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کا تعلق ہماری غلام قوم سے ہے لہٰذا ہم اُن کی بات کیوں مانیں؟ حالانکہ اُن کے سامنے ایسے احکامات آ چکے تھے جو اُن کی ہدایت کے لیے کافی تھے۔ وہ بدنصیب اپنی سرکشی اور احساسِ برتری کی وجہ سے ہدایت سے محروم رہے اور دنیا و آخرت کی بربادی کا شکار ہوئے۔

آیت ۵۰

حضرت مریم اور ابنِ مریم پر اللہ کا کرم

اِس آیت میں اللہ نے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰؑ بن مریم کو اپنی قدرت کی نشانیاں قرار دیا۔ یہ نشانیاں اُس وقت ظاہر ہوئیں جب ایک ٹیلے پر حضرت مریم نے کنواری ہوتے ہوئے حضرت عیسیٰؑ کو معجزانہ طور پر جنم دیا۔ وہ ٹیلہ جہاں اللہ نے حضرت مریمؑ کی تقویت کے لیے صاف پانی کا چشمہ جاری کر دیا تھا۔ حضرت مریم بغیر کسی مرد کے تعلق کے حضرت عیسیٰؑ کو جنم دے کر نشانی بن گئیں اور حضرت عیسیٰؑ بغیر والد کے ولادت پا کر اِس اعزاز سے مشرف ہوئے۔

آیات ۵۱ تا ۵۳

رزقِ حلال کا ثمر ...... اچھے اعمال کی توفیق

یہ آیات اُس اہم ہدایت کی یاد دلا رہی ہیں جس کی اللہ نے اپنے رسولوں کو تلقین فرمائی۔ تمام رسولوں کو حکم دیا گیا کہ وہ پاکیزہ رزق کھائیں تاکہ اچھے اعمال کر سکیں۔ گویا حرام کمائی انسان کو نیکیوں سے محروم کر دیتی ہے۔ اِس کے بعد اہلِ ایمان کو توجہ دلائی گئی کہ تمام رسول ایک اُمت یعنی با مقصد گروہ تھے اور تم بھی اُن ہی کے ہم مقصد پیروکار بن جاؤ۔ اِس گروہ کا مقصد تھا اللہ کا

تقویٰ اختیار کرنا یعنی اُس کی نافرمانی اور بالخصوص حرام کمائی سے بچنا۔ البتہ افسوسناک صورت یہ ہے کہ انسانوں کی اکثریت اللہ کی جزوی اطاعت کرتی ہے اور اطاعت کے جس پہلو کو اختیار کرتی ہے اُسی پر مطمئن ہے۔ خود کو حق پر اور دوسروں کو گمراہ تصور کرتی ہے۔ اللہ ہمیں اپنی مکمل اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۴ تا ۵۶

غافلوں کے لیے وعید

اِن آیات میں ایسے لوگوں کو خبردار کیا گیا جو حق کو قبول کرنے اور اُس کے مطابق عمل کرنے سے مسلسل پہلوتہی کر رہے ہیں۔ اُنہیں دنیا میں مال اور اولاد کی نعمتیں دی گئی ہیں جن میں مگن ہو کر یہ دعوتِ حق سے اعراض کر رہے ہیں۔ اُن کے لیے دنیا کی نعمتیں چار دن کی چاندنی کی طرح ہیں۔ پھر اُن کے لیے مسلسل اندھیری رات یعنی ہمیشہ ہمیش کا عذاب ہے۔

آیات ۵۷ تا ۶۱

مومنوں کی باطنی کیفیات

سورۂ مومنون کی یہ آیات مومنوں کی باطنی کیفیات کا تذکرہ اِس طرح کر رہی ہیں کہ:

i- مومن ہر وقت اپنے رب کے خوف سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔

ii- وہ اپنے رب کی آیات پر واقعی ایمان رکھتے ہیں۔

iii- وہ اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔

iv- وہ انتہائی رازداری کے ساتھ اللہ کی راہ میں صدقہ و خیرات کرتے ہیں۔

v- نیکیاں کرنے کے باوجود ڈرتے رہتے ہیں کہ معلوم نہیں اُن کی نیکیاں بارگاہِ خداوندی میں قبول ہوں گی یا نہیں؟

vi- وہ بھلائی کے ہر کام میں دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اللہ ہم سب کو یہ جذبات و کیفیات عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۶۲ تا ۶۳

انسانوں کی اکثریت کچھ اور ہی سرگرمیوں میں مصروف ہے

یہ آیات انسانوں کی غفلت پر افسوس کا مضمون لیے ہوئے ہیں۔ اللہ نے قرآنِ کریم میں واضح کر دیا کہ بندے کن اعمال کے ذریعہ اُس کی رضا حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ بھی بتا دیا کہ یہ اعمال بندوں کی استطاعت کے مطابق ہی مطلوب ہیں۔ پھر روزِ قیامت ہر انسان کو اپنے اعمال کی جوابدہی بھی کرنی ہے۔ اِس کے باوجود بندوں کی اکثریت پر افسوس ہے کہ وہ مطلوبہ اعمال سے غافل ہو کر کچھ اور ہی سرگرمیوں میں لگی ہوئی ہے۔ اللہ ہمیں اِس بدبختی اور محرومی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۶۴ تا ۷۱

مشرکینِ مکہ پر عذاب کیوں آیا؟

اِن آیات میں مشرکینِ مکہ کے اُن جرائم کا ذکر ہے جن کی وجہ سے وہ عذاب سے دوچار ہوئے:

i- نبی اکرم ﷺ جب اُن پر آیاتِ قرآنی کی تلاوت کرتے تو وہ الٹے قدموں بھاگ کھڑے ہوتے۔

ii- وہ اللہ کے رسول ﷺ کی اِس طرح توہین کرتے جیسے لوگ کسی قصہ گو سے حقارت آمیز سلوک کرتے ہیں۔

iii- اُنہیں اللہ کے کلام پر غور و فکر کی دعوت دی جاتی لیکن وہ اِس دعوت کو ٹھکرا دیتے۔

iv- وہ رسول اللہ ﷺ کے اعلیٰ کردار و اخلاق کا تجربہ رکھنے کے باوجود اُن کی رسالت کا انکار کر رہے تھے۔

v- اس اعتراف کے باوجود کہ اللہ کے رسول ﷺ امانت، صداقت اور عدالت کا پیکر ہیں، وہ آپ ﷺ کو مجنوں قرار دے رہے تھے۔

vi- اللہ کے رسول ﷺ اُن کے سامنے حق پیش فرما رہے تھے اور اُنہیں دنیا و آخرت کے حوالے سے اصل حقائق کی یاددہانی کرا رہے تھے لیکن وہ اِس سب سے اعراض کر رہے تھے۔

مذکورہ بالا جرائم کی وجہ سے جب مشرکینِ مکہ پر عذاب آیا تو پھر فریادیں کرنے لگے لیکن اب فریاد رسی کا وقت گزر چکا تھا۔ اللہ ہمیں ایسے ملعون لوگوں کی روش اختیار کرنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۷۶ تا ۷۷

نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

سابقہ آیات میں مشرکینِ مکہ کی گستاخانہ روش کے بیان کے بعد اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کا مضمون ہے۔ آپ ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ آپ ﷺ بڑی بے غرضی کے ساتھ مکہ والوں کو سیدھے راستہ کی طرف آنے کی بے لوث دعوت دے رہے ہیں۔ جن بدنصیبوں کو آخرت میں جواب دہی کا یقین نہیں وہی آپ ﷺ کی دعوت سے اعراض کر رہے ہیں۔ اللہ نے اُنہیں جھنجھوڑنے کے لیے عذاب بھیجا لیکن یہ پھر بھی سرکشی سے باز نہ آئے۔ اب اللہ ان پر ایسا شدید عذاب نازل کرے گا کہ ہمیشہ کے لیے مایوس ہو کر رہ جائیں گے۔

آیات ۷۸ تا ۸۳

اللہ کے احسانات اور بندوں کی ناشکری

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کے حسبِ ذیل احسانات کا ذکر ہے:

- i- اللہ ہی نے انسان کو سماعت، بصارت اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت دی ہے تاکہ وہ غور و فکر کر کے اپنے لیے فلاح کا راستہ ڈھونڈھ سکے۔ البتہ انسانوں کی اکثریت اِن صلاحیتوں کا استعمال وقتی لذتوں کے حصول کے لیے کر کے ناشکری کی روش اختیار کرتی ہے۔
- ii- اللہ ہی نے تمام انسانوں کو مختلف مقامات پر بسایا اور وہاں اُن کی ضروریات کی فراہمی کا بندوبست کیا۔ البتہ ایک وقت آئے گا کہ اُن سب کو اللہ کے سامنے جوابدہی کے لیے جمع کر دیا جائے گا۔
- iii- انسان کی زندگی اور موت اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ ہر انسان کو وہ ضروریاتِ زندگی عطا فرماتا ہے اور جب چاہتا ہے اُسے موت دے دیتا ہے۔
- iv- رات اور دن کا نظام انسانوں کے آرام اور کام کے لیے اللہ ہی نے بنایا ہے۔

انسان اللہ کی مذکورہ بالا نعمتوں کو جانتے ہیں لیکن اِس کے باوجود اِن نعمتوں کے استعمال کے حوالے سے جوابدہی کا انکار کرتے ہیں۔ اللہ ہمیں ناشکری اور غفلت کی اِس روش سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۴ تا ۸۹

سوچنے پر مجبور کردینے والے تین سوالات

یہ آیات تین ایسے سوالات پیش کررہی ہیں جو ہر انسان کو نہ صرف سوچنے بلکہ حق کا اعتراف کرنے پر مجبور کرنے والے ہیں:

i- پوری زمین اور اِس پر موجود جملہ مخلوقات کس کے اختیار میں ہیں؟

ii- ساتوں کے سات آسمانوں اور کائنات کے عظیم تختِ حکومت کا مالک کون ہے؟

iii- کائنات کی ہر شے پر کس کا زور چلتا ہے؟ کون ہے جو ہر شے کو کسی آفت سے بچا سکتا ہے لیکن اُس کی پکڑ سے کسی کو کوئی نہیں بچا سکتا؟

اِن تمام سوالات کے جوابات میں انسان یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ مذکورہ بالا صفات کا حامل صرف اور صرف اللہ ہی ہے۔ اِس کے باوجود بے بس اور لاچار مخلوقات کو اللہ کا شریک بنانے کا کیا جواز ہے؟ اللہ ہی سے دعا ہے کہ وہ شرک کرنے والوں کو ہوش کے ناخن لینے اور ہر قسم کے شرک سے باز رہنے کی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۹۰ تا ۹۲

اللہ سچا ہے اور شرک کرنے والے جھوٹے ہیں

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ لوگوں کے سامنے حق واضح کرچکا ہے لیکن لوگوں کی اکثریت حق کے مقابلہ میں باطل کو قبول کررہی ہے۔ یہ بات سراسر جھوٹ ہے کہ اللہ کی کوئی اولاد بھی ہے۔ اللہ کے سوا کسی اور کو معبود قرار دینا بھی صاف جھوٹ ہے۔ اگر کائنات میں ایک سے زیادہ بااختیار معبود ہوتے تو وہ کسی موقع پر باہمی اختلاف کی بنیاد پر لڑ پڑتے اور کائنات میں فساد برپا ہوجاتا۔ اللہ ہی معبودِ واحد ہے۔ وہی کائنات کی ہر ظاہر و پوشیدہ حقیقت سے واقف ہے۔ وہ لوگوں کے گھڑے ہوئے جھوٹ اور اختیار کردہ شرک سے پاک ہے۔

آیات ۹۳ تا ۹۸

ایمان افروز دعائیں

یہ آیات ہمارے لیے اللہ کا بیش بہا تحفہ ہیں۔ اِن میں آفات سے محفوظ رہنے اور شیاطین کے حملوں سے بچاؤ کے لیے دو ایمان افروز دُعائیں سکھائی گئی ہیں۔ پہلی دعا ایسی صورت حال کے لیے ہے جب کوئی بگڑی ہوئی قوم سرکشی کی آخری حدوں کو پہنچ رہی ہو۔ ایسی قوم کو اُس کی شرارتوں کی سزا ملنے کا اندیشہ ہوتا ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اللہ سے التجا کریں:

رَبِّ اِمَّا تُرِیَنِّیۡ مَا یُوۡعَدُوۡنَ ﴿﴾ رَبِّ فَلَا تَجۡعَلۡنِیۡ فِی الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿﴾

”اے میرے رب اگر تو مجھے دکھا ہی دے وہ عذاب جس کا تو نے ظالموں سے وعدہ کر رکھا ہے تو اے اللہ مجھے اِس ظالم قوم کے ساتھ شریکِ عذاب نہ کیجیو“۔

دوسری دعا کا تعلق بگڑی ہوئی قوم کے سامنے دعوتِ حق پیش کرنے کے مرحلے سے ہے۔ ایسی قوم حق کی مخالفت میں ظلم وزیادتی پر اُتر آتی ہے اور ایسے میں حق کے داعی کو چاہیے کہ ہر برائی کا جواب بھلائی سے دے۔ شاید مخالفین کا دل نرم پڑ جائے۔ ایسے میں شیطان حق کے داعی کو اکساتا ہے کہ وہ بھی برائی کے جواب میں برائی ہی کی روش اختیار کرے تاکہ باہمی طور پر جھگڑے اور فساد کی صورت پیدا ہو جائے۔ ایسے میں حق کی دعوت دینے والوں کو چاہیے کہ اللہ سے یوں دعا کریں:

رَبِّ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ ھَمَزٰتِ الشَّیٰطِیۡنِ ﴿﴾ وَاَعُوۡذُ بِکَ رَبِّ اَنۡ یَّحۡضُرُوۡنِ ﴿﴾

”اے میرے رب! میں شیطانوں کی چھیڑ کے مقابلہ میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اے میرے رب! میں آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں کہ شیاطین میرے پاس آئیں (اور مجھے تیری نافرمانی کی روش کی طرف مائل کریں)“۔

اللہ ہمیں کثرت سے مذکورہ بالا دعائیں مانگنے کی توفیق عطا فرمائے اور اِن دعاؤں کو ہمارے حق میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۹۹ تا ۱۰۰

غافل انسان کی حسرتناک موت

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ جب ایک غافل انسان پر موت کی سختی آتی ہے تو وہ اللہ سے فریاد کرتا ہے کہ مجھے کچھ مہلت دے دی جائے تاکہ میں کچھ نیکیاں کر کے موت کے بعد کی زندگی کے لیے تیاری کرلوں۔ جواب دیا جاتا ہے کہ ہرگز نہیں۔ اِس سے قبل بھی جب اُس پر کوئی آفت آتی تھی تو یہ نیک بن جانے کا وعدہ کرتا تھا اور آفت ٹلنے کے بعد دوبارہ سرکشی کرتا تھا۔ اب اُسے عالمِ برزخ میں قیامت کے واقع ہونے تک انتظار کرنا پڑے گا۔

آیات ۱۰۱ تا ۱۰۳

قیامت کے روز فیصلہ اعمال کے وزن پر ہوگا

یہ آیات روزِ قیامت کامیابی اور ناکامی کا معیار واضح کر رہی ہیں۔ تمام انسانوں کے اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ جن کی نیکیاں زیادہ ہوں گی وہ کامیاب ہوں گے۔ اِس کے برعکس جن کی نیکیاں کم ہوں گی وہ بدنصیب ناکام ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں داخل ہو جائیں گے۔ **اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ** ''اے اللہ! ہمیں جہنم کی آگ سے محفوظ فرما''۔ آمین!

آیات ۱۰۴ تا ۱۱۴

جہنم والوں کی آہ وزاری

اِن آیات میں اہلِ جہنم کی آہ وزاری کا بیان ہے۔ جہنم کی آگ اُن کے چہروں کو جھلسا کر بدشکل کر دے گی۔ اللہ دریافت فرمائے گا کہ کیا تم تک میرے احکامات نہیں پہنچے تھے کہ تم نے اُنہیں پسِ پشت ڈال دیا۔ وہ اعتراف کریں گے کہ ہماری بدبختی اور نحوست ہم پر چھا گئی تھی۔ اب وہ التجا کریں گے کہ ہمیں جہنم سے نکال کر اصلاح کا ایک موقع دے دیا جائے۔ جواب دیا جائے گا کہ ذلیل ہو کر جہنم ہی میں پڑے رہو۔ تم دنیا میں ایمان لانے والوں اور شریعت پر عمل کرنے والوں کا مذاق اُڑاتے تھے۔ وہ نیک لوگ تو جنت میں داخل ہو کر منزلِ مراد کو پہنچ گئے۔ اب اللہ جہنمیوں سے پوچھے گا دنیا میں کتنا عرصہ رہے۔ وہ جواب نہیں دے پائیں

گے۔ اللہ فرمائے گا تم دنیا میں انتہائی مختصر وقت کے لیے بھیجے گئے تھے۔ کاش تم اُس وقت کو قیمتی بنا لیتے۔ اللہ کے اِس سوال و جواب سے سے اہلِ جہنم کی حسرت اور بڑھ جائے گی۔ اللہ ہم سب کو اس انجامِ بد سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۱۵ تا ۱۱۸

پہاڑوں کو ہلا دینے والی آیاتِ مبارکہ

تفسیرِ قرطبی میں یہ واقعہ بیان ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک شدید بیماری میں مبتلا شخص کے کان میں یہ آیات پڑھیں تو وہ فوراً صحت یاب ہوگیا۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے دریافت فرمایا کہ اُنہوں نے مریض کے کان میں کیا پڑھا ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے عرض کیا کہ میں نے سورۂ مومنون کی آخری آیات تلاوت کی ہیں۔ اِس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْاَنَّ رَجُلًا مُّوْقِنًا قَرَاَھَا عَلٰی جَبَلٍ لَزَالَ

''اگر کوئی شخص پورے یقین کے ساتھ یہ آیات کسی پہاڑ پر پڑھ دے تو وہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ سکتا ہے''۔

یہ آیات بڑے جلالی اسلوب میں ہر انسان کو خبردار کر رہی ہیں کہ وہ بے مقصد تخلیق نہیں کیا گیا۔ دنیا کے عام بادشاہ بھی اپنے وفاداروں کو نوازتے اور نافرمانوں کو سزا دیتے ہیں۔ تو کیا اللہ جو بادشاہِ حقیقی ہے، اپنے فرمانبرداروں کو انعام اور اپنے باغیوں کو سزا نہ دے گا۔ خاص طور پر شرک کرنے والوں کو تو عبرتناک عذاب سے دوچار کرے گا۔

آخری آیت میں اللہ کا جلالی رنگ، جمالی رنگ اختیار کر رہا ہے اور اللہ نہایت شفقت سے ہمیں نبی اکرم ﷺ کی وساطت سے اُمید افزا دعا مانگنے کی تلقین فرما رہا ہے:

رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَ اَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ

''اے میرے رب تو معاف فرما اور رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے''۔ آمین!

سورۂ نور

گھر کے اندر کے پردہ کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں گھر کے اندر کے پردہ کا بیان ہے۔ اِسی لیے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

عَلِّمُوْا رِجَالَکُمْ سُوْرَۃَ الْمَائِدَۃِ وَعَلِّمُوْا نِسَائَکُمْ سُوْرَۃَ النُّوْرِ (بیہقی)

''اپنے مردوں کو سورۂ مائدہ اور خواتین کو سورۂ نور سکھاؤ''۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۱۰: حدِ زنا اور حدِ قذف کا بیان
- آیات ۱۱ تا ۲۶: حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی کا بیان
- آیات ۲۷ تا ۳۴: گھر کے اندر کے پردے کے احکامات
- آیات ۳۵ تا ۴۰: ایمان اور کفر کے لیے تمثیلات
- آیات ۴۱ تا ۴۶: اللہ کی قدرتوں کا بیان
- آیات ۴۷ تا ۵۴: منافقانہ اور مومنانہ طرزِ عمل
- آیات ۵۵ تا ۵۷: نظامِ خلافت کے قیام کی بشارت
- آیات ۵۸ تا ۶۱: گھر کے اندر کے پردہ کے احکامات
- آیات ۶۲ تا ۶۴: نظمِ جماعت

آیت ۱

جلالی آغاز

یہ آیت سورۂ مبارکہ کی پرشکوہ تمہید ہے۔ آگاہ کیا جارہا ہے کہ اِس سورۃ میں اہم احکامات آرہے ہیں جن پر عمل اللہ نے لازم کردیا ہے۔ اب اہلِ ایمان کی ذمہ داری ہے کہ اِن احکامات کو یاد رکھیں اور اِنہیں نافذ کریں۔

آیات ۲ تا ۳

حدِّ زنا

اِن آیات میں غیر شادی شدہ زانی مرد اور زانی عورت کے لیے حدِّ زنا کا بیان کرتے ہوئے حکم دیا گیا:

i- زانی مرد اور زانی عورت کو سو سو کوڑے مارے جائیں۔

ii- حد کے جاری کرنے کے حوالے سے مجرموں پر کوئی رحم نہ کیا جائے۔

iii- حد لوگوں کے سامنے جاری کی جائے تا کہ مجرموں کو تکلیف کے ساتھ ساتھ ذلت کا بھی سامنا ہو۔ مزید یہ کہ دیکھنے والوں کو عبرت حاصل ہو اور وہ اِس جرم سے اجتناب کریں۔

زنا جیسے جرم کی مذمت کے لیے ایک اخلاقی ضابطہ بیان کیا گیا کہ زانی اِس قابل نہیں کہ وہ کسی پاکدامن خاتون سے نکاح کرے اور زانیہ اِس لائق نہیں کہ اُسے کسی پاکدامن مرد کے نکاح میں دیا جائے۔

آیات ۴ تا ۵

حدِّ قذف

یہ آیات قذف یعنی کسی خاتون پر بدکاری کی تہمت لگانے کی سزا بیان کر رہی ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی پاکدامن خاتون پر زنا کا الزام لگائے اور ثبوت کے طور پر چار گواہ پیش نہ کر سکے تو اُسے سزا کے طور پر اسّی کوڑے مارے جائیں گے اور آئندہ کبھی بھی اُس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ البتہ اگر وہ اپنی اِس حرکت پر نادم ہو کر توبہ کرے تو آخرت میں اللہ کے ہاں اُمید ہے کہ اُسے بخشش مل جائے گی اور وہ اُخروی سزا سے بچ جائے گا۔

آیات ۶ تا ۱۰

شوہر کی طرف سے بیوی پر زنا کا الزام

اِن آیات میں ایک نازک معاملہ زیر بحث آیا ہے۔ اگر ایک شخص اپنی بیوی کو زنا کرتے ہوئے دیکھ لے اور اس کے پاس چار گواہ نہ ہوں تو وہ عدالت میں قاضی کے سامنے چار بار قسم کھا کر

اپنی صداقت کا ثبوت دے گا۔ پانچویں بار قسم کھا کر کہے گا اگر وہ جھوٹا ہے تو اُس پر اللہ کی لعنت ہو۔ اِس کا بھی امکان ہے شوہر جھوٹی قسمیں کھا رہا ہو اور بیوی پر بہتان لگا رہا ہو۔ لہٰذا اگر بیوی چار بار قسمیں کھا کر شوہر کے جھوٹا ہونے کی گواہی دے اور پھر پانچویں بار شوہر کے سچا ہونے کی صورت میں اپنے خلاف اللہ کا غضب نازل ہونے کی بددعا کرے تو اُس پر سے حد کا نفاذ روک دیا جائے گا۔

آیات ۱۱ تا ۱۸

حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی کا اعلان

یہ آیات اُس بہتان کا ازالہ کر رہی ہیں جو حضرت عائشہؓ پر لگایا گیا تھا۔ سن ۵ ھ میں غزوۂ بنو مصطلق سے واپسی کے دوران رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی ملعون نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی۔ کئی منافقین نے مل کر اِس تہمت کو ایک مہم کی صورت میں پھیلانا شروع کر دیا۔ بعض سادہ لوح مسلمان بھی اِس مہم سے متاثر ہو گئے۔ اِن آیات میں بہتان لگانے والوں کو سخت عذاب کی وعید سنائی گئی۔ سادہ لوح مسلمانوں کو متوجہ کیا گیا کہ اُنہوں نے کیوں اُمّ المومنین کے حوالے سے بدگمانی کی اور ایک جھوٹ کو عام کرنے میں حصہ لیا؟ اُنہیں خبردار کیا گیا کہ آئندہ ایسی حرکت سے سختی سے اجتناب کریں۔

آیات ۱۹ تا ۲۰

مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے والوں کا برا انجام

اِن آیات میں ایسے لوگوں کو دنیا و آخرت کے عذاب کی دھمکی دی گئی جو مسلمانوں میں بے حیائی پھیلاتے ہیں۔ بدقسمتی سے یہ جرم آج عام ہو گیا ہے۔ ہم اپنے گھروں میں ٹی وی، اخبارات اور جرائد کے ذریعہ بے حیائی کی نشر و اشاعت میں حصہ لیتے ہیں۔ خواتین بے پردہ ہو کر، زیب و زینت اختیار کر کے اور بعض اوقات نیم عریاں لباس میں باہر نکل کر اس جرم کا ارتکاب کرتی ہیں۔ کاروباری ادارے اشتہارات کے ذریعہ بڑے پیمانے پر بے حیائی پھیلانے کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ میڈیا بڑے پیمانے پر اِس جرم کا ارتکاب کر رہا ہے۔

حکومت کی طرف سے ایک مہم کے طور پر اِس جرم کی سرپرستی کی جارہی ہے۔ **المستدرک علی الصحیحین** للحاکم میں اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد نقل ہوا:

اَلْحَيَاءُ وَالْإِيْمَانُ قُرِنَا جَمِيْعًا ، فَإِذَا رُفِعَ اَحَدُهُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ

''حیا اور ایمان ساتھ ساتھ ہیں۔ ایک ختم ہو جائے تو دوسرا بھی ختم ہو جاتا ہے''۔

اللہ کے بندے لوگوں میں ایمان پیدا کرنا چاہتے ہیں جبکہ شیطان اور اُس کے ایجنٹ ایمان ختم کرنے کے لیے بے حیائی پھیلاتے ہیں۔ اِسی لیے ان مجرموں کے لیے دنیا و آخرت کا عذاب ہے۔ اللہ ہمیں معاشرہ میں شرم و حیا کی اقدار پر عمل کرنے اور اُنہیں عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۱

اللہ کا فضل نہ ہو تو کوئی بھی پاکیزہ نہیں رہ سکتا

اِس آیت میں شیطان کی پیروی سے منع کیا گیا۔ شیطان اپنی پیروی کرنے والوں کو ہمیشہ بے حیائی اور اللہ کی نافرمانی ہی کی راہ دکھاتا ہے۔ اِس آیت میں فرمایا گیا کہ اگر اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت انسان کے شاملِ حال نہ ہوتی تو کوئی انسان کبھی بھی پاکیزہ نہ رہ سکتا۔ یہ اللہ ہی ہے جو جنسی بے راہ روی سے انسان کو بچاتا ہے۔ اللہ ہم سب کو زندگی کے آخری سانس تک پاکیزہ زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۲

دوسروں کی زیادتی معاف کردو، اللہ بھی تمہارے گناہ معاف فرمادے گا

یہ آیت ایک اہم ہدایت دے رہی ہے۔ اگر ہم دوسروں کی زیادتی سے درگزر کریں گے تو اللہ بھی ہمارے گناہ معاف فرمادے گا۔ حضرت عائشہؓ کے خلاف مذموم مہم میں حضرت مسطح بن اثاثہؓ بھی سادہ لوحی میں شامل ہو گئے تھے جو ایک نادار مہاجر صحابی تھے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اُن کی مالی اعانت فرماتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو رنج ہوا کہ کیوں مسطح اُن کی بیٹی کے خلاف منافقین کے ساتھ مہم میں شامل ہو گئے۔ وہ فیصلہ کرنے والے تھے کہ آئندہ مسطح کی مدد

نہ کریں گے۔اِس آیت میں اِس فیصلہ سے روکتے ہوئے جب کہا گیا کہ:

اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ

''کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے''۔

تو وہ پکار اُٹھے کہ بَلٰی یَا رَبَّنَا اِنَّا نُحِبُّ(کیوں نہیں !اے ہمارے رب ہم پسند کرتے ہیں)اور اُنہوں نے حضرت مسطحؓ کو معاف فرما دیا اور اُن کی مالی مدد کا سلسلہ جاری رکھا۔

آیات ۲۳ تا ۲۵

پاکدامن خواتین پر تہمت لگانے والوں کا بدترین انجام

اِن آیات میں ایسے مجرموں کو سخت سزا کی وعید سنائی گئی جو پاکدامن خواتین پر گناہ کی تہمت لگاتے ہیں۔اُن پر دنیا وآخرت میں لعنت و پھٹکار ہوتی ہے۔روزِ قیامت اُن کی زبانیں، ہاتھ اور پاؤں اُن کے جھوٹا ہونے کی گواہی دیں گے اور پھر اُنہیں اُن کی شرارت کا پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا۔

آیت ۲۶

جیسا کردار ویسی رفاقت

اِس آیت میں ایک اخلاقی قدر بیان کی جا رہی ہے۔وہ قدر یہ ہے کہ پاکیزہ کردار کے لوگوں کو پاکیزہ لوگوں کی رفاقت ملنی چاہیے اور برے کردار کے حامل لوگوں کو اِسی قماش کے لوگوں کا ساتھ ملنا چاہیے۔نیک مرد اِس لائق ہیں کہ اُن کے نکاح میں پاکباز خواتین آئیں اور خبیث مرد اِسی قابل ہیں کہ اُن کے گھر میں بدکار بیویاں آئیں۔اللہ ہمیں پاکیزہ کردار اور پاکیزہ لوگوں کا ساتھ عطا فرمائے۔آمین!

آیات ۲۷ تا ۲۹

کسی کے گھر میں داخل ہونے کے لیے ہدایات

یہ آیات ہمیں کسی کے گھر میں داخل ہونے کے حوالے سے حسبِ ذیل تعلیمات دے رہی ہیں:

i- کسی کے گھر میں داخل ہونے کے لیے دستک دی جائے اور جب پوچھا جائے کہ کون ہے؟ تو اپنا تعارف کرایا جائے۔

ii- گھر والوں کے لیے سلام پیش کر کے سلامتی کی دعا کی جائے۔

iii- بغیر کسی کی اجازت کے کسی کے گھر میں داخل نہ ہوا جائے۔

iv- اگر صاحبِ خانہ ملاقات کے لیے وقت نہ دیں تو بغیر کسی ناراضگی کے واپسی اختیار کی جائے۔

v- ایسے کسی گھر میں داخلہ کی اجازت ہے جہاں کسی کی رہائش نہ ہو اور وہاں کسی ضرورت کی فراہمی کا انتظام ہو۔

آیات ۳۰ تا ۳۱

گھر کے اندر پردے کے لیے ہدایات

اِن آیات میں گھر کے اندر پردہ کے حوالے سے حسبِ ذیل ہدایت دی گئیں:

i- مرد اور خواتین نگاہوں کی حفاظت کریں۔ نامحرم پر نگاہ ڈالنا تو گناہ ہے ہی، بالغ ہونے کے بعد بالغ محرموں پر بھی نگاہ ڈالنے سے اجتناب کیا جائے۔

ii- مرد اور خواتین اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور ایسا لباس پہنیں جو دبیز ہو، ڈھیلا ڈھالا ہو اور ستر کو پوری طرح سے ڈھانپ لے (مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے اور خاتون کے ستر میں چہرہ کی ٹکیہ، دونوں ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں کے علاوہ پورا جسم شامل ہے)۔

iii- خواتین شعوری طور پر اپنی زیب و زینت ظاہر نہ کریں سوائے اُس زینت کے جو از خود ظاہر ہو۔

iv- خواتین اضافی چادر (خمار) کے ذریعہ اپنے سینہ کے ابھار کو چھپالیں۔

v- خواتین شوہر اور محرم مردوں کے سوا کسی کے سامنے اپنی زیب و زینت یعنی چہرہ نہ کھولیں۔ محرم مرد وہ ہیں جن سے ایک خاتون کا نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔

vi- خواتین چلتے ہوئے قدم زور سے زمین پر نہ ماریں تا کہ اُن کی مخفی زینت (زیورات کی جھنکار) وغیرہ ظاہر نہ ہو۔

vii- مذکورہ بالا ہدایات پر عمل کے حوالے سے کوتاہی پر اللہ کی بارگاہ میں مسلسل استغفار اور توبہ

کی جائے۔

آیات ۳۲ تا ۳۴

بے نکاحوں کا نکاح کر دو

یہ آیت حکم دے رہی ہے کہ بے نکاحوں کا نکاح کر دیا جائے خواہ وہ آزاد ہوں یا نیک چلن غلام وکنیز۔ نکاح انسان کی عصمت کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ جذبات کی تسکین کا جائز راستہ انسان کو گناہ کی طرف جانے سے روک دیتا ہے۔ البتہ اگر آزاد مرد کے پاس اپنے یا شادی کے بعد گھر کے اخراجات کے حوالے سے تنگدستی ہو تو وہ اللہ کی طرف سے خوشحالی آنے تک انتظار کر سکتا ہے۔ نیک غلام یا کنیز اگر اپنی قیمت ادا کرنے کے وعدہ پر آزادی چاہیں تو نہ صرف اُنہیں آزاد کر دیا جائے بلکہ اُن کی مالی مدد بھی کی جائے۔ کنیزوں کو بدکاری پر مجبور نہ کیا جائے۔ جو زبردستی اُنہیں مجبور کرے گا تو گناہ زبردستی کرنے والا پر ہوگا نہ کہ کنیز پر۔ گویا زنا بالجبر کی صورت میں خاتون پر حد جاری نہ کی جائے گی۔

مذکورہ بالا ہدایات انتہائی واضح ہیں اور ایسے لوگوں کے دلوں میں رقت وگداز پیدا کرنے والی ہیں جو واقعی اللہ کی رضا کے طلب گار اور پرہیز گار ہیں۔

آیت ۳۵

نورِ ایمان کے لیے تمثیل

اِس آیت میں بندۂ مومن کے دل میں اللہ پر ایمان کو ایک تمثیل سے واضح کیا گیا ہے۔ نورِ ایمان اِسی طرح سے ہے جیسے ایک قندیل میں چراغ روشن ہو۔ چراغ کو خالص روغنِ زیتون سے روشن کیا گیا ہو۔ زیتون ایسے درخت کا ہو جو باغ کے بالکل وسط میں ہونے کی وجہ سے سورج کی تمازت سارا دن جذب کرتا ہو۔ اِس سے اُس کے روغن میں جلا دینے کی صلاحیت اِس قدر تیز ہو کہ وہ دور ہی سے آگ کو پکڑ لے۔ اِسی طرح جس شخص کی فطرت کا روغن آلودگی اور تعصّبات سے پاک ہو، وہ اللہ کی طرف سے آنے والی دعوت کو فوراً قبول کرتا ہے اور اُس کا دل نورِ ایمان سے جگمگا اٹھتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا نبی اکرم ﷺ کی دعوت کو فوراً قبول کرنا اِس

حقیقت کی درخشاں مثال ہے۔ اللہ ہم سب کے دلوں کو نورِ ایمان سے منور فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۶ تا ۳۸

نورِ ایمان کے ثمرات

جن لوگوں کا باطن نورِ ایمان سے منور ہو چکا ہو' یہ آیات اُن کی کیفیات و ظائف اِس طرح بیان کر رہی ہیں:

i- وہ صبح و شام اللہ کے گھروں میں اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔

ii- اُن کی تجارت یا وقتی کاروباری سرگرمیاں اُنہیں اللہ کے ذکر، نماز کے قیام اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے غافل نہیں کرتے۔

iii- وہ روزِ قیامت کے احساس اور اُس دن ہونے والے حساب کے خوف سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔

بشارت دی گئی کہ اللہ اُنہیں اُن کے اعمال کا نہ صرف بہترین بدلہ دے گا بلکہ اپنے فضل سے مزید بھی نوازے گا۔

آیت ۳۹

بے روح اعمال کے لیے تمثیل

یہ آیت ایسے لوگوں کے اعمال کی حقیقت ظاہر کر رہی ہے جو ریا کاری کرتے ہیں یا اللہ کے کچھ احکامات پر عمل کرتے ہیں اور کچھ کو جان بوجھ کر نظر انداز کرتے ہیں یا جن کے دلوں میں ایمان کے بجائے منافقت کی بیماری ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کے اعمال سراب کی مانند ہیں۔ سراب دیکھنے میں پانی لگتا ہے لیکن حقیقت میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ روزِ قیامت اُنہیں اپنی نیکیوں کا اجر نہیں بلکہ جہنم کا عذاب ملے گا۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَىٰ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ ن اسْتُشْهِدَ فَاُتِىَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيْكَ حَتّٰى اُسْتُشْهِدْتُّ. قَالَ: كَذَبْتَ. وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ يُّقَالَ جَرِئٌ. فَقَدْ قِيلَ. ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلَى

وَجُهِهٖ حَتّٰی اُلْقِیَ فِی النَّارِ. وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهٗ وَقَرَاَ الْقُرْاٰنَ. فَاُتِیَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا. قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِیْهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهٗ وَقَرَأْتُ فِیْکَ الْقُرْاٰنَ. قَالَ: کَذَبْتَ وَلٰکِنَّکَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِیُقَالَ عَالِمٌ. وَقَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ لِیُقَالَ هُوَ قَارِیٌٔ فَقَدْ قِیْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْهِهٖ حَتّٰی اُلْقِیَ فِی النَّارِ وَرَجُلٌ وَّسَّعَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَعْطَاهُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ کُلِّهٖ فَاُتِیَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَاقَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِیْهَا؟ قَالَ: مَا تَرَکْتُ مِنْ سَبِیْلٍ تُحِبُّ اَنْ یُنْفَقَ فِیْهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِیْهَا لَکَ قَالَ: کَذَبْتَ وَلٰکِنَّکَ فَعَلْتَ لِیُقَالَ هُوَجَوَادٌفَقَدْ قِیْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْهِهٖ حَتّٰی اُلْقِیَ فِی النَّارِ (مسلم)

’’قیامت والے دن جن لوگوں کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا، ان میں ایک وہ آدمی ہو گا جوشہید ہو گیا تھا، پس اسے (بارگاہ الٰہی میں) پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد کروائے گا، وہ انہیں پہچان لے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو نے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا، میں نے تیری راہ میں جہاد کیا، یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو نے جھوٹ کہا، تو تو اس لیے لڑا تھا تا کہ تجھے بہادر کہا جائے، پس تجھے (دنیا میں) بہادر کہہ لیا گیا۔ پس اس کی بابت حکم دیا جائے گا تو اُسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور دوسرا وہ شخص ہو گا جس نے (دین کا) علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھلایا اور قرآن پڑھا، پس اُس کو پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد کروائے گا، وہ انہیں پہچان لے گا، اللہ تعالیٰ پوچھے گا، تو نے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا، میں نے علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور تیری رضا کے لیے قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو نے جھوٹ کہا، تو نے تو علم اِس لیے حاصل کیا تھا تا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اِس لیے پڑھا تا کہ تجھے قاری کہا جائے۔ پس تحقیق تجھے (دنیا میں ایسا) کہہ لیا گیا اور اس کی بابت حکم دیا جائے گا، پس اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اور (تیسرا) وہ شخص ہو گا، جس کو اللہ نے کشادگی عطا فرمائی تھی اور اسے مختلف قسم کے مال سے نوازا تھا، پس اسے پیش کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد کروائے گا، وہ انہیں پہچان لے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو نے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا، میں نے کوئی ایسا راستہ جس میں خرچ کیے جانے کو تو پسند کرتا تھا، نہیں چھوڑا، مگر اس میں تیری خاطر ضرور خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو نے جھوٹ کہا، تو نے تو یہ اس لیے کیا کہ کہا جائے کہ تو بڑا سخی ہے۔ پس تحقیق تجھے (دنیا میں ایسا) کہہ لیا گیا اور اس کی بابت حکم دیا جائے گا، پس اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا''۔

آیت ۴۰

ایمان اور عمل دونوں سے محرومی کے لیے تمثیل

اس آیت میں اُن بدنصیبوں کے لیے گھٹا ٹوپ اندھیروں کی مثال دی گئی جو ایمان اور عمل دونوں سے محروم ہوتے ہیں۔ یہ اندھیرے سمندر کی گہرائی میں اُس وقت اپنی انتہا پر ہوتے ہیں جب سمندر میں طوفان برپا ہو' موج پر موج آ رہی ہو اور آسمان پر بادل ہوں تاکہ سورج، چاند یا ستاروں کی روشنی بھی میسر نہ آ سکے۔ اِن اندھیروں میں ہاتھ کو ہاتھ نہیں سجھائی دیتا۔ اللہ ہمیں اندھیروں سے بچائے اور نور ہی نور عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۱ تا ۴۶

اللہ کی عظمت وقدرت کا بیان

اِن آیات میں اللہ کی عظمت وقدرت کے کئی مظاہر بیان کیے گئے:

- i- کائنات کی ہر شے زبانِ حال اور زبانِ قال سے اللہ کی تسبیح کر رہی ہے۔
- ii- اللہ نے تمام مخلوقات خاص طور پر اڑتے ہوئے پرندوں کو اپنی تسبیح اور ذکر کرنے کا طریقہ سکھا رکھا ہے۔
- iii- اللہ جانتا ہے کہ ہر مخلوق کس وقت کیا کر رہی ہے۔
- iv- اللہ ہی بادلوں کو اُٹھاتا' اُنہیں باہم ملاتا اور اُن سے بارش برساتا ہے۔
- v- اللہ ہی آسمان سے اولے برساتا ہے۔ اِن اولوں سے کسی کی کھیتی محفوظ رہتی ہے اور کسی کی

کھیتی برباد ہو جاتی ہے۔

vi- اللہ بادلوں کو ٹکرا کر بجلیاں پیدا کرتا ہے جو انسانوں کو بینائی سے محروم کر سکتی ہیں۔

vii- اللہ نے طرح طرح کی مخلوقات بنائیں جن میں کچھ رینگتی ہیں، کچھ دو پاؤں پر چلتی ہیں اور کچھ چار پاؤں پر۔ اللہ جو چاہتا ہے سو بناتا ہے۔

بلاشبہ مذکورہ بالا مظاہرِ قدرت میں بندوں کے لیے سبق آموزی، معرفتِ ربانی کے حصول کا سامان اور سیدھے راستے پر چلنے کی رہنمائی موجود ہے۔ اللہ ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۷ تا ۵۰

منافقانہ طرزِ عمل

یہ آیات منافقوں کا طرزِ عمل واضح کر رہی ہیں۔ منافقین دعویٰ کرتے ہیں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ پر ایمان کا لیکن عملی زندگی میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے گریز کرتے ہیں۔ جب اُنہیں شریعت کے مطابق فیصلوں کی طرف بلایا جاتا ہے تو اعراض کرتے ہیں۔ البتہ اگر اِن فیصلوں سے اپنے حق میں کوئی فائدہ ملنے کا امکان نظر آئے تو فوراً اُنہیں قبول کر لیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اُن کے دل ایمان سے محروم ہیں، اُنہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر اعتماد نہیں اور وہ بہت بڑی ناانصافی کر رہے ہیں۔

آیات ۵۱ تا ۵۲

مومنانہ طرزِ عمل

اِن آیات میں مومنوں کے طرزِ عمل کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ مومن وہی ہیں کہ جب شریعت کے مطابق فیصلہ کی طرف بلایا جائے تو فوراً سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا (ہم نے سنا اور قبول کیا) کہتے ہوئے حاضر ہو جاتے ہیں۔ وہ ہر معاملہ میں اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، صرف اللہ سے ڈرتے ہیں اور اُس کی نافرمانی سے پرہیز کرتے ہیں۔ ایسے خوش نصیب نہ صرف کامیاب بلکہ کامیابی کے بلند درجات پر پہنچنے والے ہیں۔ اللہ ہمیں بھی اِن میں شامل فرمائے۔ آمین!

آیت ۵۳

جھوٹی قسمیں مت کھاؤ

منافقین گھر کے آسائش و آرام کو چھوڑ کر دعوتِ دین یا جہاد و قتال کے لیے اللہ کی راہ میں نکلنے سے گریز کرتے ہیں۔ البتہ قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ جب بھی اللہ کے رسول ﷺ نے حکم دیا تو وہ نکل کھڑے ہوں گے۔ اِس آیت میں اُن سے کہا گیا کہ قسمیں کھانے کے بجائے مخلص اہلِ ایمان کی طرح اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔ بے شک جو تم کر رہے ہو وہ اللہ کے علم میں ہے۔

آیت ۵۴

رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری صرف حق پہنچا دینا ہے

اِس آیت میں حکم دیا گیا کہ ہر معاملہ میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو رسول ﷺ کے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے اور تمہاری نافرمانی کی سزا تم ہی کو ملے گی۔ البتہ اگر رسول ﷺ کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے۔ ایک ارشادِ نبوی ﷺ کے مطابق خدمتِ دین کے مشن میں اپنے امیر کی اطاعت بھی اِسی طرح لازم ہے بشرطیکہ امیر کا حکم خلافِ شریعت نہ ہو:

سَأَلَ سَلَمَةُ بْنُ يَزِيْدَ الْجُعْفِيّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ. فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ قَامَتْ عَلَيْنَا اُمَرَآءُ يَسْأَلُوْنَا حَقَّهُمْ وَيَمْنَعُوْنَا حَقَّنَا، فَمَا تَاْمُرُنَا؟ فَاَعْرَضَ عَنْهُ. ثُمَّ سَأَلَهُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ. ثُمَّ سَأَلَهُ فِي الثَّانِيَةِ اَوْ فِي الثَّالِثَةِ فَجَذَبَهُ الْاَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ. وَقَالَ: اسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا. فَاِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَّا حُمِّلُوْا وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ. (مسلم)

سلمہ بن یزید جعفیؓ نے اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ کیا رہنمائی فرماتے ہیں ایسی صورت کے لیے کہ ہمارے امیر ہم سے اپنے حقوق کا تقاضا کریں لیکن بذات خود ہمارے حوالے سے اپنی ذمہ داریاں پوری نہ کریں۔ آپ ﷺ نے اِس سوال کا جواب نہیں دیا۔ اُن صحابیؓ نے دوبارہ پوچھا۔ آپ ﷺ نے پھر جواب نہ دیا۔ اُنہوں نے تیسری بار پوچھا

تو حضرت اشعث بن قیسؓ نے اُنہیں کہنی ماری (یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ اللہ کے رسول ﷺ اِس سوال کو پسند نہیں فرما رہے)۔اس بار آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ''اُن کے احکامات سنو اور مانو کیونکہ اُن پر جوابدہی ان کے اپنے فرائض کی ہوگی اورتم پر جوابدہی تمہارے فرائض کی ہے''۔

آیات ۵۵ تا ۵۷

نظامِ خلافت آ کر رہے گا

اِن آیات میں بشارت دی گئی کہ اگر مسلمان اپنی استطاعت کے مطابق ایمان اوراعمالِ صالحہ کاحق ادا کردیں تو:

i- اللہ اُنہیں زمین میں خلافت عطا فرمائے گا۔

ii- اللہ دینِ اسلام کوسر بلندی اور غلبہ عطا فرمادے گا۔

iii- اللہ مسلمانوں کے لیے خوف کی حالت کوامن سے بدل دے گا۔

صحابہ کرامؓ کو یہ بشارتیں سن ۶ ھ میں دی گئیں۔اُنہوں نے ایمان اور اعمالِ صالحہ کا حق ادا کیا اور دو سال بعد ۸ ھ میں فتح مکہ کی صورت میں اللہ کے مذکورہ بالا وعدے پورے ہوگئے۔

اللہ کی یہ بشارت اِن شاءاللہ ایک بار پھر پوری ہونے والی ہے۔ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

عَنْ نُعمَانَ ؓ ابْنِ بَشِيرٍعَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ تَكُوْنُ النَّبُوَّةُ فِيكُمْ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْ فَعُهَا اللّٰهُ اِذَاشَآءَ اَنْ يَّرْفَعَها ثُمَّ تَكُوْنُ خَلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ فَتَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَااِذَاشَآءَ اَنْ يَّرْفَعَها ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًاعَاضًافَيَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اِذَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّرْفَعَها ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًاجَبْرِيًّا فَتَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اِذَاشَآءَ اَنْ يَّرْفَعَهَاثُمَّ تَكُوْنُ خَلَا فَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ (مسند احمد)

نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا(اے مسلمانو!) نبوت تمہارے درمیان رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔(یعنی نبی کریم ﷺ کی بنفس نفیس

موجودگی) پھر نبوت کے طریقہ پر خلافت کا دور آئے گا ، یہ دور بھی اُس وقت تک رہے گا جب تک اللہ چاہے گا ، پھر اُسے اُٹھا لے گا۔ پھر کاٹ کھانے والی بادشاہت ہوگی جو اُس وقت تک رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر اسے بھی ختم کردے گا۔ پھر مجبوری کا دور حکومت ہوگا جو اُس وقت تک رہے گا جب تک اللہ چاہے گا پھر اسے بھی ختم کردے گا۔ پھر نبوت کے طریقے پر خلافت کا دور آئے گا۔ پھر آپ ﷺ خاموش ہوگئے۔

البتہ جو لوگ ایمان اور عملِ صالح کی طرف توجہ نہ دیں تو ایسے لوگ اللہ کی نظر میں فاسق ہیں۔ اعمال صالحہ سے مراد یہ ہے کہ نماز قائم کی جائے‘ زکوٰۃ دی جائے اور زندگی کے جملہ معاملات میں اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کی جائے۔ بلاشبہ کافر وقتی طور پر زمین دندنا رہے ہوتے ہیں لیکن وہ اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ اللہ اُنہیں تباہ و برباد کردے گا اور اپنے بندوں کو زمین کی خلافت ضرور عطا فرمائے گا۔ بقول اقبال ؎

آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش — اور ظلمت رات کی سیماب پا ہوجائے گی
پھر دلوں کو یاد آجائے گا پیغامِ سجود — پھر جبیں خاکِ حرم سے آشنا ہوجائے گی
آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں — محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہوجائے گی
شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے — یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

آیات ۵۸ تا ۵۹

گھر کے اندر پردے کے لیے احکامات

اِن دو آیات میں گھر کے اندر کے پردہ کے دو احکامات دیے گئے:

i- تین اوقات میں بچے اور گھر میں موجود غلام اور کنیزیں صاحبِ خانہ کے خلوت کے کمرہ میں نہ آئیں۔ نمازِ فجر سے قبل‘ نمازِ ظہر کے بعد اور نمازِ عشاء کے بعد۔

ii- چھوٹے بچے دوسروں کے گھروں میں بلا روک ٹوک داخل ہو سکتے ہیں۔ البتہ جب وہ بالغ ہوجائیں تو بغیر صاحبِ خانہ کی اجازت کے گھر میں داخل نہ ہوں۔

آیت ۶۰

بوڑھی خواتین کے لیے پردہ کے حکم میں رعایت

ایسی بوڑھی خواتین جن کے اب نکاح کا امکان نہیں ہے' کھلے چہرہ کے ساتھ نامحرم مردوں کے سامنے آسکتی ہیں۔ البتہ وہ کسی قسم کی زیب و زینت اور آرائش کا اہتمام نہ کرتے ہوئے یہ رعایت حاصل کرسکتی ہیں۔ ہاں بہتر یہی ہے کہ وہ اِس رعایت کو اختیار نہ کریں۔ بلاشبہ جو خواتین بلوغت سے پردہ کا اہتمام کرتی ہیں وہ بڑھاپے میں بھی اس پر کاربند ہوتی ہیں۔ آج بھی بڑی بوڑھیاں پردہ میں ہوتی ہیں لیکن نئی نسل سے تعلق رکھنے والی جوان خواتین، مغربی تہذیب کے رنگ میں رنگی ہوئی، نیم عریاں لباس میں نظر آتی ہیں۔ بقول اکبرالہ آبادی ؒ

میں نے دیکھا ہے کہ فیشن میں الجھ کر اکثر — تم نے اسلاف کی عزت کے کفن بیچ دیے
نئی تہذیب کی بے روح بہاروں کے عوض — اپنی تہذیب کے شاداب چمن بیچ دیے

آیت ۶۱

دوسروں کے گھروں میں جانے کی اجازت

سورۂ نور میں جب گھر کے اندر کے پردہ کے احکامات آئے تو صحابہ کرامؓ نے دوسروں کے گھروں میں جانا ہی چھوڑ دیا۔ اِس آیت میں اُنہیں اجازت دی گئی کہ وہ اپنے رشتہ داروں اور احباب کے گھروں میں جاسکتے ہیں اور وہاں کھانا کھاسکتے ہیں' بشرطیکہ محرم اور نامحرم کی تمیز اور پردہ کے احکامات کا خیال رکھا جائے۔ کسی بھی گھر میں داخل ہوتے ہوئے گھر والوں کے لیے دُعا کی جائے کہ اللہ انہیں سلامتی، برکت اور پاکیزگی عطا فرمائے۔

آیات ۶۲ تا ۶۳

نظمِ جماعت

یہ آیات بیان کررہی ہیں کہ حقیقی مومن وہ ہیں جو اجتماعی کاموں کو ذاتی کاموں پر ترجیح دیتے ہیں۔ اجتماعی کام سے غیر حاضر نہیں ہوتے جب تک نبی اکرم ﷺ یعنی امیرِ جماعت سے اجازت نہ لے لیں۔ پھر امیرِ جماعت کا اختیار ہے کہ اُنہیں اجازت دے یا نہ دے۔ پھر امیر

کو ہدایت دی گئی کہ جسے اجازت دیں اُس کے لیے دُعائے استغفار کریں کیوں کہ اُس نے اجتماعی کام کو چھوڑ کر ذاتی کام کو زیادہ اہمیت دی ہے۔تمام اہلِ ایمان کو ہدایت دی گئی کہ وہ اجتماعی کام کے لیے پکار کو عام پکار نہ سمجھیں۔جو لوگ چپکے سے اجتماعی کاموں کے درمیان سے کھسک جاتے ہیں اللہ اُن سے واقف ہے۔اندیشہ ہے کہ اُنہیں اِس حرکت کی سزا ملے گی۔ اللہ ہمیں دین کے غلبہ کے لیے کسی اجتماعی نظم کے ساتھ جڑنے اور پھر اِس نظم کی مکمل پابندی کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

آیت ۶۴

اللہ جانتا ہے ہم کس حال پر ہیں؟

اِس آیت میں خبردار کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہم کس حال پر ہیں۔مومن ہیں یا منافق‘ پردہ کے احکامات کا پاس کرنے والے ہیں یا اُن سے گریز کرنے والے اور نظمِ جماعت کی پابندی کرنے والے ہیں یا اُس کی خلاف ورزی کرنے والے۔عنقریب اللہ کے سامنے روزِ قیامت حاضر ہوں گے اور ہمیں ہماری حقیقت سے آگاہ کر کے بدلہ دے دیا جائے گا۔اللہ ہمیں اپنی رضا کے مطابق طرزِ عمل اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

سورۂ فرقان

حق و باطل میں فرق کرنے والی سورۂ مبارکہ

اِس سورۂ مبارکہ میں مشرکینِ مکہ کے دعوتِ حق پر دس اعتراضات بیان کر کے اُن کا جواب دیا گیا۔حق کا حق ہونا واضح کر دیا گیا اور باطل کا باطل ہونا ثابت کر دیا گیا۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۳: اللہ کی عظمت و قدرت کا بیان
- آیات ۴ تا ۳۴: مشرکینِ مکہ کے اعتراضات اوران کا جواب
- آیات ۳۵ تا ۴۴: رسولوں کی قوموں کے ساتھ کشمکش
- آیات ۴۵ تا ۶۲: اللہ کی نعمتیں اور قدرتیں

- آیات ۶۳ تا ۷۶: قرآن کا انسانِ مطلوب
- آیت ۷۷: مشرکینِ مکہ کے لیے آخری دھمکی

آیات ۱ تا ۳

اللہ کی عظمت اور قدرت

اِن آیات میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی عظمت وجلال اور بے مثال قدرتوں کو اِس طرح واضح کیا گیا:

i- اللہ ہی نے اپنے بندہ ﷺ پر ایسی کتاب نازل فرمائی جو حق اور باطل میں تمیز کرنے والی ہے تا کہ وہ اِس کے ذریعہ تمام جہان والوں کو خبردار کر دیں۔

ii- آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

iii- اللہ کی کوئی اولاد نہیں۔

iv- اللہ کے ساتھ اُس کے اختیار میں کوئی شریک نہیں۔

v- اللہ ہی نے ہر شے کو بنایا اور اُس کی تقدیر بھی طے فرما دی۔

اللہ کے سوا جن معبودوں کو پکارا جاتا ہے اُنہوں نے کچھ بھی نہیں بنایا۔ وہ سب تو خود مخلوق ہیں۔ وہ اپنے حوالے سے کسی نفع ونقصان کا فیصلہ نہیں کر سکتے ہیں اور نہ ہی اپنے جینے اور مرنے پر اختیار رکھتے ہیں۔ افسوس ہے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والوں کی عقل پر!

آیات ۴ تا ۶

قرآنِ حکیم پر دو اعتراضات

مشرکینِ مکہ کے قرآنِ حکیم کے حوالے سے دو اعتراضات اِن آیات میں بیان کیے گئے:

i- قرآنِ حکیم (معاذ اللہ) جھوٹ ہے جو حضرت محمد ﷺ نے خود سے تراشا ہے اور کوئی دوسری قوم اِس حوالے سے اُن کی مدد کر رہی ہے۔

ii- قرآنِ حکیم (معاذ اللہ) گزرے ہوئے قصوں کا مجموعہ ہے جو حضرت محمد ﷺ نے کہیں سے لے کر لکھ لیے ہیں اور وہی یہ صبح وشام سناتے رہتے ہیں۔

اعتراضات کے جواب میں ارشاد فرمایا گیا کہ قرآن اُس اللہ کا کلام ہے جو آسمان وزمین کے

تمام رازوں سے واقف ہے۔ وہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ البتہ قرآن پر اعتراض کرنے والے صاف جھوٹ بول رہے ہیں اور کھلی بے انصافی پر اتر آئے ہیں۔ اگر واقعی حضرت محمد ﷺ قرآن پیش کرنے کے لیے کسی قوم سے معاونت لے رہے ہیں تو اُنہیں چاہیے کہ کبھی اِس معاونت کے دوران چھاپہ مار کر رنگے ہاتھوں قرآن کی تیاری کرنے والوں کو بے نقاب کر دیں۔ وہ جھوٹے ہیں اور جانتے ہیں کہ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ بالکل خلافِ حقیقت ہے۔

آیات ۷ تا ۹

نبی اکرم ﷺ پر مشرکین کے پانچ اعتراضات

نبی اکرم ﷺ پر مشرکینِ مکہ کے پانچ اعتراضات اِن آیات میں مذکور ہیں:

i- یہ کیسے رسول ہیں جو عام لوگوں کی طرح خوراک کے محتاج ہیں اور بازاروں میں جا کر لین دین اور اشیاء کی قیمتوں میں کمی بیشی کراتے ہیں۔

ii- اگر یہ واقعی اللہ کے رسول ہیں تو اُن کے ساتھ ایک فرشتہ ہونا چاہیے جو لوگوں کو خبردار کرے کہ اللہ کے رسول آ رہے ہیں۔

iii- اگر یہ اللہ کے رسول ہیں تو اُن پر ہیرے جواہرات کا قیمتی خزانہ نازل ہونا چاہیے۔

iv- اگر یہ اللہ کے رسول ہیں تو اُن کے لیے ایک باغ لہلہانا چاہیے جس کے پھلوں سے یہ استفادہ کرتے رہیں۔

v- یہ رسول نہیں بلکہ معاذ اللہ ایک جادوزدہ انسان ہیں۔

اللہ نے اعتراضات پر تبصرہ فرماتے ہوئے افسوس کیا کہ مشرکین نبی اکرم ﷺ کے لیے کس قدر گھٹیا مثالیں بیان کر رہے ہیں۔ یہ گمراہ ہو چکے ہیں اور اِن کے ہدایت پر آنے کا کوئی امکان نہیں۔

آیات ۱۰ تا ۱۱

اعتراضات کا جواب

اِن آیات میں مشرکینِ مکہ کے نبی اکرم ﷺ پر اعتراضات کا جواب دیا گیا۔ فرمایا گیا کہ اگر اللہ چاہے تو نبی اکرم ﷺ کے لیے دنیا میں کئی باغات پیدا فرما دے جن کے نیچے سے نہریں

جاری ہوں اور آپ ﷺ کے لیے بڑے شاندار محلات کھڑے کر دے۔ مشرکین کا اصل مرض یہ ہے کہ وہ نہیں چاہتے کہ آخرت قائم ہو اور وہاں اُن کے جرائم کی اُن سے باز پرس ہو۔ لہٰذا انکارِ آخرت کے لیے وہ نبی اکرم ﷺ کی پوری دعوت کو جھٹلا رہے ہیں اور اُن ﷺ پر اعتراضات کر رہے ہیں۔ لیکن وہ کان کھول کر سن لیں کہ جو بھی آخرت کی جواب دہی کا انکار کرے گا اُس کے لیے اللہ نے دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔

آیات ۱۲ تا ۱۶

کون سا انجام پسند ہے؟ بدترین جہنم یا اعلیٰ ترین جنت

یہ آیات مشرکینِ مکہ کو غور و فکر کی دعوت دے رہی ہیں کہ دو انجاموں میں سے ایک کا انتخاب کر لو:

i- بدترین جہنم جسے دور سے جب کافر دیکھیں گے تو وہ جوش سے ابل رہی ہوگی اور دہاڑ رہی ہوگی۔ جب اُس میں داخل ہوں گے تو انتہائی تنگ جگہ میں ہوں گے اور باہم زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں گے۔ اب وہ وہاں موت کو پکاریں گے۔ کہا جائے گا کہ ایک نہیں اب کئی موتیں مانگو۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ ''اے اللہ! ہمیں جہنم کی آگ سے محفوظ فرما۔ آمین!

ii- اعلیٰ ترین جنت جو متقیوں کے لیے ہمیشہ ہمیش کا ٹھکانہ ہوگی۔ وہ جنت میں جو خواہش کریں گے وہ پوری کر دی جائے گی۔ یہ جنت اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ ہے جس کا اللہ کے نیک بندے دنیا میں سوال کیا کرتے تھے کہ:

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ (آل عمران:۱۹۴)

''اے ہمارے رب! ہمیں وہ تمام نعمتیں عطا فرما جس کا آپ نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے''۔

آیات ۱۷ تا ۱۹

جنہیں شریک ٹھہرایا تھا وہی مشرکین کے خلاف گواہی دیں گے

مشرکین اللہ کے نیک بندوں کو اللہ کا شریک ٹھہرا کر سمجھتے ہیں کہ یہ روزِ قیامت اللہ کی بارگاہ میں

ہمارے لیے شفاعت کریں گے۔ یہ آیات آگاہ کررہی ہیں کہ جب اللہ اپنے محبوب بندوں سے پوچھے گا کہ کیا تم نے ان مشرکین کو شرک کرنے کی تلقین کی تھی؟ وہ صاف جواب دیں گے کہ ہمارے لیے ایسا کرنا ہرگز جائز نہ تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اے اللہ! تو نے اِن کو اور اِن کے باپ دادا کو دنیا میں ساز و سامان دیا جس کی وجہ سے یہ غفلت کا شکار ہوگئے۔ درحقیقت یہ لوگ تھے ہی بربادی کی طرف جانے والے۔ اب اللہ مشرکین سے فرمائے گا کہ تمہارے معبودوں نے تو تمہارے تصورات کا ردّ کر دیا ہے۔ اب تم عذاب کو ٹال نہیں سکتے۔ اب ہم شرک کرنے والوں کو بڑا عذاب دے کر رہیں گے۔

آیت ۲۰

مشرکین کے اعتراض کا جواب

اِس آیت میں مشرکین کے اٹھائے ہوئے ایک اعتراض کا جواب دیا گیا۔ آگاہ کیا گیا کہ اللہ نے اب تک جتنے رسول بھیجے ہیں' وہ سب کے سب انسان ہی تھے۔ اُن میں بشری کمزوریاں تھیں۔ وہ زندہ رہنے کے لیے خوراک کے محتاج تھے۔ ضروریات کے حصول کے لیے بازار جاتے تھے اور لین دین کرتے تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس وقت اہلِ باطل کی آزمائش اہلِ حق کے ذریعہ اور اہلِ حق کی آزمائش اہلِ باطل کے ذریعہ ہورہی ہے۔ اہلِ باطل یہ ماننے کو تیار نہیں تھے کہ اللہ نے ایک یتیم کو رسالت کے لیے چن لیا ہے اور یہ کہ نبی اکرم ﷺ کے وہ ساتھی ہدایت پر ہیں جو پیشہ کے اعتبار سے حقیر کام کرتے ہیں اور مالی اعتبار سے غربت سے دوچار ہیں۔ اِسی طرح اہلِ حق کا امتحان اہلِ باطل کے ذریعہ اِس طرح ہورہا ہے کہ اہلِ باطل اُن پر طنز و اعتراضات کے تیر برسا رہے ہیں اور تشدد کا بازار گرم کررہے ہیں۔ اب دیکھنا ہے کہ اہلِ حق صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ نہیں۔ اللہ سب کا طرزِ عمل دیکھ رہا ہے۔ وہ ظالموں کو سزا دے گا اور حق پر ڈٹ جانے والوں کو انعامات سے نوازے گا۔

خلاصۂ مضامینِ
قرآنِ حکیم



انیسواں پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی
ای میل: info@quranacademy.com
ویب سائٹ: www.quranacademy.com

خلاصہ مضامینِ قرآن

انیسواں پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝
وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَ نَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓئِکَۃُ اَوْ نَرٰی رَبَّنَا ؕ
لَقَدِ اسْتَکْبَرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِہِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا کَبِیْرًا۝

(الفرقان:۲۱)

آیات ۲۱ تا ۲۲

مشرکینِ مکہ کے دو اعتراضات

مشرکینِ مکہ اِس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ اُنہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور اعمال کی جوابدہی کے حوالے سے خبردار کریں۔ وہ آخرت میں جوابدہی کی حقیقت کو غلط ثابت کرنے کے لیے آپ ﷺ کی پوری دعوت ہی میں اعتراضات کے ذریعہ شکوک وشبہات پیدا کرنا چاہتے تھے۔ اِن آیات میں ان کے دو اعتراضات بیان کیے گئے ہیں:

i- اللہ فرشتے بھیج کر ہم پر براہِ راست وحی نازل کیوں نہیں کر دیتا؟

ii- اللہ بذات خود سامنے آکر کیوں نہیں بتاتا کہ محمد ﷺ میرے نبی اور قرآن میرا کلام ہے؟

اعتراضات کے جواب میں فرمایا گیا کہ جس روز فرشتے اِن کافروں کی جان نکالنے یا اِن پر عذاب نازل کرنے آئیں گے اُس روز اِن کافروں کے لیے کوئی اچھی خبر نہ ہوگی۔ اُس روز یہ فریاد کرتے ہوئے پکاریں گے کہ ہے کوئی پناہ گاہ جہاں وہ چھپ کر خود کو عذاب سے بچا سکیں؟

آیات ۲۳ تا ۲۴

کافروں کی نیکیوں کا انجام

یہ آیات واضح کر رہی ہیں کہ ایمان کے بغیر کیے گئے اعمال کی اللہ کے ہاں کوئی قدر نہیں۔ اللہ آگے بڑھ کر کافروں کی نیکیوں کو ٹھوکر مار کر ریزہ ریزہ کر دے گا۔ اِس کے برعکس ایمان کے

ساتھ نیکیاں کرنے والوں کو جنت میں حسین ٹھکانا اور بہترین نعمتیں عطا کی جائیں گی۔خاص طور پر دوپہر کے آرام کے لیے نہایت عمدہ مقام فراہم کیا جائے گا۔

آیات ۲۵ تا ۲۶

قیامت کا دن کافروں پر بھاری ہوگا

اِن آیات میں یہ منظر بیان کیا گیا کہ روزِ قیامت آسمان بادلوں سمیت پھٹ جائے گا۔اُس روز کل اختیار اللہ ہی کے ہاتھ میں ہوگا۔کافروں پر وہ دن بہت بھاری ثابت ہوگا۔فرشتے لگاتار اتریں گے اور اللہ کے حکم سے کافروں کو اُن کے کفر کی سزا دیں گے۔

آیات ۲۷ تا ۲۹

بری دوستی کا انجام

یہ آیات روزِ قیامت ایک ظالم انسان کی حسرت بھری فریاد بیان کر رہی ہیں۔وہ ندامت سے اپنا ہاتھ چباتے ہوئے پکارے گا کہ کاش میں نے رسول اللہ ﷺ کے راستے کی پیروی کی ہوتی۔کاش میں نے فلاں شخص سے دوستی نہ کی ہوتی۔میں نے جب بھی کسی نیکی کا ارادہ کیا اُس بدبخت نے مجھے نیکی سے دور رہنے اور گناہ کا کام کرنے کی پٹی پڑھائی۔

آیات ۳۰ تا ۳۱

اللہ کے رسول ﷺ کا شکوہ

اِن آیات میں اُس شکوہ کا بیان ہے جو روزِ قیامت اللہ کے رسول ﷺ، اللہ کی بارگاہ میں پیش فرمائیں گے۔وہ شکوہ یہ ہوگا کہ میری قوم نے قرآن جیسی عظیم نعمت کی ناقدری کی اور اِس سے کنارہ کشی کر لی۔آیت ۳۱ میں فرمایا کہ قرآن سے کنارہ کشی کرنے والے مجرم ہیں اور ہر نبی کے خلاف ایسے مجرم دشمن بن کر آتے رہے ہیں۔البتہ اللہ نے اِن دشمنوں کے عزائم کو ہمیشہ ناکام بنا دیا اور نبی ﷺ کی مدد کے لیے اسباب اور مخلص ساتھی فراہم کر دیے۔تفسیرِ عثمانی میں آیت ۳۰ کی وضاحت میں تحریر کیا گیا کہ:

’’آیت میں اگرچہ مذکور صرف کافروں کا ہے تاہم قرآن کی تصدیق نہ کرنا، اُس میں تدبر نہ کرنا، اُس پر عمل نہ کرنا، اُس کی تلاوت نہ کرنا، اُس کی تصحیحِ قرأت کی طرف توجہ نہ کرنا، اُس سے اعراض کر کے دوسری لغویات یا حقیر چیزوں کی طرف متوجہ ہونا، یہ سب صورتیں درجہ بہ درجہ ہجرانِ قرآن کے تحت میں داخل ہوسکتی ہیں‘‘۔

اللہ ہمیں قرآنِ مجید کے حوالے سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

آیات ۳۲ تا ۳۴

کافروں کا ایک اور اعتراض

کافر اعتراض کر رہے تھے کہ قرآن پورے کا پورا ایک ساتھ نازل کیوں نہیں ہوتا؟ محسوس ہوتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ تھوڑا تھوڑا کر کے قرآن بنا رہے ہیں اور ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ اِن آیات میں جواب دیا گیا کہ اللہ قرآن کو بتدریج حصوں میں نازل فرمارہا ہے تاکہ یہ نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی اور ثابت قدمی کا ذریعہ بنے۔ جستہ جستہ قرآن کا نزول سمجھنے اور یاد رکھنے کے لیے آسان ہے۔ جب بھی کوئی مسئلہ سامنے آتا ہے، کوئی اعتراض کیا جاتا ہے، کوئی سوال پوچھا جاتا ہے، کفار کی طرف سے ایذا پہنچائی جاتی ہے، اللہ قرآن کے نزول کے ذریعہ معاملہ حل کر دیتا ہے جس سے نبی ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو اطمینانِ قلب حاصل ہوتا ہے۔ دوسری طرف اعتراضات کرنے والے ذلیل ہوتے ہیں اور اُن کی ذلت اُس وقت انتہا کو پہنچ جائے گی جب اُنہیں اوندھے منہ گھسیٹ کر جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

آیات ۳۵ تا ۴۰

ماضی کی عبرتناک داستانیں

اِن آیات میں کئی قوموں کے عبرتناک انجام کا بیان ہے۔ اِن قوموں میں آلِ فرعون، قومِ نوحؑ، قومِ عاد، قومِ ثمود، کنوئیں والے اور قومِ لوطؑ شامل ہیں۔ رسولوں نے اِن قوموں کے سامنے حق کی دعوت پیش کرنے کا حق ادا کر دیا۔ بدقسمتی سے اِن قوموں کی اکثریت نے حق کی دعوت کا مذاق اڑایا اور پھر اللہ نے بھی اُنہیں تباہ کر کے ماضی کی عبرتناک داستان بنا دیا۔

آیات۴۱ تا ۴۲

گستاخانِ رسول کا برا انجام

مشرکینِ مکہ جب بھی نبی اکرم ﷺ کو دیکھتے تو آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے۔ آپ ﷺ کی رسالت کا مذاق اڑاتے اور بڑے فخر سے کہتے کہ اُنھوں نے تو ہمیں شرک سے ہٹانے کی بڑی کوشش کی لیکن ہم نے شرک پر جمے رہ کر اُن کی کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ اِن آیات میں گستاخانِ رسول کو خبردار کیا گیا کہ جب وہ شرک اور اپنی گستاخیوں کی بدترین سزا پائیں گے تو جان لیں گے کہ کون حق پر تھا اور کون پرلے درجہ کی گمراہی پر تھا؟

آیات ۴۳ تا ۴۴

نفس کی پیروی بھی شرک ہے

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ کچھ لوگوں کا معبود اُن کی خواہشاتِ نفس ہوتی ہیں۔ وہ اللہ کے احکامات کے بجائے نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔ بقول مولانا رومؒ:

نفس ماہم کم تر از فرعون نیست

لیک اُو را عون ، ایں را عون نیست

''ہمارا نفس کسی طرح بھی فرعون سے کم نہیں۔ اُس کے پاس لشکر تھا لہٰذا اُس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔

ہمارے نفس کے پاس لشکر نہیں اِس لیے یہ خدائی کا دعویٰ نہیں کرتا۔

نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والے انسان نہیں درحقیقت حیوان ہیں۔ وہ زندگی نہیں گزار رہے بلکہ زندگی اُنھیں گزار رہی ہے۔ اللہ ہمیں حیوانی تقاضوں سے بلند تر پاکیزہ مقصدِ زندگی اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ ایسا مقصدِ زندگی جس کی وجہ سے اللہ ہم سے راضی ہو جائے۔ یہ مقصدِ زندگی ہے صرف اور صرف اللہ ہی کی بندگی کرنا۔

آیات ۴۵ تا ۵۱

اللہ کی نعمتیں ہی نعمتیں

اِن آیات میں اللہ کی کئی نعمتوں کا تذکرہ ہے۔ سایہ، دھوپ، سورج، دن، رات، نیند، ٹھنڈی

ہوائیں، بارش، پانی اور پانی کی گردش کا نظام (جس سے سارا سال انسانوں اور دیگر مخلوقات کو تازہ پانی فراہم ہوتا رہتا ہے) بلاشبہ اللہ ہی کی عطا کردہ نعمتیں ہیں۔ بدقسمتی سے انسانوں کی اکثریت اِن نعمتوں سے استفادہ کر کے کام وہ کرتی ہے جو اللہ کو ناراض کرنے والے ہیں۔ واقعی انسانوں کی اکثریت بڑی ہی احسان فراموش ہے۔

آیت ۵۲

جہاد بالقرآن

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ کفار کے خلاف قرآنِ حکیم کے ذریعہ جہاد کریں۔ جہاد بالقرآن یہ ہے کہ قرآن کے ذریعہ اُن پر حق کو واضح کرنا، اُن کے باطل عقائد کی نفی کرنا اور اُن کے اعتراضات و سوالات کے جوابات دے کر اُن پر اتمامِ حجت کرنا۔ نبی اکرم ﷺ نے نبوی زندگی کے پورے ۲۳ برس جہاد میں گزارے۔ اِن میں سے ۱۵ برس تک آپ ﷺ نے صرف جہاد بالقرآن کیا اور دعوت کے ذریعے منظّم اور تربیت یافتہ ساتھیوں کی ایک جماعت تیار کر لی۔ بقیہ ۸ برس آپ ﷺ نے جہاد بالقرآن بھی جاری رکھا اور اِس کے ساتھ ساتھ منظّم جماعت کے ذریعہ عسکری جہاد کر کے دینِ حق کو غالب کر دیا۔ گویا آپ ﷺ کے جہاد میں جہاد بالقرآن کو زیادہ اہمیت حاصل رہی۔ بقول اکبر الہ آبادی ؎

خدا کے کام دیکھو بعد کیا ہے اور کیا پہلے
نظر آتا ہے مجھ کو بدر سے غارِ حرا پہلے

غارِ حرا سے جہاد بالقرآن شروع ہوا اور بدر سے عسکری جہاد۔ اللہ ہمیں بھی ابتدائی طور پر قرآن سیکھنے اور دوسری تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم بھی ایسی منظّم جماعت فراہم کر لیں جو غلبۂ دین کی جدوجہد کے آئندہ مراحل کے لیے اپنا کردار ادا کر سکے۔ آمین

آیات ۵۳ تا ۵۵

اللہ کی کچھ اور نعمتیں

یہ آیات اللہ کی وہ نعمتیں بیان کر رہی ہیں جن کا تعلق پانی سے ہے۔ اللہ نے پانی کے دو طرح

کے سوتے بہادیئے ہیں۔ایک کا ذائقہ کڑوا اور نمکین ہے جبکہ دوسرا میٹھا اور پیاس بجھانے والا ہے۔ دونوں باہم بہتے ہیں لیکن اُن کے درمیان ایک ایسا پردہ ہے جس سے اُن کی آپس میں آمیزش نہیں ہوسکتی۔ پھر اللہ نے پانی ہی سے انسان کو تخلیق فرمایا اور اُس کی سہولت و مدد کے لیے دو طرح کے رشتہ دار بنائے۔ایک پیدائش کے سبب سے اور دوسرے نکاح کی وجہ سے۔ بلاشبہ اللہ کے احسانات بے شمار ہیں۔البتہ انسانوں کی اکثریت کی احسان فراموشی ہے کہ وہ اللہ کے سوا ایسی ہستیوں کو معبود بناتی ہے جو نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی نقصان۔ اللہ ہی اِن ناشکروں کو اپنی روش پر توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

آیات ۵۶ تا ۶۰

اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی عظمت

اِن آیات میں اللہ نے پہلے اپنے حبیب ﷺ کی اور پھر اپنی عظمت کا اظہار فرمایا۔ اللہ کے رسول ﷺ نیک لوگوں کو بہترین انعامات کی بشارت دینے والے اور گناہ گاروں کو برے انجام سے خبردار کرنے والے ہیں۔آپ ﷺ کی تبلیغ بالکل بے غرض و بے لوث ہے جس کا مقصد صرف اور صرف نوعِ انسانی کی خیر خواہی ہے۔آپ ﷺ کا بھروسہ اسباب یا لوگوں پر نہیں بلکہ عظمتوں والے اللہ پر ہے۔آپ ﷺ اُسی اللہ کی تسبیح و حمد کرتے ہیں جو زندۂ جاوید اور تمام انسانوں کے اعمال سے واقف ہے۔اُسی نے پوری کائنات بنائی اور وہی اِس کائنات کا تن تنہا مالک ہے۔ بلاشبہ وہ رحمان ہے یعنی انتہائی رحم کرنے والا۔کوئی مانے یا نہ مانے اللہ تعالیٰ تو بلندیوں کی معراج پر ہے۔البتہ یہ مشرکینِ مکہ کی محرومی ہے کہ جب اُنہیں کہا جاتا ہے کہ رحمان کو سجدہ کریں تو وہ اللہ کی رحمان والی شان ہی کا انکار کر دیتے ہیں اور اِن بدبختوں کی سرکشی مزید بڑھ جاتی ہے۔اللہ ہم سب کو ایسی جاہلانہ روش اختیار کرنے سے محفوظ فرمائے۔آمین!

آیات ۶۱ تا ۶۲

اللہ کی نشانیوں پر غور ...... تذکر و تشکر کا ذریعہ

یہ آیات اللہ کی نشانیوں پر غور و فکر کے ثمرات بیان کر رہی ہیں۔ستاروں سے جگمگاتا ہوا آسمان،

جلتا ہوا سورج، چمکتا ہوا چاند اور ایک دوسرے کا تعاقب کرتے ہوئے دن رات اللہ کی عظیم نشانیاں ہیں۔ اِن نشانیوں پر غور وفکر سے ایک طرف تو اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے یعنی یہ یقین دل میں پیدا ہوتا ہے کہ کوئی عظیم خالق وقادر ہستی ہے جس نے اُنہیں بنایا ہے اور وہی یہ نظامِ کائنات چلا رہا ہے۔ دوسری طرف اللہ کے لیے شکر کے جذبات پیدا ہوتے ہیں کیونکہ یہ تمام نعمتیں انسانوں کے استفادہ کے لیے ہی بنائی گئی ہیں۔ گویا اللہ کی آیات پر غور فکر کا حاصل ہے تذکر وتشکر۔

اَللّٰھُمَّ اَعِنَّا عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ

اے اللہ ہمیں اپنے ذکر، اپنے شکر اور اچھی طرح سے اپنی عبادت کی توفیق عطا فرما۔ آمین!

آیات ۶۳ تا ۶۷

اللہ کے محبوب بندوں کے پانچ اوصاف

اِن آیات میں اللہ کے محبوب بندوں کے پانچ اوصافِ حمیدہ کا ذکر ہے:

i- وہ خود کو آقا نہیں بندہ سمجھتے ہیں اور بڑی عاجزی وانکساری سے پیش آتے ہیں۔

ii- دعوت وتبلیغ کے دوران اگر کوئی جذباتی انسان اُن سے الجھنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ بڑی خوبصورتی کے ساتھ سلام کہہ کر علیحدہ ہو جاتے ہیں۔

iii- وہ طویل قیام وسجود کے ساتھ نمازِ تہجد کا اہتمام کرتے ہیں۔

iv- وہ جہنم کی ہولناکی سے لرزاں وترساں رہتے ہیں اور اِس سے محفوظ رہنے کے لیے اللہ کی بارگاہ میں دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

v- وہ مال خرچ کرتے ہوئے میانہ روی سے کام لیتے ہیں۔ نہ بخل کرتے ہیں اور نہ ہی اسراف۔

آیات ۶۸ تا ۷۱

بڑے بڑے گناہ اور اُن سے توبہ کے ثمرات

اِن آیات میں شرک، قتلِ ناحق اور زنا کو بڑے گناہ قرار دیا گیا۔ وعید سنائی گئی کہ جس نے اِن

گناہوں کا ارتکاب کیا وہ سزا پا کر رہے گا۔ روزِ قیامت اُس کی سزا میں مزید اضافہ کیا جائے گا۔ یہ عذابِ قبر کی طرف اشارہ ہے۔ قیامت سے پہلے اُسے عذابِ قبر کا سامنا کرنا پڑے گا اور پھر روزِ قیامت مزید بڑے عذاب یعنی آتشِ جہنم میں جلنا ہوگا۔ البتہ اگر کوئی سچی توبہ کر لے تو سزا سے بچ جائے گا۔ سچی توبہ یہ ہے کہ اللہ سے بڑی ندامت کے اظہار کے ساتھ بخشش کی التجا کرے، اللہ کی طرف پلٹنے کے عزم کا اظہار کرے، اپنے اُس ایمان کو پھر سے تازہ کرے جس میں کمی کی وجہ سے گناہوں میں ملوث ہوا، اگر کسی بندہ کا حق مارا ہے تو اُسے راضی کرے اور اب ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنا شروع کر دے۔ ایسے لوگوں کی توبہ نہ صرف قبول کی جائے گی بلکہ اللہ اُن کے نامۂ اعمال میں برائیوں کی جگہ اچھائیاں تحریر فرما دے گا۔ آخر میں اِس بات پر روز دیا گیا کہ سچی توبہ اُسی کی ہے جس کی زندگی توبہ کے بعد پاکیزہ اور نیکیوں سے آراستہ ہوگئی ہو۔ زندگی کے رُخ کا نیکیوں کی طرف پلٹ جانا توبہ کی قبولیت کی علامت ہے۔

آیات ۷۲ تا ۷۴

اللہ کے محبوب بندوں کی چار صفات

یہ آیات اللہ کے محبوب بندوں کی چار صفات بیان کر رہی ہیں:

i- اللہ کے محبوب بندے جھوٹ بولنا تو درکنار کسی ایسی محفل میں موجودگی تک گوارا نہیں کرتے جہاں جھوٹ بولا جا رہا ہو یا جھوٹ پر مبنی کوئی معاملہ طے پا رہا ہو۔

ii- اللہ کے محبوب بندے کسی لایعنی بات میں ملوث ہونا تو درکنار بلکہ ایسی جگہ کھڑا ہونا بھی پسند نہیں کرتے جہاں وقت کی بربادی کی کوئی سرگرمی انجام دی جا رہی ہو۔

iii- اللہ کے محبوب بندوں کو جب اللہ کی آیات کے ذریعہ نصیحت کی جاتی ہے تو اُسے پوری توجہ اور عمل کی نیت سے سنتے ہیں۔

iv- اللہ کے محبوب بندے اپنی بیویوں اور اولادوں کے لیے پارسائی کی دعائیں کرتے ہیں اور اللہ سے التجا کرتے ہیں کہ روزِ قیامت اُنہیں ایک ایسے گھرانے کے سربراہ کے طور پر حاضر کیا جائے جو متقیوں پر مشتمل ہو۔

آیات ۷۵ تا ۷۶

اللہ کے محبوب بندوں کا حسین انجام

روزِ قیامت اللہ کے محبوب بندوں کا استقبال سلامتی کی دعاؤں کے ساتھ کیا جائے گا۔ اُنہیں دنیا میں ایثار وقربانی کے بدلہ کے طور پر جنت کے بالا خانے عطا کیے جائیں گے۔ بلاشبہ جنت بہت ہی حسین مقام ہے۔ اُن انبیاء وشہداء کے لیے بھی جو فی الحال عارضی طور پر وہاں مقیم ہیں اور اُن تمام سعادت مندوں کے لیے بھی جو روزِ قیامت مستقل طور پر وہاں داخل کر دیے جائیں گے۔ اے اللہ ہم سب کو اپنے محبوب بندوں میں شامل فرما اور جنت الفردوس عطا فرما۔ آمین!

آیت ۷۷

مشرکینِ مکہ کے لیے دھمکی

اِس آیت میں مشرکینِ مکہ کو خبردار کر دیا گیا کہ تم دعوتِ حق پر بے بنیاد اعتراضات کر رہے ہو جس کا برا نتیجہ نکل کر رہے گا۔ تم پر فوری عذاب بھی نازل کیا جا سکتا ہے لیکن اللہ کی سنت ہے کہ پہلے دعوت کے ذریعہ اتمامِ حجت کر دیا جائے۔ اگر تم نے اتمامِ حجت کے باوجود اپنی مجرمانہ روش سے توبہ نہ کی تو پھر سنگین نتائج اور دردناک عذاب کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

سورۂ شعراء

مشرکینِ مکہ پر اتمامِ حجت

یہ سورۂ مبارکہ آیات کی تعداد کے اعتبار سے سب سے طویل مکی سورۃ ہے۔ اِس سورۃ کے مضامین مشرکینِ مکہ پر آخری حجت کا درجہ رکھتے ہیں۔ اِس سورۃ میں اللہ کی قدرتیں بیان کرنے کے بعد آٹھ بار یہ الفاظ آئے ہیں کہ :

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَمَا کَانَ اَکۡثَرُھُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿﴾ وَاِنَّ رَبَّکَ لَھُوَالۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿﴾

''یقیناً اِس میں ہے نشانی اور اُن کی اکثریت ایمان لانے والی نہیں ہے اور بے شک

اے نبی ﷺ آپ کا رب زبردست ہے رحم کرنے والا‘‘۔

مراد یہ ہے کہ جو اللہ کی نشانیاں دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے تو اللہ العزیز (بہت زبردست) ہے یعنی فوراً عذاب دے سکتا ہے۔ البتہ وہ الرحیم (رحم کرنے والا) بھی ہے لہٰذا اصلاح کے لیے مہلت دیتا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۹ مشرکینِ مکہ پر اتمامِ حجت کا اعلان
- آیات ۱۰ تا ۱۹۱ مجرم قوموں کی داستانیں ...... مشرکینِ مکہ کے لیے عبرت
- آیات ۱۹۲ تا ۲۲۷ عظمتِ قرآن

آیات ۱ تا ۴

نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ قرآنِ کریم کی تعلیمات بالکل واضح ہیں۔ اِس کے باوجود مشرکینِ مکہ اِن پر ایمان لانے سے اعراض کر رہے تھے۔ اُن کی اِس روش پر نبی اکرم ﷺ انتہائی غمگین تھے۔ اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کی دلجوئی فرماتے ہوئے اُنہیں مشرکین کے حال پر افسوس نہ کرنے کی تلقین فرمائی۔ آپ ﷺ کی تسلی کے لیے فرمایا کہ اگر اللہ چاہے تو ایسا معجزہ دکھا دے کہ تمام لوگ ایمان لانے پر مجبور ہو جائیں۔ لیکن اللہ کو تو وہ ایمان مطلوب ہے جو بالغیب ہو۔

آیات ۵ تا ۹

مشرکین پر عذاب آنے والا ہے

اِن آیات میں مشرکینِ مکہ کی مجرمانہ روش کا ذکر ہے۔ وہ اللہ کی کئی نشانیاں دیکھتے ہیں لیکن اللہ کی طرف نہیں پلٹتے بلکہ اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیمات کو حقارت سے ٹھکراتے ہیں۔ اب اُن پر حجت پوری ہو چکی ہے اور وہ عذاب سے دوچار ہونے والے ہیں۔ پھر جس طرح اللہ زمین کو اُس کے مردہ ہونے کے بعد دوبارہ زندہ کرتا ہے، اِسی طرح اُنہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا اور آخرت کے شدید عذاب کا مزا چکھائے گا۔

آیات ۱۰ تا ۱۷

حضرت موسیٰ ؑ کو فرعون کے پاس جانے کا حکم

یہ آیات وہ منظر بیان کر رہی ہیں جب حضرت موسیٰ ؑ پر نبوت کا ظہور ہوا۔ اللہ نے اُنہیں حکم دیا کہ مصر جا کر فرعون کو توحید کی دعوت دیں اور اُس سے بنی اسرائیل کو آزاد کرنے کا مطالبہ کریں۔ حضرت موسیٰ ؑ نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ فرعون کی قوم کا ایک آدمی قتلِ خطا کی صورت میں میرے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھ سے انتقام لیں گے لہٰذا میرے ساتھ میرے بھائی ہارون ؑ کو رسالت سے سرفراز کر کے بھیجا جائے۔ اللہ نے یہ درخواست منظور فرمائی اور دونوں بھائیوں کو اپنی مدد کی یقین دہانی کے ساتھ فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا۔

آیات ۱۸ تا ۲۲

فرعون کا طعنہ اور حضرت موسیٰ ؑ کا منہ توڑ جواب

جب حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت ہارون ؑ نے فرعون کو جا کر حق قبول کرنے کی دعوت دی تو اُس نے حضرت موسیٰ ؑ کو ایک طعنہ دیا۔ اُس نے کہا کہ ہم نے اپنے محل میں تمہاری پرورش کی لیکن تم نے احسان فراموشی کرتے ہوئے ہمارے ہی ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ حضرت موسیٰ ؑ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ مجھ سے یہ قتلِ خطا اُس وقت ہوا جب کہ میں ابھی حق کی تلاش میں تھا۔ اب اللہ نے مجھے حق سے آگاہ فرما کر نبوت سے سرفراز فرما دیا ہے، اور میری ماضی کی خطا کو معاف کر دیا ہے۔ البتہ ذرا اپنے گریبان میں جھانکو کہ تم مجھ پر پرورش کا احسان دھر رہے ہو اور تم نے میری پوری قوم کو اپنا غلام بنا رکھا ہے۔ یہ جواب سن کر فرعون نے فوراً گفتگو کا موضوع بدل دیا۔

آیات ۲۳ تا ۳۳

حقیقی رب کون ہے؟

اِن آیات میں حضرت موسیٰ ؑ اور فرعون کے درمیان دلچسپ مکالمہ کا بیان ہے۔ فرعون نے

پوچھا کہ تمام جہانوں کا رب کون ہے؟ حضرت موسیٰ ؑ نے جواب دیا کہ وہ ہستی جو تمام آسمانوں اور پوری زمین کا رب ہے۔یعنی زمین کے مشرقی حصہ کا بھی رب ہےاور مغربی حصہ کا بھی ۔ پھر وہ زمین پر موجود تمام انسانوں کا بھی رب ہےاور اُن تمام انسانوں کا بھی جو دنیا سے جا چکے ہیں ۔اِس جواب پر فرعون کو اپنے رب ہونے کے دعویٰ پر شرم محسوس ہوئی کیونکہ اُس کا اقتدار تو زمین کے انتہائی مختصر حصے یعنی مصر تک محدود تھا۔اُس نے بھرے دربار میں اپنی شرمندگی مٹانے کے لیے حضرت موسیٰ ؑ کو مجنون قرار دیا اور قید کرنے کی دھمکی دی۔البتہ جب حضرت موسیٰ ؑ نے اپنی لاٹھی پھینکی اور وہ خطرناک اَژدھا بن گئی تو فرعون کے ہوش ٹھکانے آ گئے۔اِسی طرح حضرت موسیٰ ؑ کے ہاتھ نے ید بیضاء کی صورت اختیار کی تو وہ اور مرعوب ہو گیا اور اُس نے دربار برخواست کر دیا۔

آیات ۳۴ تا ۴۸

حضرت موسیٰ ؑ اور جادوگروں کے درمیان مقابلہ

فرعون نے حضرت موسیٰ ؑ کے پیش کردہ معجزات کو جادو قرار دیا۔اُس نے اپنے سرداروں کے مشورہ سے طے کیا کہ حضرت موسیٰ ؑ کے معجزات کا توڑ ماہر جادوگروں کے ذریعہ سے کیا جائے۔ملک بھر سے تمام ماہر جادوگروں کو جمع کیا گیا۔جادوگروں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں پھینکیں اور فرعون کی جے کا نعرہ لگایا۔وہ لاٹھیاں اور رسیاں بظاہر رینگتے ہوئے سانپ محسوس ہوئے۔حضرت موسیٰ ؑ نے اپنا عصا پھینکا جس نے حقیقی اژدھے کی صورت اختیار کرتے ہوئے جادوگروں کی لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل لیا۔جادوگروں نے دیکھ لیا کہ حضرت موسیٰ ؑ کا عصا حقیقی اژدھا بنا ہے اور ایسا ہونا جادو کے ذریعہ ممکن نہیں ۔لہٰذا وہ بے اختیار سجدہ میں گر گئے اور حضرت موسیٰ ؑ کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لے آئے۔

آیات ۴۹ تا ۵۱

جادوگروں کی استقامت

یہ آیات ایمان لانے کے بعد جادوگروں کی استقامت بیان کر رہی ہیں ۔فرعون نے

اُنہیں ہاتھ پاؤں کاٹنے اور صلیب پر لٹکانے کی دھمکی دی۔ جادوگروں نے بڑے حوصلے سے جواب دیا کہ ہمیں اب اپنی زندگی کی کوئی پروا نہیں۔ ہم ربِ حقیقی پر ایمان لا چکے ہیں۔ امید ہے کہ وہ ہماری تمام خطاؤں سے درگزر فرمائے گا کیونکہ ہم نے حق کو سامنے آتے ہی قبول کرلیا ہے۔ اللہ ہم سب کو بھی دین پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۲ تا ۶۰

فرعون کا تعاقب

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ وہ ایک رات میں اپنی قوم کو لے کر نکل کھڑے ہوں۔ اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ فرعون نے اپنے لشکروں کے ساتھ حضرت موسیٰؑ کی قوم کا تعاقب کیا۔ گویا اللہ نے فرعونیوں کو آرام دہ گھروں اور حسین باغات سے نکالا اور تباہی کی طرف ہانک دیا۔ صبح کے وقت جب سورج طلوع ہو رہا تھا تو فرعون کے لشکر بنی اسرائیل کے بالکل قریب پہنچ گئے۔

آیات ۶۱ تا ۶۸

اللہ پر توکل کی اعلیٰ مثال

یہ آیات حضرت موسیٰؑ کے اللہ پر توکل کی اعلیٰ مثال کا ذکر کر رہی ہیں۔ جب بنی اسرائیل نے دیکھا کہ آگے سمندر ہے اور پیچھے سے فرعون کے لشکر قریب آ چکے ہیں تو فریاد کرنے لگے کہ ہم تو مارے گئے۔ حضرت موسیٰؑ نے اطمینان سے فرمایا: اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ (بے شک میرے ساتھ میرا رب ہے۔ وہ ضرور راستہ نکال دے گا)۔ اللہ کے حکم سے حضرت موسیٰؑ نے سمندر پر عصا مارا۔ سمندر پھٹ گیا۔ درمیان میں خشک راستہ بن گیا جس سے گزر کر بنی اسرائیل سمندر کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔ فرعون اور اُس کا لشکر جب راستہ کے درمیان میں تھے تو راستہ کے دونوں طرف کا پانی مل گیا اور وہ سب غرق ہو گئے۔

آیات ۶۹ تا ۷۷

بت پرستوں سے حضرت ابراہیمؑ کے سوالات

اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ اور بت پرستوں کے درمیان ایک مکالمہ کا ذکر ہے۔ حضرت

ابراہیمؑ نے اپنے والد اور قوم سے دریافت کیا کہ تم اللہ کے سوا کن کی عبادت کرتے ہو۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ پتھر کی مورتیوں کی۔ حضرت ابراہیمؑ نے شرم دلائی کہ غور تو کرو کیا یہ مورتیاں تمہاری پکار کو سنتی ہیں یا تمہیں نفع یا نقصان پہنچانے کا اختیار رکھتی ہیں۔ قوم لاجواب ہوگئی اور جواب دیا یہ ہمارے آباء واجداد کا طریقہ ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ معبودِ حقیقی اللہ کے سوا دیگر تمام معبود ہمارے خیر خواہ نہیں بلکہ دشمن ہیں۔ اِن کی عبادت معبودِ حقیقی کو ناراض کرنے والی ہے۔ اگر معبودِ حقیقی ناراض ہو گیا تو پھر ہماری بربادی وتباہی کو کون روک سکتا ہے؟

آیات ۷۸ تا ۸۲

ذکرِ معرفتِ ربانی ...... حضرت ابراہیمؑ کی زبانی

یہ آیات حضرت ابراہیمؑ کی زبان سے معرفتِ ربانی کے ایمان افروز بیان پر مشتمل ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ ہی نے مجھے پیدا فرمایا اور وہی مجھے ہر معاملہ میں سیدھی راہ کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔ وہی مجھے کھلاتا ہے اور وہی مجھے پلاتا ہے۔ جب میں اپنی بے احتیاطی سے بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔ پھر وہی مجھے موت دے گا اور وہی دوبارہ زندہ کرے گا۔ اُس مہربان ہستی سے میں امید کرتا ہوں کہ روزِ جزا وہ میری تمام خطاؤں کو معاف فرما دے گا۔

آیات ۸۳ تا ۸۹

حضرت ابراہیمؑ کی ایمان افروز دعائیں

حضرت ابراہیمؑ کی حسب ذیل ایمان افروز دعائیں اِن آیات میں نقل کی گئیں:

i- اے میرے رب مجھے حکمت جیسی خیرِ کثیر عطا فرما۔

ii- اے میرے رب مجھے دنیا اور آخرت میں صالحین کی رفاقت نصیب فرمایا۔

iii- اے میرے رب میرے بعد والوں میں بھی میرا ذکرِ خیر جاری وساری فرما یعنی مجھے ایسے اعمال کی توفیق عطا فرما کہ میں اُن کے لیے اُسوہ بن جاؤں اور وہ میری پیروی کریں۔

iv- اے میرے رب مجھے نعمتوں والی جنت کا وارث بنا۔

v- اے میرے رب میرے والد کی بخشش فرما اگرچہ وہ گمراہوں میں سے تھا۔

vi- اے میرے رب مجھے روزِ قیامت کی رسوائی سے محفوظ فرما۔ وہ روز کہ جب مال اور بیٹے کام نہ آئیں گے بلکہ وہ دل کام آئے گا جس پر نہ گناہوں کی آلودگی ہو اور نہ ہی غفلت کے پردے۔

اللہ ہم سب کے حق میں مذکورہ بالا دعائیں قبول فرمائے۔ آمین!

آیات ۹۰ تا ۱۰۴

جہنم میں گمراہوں کی آہ وزاری

یہ آیات روزِ قیامت کے احوال بیان کر رہی ہیں۔ اُس روز ایک طرف پرہیزگاروں کے لیے جنت کو آراستہ کیا جائے گا تو دوسری طرف جہنم کو گمراہوں کے قریب لے آیا جائے گا۔ پھر تمام گمراہ جہنم میں اوندھے منہ گرا دیے جائیں گے۔ اب گمراہ لوگ اپنے سرداروں پر لعن طعن کریں گے۔ وہ فریاد کریں گے کہ ہم نے کچھ مجرموں کے بہکاوے میں آکر تمہیں بڑا مانا اور تمہاری اطاعت کی جو بہت بڑی گمراہی ثابت ہوئی۔ ہائے آج کوئی ہمارا سفارشی نہیں اور نہ ہی کوئی گرم جوش حمایتی۔ اے کاش ہمیں دنیا میں دوبارہ لوٹنا نصیب ہو تو ہم بھی معبودِ حقیقی پر اُس کی توحید کے ساتھ ایمان لے آئیں گے۔ اللہ شرک کرنے والوں اور دنیا دار قائدین کی پیروی کرنے والوں کو اِن مضامین سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۰۵ تا ۱۱۰

حضرت نوحؑ کی بے لوث دعوت

اِن آیات میں حضرت نوحؑ کی دعوت کا بیان ہے۔ آپؑ نے اپنی قوم کے سامنے اپنے مثالی سیرت و کردار کو اپنی رسالت کی دلیل کے طور پر پیش کیا۔ قوم کو اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کی اور اِس کے لیے اُن سے اپنی اطاعت کا مطالبہ کیا۔ ساتھ ہی اُن پر واضح کر دیا کہ میں تم سے اِس تبلیغ پر کسی قسم کے اجر کا طلب گار نہیں ہوں۔

آیات ۱۱۱ تا ۱۲۲

قوم کا اعتراض اور حضرت نوحؑ کا جواب

حضرت نوحؑ کی دعوت کے جواب میں قوم کی اکثریت نے کہا کہ ہم کیسے آپ کی پیروی کریں۔ آپ کی پیروی کرنے والے تو ہمارے معاشرے کے گھٹیا یعنی غریب لوگ ہیں۔ حضرت نوحؑ نے جواب دیا کہ مجھے اِس سے سروکار نہیں کہ اُن کا کیا پیشہ ہے؟ میں ایسے نیک سیرت لوگوں کو نہیں چھوڑ سکتا۔ طویل عرصہ کی بحث کے بعد قوم نے حضرت نوحؑ کو سنگسار کرنے کی دھمکی دی۔ حضرت نوحؑ نے اللہ سے مدد کی درخواست کی۔ اللہ نے مدد فرمائی۔ حضرت نوحؑ اور اُن کے ساتھ اہل ایمان کو ایک کشتی کے ذریعہ محفوظ رکھا اور باقی پوری قوم کو ایک طوفان کے ذریعہ غرق کر دیا۔

آیات ۱۲۳ تا ۱۳۵

حضرت ہودؑ کی دعوت

یہ آیات حضرت ہودؑ کی دعوت بڑی وضاحت سے پیش کر رہی ہیں۔ اُنہوں نے اپنے کردار کی پاکیزگی کو بطورِ مثال پیش کرتے ہوئے اپنی رسالت کا اعلان کیا۔ قوم سے تقاضا کیا کہ اللہ کا تقوی اختیار کرو اور اِس کے لیے میری اطاعت کرو۔ میری یہ تمام دعوت بغیر کسی غرض کے ہے۔ تم بلند یادگاریں بنا کر وسائل کو ضائع کرتے ہو۔ عمارات کی مضبوطی پر بلا وجہ پیسہ برباد کرتے ہو اور محکوم قوموں کے ساتھ ظلم و زیادتی کرتے ہو۔ اُس اللہ کی نافرمانی سے بچو جس نے تمہیں بیٹے اور مویشی عطا کیے۔ حسین باغات دیے اور اُن میں پانی کے چشمے بہا دیے۔ اگر تم اپنی نافرمانیوں سے باز نہ آئے تو پھر مجھے تم پر ایک بڑے دن کا عذاب آنے کا خوف ہے۔

آیات ۱۳۶ تا ۱۴۰

قومِ ہودؑ کی ہٹ دھرمی

حضرت ہودؑ کی دعوت کو قوم نے حقارت سے رد کر دیا۔ اکڑ کر کہا کہ ہمیں نصیحت کرو یا نہ کرو ہم پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ ہم پر کوئی عذاب نہ آئے گا۔ ماضی میں بھی قوموں کو ایسی دھمکیاں دی جاتی رہی

ہیں۔آخر کار اللہ کا غضب بھڑک اٹھا اور اللہ نے انکار کرنے والے تمام مجرموں کو ہلاک کر دیا۔

آیات ۱۴۱ تا ۱۵۲

حضرت صالحؑ کی دعوت

اِن آیات میں حضرت صالحؑ کی دعوت مذکور ہے۔اُنہوں نے کہا کہ دیکھو میرا آج تک کا کردار میری سچائی پر شاہد ہے۔میں اللہ کا رسول ہوں۔میری اطاعت کرو اور اللہ کی نافرمانی سے بچو۔میں تم سے کسی اجر کا سوال نہیں کرتا۔غور کرو کیا تم ہمیشہ اِن دنیا کی نعمتوں سے استفادہ کرتے رہو گے۔خوبصورت باغات اور ٹھنڈے چشموں سے فیضیاب ہوتے رہو گے۔طرح طرح کی فصلوں اور ملائم کھجوروں سے لطف اندوز ہوتے رہو گے۔پہاڑوں کو تراش تراش کر آرام دہ گھر بناتے رہو گے۔نہیں ایک روز تمہیں اِن نعمتوں کا حساب دینا ہوگا۔لہٰذا اللہ کی بندگی کرو۔زمین میں فساد مچانے والوں کی پیروی مت کرو۔

آیات ۱۵۳ تا ۱۵۹

حضرت صالحؑ کی قوم کا تکبر

حضرت صالحؑ کی قوم یعنی قومِ ثمود نے حضرت صالحؑ کی دعوت کو بڑے تکبر سے رد کر دیا۔حضرت صالحؑ کی بشریت پر اعتراض کیا اور اُنہیں جادو زدہ قرار دے دیا۔اُن سے مطالبہ کیا کہ رسالت کے ثبوت کے طور پر کوئی نشانی پیش کریں۔اللہ نے نشانی کے طور پر ایک پہاڑ سے زندہ اونٹنی برآمد کر دی۔حضرت صالحؑ نے قوم کو آگاہ کیا کہ یہ اللہ کی اونٹنی ہے لہٰذا اِس کے کھانے اور پینے میں رکاوٹ نہ ڈالنا۔اگر تم نے اِسے بری نیت سے ہاتھ لگایا تو مارے جاؤ گے۔قوم نے اونٹنی کو ہلاک کر دیا اور پھر اللہ نے بھی ایک زلزلہ کے ذریعہ پوری قوم کو ملیا میٹ کر دیا۔

آیات ۱۶۰ تا ۱۶۶

حضرت لوطؑ کی دعوت

یہ آیات حضرت لوطؑ کی دعوت کی تفصیل بیان کر رہی ہیں۔حضرت لوطؑ نے اپنی رسالت کا

ثبوت اپنے اعلیٰ کردار کی مثال سے پیش کیا اور قوم سے مطالبہ کیا کہ میری بات مانو اور زندگی کے ہر معاملہ میں اللہ کی فرمانبرداری کرو۔ میری یہ نصیحت بالکل بے لوث اور بغیر کسی لالچ کے ہے۔تم جنسی جذبات کی تسکین کے لیے بیویوں کے پاس جانے کے بجائے ہم جنس پرستی کرتے ہو۔ بلاشبہ تم حد سے گزرنے والے ہو۔

آیات ۱۶۷ تا ۱۷۵

قوم لوطؑ کی جہالت

حضرت لوطؑ کی قوم نے حضرت لوطؑ کی دعوت کا مذاق اڑایا ورانُہیں اپنی بستی سے نکال دینے کی دھمکی دی۔ حضرت لوطؑ نے اللہ سے مدد کی التجا کی۔ اللہ نے حضرت لوطؑ اور اُن کے گھر والوں کو بحفاظت بستی سے نکال لیا۔ البتہ اُن کی بیوی بستی میں رہی اور بستی والوں کے ساتھ عذاب سے دوچار ہوئی۔ عذاب کی صورت یہ تھی کہ اللہ نے اُس بستی کو الٹ دیا وراُس پر کنکریوں کی بارش برسادی۔

آیات ۱۷۶ تا ۱۸۴

حضرت شعیبؑ کی دعوت

اِن آیات میں حضرت شعیبؑ کی دعوت کا مضمون ہے۔ اُنہوں نے جنگل والی قوم کے سامنے دعویٰ کیا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میرا صاف ستھرا کردار اِس کی دلیل ہے۔ میری اطاعت کرو اور اللہ کی نافرمانی سے بچو۔ میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا میرا اجر تو اللہ کے حوالے ہے۔ دیکھو ناپ تول میں کمی نہ کرو اور لوگوں کو اُن کا پورا حق دو۔ زمین میں نافرمانیاں کرتے نہ پھرو۔

آیات ۱۸۵ تا ۱۹۱

جنگل والوں کی رعونت

جنگل والی قوم نے حضرت شعیبؑ کی دعوت کا انکار کردیا۔ اُنہیں جادوزدہ قرار دے دیا اور بشر قرار دیتے ہوئے رسول ماننے سے انکار کردیا ورمطالبہ کیا کہ ہم پر آسمان کو گرادو ورنہ ہم سمجھیں گے کہ تم جھوٹے ہو۔ اللہ نے اُن منکرین کو سزادی اور اُن پر ایک ایسے دن عذاب آیا جس روز

سیاہ بادلوں نے پورے ماحول کو تاریک کر دیا تھا۔

آیات ۱۹۲ تا ۱۹۵

قرآن الفاظ کے ساتھ نازل ہوا

یہ آیات قرآنِ حکیم کی عظمت بیان کر رہی ہیں۔قرآنِ حکیم اللہ کا کلام ہے جسے حضرت جبرائیلؑ نے اللہ کے حکم سے نبی اکرم ﷺ کے مبارک قلب پر نازل کیا ہے۔ یہ نزول الفاظ کے ساتھ اور واضح عربی زبان میں ہوا ہے تاکہ نبی اکرم ﷺ اِس کے ذریعہ لوگوں کو کائنات کے اصل حقائق سے آگاہ فرما دیں۔بعض دانشوروں کا یہ تصور کہ قرآن کا پیغام تو اللہ کا ہے لیکن اِسے نبی اکرم ﷺ نے اپنے الفاظ میں بیان کر دیا ہے گمراہ کن ہے۔ اِس تصور کے ذریعہ ایسے عناصر فرشتوں کا انکار کرتے ہیں یعنی وحی کا نزول فرشتوں کے بغیر براہِ راست خیال کے ذریعہ نبی ﷺ کے قلب پر ہوا اور پھر آپ ﷺ نے اِس خیال کو اپنے الفاظ میں بیان کر دیا۔اللہ تمام گمراہیوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔آمین!

آیات ۱۹۶ تا ۱۹۷

سابقہ آسمانی کتابیں قرآن کی عظمت پر دلیل ہیں

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ قرآنِ کریم کے نزول کی پیشنگوئیاں سابقہ آسمانی کتابوں میں بھی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ بنی اسرائیل کے حق پرست علماء بھی قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے اور اِس کی تعلیمات کے برحق ہونے کی گواہی دے رہے ہیں۔

آیات ۱۹۸ تا ۲۰۹

قرآن پر ایمان نہ لانے والوں کا انجام

یہ آیات ایک مجرمانہ روش سے آگاہ کر رہی ہیں۔ وہ روش یہ ہے کہ قومیں واضح نشانیاں آنے کے باوجود اللہ کی کتابوں پر ایمان نہیں لاتیں اور پھر عذاب سے دوچار ہوتی ہیں۔اگر اہلِ مکہ کے سامنے کوئی عجمی بولنے والا نبی آکر واضح عربی میں قرآن پیش کرتا تو بھی وہ ایمان نہ لاتے۔ پھر جس طرح ماضی میں ایسی مجرم قوموں پر عذاب آیا تو اِسی طرح اِن مکہ والوں پر بھی

عذاب آ کر رہے گا۔ اب یہ فریاد کریں گے کہ کاش ہمیں مہلت مل جائے۔ البتہ جب عذاب آ جائے تو پھر مہلت نہیں دی جاتی۔ ہاں عذاب آنے سے پہلے بار بار خبردار کیا جاتا ہے۔

آیات ۲۱۰ تا ۲۱۲

قرآن کسی کاہن کا کلام نہیں

مشرکینِ مکہ بہتان لگاتے تھے کہ معاذ اللہ نبی اکرم ﷺ کاہن ہیں۔ شیاطینِ جن اِن پر قرآن لے کر اترتے ہیں۔ اِن آیات میں اِس بہتان کی زوردار نفی کی گئی۔ شیاطین کے لیے ممکن ہی نہیں کہ وہ قرآن لا سکیں کیونکہ وہ تو قرآن کی سماعت سے ہی محروم کر دیے گئے ہیں۔

آیات ۲۱۳ تا ۲۲۰

نبی اکرم ﷺ کے لیے خصوصی ہدایات

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ سے خصوصی خطاب ہے اور اُنہیں چند خصوصی ہدایات دی گئیں:

i- مشرکین کے دباؤ میں آ کر اُن کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہ کیجیے گا یعنی اُن کا یہ مطالبہ نہ مانیے گا کہ کچھ عرصہ آپ ﷺ اُن کے معبودوں کو پکاریں اور پھر وہ اتنے ہی عرصہ معبودِ واحد کو پکاریں گے۔

ii- اپنے قریبی رشتہ داروں کو آخرت میں ہونے والے حساب کتاب کے حوالے سے خبردار کرتے رہیں۔

iii- ایسے ساتھیوں کے ساتھ انتہائی شفقت سے پیش آئیں جو ایمان لا کر آپ ﷺ کی پیروی کر رہے ہیں۔

iv- اگر کوئی ساتھی آپ ﷺ کی نافرمانی کرے تو اُس کی تربیت کے لیے سرزنش کیجیے اور صاف کہہ دیجیے کہ میں تمہاری اِس روش سے بری الذمہ ہوں۔

v- اُس اللہ پر توکل کیجیے جو ہر وقت آپ ﷺ پر نظرِ کرم رکھتا ہے۔ آپ ﷺ تہجد میں قیام کرتے ہیں تو وہ آپ ﷺ کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ پھر جب آپ ﷺ دیگر ساتھیوں کی

تہجد کی نماز کا جائزہ لینے نکلتے ہیں وہ تب بھی آپ ﷺ پر نگاہ کرم رکھتا ہے۔ بلاشبہ وہ سب دیکھنے والا، سب سننے والا اور ہر بات کا جاننے والا ہے۔

آیات ۲۲۱ تا ۲۲۳

کاہنوں کا کردار

یہ آیات واضح کر رہی ہیں کہ کاہن لوگ پرلے درجہ کے جھوٹے اور مکار ہوتے ہیں۔ وہ ہر طرح کے گناہوں میں ملوث ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر شیاطینِ جن نازل ہوتے ہیں اور سنی سنائی باتیں اُن تک پہنچاتے ہیں۔ یہ باتیں بھی زیادہ تر جھوٹی خبروں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ جو لوگ نبی اکرم ﷺ جیسے اعلیٰ خلاق و کردار کی حامل ہستی کو کاہن قرار دیتے ہیں وہ غور کریں کہ کتنی بڑی ناانصافی کر رہے ہیں۔

آیات ۲۲۴ تا ۲۲۶

شاعروں کا کردار

اِن آیات میں شاعروں کی اکثریت کے کردار کے تین منفی پہلو بیان کیے گئے:

i- شاعروں کی پیروی کرنے والے گمراہ قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔

ii- شاعر ہر وادی میں بھٹکتے ہیں یعنی ہر محفل کا رنگ دیکھ کر اُسی کے مطابق شعر کہتے ہیں تاکہ داد اور نذرانے وصول کر سکیں۔

iii- وہ دعوے بڑے بڑے کرتے ہیں لیکن عمل کے اعتبار سے انتہائی پست کردار رکھتے ہیں۔

ایک طرف شاعروں کا مذکورہ بالا کردار رہا ہے جب کہ دوسری طرف نبی اکرم ﷺ کی شان ہے کہ آپ ﷺ کی پیروی کرنے والے انتہائی پارسا ہیں۔ آپ ﷺ ہر محفل میں ایک ہی دعوت پیش فرماتے ہیں اور لوگوں سے کسی اجر کے طلب گار نہیں ہیں۔ وہ لوگوں کو جس عمل کی دعوت دیتے ہیں سب سے پہلے خود اُس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ بلاشبہ ایسے لوگ بہت بڑے ناانصاف ہیں جو آپ ﷺ کو شاعر قرار دے رہے ہیں۔

آیت ۲۲۷

اچھے شاعروں کا کردار

اِس آیت میں اعتراف کیا گیا کہ شاعروں میں کچھ نیک سیرت بھی ہوتے ہیں جو ایمان لاتے ہیں ، شریعت کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں، شاعری کے ذریعہ اللہ کا ذکر اور اُس کی تعلیمات کو عام کرتے ہیں اور دینِ اسلام کے شعائر پر اعتراض کرنے والے شاعروں کے خبیث کلام کا منہ توڑ جواب دیتے ہیں۔ جو بد باطن دینِ اسلام کے شعائر پر اعتراض کرتے ہیں یا اُن کا مذاق اڑاتے ہیں، اُنہیں عنقریب اپنی اِس حرکت کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

سورہ ٔ نمل

اللہ کی بے مثال قدرتوں کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں اللہ کی کئی بے مثال قدرتوں کا بیان آیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۶ ایمان بالآخرت
- آیات ۷ تا ۱۴ حضرت موسیٰؑ پر ظہورِ نبوت
- آیات ۱۵ تا ۴۴ حضرت سلیمانؑ پر اللہ کی عنایات
- آیات ۴۵ تا ۵۳ قومِ ثمود کی بدبختی
- آیات ۵۴ تا ۵۸ قومِ لوطؑ کی خباثت
- آیات ۵۹ تا ۶۶ اللہ تعالیٰ کی عالی شان قدرتیں
- آیات ۶۷ تا ۸۲ مشرکینِ مکہ کے ساتھ کشمکش
- آیات ۸۳ تا ۹۰ ایمان بالآخرت
- آیات ۹۱ تا ۹۳ نبی اکرم ﷺ کے لیے تین ہدایاتِ ربانی

آیات ۱ تا ۶

ایمان بالآخرت کی اہمیت

یہ آیات سورۂ مبارکہ کی پرشکوہ تمہید ہیں۔ اِن میں آگاہ کیا گیا کہ قرآنِ کریم ایک واضح کتاب ہے جو ایسے مومنوں کے لیے ہدایت ہے جو نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں اور بالخصوص آخرت کے واقع ہونے پر پختہ یقین رکھیں۔ اِس کے برعکس جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے لیے دنیا کی عارضی سہولیات مرغوب کر دی جاتی ہیں۔ روزِ قیامت اُن کے لیے بدترین عذاب ہوگا اور وہ سب سے زیادہ خسارے میں ہوں گے۔ اِن حقائق سے وہ ہستی آگاہ فرما رہی ہے جو بڑی حکیم اور کامل علم رکھنے والی ہے۔

آیات ۷ تا ۱۴

حضرت موسیٰؑ پر ظہورِ نبوت

اِن آیات میں اُس واقعہ کا بیان ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ مدین سے واپس مصر آ رہے تھے۔ طور پہاڑ کے قریب اُنہوں نے آگ دیکھی۔ جب وہ آگ کے قریب پہنچے تو اللہ کی طرف سے ندا آئی کہ اے موسیٰؑ ! میں اللہ ہوں، تمام جہانوں کا رب، زبردست اور انتہائی حکمت والا۔ اِس کے بعد حضرت موسیٰؑ کو دو نشانیاں عطا کی گئیں۔ اُن کا عصا زمین پر گر کر سانپ کی صورت اختیار کر لیتا اور وہ اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر باہر نکالتے تو وہ چمک رہا ہوتا۔ اِس کے بعد حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا گیا کہ وہ اِن نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اُس کے سرداروں کے پاس جائیں اور اُنہیں زمین میں فساد سے روکیں۔ فرعون اور اُس کے سرداروں نے حضرت موسیٰؑ کی پیش کردہ نشانیوں کو جادو قرار دیا حالانکہ وہ باطنی طور پر جان چکے تھے کہ حضرت موسیٰؑ اللہ کے سچے نبی ہیں اور اُن کی پیش کردہ نشانیاں معجزات ہیں۔ اُنہوں نے انتہائی تکبر کے ساتھ حضرت موسیٰؑ کی دعوت کا مذاق اڑایا اور سرکشی کی روش جاری رکھی۔ آخر کار اللہ نے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔

آیات ۱۵ تا ۱۹

حضرت سلیمانؑ پر اللہ کا فضل

یہ آیات اُس فضل کی تفصیل بتا رہی ہیں جو اللہ نے حضرت داوٗدؑ اور حضرت سلیمانؑ پر کیا۔اُن دونوں کو اللہ نے علم کی دولت عطا کی ۔ پھر بار بار اپنا شکر ادا کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی۔ حضرت سلیمانؑ کو ایسے لشکر عطا کیے جن میں انسانوں کے علاوہ جنات اور پرندے بھی شامل تھے ۔ پھر اُنہیں پرندوں اور حشرات الارض کی بولیاں بھی سمجھنے کی صلاحیت عطا فرمائی ۔ ایک روز جب اُن کا لشکر ایک ایسی وادی سے گزرا جہاں چیونٹیوں کی کثرت تھی تو ایک چیونٹی نے پکار کر دیگر چیونٹیوں سے کہا کہ اپنے بلوں میں داخل ہو جاوٗ۔ایسا نہ ہو کہ حضرت سلیمانؑ کا لشکر تمہیں کچل دے۔اُس کی یہ پکار سن کر حضرت سلیمانؑ ہنس پڑے اور بے اختیار اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے عرض کیا :

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِکَ فِیْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۹﴾

’’اے میرے رب مجھے توفیق عطا فرما کہ میں شکر کروں تیری اُس نعمت کا جو تو نے مجھ پر کی اور میرے والدین پر کی اور مجھے توفیق عطا فرما تا کہ میں ایسا عمل کروں جس سے تو راضی ہو جائے اور مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل فرما‘‘۔آمین!

آیات ۲۰ تا ۲۸

ہُد ہُد کے ذریعہ قومِ سبا کا تعارف

اِن آیات میں حضرت سلیمانؑ کے لشکر میں شامل ایک پرندہ کی زبان سے یمن میں آباد قومِ سبا کا تعارف بیان کیا گیا ہے۔حضرت سلیمانؑ نے ایک روز اپنے لشکر کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ ہُد ہُد بغیر رخصت کے غائب ہے۔اُنہوں نے فرمایا کہ اگر وہ کوئی معقول عذر لے کر نہ آیا تو اُسے سزا دی جائے گی ۔ کچھ ہی دیر میں ہُد ہُد آ گیا۔اُس نے بتایا کہ وہ اڑتے اڑتے یمن تک گیا اور وہاں سبا نامی ایک قوم کو آباد پایا۔اُس کی حکمران ایک ملکہ ہے جسے ہر نعمت عطا کی گئی

ہے۔ خاص طور پر اُس کا تخت انتہائی نفیس اور قیمتی ہے۔ وہ قوم شیطان کی گمراہی کے تحت سورج کی پرستش کرتی ہے حالاں کہ معبودِ حقیقی اللہ ہے۔ وہ اللہ جو پوری کائنات کا مالک ہے۔ کائنات کے پوشیدہ خزانوں کو ظاہر فرماتا رہتا ہے۔ تمام انسانوں کے رازوں سے واقف ہے اور بلاشبہ سب سے عظیم تخت کا مالک ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے ہُدہُد کے حوالے اپنا خط کیا کہ جا کر ملکہ سبا کو دے آؤ اور پھر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اِس کا کیا جواب دیتی ہے۔

آیات ۲۹ تا ۳۳

ملکہ سَبا کی مشاورت

ملکہ سَبا کو جب حضرت سلیمانؑ کا خط ملا تو اُس نے فوراً اپنی ریاست کے تمام عمائدین کو جمع کیا۔ اُنہیں حضرت سلیمانؑ کا خط پڑھ کر سنایا۔ اِس خط میں حضرت سلیمانؑ نے قومِ سبا کو پیغام بھیجا تھا کہ میری اطاعت قبول کر کے میرے دربار میں حاضر ہو جاؤ۔ ملکہ نے عمائدین سے کہا کہ میں بغیر مشاورت کے کوئی فیصلہ نہیں کرتی۔ اب بتاؤ کہ حضرت سلیمانؑ کے پیغام کا جواب ہم کس طرح دیں؟ عمائدینِ سلطنت نے کہا کہ ہمیں پوری طاقت سے اُن کا مقابلہ کرنا چاہیے اور ہم اِس کے لیے تیار ہیں۔ البتہ فیصلے کا اختیار آپ کو ہے آپ جو چاہیں فیصلہ کر لیں۔

آیات ۳۴ تا ۳۵

ملکہ سَبا کا حکیمانہ قول

اِن آیات میں ملکہ سَبا کا حکیمانہ قول نقل کیا گیا جس میں ایک ایسی حقیقت بیان ہوئی ہے جو ہر دور میں نظر آتی ہے۔ بلاشبہ ہر دور میں بادشاہوں کی اکثریت محکوم علاقوں میں فساد مچاتی رہی ہے اور محکوم قوم کے باضمیر لوگوں کو ذلیل کرتی رہی ہے۔ بقول مولانا مودودیؒ:

''اِس ایک فقرے میں امپیریلزم اور اُس کے اثرات و نتائج پر مکمل تبصرہ کر دیا گیا ہے۔ بادشاہوں کی ملک گیری اور فاتح قوموں کی دوسری قوموں پر دست درازی کبھی اصلاح اور خیر خواہی کے لیے نہیں ہوتی۔ اُس کی غرض ہی یہ ہوتی ہے کہ دوسری قوم کو خدا نے جو رزق دیا ہے اور جو وسائل و ذرائع عطا کیے ہیں اُن سے وہ خود متمتع ہوں اور اُس قوم کو اتنا بے بس کر دیں کہ وہ کبھی اُن کے

مقابلے میں سر اٹھا کر اپنا حصہ نہ مانگ سکے۔ اِس غرض کے لیے وہ اُس کی خوشحالی اور طاقت اور عزت کے تمام ذرائع ختم کر دیتے ہیں۔اُس کے جن لوگوں میں بھی اپنی خودی کا دم داعیہ ہوتا ہے اُنہیں کچل کر رکھ دیتے ہیں، اُس کے افراد میں غلامی ،خوشامد ، ایک دوسرے کی کاٹ ایک دوسرے کی جاسوسی ، فاتح کی نقالی، اپنی تہذیب کی تحقیر، فاتح تہذیب کی تعظیم اور ایسے ہی دوسرے کمینہ اوصاف پیدا کر دیتے ہیں اور اُنہیں بتدریج اس بات کا خوگر بنا دیتے ہیں کہ وہ اپنی کسی مقدس چیز کو بھی بیچ دینے میں تامل نہ کریں اور اجرت پر ہر ذلیل سے ذلیل خدمت انجام دینے کے لیے تیار ہو جائیں''۔(تفہیم القرآن جلد سوم،سورہ ٔنمل آیت ۳۴ حاشیہ ۳۹)

اقبال نے کیا خوب کہا ہے:

آ بتاؤں تجھ کو رمزِ آیہ ٔ انّ الملوک
سلطنت اقوامِ غالب کی ہے اِک جادو گری
خواب سے بیدار ہوتا ہے ذرا محکوم اگر
پھر سلا دیتی ہے اُس کو حکمراں کی ساحری

ملکہ نے فیصلہ کیا کہ چند تحائف بھیج کر حضرت سلیمانؑ کے مزاج کا اندازہ لگاتے ہیں کہ آیا وہ دنیا پرست بادشاہ ہیں یا اُن کے کچھ اور مقاصد ہیں۔

آیات ۳۶ تا ۳۷

حضرت سلیمانؑ کی دنیاداری سے نفرت

حضرت سلیمانؑ اِس بات پر غضبناک ہوئے کہ اُنہیں قیمتی تحائف دے کر دنیاداری کی طرف راغب کیا جا رہا ہے۔اُنہوں نے ملکہ کے بھیجے ہوئے تحائف لوٹا دیئے اور ملکہ کے قاصد سے کہا کہ ہم عنقریب ایسے لشکروں سے تمہاری ریاست پر حملہ آور ہوں گے جن کا مقابلہ کرنا تمہارے لیے ممکن نہ ہوگا۔

آیات ۳۸ تا ۴۱

حضرت سلیمانؑ پر اللہ کا انعام

حضرت سلیمانؑ نے اپنے مصاحبین سے کہا کہ تم میں سے کون ملکہ کی سب سے قیمتی شے یعنی

اُس کے تخت کو ملکہ کے یہاں آمد سے قبل اٹھا کر لا سکتا ہے۔عفریت نامی جن نے کہا کہ میں آپ کے دربار برخواست کرنے سے پہلے پہلے یہ خدمت انجام دے سکتا ہوں۔ایک اور مصاحب نے جسے اللہ نے کوئی خاص علم دے رکھا تھا عرض کیا کہ میں یہ کام چشمِ زدن میں کر سکتا ہوں اور اُس نے ایسا کر دیا۔حضرت سلیمانؑ نے اللہ کی اِن نعمتوں کا شکر ادا کیا۔اب اُنہوں نے ملکہ کی ذہانت کا امتحان لینے کے لیے حکم دیا کہ ملکہ کے تخت میں کچھ تبدیلیاں کر دو تا کہ ہم دیکھیں کہ ملکہ اپنا تخت پہچانتی ہے یا نہیں؟

آیات ۴۲ تا ۴۴

ملکہ ٔسبا کا قبولِ اسلام

ملکہ ٔسبا جب حضرت سلیمانؑ کے پاس آئیں تو اپنا تخت فوراً پہچان لیا۔اُنہوں نے حضرت سلیمانؑ کی عظمت اور پارسائی کا اعتراف کرتے ہوئے اسلام قبول کر لیا۔جب وہ حضرت سلیمانؑ کے محل میں داخل ہوئیں تو شیشہ کے فرش کے ظاہر سے دھوکہ کھا گئیں اور اُسے پانی سمجھ کر اپنا دامن سمیٹنے کی کوشش کی تا کہ لباس گیلا نہ ہو۔حضرت سلیمانؑ نے بتایا کہ یہ پانی نہیں بلکہ شیشہ کی کاری گری ہے۔اب وہ جان گئیں کہ اشیاء کا ظاہر کچھ ہوتا ہے اور حقیقت کچھ اور۔ ہم ظاہری چمک سے متأثر ہو کر نتائج اخذ کر لیتے ہیں اور حقیقت کو نہیں پاتے ۔

اے اہلِ نظر ، ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

اور

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

ہم سورج کی چمک سے متاثر ہو کر اُس کو معبود سمجھ بیٹھے حالاں کہ اصل معبود وہ اللہ ہے جس نے سورج کو اور اُس کی تاثیر کو پیدا فرمایا ہے۔

آیات ۴۵ تا ۴۷

قومِ ثمود کی بدبختی

اِن آیات میں قومِ ثمود کی بدبختی کا ذکر ہے۔حضرت صالحؑ نے اُنہیں اللہ کی بندگی کی دعوت دی۔ جواب میں اُنہوں نے حضرت صالحؑ اور اہلِ ایمان کو نحوست کے پھیلنے کا سبب قرار دیا اور بڑی حقارت سے دعوتِ حق کو ٹھکرا دیا۔ پھر حضرت صالحؑ سے عذاب لانے کا مطالبہ کیا۔حضرت صالحؑ نے سمجھایا کہ کیوں خیر کے بجائے شر کے لیے جلدی کر رہے ہو؟ میری رسالت تمہارے لیے ایک آزمائش ہے۔آزمائش میں کامیابی کی سبیل کرو اور اِس کے لیے میری اطاعت کرو۔

آیات ۴۸ تا ۵۳

قومِ ثمود کی سازش اور اُس کا انجام

یہ آیات اُس سازش کا تذکرہ کر رہی ہیں جو قومِ ثمود کے ۹ سرداروں نے حضرت صالحؑ کے خلاف کرنے کی کوشش کی۔اُنہوں نے طے کیا کہ ہم رات میں حضرت صالحؑ کے گھر پر حملہ کر کے اُن کے تمام اہلِ خانہ کو ہلاک کر دیں گے اور بعد میں اِس جرم کا اقبال کرنے سے انکار کر دیں گے۔اللہ نے اُن کے ناپاک منصوبہ کو ناکام بنایا اور ایک زلزلہ کے ذریعے پوری قوم کو تہس نہس کر دیا۔صرف صالحؑ اور اُن کے ساتھ اہلِ ایمان کو بچا لیا گیا۔

آیات ۵۴ تا ۵۸

قومِ لوطؑ کی خباثت اور اُس کا انجام

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ ہم جنس پرستی کا جرم تاریخِ انسانی میں سب سے پہلے قومِ لوطؑ نے کیا۔حضرت لوطؑ نے اُنہیں جب اِس جرم سے باز آنے کی تلقین کی تو اُنہوں نے حضرت لوطؑ اور اُن کے اہلِ خانہ کو بستیوں سے نکال باہر کرنے کی دھمکی دی۔اللہ نے حضرت لوطؑ کو اُن کے اہلِ خانہ سمیت اُن بستیوں سے بہ حفاظت نکالا اور پھر بستیوں کو الٹ دیا۔اِس کے بعد اُن بستیوں پر کنکریوں کی بارش برسائی۔ پوری قوم تباہ ہوئی اور اُن کے ساتھ حضرت لوطؑ کی بیوی

بھی عذاب کا شکار ہوئی کیونکہ اُس کی ہمدردیاں اُس فاسق قوم کے ساتھ تھیں۔

آیت ۵۹

اللہ بہتر ہے یا معبودانِ باطل

اِس آیت سے اللہ کی قدرتوں کے بیان کا ایک نیا مضمون شروع ہو رہا ہے۔ اِس مضمون کی ابتدا اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی حمد اور اُس کے چنے ہوئے بندوں یعنی انبیاء کرام پر سلامتی کی بشارت سے کی جا رہی ہے۔ اِس کے بعد مشرکین کو دعوت دی جا رہی ہے کہ غور و فکر کرو کہ ایک طرف اللہ ہے جو ہر خوبی اور کمال کا پیکرِ کامل ہے۔ دوسری طرف تمہارے تراشے ہوئے لاچار اور بے یار و مددگار معبود ہیں۔ خود ہی فیصلہ کرو کہ کون بہتر ہے؟ بلاشبہ اللہ ہی بہتر ہے جس کے برابر نہ کوئی ہوا، نہ کوئی ہے اور نہ ہی کوئی ہو سکتا ہے۔

اپنے بھائی کی مدد کرو!

اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا فَقَالَ رَجُلٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْصُرُہٗ اِذَا کَانَ مَظْلُوْمًا اَفَرَاَیْتَ اِذَا کَانَ ظَالِمًا کَیْفَ اَنْصُرُہٗ قَالَ تَحْجُزُہٗ اَوْ تَمْنَعُہٗ مِنَ الظُّلْمِ فَاِنَّ ذٰلِکَ نَصْرُہٗ (بخاری، مسلم)

''اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم''۔ اِس پر ایک شخص نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اُس کی مدد کروں گا اگر وہ مظلوم ہے۔ کیا آپ بتائیں گے کہ اُس کی مدد میں کیسے کروں اگر وہ ظالم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اُس کا ہاتھ پکڑ لو یا اُسے روک دو ظلم کرنے سے، پس بے شک یہ ہے اُس کی مدد کرنا''۔

خلاصۂ مضامینِ

قرآنِ حکیم



بیسواں پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

ای میل: info@quranacademy.com

ویب سائٹ: www.quranacademy.com

خلاصہ مضامینِ قرآن

بیسواں پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۞ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۞

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۞ (النمل: ٦٠)

آیات ٦٠ تا ٦١

مظاہرِ قدرت کا خالق کون ہے؟

اِن آیات میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے للکارنے کے انداز میں شرک کرنے والوں کو مخاطب کر کے دریافت فرمایا کہ:

i- بلند و بالا آسمان کس نے بنائے ہیں؟

ii- وسیع و عریض زمین کس کی تخلیق ہے؟

iii- آسمان سے بارش کون برساتا ہے؟

iv- بارش کے ذریعہ حسین باغات کون اگاتا ہے؟

v- زمین کو سکون و راحت کا مقام کس نے بنایا ہے؟

vi- زمین میں نہریں کس نے بہادی ہیں؟

vii- زمین پر توازن قائم رکھنے کے لیے بوجھل پہاڑ کس نے نصب کیے ہیں؟

viii- میٹھے اور نمکین پانی کی آمیزش روکنے کا سامان کس نے کیا ہے؟

کیا اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہیں جو مذکورہ بالا کارنامے انجام دے سکیں؟ نہیں! یہ کاری گری صرف اور صرف اللہ کی ہے۔ افسوس ہے شرک کرنے والوں پر!

آیت ۶۲

بے کسوں کی فریاد کون سنتا ہے؟

یہ آیت شرک کرنے والوں سے پوچھ رہی ہے کہ کون ہے جو دکھ درد کے ماروں کی فریادیں سنتا ہے اور اُن کی مشکلات آسان کرتا ہے؟ رحمت کا یہ سامان اللہ کے سوا اور کوئی نہیں کرسکتا۔ اُسی نے انسان کو زمین میں خلافت کے شرف سے نوازا ہے اور کائنات کو اُس کی خدمت میں لگا دیا ہے۔ لیکن انسانوں میں بہت کم ہیں جو اللہ کی نعمتوں کے شکر گزار ہیں۔

آیات ۶۳ تا ۶۴

محسنِ حقیقی کون ہے؟

اِن آیات میں شرک کرنے والوں کو جھنجھوڑا گیا ہے کہ وہ غور کریں:

i- سمندر اور خشکی میں سفر کے دوران صحیح سمت کی طرف جانے کی قدرتی علامات یعنی پہاڑ، ندی، نالے، جنگلات، ستارے کس نے پیدا کیے ہیں؟

ii- اللہ کی رحمت یعنی بارش کی آمد سے قبل ٹھنڈی ہواؤں کی صورت میں بشارت کون بھیجتا ہے؟

iii- کائنات کی ہر شے کو کس نے بنایا ہے اور جو دوبارہ بھی اُن کی تخلیق پر قدرت رکھتا ہے؟

iv- آسمان و زمین سے انسانوں کا رزق کس نے پیدا کیا ہے؟

مذکورہ بالا نعمتیں محسنِ حقیقی اللہ ہی نے پیدا کی ہیں۔ شرک کرنے والوں کے لیے چیلنج ہے کہ وہ اپنے شرک کے جواز کے لیے واضح دلیل پیش کریں۔

آیت ۶۵

کل غیب کا عالم صرف اللہ ہے

یہ آیت واضح اعلان کر رہی ہے کہ آسمانوں اور زمین کے پوشیدہ راز صرف اور صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ جن انسانوں کو لوگوں نے اللہ کے ساتھ شریک کیا ہے وہ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ اُنہیں مرنے کے بعد دوبارہ کب اُٹھایا جائے گا؟

آیت ٦٦

شرک کا سبب انکارِ آخرت ہے

اِس آیت کی رُو سے شرک کرنے کی اصل وجہ انکارِ آخرت ہے۔ لوگ نہیں چاہتے کہ اُن سے اُن کے اعمال کے بارے میں باز پرس ہو۔ لہٰذا وہ یا تو سرے سے آخرت اور اُس میں ہونے والے حساب کتاب کا انکار کر دیتے ہیں یا من گھڑت معبودوں کی سفارش کی امید پر آخرت میں بچ نکلنے کا عقیدہ تراش لیتے ہیں۔ البتہ اللہ کا عطا کردہ ضمیر اُنہیں جھنجھوڑتا رہتا ہے کہ برائی کا برا بدلہ اور بھلائی کا اچھا بدلہ مل کر رہے گا۔ لیکن وہ ضمیر کی آواز کو دبا کر جانتے بوجھتے اندھے بنے ہوئے ہیں۔

آیات ٦٧ تا ٧٢

آخرت کا صاف انکار

اِن آیات میں کفار کی یہ گمراہی بیان کی گئی ہے کہ کیسے ممکن ہے جب ہماری اور ہمارے باپ دادا کی ہڈیاں مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں، اُنہیں زندہ کر کے نکالا جائے؟ ایسے ڈراوے ہمارے اسلاف کو بھی دیے گئے تھے لیکن یہ سب محض پچھلے لوگوں کے افسانے ہیں۔ وہ اللہ کے رسول سے مطالبہ کرتے کہ بتائیے کہ قیامت اگر واقعی آنے والی ہے تو کب آئے گی؟ نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ اُن کے اعتراضات پر غمگین نہ ہوں۔ اُنہیں بتائیے کہ قیامت واقع ہونے والی ہے اور وہ بہت ہی قریب ہے۔ البتہ ذرا غور کرو کہ ماضی میں جن قوموں نے رسولوں کی تعلیمات کا انکار کیا اُن کا کیا انجام ہوا؟ دانشمندی یہ ہی ہے کہ اُن کے انجام سے عبرت پکڑو اور نبی کی ہر بات کی تصدیق کرو۔

آیات ٧٣ تا ٧٥

اللہ کی بے مثال عظمت

یہ آیات عظمتِ باری تعالیٰ کے بیان پر مشتمل ہیں۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ بندوں کی ناشکری کے باوجود اُن پر بہت احسانات فرمانے والا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ہر شخص کیا ظاہر کر رہا ہے اور کیا

چھپا رہا ہے۔ وہ تو آسمان وزمین کے ہر راز سے واقف ہے اور یہ تمام راز ایک واضح کتاب میں تحریر شدہ ہیں۔

آیات ۷۶ تا ۷۸

اللہ کے کلام کی بے مثال عظمت

اِن آیات میں قرآنِ کریم کی یہ شانیں بیان کی گئی ہیں:

i- بنی اسرائیل نے جن معاملات میں اختلاف کیا، قرآنِ حکیم نے ان کے حوالے سے اصل حق کو واضح کر دیا۔

ii- قرآنِ حکیم ایمان لانے والوں کے لیے ہر اعتبار سے ہدایت ورہنمائی ہے۔

iii- قرآنِ حکیم ایمان لانے والوں کے لیے دنیاوآخرت میں رحمت کے حصول کا ذریعہ ہے۔

دنیا میں قرآن پر ایمان لانے والے بھی ہیں اور اِس کا انکار کرنے والے بھی۔ اللہ تعالیٰ بہت جلد اِن دونوں کے انجام کا فیصلہ فرمادے گا۔ وہ سب کچھ جاننے والا اور زبردست قدرت کا مالک ہے۔

آیات ۷۹ تا ۸۱

اللہ کے حبیب ﷺ کے لیے دلجوئی

کفار کے بے بنیاد اعتراضات نبی اکرم ﷺ کے لیے انتہائی کرب کا باعث تھے۔ اِن آیات میں آپ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ اللہ کی طرف سے عطا کردہ واضح حق پر ہیں لہٰذا کفار کے مقابلے میں اللہ ہی پر بھروسہ کیجیے۔ یہ کافر حقیقت کے اعتبار سے اندھے، بہرے اور مردہ ہیں۔ آپ ﷺ اُنہیں زبردستی ہدایت نہیں دے سکتے۔ یہ بحیثیت انسان مر چکے ہیں اور محض حیوانوں کی سطح پر جی رہے ہیں۔ البتہ جس میں واقعی انسانیت بیدار ہے وہ آپ ﷺ کی باتوں پر ایمان لائے گا اور ضرور آپ ﷺ کی فرمانبرداری کرے گا۔

آیت ۸۲

قربِ قیامت کی نشانی

اِس آیت میں قربِ قیامت کی ایک نشانی بیان کی گئی ہے۔ وہ نشانی ایک ایسا جانور ہوگا جو

انسانوں کی طرح گفتگو کرے گا اور اُن حقائق کی تصدیق کرے گا جن سے نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو آگاہ فرمایا۔ اِس کی گفتگو ایسے لوگوں پر حجت ہوگی جو آپ ﷺ کی تعلیمات کا انکار کرنے والے ہوں گے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

لَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ حَتَّى يَكُونَ قَبْلَهَا عَشْرُ آيَاتٍ طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَخُرُوجُ الدَّابَّةِ وَخُرُوجُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَالدَّجَّالُ وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَالدُّخَانُ وَثَلَاثَةُ خُسُوفٍ خَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَآخِرُ ذٰلِكَ تَخْرُجُ نَارٌ مِّنَ الْيَمَنِ مِنْ قَعْرِ عَدَنٍ تَسُوقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ (سنن أبی داود)

”قیامت ہرگز واقع نہ ہوگی جب تک دس علامات ظاہر نہ ہو جائیں۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، ایک جانور کا ظاہر ہونا، یاجوج اور ماجوج کی یلغار، دجال کی آمد، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، ایک دھویں کا پیدا ہونا، تین زلزلے جن سے مشرق، مغرب اور جزیرۃ العرب میں زمین دھنس جائے گی اور یمن سے ایسی آگ کا نکلنا جو لوگوں کو میدانِ حشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی“۔

آیات ۸۳ تا ۸۵

جھٹلانے والوں کا انجام

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ روزِ قیامت دین کی تعلیمات کو جھٹلانے والے جمع کیے جائیں گے۔ پھر اُن کے جرائم کی شدت کے اعتبار سے اُن کی درجہ بندی کی جائے گی۔ اب اللہ اُن سے دریافت فرمائے گا کہ آخر کیوں تم نے میری واضح آیات کو جھٹلایا۔ شرم کے مارے وہ بات کرنے کے قابل نہ ہوں گے۔ پھر اُن پر اللہ کے قانونِ عذاب کا اطلاق ہو جائے گا اور وہ جہنم میں پھینک دیے جائیں گے۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ (اے اللہ ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرما۔) آمین!

آیت ۸۶

رات اور دن آخرت کے لیے نشانیاں

یہ آیت ایمان بالآخرت کے لیے ایک دلیل بیان کر رہی ہے۔ انسان رات اور دن کی حکمتوں پر غور کرے۔ رات اللہ کی ایک ایسی نشانی ہے جس میں وہ آرام کرتا ہے۔ دن ایک دوسری نشانی ہے جس میں انسان مختلف امور کے لیے بھاگ دوڑ کرتا ہے۔ جس طرح دن کا جوڑا رات ہے اِسی طرح دنیا کی زندگی کا جوڑا آخرت کی زندگی ہے۔ جس طرح رات کو سونے کے بعد انسان دن میں دوبارہ بیدار ہوتا ہے اِسی طرح دنیا میں مرنے کے بعد انسان آخرت میں دوبارہ زندہ ہو کر رہے گا۔ اللہ ہم سب کو اِس حقیقت پر سچا اور پختہ ایمان عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۷ تا ۸۸

روزِ قیامت کی کیفیات

یہ آیات روزِ قیامت ذی شعور مخلوقات اور پہاڑوں پر طاری ہونے والی کیفیات کا تذکرہ کر رہی ہیں۔ اُس روز جب صور میں پھونک ماری جائے گی تو آسمان و زمین کی جملہ مخلوقات پر لرزہ طاری ہو جائے گا۔ آخر کار سب اللہ کی بارگاہ میں عاجزی کے ساتھ آ حاضر ہونگے۔ وہ پہاڑ جو آج بڑے جمے ہوئے نظر آتے ہیں، بادلوں کی طرح اڑتے ہوئے نظر آئیں گے۔ بلاشبہ یہ سب کچھ اُس اللہ کے حکم سے ہوگا جس نے کائنات کی ہر شے کو بنایا ہے اور جو ہر شے کی ہر بات سے واقف ہے۔

آیات ۸۹ تا ۹۰

جیسا کرو گے ویسا بھرو گے

اِن آیات میں انسانوں کے اعمال کے نتائج سے آگاہ کیا گیا۔ جو انسان نیکی لے کر آیا یعنی نیکی کرنے کے بعد دکھاوے، تکبر، احسان جتلا کر یا کسی اور جرم کی وجہ سے نیکی کو ضائع نہ کیا، اُسے ایک نیکی کا کئی گنا اجر ملے گا۔ ایسے نیک بخت انسان پر روزِ قیامت کوئی گھبراہٹ طاری نہ ہوگی۔ اِس کے برعکس جس بدنصیب نے برائی کی اور اُسے لے کر آ گیا یعنی برائی سے توبہ نہ کی

اُسے اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ یہ نتیجہ ہے برائی کرنے اور اُس سے توبہ نہ کرنے کا۔

آیات ۹۱ تا ۹۳

نبی کریم ﷺ کے لیے ہدایت

یہ آیات اللہ کی طرف سے نبی اکرم ﷺ کے لیے خصوصی ہدایات کے بیان پر مشتمل ہیں۔ اللہ نے آپ ﷺ کو تلقین فرمائی کہ:

i- اُس اللہ کی ہر آن بندگی کرتے رہیں جس نے شہرِ مکہ کی حرمت طے فرمائی۔ وہی اِس شہر کا مالک ہے۔ پھر صرف اِسی شہر ہی کا نہیں، کائنات کی ہر شے کا اختیار اُسی کے ہاتھ میں ہے۔

ii- کوئی آپ ﷺ کی دعوت قبول کرے یا نہ کرے آپ ﷺ ہر حال میں اللہ کی فرمانبرداری کرتے رہیں۔

iii- آپ ﷺ لوگوں کو قرآن کا پیغام تسلسل کے ساتھ پہنچاتے رہیں۔ جو قرآن کی دعوت قبول کرے گا اُس کا اچھا بدلہ پا کر رہے گا۔ جو یہ دعوت قبول نہ کرے گا تو اُسے آپ ﷺ برے انجام سے خبردار کر چکے ہیں۔

iv- اُس اللہ کا ہر دم شکر ادا کرتے رہیں جو اپنی پہچان کے لیے بے مثال نشانیاں دکھاتا ہی رہے گا۔ اللہ اِس سے واقف ہے کہ نشانیاں دیکھ کر کون حق تسلیم کرتا ہے اور کون ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتا ہے؟

سورۂ قصص

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایمان افروز داستان

اِس سورۂ مبارکہ کا غالب حصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ کے اہم واقعات پر مشتمل ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۶ — معرکۂ موسیٰ علیہ السلام و فرعون کی حکمت
- آیات ۷ تا ۲۸ — حیاتِ موسیٰ علیہ السلام کا پہلا دور: ولادت تا مدین روانگی
- آیات ۲۹ تا ۴۳ — حیاتِ موسیٰ علیہ السلام کا دوسرا دور: ظہور نبوت تا ہلاکتِ فرعون

- آیات ۴۴ تا ۵۰ ماضی کے واقعات کا بیان۔ رسالتِ محمدی ﷺ کا ثبوت
- آیات ۵۱ تا ۵۵ صالحین اہلِ کتاب کی تحسین
- آیات ۵۶ تا ۶۱ مشرکینِ مکہ کی بدبختی
- آیات ۶۲ تا ۶۷ روزِ قیامت مشرکین کا انجام
- آیات ۶۸ تا ۷۵ عظمتِ باری تعالیٰ
- آیات ۷۶ تا ۸۲ قارون کا واقعہ بطورِ عبرت
- آیات ۸۳ تا ۸۵ آخرت میں جزا و سزا
- آیات ۸۶ تا ۸۸ مشرکین سے سودے بازی کی ممانعت

آیات ۱ تا ۶

اللہ مظلوموں کو غالب کر دے گا

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ قرآنِ حکیم ایک واضح کتاب ہے۔ اِس کتاب میں بیان شدہ واقعات ایمان لانے والوں کے لیے سبق آموز ہیں۔ ایسا ہی ایک واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی کشمکش کا ہے۔ فرعون ایک ظالم انسان تھا جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم یعنی بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا تھا۔ وہ اُن کی افرادی قوت کو کمزور کرنے کے لیے اُن کے نومولود بچوں کو ذبح کر دیتا تھا۔ سفاکی کا یہ عمل اُس کا وزیر ہامان اپنے لشکروں کے ذریعہ انجام دیتا تھا۔ اللہ نے فیصلہ فرمایا کہ وہ فرعون، ہامان اور اُن کے لشکروں کو اپنی قدرت دکھا کر رہے گا۔ اُنہیں نیست و نابود کرے گا اور بنی اسرائیل کو زمین میں غلبہ و اقتدار عطا فرمائے گا۔

آیات ۷ تا ۹

اللہ نے دشمن کو محافظ بنا دیا

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو اُن کی والدہ فکرمند ہوئیں کہ فرعون کے کارندے کہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ذبح نہ کر دیں۔ اللہ نے الہام کے ذریعہ اُنہیں بشارت دی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سلامت رہیں گے اور منصبِ رسالت پر فائز ہوں گے۔ اللہ نے اُنہیں

رہنمائی دی کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لکڑی کے ایک تابوت میں لٹا کر دریا کے حوالے کر دیں۔ تابوت دریا میں بہتا ہوا فرعون کے باغ میں پہنچ گیا۔ فرعون کے خادموں نے تابوت اٹھایا اور جا کر فرعون کے حوالے کر دیا۔ فرعون سمجھ گیا کہ تابوت میں موجود بچہ کسی اسرائیلی کا ہے جس نے اِس کی جان بچانے کے لیے اِسے دریا میں بہا دیا ہے۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا حکم دینے والا تھا کہ اُس کی بیوی حضرت آسیہ سلامٌ علیھا نے منع کر دیا۔ حضرت آسیہ نے فرعون سے کہا کہ یہ بچہ ہمارے محل میں پرورش پائے گا تو ہمارے لیے ہی فائدہ مند ہو گا۔ ممکن ہے کہ ہم اِسے اپنا بیٹا بنا لیں۔ اِس طرح اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دشمن کو ہی اُن کی حفاظت اور پرورش کا نگران بنا دیا۔ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (اللہ اپنے فیصلوں کو پورا کرنے والا ہے لیکن لوگوں کی اکثریت جانتی نہیں۔ سورہ یوسف آیت ۲۱)۔

دوسری طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جدائی سے اُن کی والدہ بے قرار ہو گئیں۔ قریب تھا کہ وہ اللہ کی طرف سے ملنے والی بشارت و رہنمائی دوسروں کو بتا دیتیں لیکن اللہ نے اُنہیں صبر و سکون دیا اور راز کو پوشیدہ رکھنے کی ہمت عطا فرمائی۔

آیات ۱۰ تا ۱۳

دشمن کے خرچے پر موسیٰ علیہ السلام کی پرورش

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تابوت میں ڈال کر دریا میں بہا دیا گیا تو اُن کی بہن ذرا فاصلہ پر تابوت کے ساتھ ساتھ چلتی رہیں۔ اِس طرح وہ بھی فرعون کے باغ میں پہنچ گئیں۔ پھر جب حضرت موسیٰؑ نے کسی بھی خاتون کا دودھ قبول نہ کیا تو اُن کی بہن نے پیشکش کی کہ وہ ایک ایسی خاتون کو لا سکتی ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دودھ بھی پلائیں گی اور پوری ذمہ داری سے اُن کی دیکھ بھال بھی کریں گی۔ یوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ فرعون کے محل میں آ گئیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کرتی رہیں اور فرعون اُنہیں اِس خدمت کا معاوضہ ادا کرتا رہا۔ وَ مَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ (دشمنوں نے چال چلی اور اللہ نے تدبیر فرمائی، بلاشبہ اللہ

بہترین تدبیر فرمانے والا ہے۔سورہ ٔ آلِ عمران آیت ۵۴)۔

آیت ۱۴

علم وحکمت کی عطا ...... نبوت کی تمہید

یہ آیت آ گاہ کررہی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پوری طرح سے بلوغت کی عمر کو پہنچے تو اللہ نے اُنہیں علم وحکمت کی دولت عطا فرمائی۔علم وحکمت کی یہ عطا نبوت کی تمہید ہے۔نبوت کے ظہور سے پہلے ہی اللہ انبیاء کرام علیہم السلام کو سچے خوابوں،الہام یا کشف وغیرہ کے ذریعہ عجائباتِ قدرت کا علم سکھانا شروع کر دیتا تھا۔اس آیت میں اللہ کی اِسی شان کا بیان ہے۔

آیات ۱۵ تا ۱۷

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتلِ خطا

یہ آیات اُس واقعہ کو بیان کررہی ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ایک قتلِ خطا ہوا۔ وہ ایک روز شہر میں صبح کے وقت داخل ہوئے جب کہ لوگ سورہے تھے اور شہر میں سناٹا تھا۔کیا دیکھتے ہیں کہ فرعون کی قوم کا ایک آدمی یعنی قبطی ایک اسرائیلی پر تشدد کررہا ہے۔اسرائیلی نے آپ علیہ السلام کو مدد کے لیے پکارا۔آپ علیہ السلام نے قبطی کو ظلم کی سزا دینے کے لیے گھونسا رسید کیا۔ گھونسے کی ضرب ایسی کاری ثابت ہوئی کہ قبطی گرا اور مر گیا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اِس پر ندامت ہوئی۔اُنہوں نے اِسے شیطان کا عمل قرار دیا اور اللہ سے معافی کی التجا کی۔اللہ نے معافی قبول فرمائی اور اُنہیں خواب یا الہام کے ذریعہ بخشش کی بشارت دی۔آپ علیہ السلام نے اللہ کا شکر ادا کیا اور عہد کیا کہ کبھی بھی کسی مجرم کے مددگار نہ بنیں گے۔

آیات ۱۸ تا ۱۹

قتلِ خطا کا راز فاش ہو گیا

قتلِ خطا کے واقعہ کے بعد اگلے ہی روز حضرت موسیٰؑ نے دیکھا کہ گذشتہ روز اُنہوں نے جس اسرائیلی کی مدد کی تھی وہ آج ایک اور قبطی سے جھگڑ رہا ہے۔اسرائیلی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام

سے مدد طلب کی۔ آپ علیہ السلام نے اُسے ڈانٹا کہ تم ہی روز جھگڑتے ہو۔ پھر جب وہ اُن دونوں کی طرف بڑھے تا کہ جھگڑا ختم کرائیں تو اسرائیلی نے سمجھا کہ مجھے ڈانٹ رہے ہیں اور شاید مجھے ہی مارنے کے لیے آگے بڑھ رہے ہیں۔ اُس نے قتلِ خطا کا راز فاش کر دیا اور کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام تم مجھے اِسی طرح مار دو گے جیسے تم نے کل ایک قبطی کو قتل کر دیا تھا۔

آیات ۲۰ تا ۲۲

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مدین میں پناہ لینا

فرعون تک یہ اطلاع پہنچ گئی کہ قبطی کا قتل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ہوا ہے۔ اُس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بدلہ لینے کا فیصلہ کیا۔ اُس کے دربار میں ایک شخص کی ہمدردیاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھیں۔ اُس نے فوری طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے فیصلہ سے آگاہ کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے اللہ سے عافیت کی دعا کی اور مصر سے روانہ ہو گئے تا کہ کسی محفوظ مقام میں پناہ لے سکیں۔ اللہ نے آپ علیہ السلام کو مدین کے علاقے میں پہنچا دیا۔

آیات ۲۳ تا ۲۴

خواتین کا احترام

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مدین پہنچے تو ایک عجیب منظر دیکھا۔ پانی کے ایک گھاٹ پر چرواہے اپنی بکریوں کو پانی پلا رہے تھے۔ البتہ دو لڑکیاں ایک طرف کھڑی تھیں اور اپنی بکریوں کو گھاٹ کی طرف جانے سے روک رہی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو افسوس ہوا کہ چرواہے صنفِ نازک کا احترام نہیں کر رہے۔ آپ علیہ السلام کے دریافت کرنے پر لڑکیوں نے بتایا کہ ہمارے والد ضعیف اور کمزور ہیں۔ گھر پر اور کوئی مرد نہیں لہٰذا بکریوں کو چرانے اور پانی پلانے کی ذمہ داری ہمیں ادا کرنی پڑتی ہے۔ آپ علیہ السلام نے چرواہوں کو ہٹا کر پہلے اُن لڑکیوں کی بکریوں کو پانی پلایا۔ پھر ایک درخت کے سایہ میں آ کر اللہ سے پردیس کی بے کسی میں مدد کی یوں التجا کی:

رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ

’’اے میرے رب! تو جو خیر میری جھولی میں ڈال دے میں اُسی کا محتاج ہوں‘‘۔

آیات ۲۵ تا ۲۸

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی قبولیت

اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور مدین میں اُنہیں تمام سہولیات زندگی عطا فرمائیں۔جن لڑکیوں کے ساتھ اُنہوں نے حسنِ سلوک کیا تھا اُنہوں نے جا کر اپنے والد یعنی شیخِ مدین کو تمام ماجرا کہہ سنایا۔شیخِ مدین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لیے ایک لڑکی کو بھیجا۔وہ لڑکی بالفاظِ قرآنی تَمۡشِیۡ عَلَی اسۡتِحۡیَآءٍ ''نہایت شرم وحیا سے چلتی ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی''۔گویا قرآنِ کریم خواتین کی شرم وحیا کی صفت کو خوب نمایاں کر کے بیان کر رہا ہے اور یہی اللہ کی محبوب بندیوں کا وصفِ مطلوب ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شیخِ مدین کو اپنی پوری داستان سنائی۔شیخِ مدین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اطمینان دلایا کہ اِس علاقہ میں فرعون کی عملداری نہیں ہے۔شیخِ مدین کو ایک لڑکی نے مشورہ دیا:

یٰۤاَبَتِ اسۡتَاۡجِرۡهُ ۫ اِنَّ خَیۡرَ مَنِ اسۡتَاۡجَرۡتَ الۡقَوِیُّ الۡاَمِیۡنُ

''اے ابا جان! آپ اِن کو اُجرت پر رکھ لیں، جس کو اُجرت پر رکھا جائے اُن میں سے بہتر وہ ہوتا ہے جو طاقت ور اور امانت دار ہو''

شیخِ مدین کی لڑکیوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوت اور دیانت داری کا تجربہ ہو چکا تھا۔بلاشبہ یہ ایک اچھے ملازم کے اوصاف ہیں۔شیخِ مدین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیشکش کی کہ اگر وہ آٹھ یا دس سال تک اُن کی بکریوں کی دیکھ بھال پر راضی ہوں تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہ صرف رہائش دیں گے بلکہ ایک بچی کا نکاح بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کر دیں گے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ پیشکش قبول فرمالی۔

آیات ۲۹ تا ۳۲

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ظہورِ نبوت

حضرت موسیٰ علیہ السلام شیخِ مدین کے ساتھ خدمات کی طے شدہ مدت پوری کرنے کے بعد اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ مصر روانہ ہوئے۔دورانِ سفر ایک رات اُنہیں طور پہاڑ کے قریب آگ

دکھائی دی۔ جب وہ آگ کے قریب پہنچے تو اللہ نے اُنہیں نبوت سے سرفراز فرمایا۔ پھر دو معجزات بطورِ نشانی عطا فرمائے۔ اُن کا عصا زمین پر ڈالتے ہی ایک سانپ کی صورت اختیار کر لیتا۔ اِسی طرح اُن کا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالنے کی صورت میں چمکتا ہوا برآمد ہوتا۔ اب اُنہیں حکم دیا گیا کہ وہ اِن نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اُس کی قوم کی طرف جائیں، اُنہیں توحید پر ایمان لانے اور گناہوں سے توبہ کرنے کی دعوت دیں۔

آیات ۳۳ تا ۳۵

حضرت ہارون علیہ السلام کے لیے رسالت کا اعزاز

اِن آیات میں حضرت ہارون علیہ السلام کو رسالت کا منصب عطا کیے جانے کا ذکر ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے درخواست کی کہ قتلِ خطا کی وجہ سے مجھے فرعون کی طرف سے انتقام کا اندیشہ ہے۔ اگر میرے بڑے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی رسالت کے منصب پر فائز کر کے میری معاونت کے لیے فرعون کے دربار میں بھیجا جائے تو میرے لیے سہولت ہو گی۔ حضرت ہارون علیہ السلام کو زیادہ فصاحت سے اپنی بات پیش کرنے کا سلیقہ بھی آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اِس درخواست کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا اور فرعون کے مقابلہ میں غلبہ کی بشارت بھی دی۔ اللہ ہر دین کے خادم کو اُس کے قریبی رشتہ داروں میں سے معاونت کرنے والے نصیب فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۶ تا ۳۷

آلِ فرعون کی حق دشمنی

حب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آلِ فرعون کو حق کی دعوت دی اور معجزات دکھائے تو اُنہوں نے حق کو جھٹلایا۔ معجزات کو جادو قرار دیا اور آباء واجداد کے تصورات پر اڑے رہنے کا اعلان کیا۔ جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معاملہ اللہ کے حوالے کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہی بہتر جانتا ہے کہ کون حق پر ہے اور کون گمراہی پر؟ بلا شبہ گمراہ لوگ ظالم ہیں اور وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

آیات ۳۸ تا ۴۲

فرعون کا مکروفریب اور برا انجام

فرعون نے اپنے سرداروں کے سامنے اپنے معبود ہونے کا اعلان کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت سے لوگوں کی توجہات ہٹانے کے لیے ایک مکروفریب کا منصوبہ بنایا۔ اپنے وزیر ہامان کو حکم دیا کہ میرے لیے ایک اونچا سا محل بنا دو۔ میں اونچے محل کے ذریعہ آسمانوں میں جا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معبود کو دیکھنے کی کوشش کروں گا کیونکہ مجھے زمین میں تو اُس کا معبود دکھائی نہیں دیتا۔ مکروفریب کا یہ منصوبہ دراصل توجہات کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت سے ہٹانے کی ایک سازش تھی۔ اللہ نے فرعون اور اُس کے سرداروں کو حق دشمنی کی سزا دی اور سمندر میں غرق کر دیا۔ رہتی دنیا تک اُنہیں سرکشی کی ایک علامت بنا دیا اور لعن طعن اُن کے مقدر میں کر دی۔ پھر آخرت میں بھی وہ بری طرح ذلیل کیے جائیں گے۔ اللہ ہمیں زندگی کے آخری سانس تک حق کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۴۳

تورات کے محاسن

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ کئی قوموں کی اپنے گناہوں کی وجہ سے ہلاکت کے بعد بنی اسرائیل زمین کے وارث بنے اور اُن کی ہدایت کے لیے اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات عطا فرمائی۔ تورات میں تین طرح کے محاسن تھے:

i- یہ غافل انسانوں کی آنکھیں کھول دینے والی یعنی اُنہیں حق کی طرف متوجہ کرنے والی تھی۔

ii- یہ حق کی طرف متوجہ ہونے والوں کے لیے ہدایت تھی۔

iii- یہ ہدایت پا لینے والوں کے لیے رحمت تھی کیونکہ ہر نعمت اُسی وقت نعمت ہے جب اُس سے استفادہ اللہ کی عطا کردہ ہدایت کے مطابق کیا جائے۔

موجودہ تورات میں یہ محاسن نہیں کیونکہ اُس میں تحریف کر دی گئی ہے۔ اب قرآنِ حکیم ہے جو مذکورہ بالا محاسن سے مزین ہے۔

آیات ۴۴ تا ۴۶

گذشتہ واقعات کا بیان ...... رسالت محمدی ﷺ کا ثبوت

اِن آیات میں یہ حقیقت بیان ہوئی کہ گذشتہ واقعات کا حکیمانہ اسلوب میں بیان اِس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ نبی اکرم ﷺ مصر، مدین یا کوہ طور کے پاس موجود نہ تھے کہ وہاں ظہور پذیر ہونے والے واقعات کی تفصیل بتائیں۔ اِسی طرح آپ ﷺ کو نہ کبھی کسی کتاب کا مطالعہ کرتے دیکھا گیا اور نہ ہی اہلِ کتاب کے پاس جا کر تفصیلات جاننے کی کوشش کرتے دیکھا گیا کہ کوئی کہہ سکے آپ ﷺ نے دیگر ذرائع سے اِن واقعات کا علم حاصل کیا۔ کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے حقیقت یہی ہے کہ اللہ نے آپ ﷺ کو وحی کے ذریعہ ماضی کے واقعات بتائے تا کہ آپ ﷺ تمام لوگوں کو اور بالخصوص اُن مکہ والوں کو جن کے پاس ڈھائی ہزار برس سے کوئی رسول نہیں آیا تھا کائنات کے اصل حقائق سے آگاہ کر دیں اور اُنہیں عقائد و اعمال کی اصلاح کی طرف متوجہ کریں۔

آیات ۴۷ تا ۵۰

مشرکینِ مکہ کے بے بنیاد عذر

یہ آیات مشرکینِ مکہ کے حق سے اعراض کے جواز کے طور پر پیش کیے جانے والے بے بنیاد عذر اور ان کی حقیقت واضح کر رہی ہیں۔ اگر مشرکینِ مکہ پر اُن کے شرک اور جرائم کی پاداش میں بغیر کسی رسول کے بھیجے ہوئے عذاب آتا تو فریاد کرتے کہ اے اللہ! تو نے کسی رسول اور اپنی کتاب کے ذریعہ سے ہماری ہدایت کا اہتمام کیوں نہ کیا۔ اگر رسول آتے تو ہم اُن پر ایمان لاتے اور تیرے احکامات کی پیروی کرتے۔ پھر جب رسول ﷺ آ چکے ہیں تو اب یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ اِن رسول ﷺ کو بھی وہ معجزات دیئے جائیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے تھے۔ حالانکہ یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کی بھی مخالفت کر چکے ہیں۔ یہ تورات اور قرآن دونوں کو ایک دوسرے کی تصدیق کرنے والے معاون قرار دے رہے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے مشرکین مکہ کو چیلنج دیا گیا کہ تم قرآن اور تورات کے

علاوہ اللہ کی کوئی اور کتاب لے آؤ جو اِن دونوں سے زیادہ صحیح ہدایت فراہم کرنے والی ہو۔ ہم اس کتاب کی پیروی کریں گے۔ البتہ اللہ نے آگاہ کردیا کہ مشرکینِ مکہ اِس چیلنج کو ہرگز قبول نہ کریں گے۔ وہ اللہ کی کتابوں کی نہیں بلکہ اپنی خواہشاتِ نفس کی پیروی کرنا چاہتے ہیں۔ اُس سے بڑھ کر گمراہ کون ہوسکتا ہے جو خواہشاتِ نفس کو اللہ کی عطا کردہ ہدایت پر ترجیح دے؟ اللہ ایسے بے انصافوں کو ہدایت نہیں دے گا۔

آیات ۵۱ تا ۵۵

اہلِ کتاب کے لیے تحسین و بشارت

اِن آیات میں اہلِ مکہ کی محرومی اور اہلِ کتاب کے صالح عنصر کی خوش بختی کا بیان ہے۔ مکہ والوں کے سامنے قرآنِ حکیم تسلسل کے ساتھ نازل ہوتا رہا لیکن وہ ہدایت قبول کرنے سے محروم رہے۔ دوسری طرف حبشہ سے عیسائیوں کا ایک وفد آیا اور ایک ہی بار قرآنِ کریم سن کر ایمان لے آیا۔ مکہ والوں نے اُن کی توہین کی اور نازیبا کلمات کہے لیکن اُنہوں نے جواب میں صبر اور خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا، گالیاں دینے والوں کو سلام کیا اور اُن کی برائی کا جواب بھلائی سے دیا۔ عیسائی کیونکہ نبی اکرم ﷺ سے قبل آنے والے تمام انبیاء پر ایمان رکھتے تھے لہٰذا مسلمان تھے۔ اب نبی اکرم ﷺ پر ایمان لا کر گویا دوبارہ مسلمان ہوئے اِس لیے اُنہیں دہرے اجر کی بشارت دی گئی۔ دہرے اجر کی بشارت ایک حدیثِ مبارکہ میں اِس طرح بیان ہوئی:

ثَلاَثَةٌ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ الرَّجُلُ تَكُوْنُ لَهُ الْاَ مَةُ فَيُعَلِّمُهَا فَيُحْسِنُ تَعْلِيمَهَا وَيُؤَدِّبُهَا فَيُحْسِنُ اَدَبَهَا ثُمَّ يُعْتِقُهَا فَيَتَزَوَّجُهَا فَلَهُ اَجْرَانِ وَمُؤْمِنُ اَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِىْ كَانَ مُؤْمِنًا ثُمَّ اٰمَنَ بِالنَّبِيِّ ﷺ فَلَهُ اَجْرَانِ وَالْعَبْدُ الَّذِىْ يُؤَدِّىْ حَقَّ اللّٰهِ وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهٖ (بخاری)

’’تین اشخاص کو اُن کی نیکیوں کا اجر دگنا ملے گا۔ پہلا وہ شخص جس کی ملکیت میں کنیز ہو، وہ اُسے تعلیم دے اور عمدہ تعلیم دے، اُسے ادب سکھائے اور عمدہ ادب سکھائے، پھر اُسے

آزاد کر کے اُسی کے ساتھ نکاح کر لے تو اُس کے لئے دگنا اجر ہے، دوسرا اہلِ کتاب میں سے مومن شخص جو پہلے بھی مومن تھا اور پھر ایمان لائے نبی اکرم ﷺ پر تو اُس کے لئے دگنا اجر ہے اور تیسرا وہ غلام جو اللہ کا بھی حق ادا کرے اور اپنے آقا کا بھی‘‘۔

آیت ۵۶

کسی کو ہدایت صرف اللہ ہی دے سکتا ہے

نبی اکرم ﷺ کو انتہائی دکھ تھا کہ حبشہ سے آ کر لوگ ایمان لے آئے لیکن مکہ والے اِس نعمت سے محروم رہے۔

ندا آئی کہ آشوبِ قیامت سے یہ کیا کم ہے
گرفتہ چینیاں احرام و مکی خفتہ در بطحا!

خاص طور پر ابوطالب کے ایمان نہ لانے پر آپ ﷺ شدید غمگین تھے۔ اللہ نے تسلی دی کہ آپ ﷺ کی ذمہ داری حق کو پہنچا دینا ہے۔ آپ ﷺ یہ ذمہ داری بخوبی ادا فرما رہے ہیں۔ البتہ کسی کو ہدایت دینا یہ صرف اور صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ کون واقعی مخلص اور ہدایت کا طلب گار ہے۔ ہر داعی کے لیے اِس آیت میں ایک واضح پیغام ہے کہ وہ لوگوں کے مایوس کن طرزِ عمل سے ہمت نہ ہارے۔ اُس کا کام صرف حق کی طرف بلانا ہے۔ اگر وہ استقامت، خلوص اور ہمدردی سے یہ کام کر رہا ہے تو اپنی ذمہ داری ادا کر رہا ہے۔ لوگوں کا دعوت قبول کرنا یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ وہ جس میں حق کی تڑپ پائے گا اُسے ضرور ہدایت دے گا۔

آیات ۵۷ تا ۶۱

کیا توحید کا اقرار تباہ کر دے گا؟

مشرکینِ مکہ دہائی دیتے تھے کہ اگر ہم نے بت پرستی کی نفی کر دی تو پورا عرب ہمارا دشمن ہو جائے گا۔ وہ ہمارے تجارتی راستے بند کر دیں گے اور مکہ پر حملہ کر کے ہمیں نیست و نابود کر دیں گے۔

جواب میں فرمایا گیا:

i- اللہ نے حدودِ حرم میں جنگ کی ممانعت کر دی ہے جس کا احترام تمام قبائلِ عرب بھی

کرتے ہیں۔لہٰذا مکہ پر حملہ ناممکن ہے۔

ii- دعائے ابراہیمی کے نتیجے میں اللہ کا مکہ والوں پر یہ احسان ہے کہ یہاں ہر طرح کے میوے دنیا بھر سے آتے رہیں گے۔لہٰذا مکہ والوں کے لیے بھوک سے مرنے کا کوئی امکان نہیں۔

iii- جمے ہوئے کاروبار، چلتی ہوئی تجارت اور مضبوط معیشت تباہی سے نہیں بچاسکتی۔گذشتہ قوموں کی داستانیں اِس حوالے سے عبرتناک مثالیں ہیں۔

iv- رسول کے آنے کے بعد قوموں کا معاملہ نازک ہو جاتا ہے۔وہ اپنی واضح دعوت اور پاکیزہ کردار کے ذریعہ حجت تمام کر دیتا ہے۔اُس کی دعوت کو جھٹلانے والے تباہ ہو کر رہتے ہیں۔لہٰذا مکہ والوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔

v- دنیا کا مال واسباب وقتی بھی ہے اور گھٹیا بھی۔آخرت کی نعمتیں دائمی اور اعلیٰ ہیں۔وہ لوگ واقعی احمق ہیں جو دنیا میں اپنی معیشت کی خوشحالی کو حق کا ساتھ دینے پر ترجیح دیں۔

vi- ایسے لوگ گھاٹے کا سودا کرتے ہیں جو عارضی دنیا میں تو عیش کرلیں لیکن آخرت کی ہمیشہ ہمیش کی زندگی میں قیدی بن کر جہنم کی دہکتی ہوئی آگ کا مزہ چکھتے رہیں۔

آیات ۶۲ تا ۶۶

روزِ قیامت مشرکین کی بےبسی اور ذلت

یہ آیات روزِ قیامت مشرکین کی لاچارگی و ذلت کا منظر پیش کر رہی ہیں۔روزِ قیامت اللہ مشرکین سے پوچھے گا کہ کہاں ہیں تمہارے وہ خود ساختہ شریک جن کے بارے میں تم بڑا بااختیار ہونے کا دعوی کرتے تھے؟ مشرکین کے معبودانِ باطل یعنی دنیادار مذہبی و سیاسی پیشوا کہیں گے کہ ہم خود گمراہ تھے اور ہم نے اِن کو بھی گمراہ کیا۔اللہ مشرکین سے کہے گا کہ پکارو اپنے معبودوں کو۔وہ پکاریں گے لیکن پکار کا کوئی جواب نہ آئے گا۔اب وہ عذاب کا سامنا کریں گے ۔اللہ پوچھے گا کہ تم نے میرے رسولوں کی دعوت کا کیا جواب دیا تھا؟ وہ شرم کے مارے نہ سر اٹھاسکیں گے، نہ کوئی جواب دے سکیں گے اور نہ ہی کسی اور سے کچھ پوچھ سکیں گے۔

آیت ٦٧

مشرکین کے لیے فلاح کا راستہ ...... سچی توبہ

یہ آیت شرک جیسا جرم کرنے والوں کو بھی فلاح کا راستہ دکھا رہی ہے۔ وہ راستہ ہے سچی توبہ جس کا تقاضا یہ ہے کہ:

i- گناہ پر دلی ندامت کے ساتھ اللہ کی طرف بخشش کے لیے رجوع کیا جائے۔

ii- سچے دل سے کلمۂ توحید پڑھ کر اپنے ایمان کی تجدید کی جائے۔

iii- شریعت کے احکامات کے مطابق عمل کر کے توبہ کی سچائی کا ثبوت پیش کیا جائے۔

بشارت دی گئی کہ سچی توبہ کرنے والے ہمیشہ ہمیش کی کامیابی حاصل کرلیں گے۔

آیات ٦٨ تا ٧٠

عظمتِ باری تعالیٰ

معبودانِ باطل کی نفی کے بعد اِن آیات میں معبودِ حقیقی کی عظمت بیان کی جا رہی ہے۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی صفاتِ عالیہ کے حسب ذیل پہلو بیان کیے گئے:

i- اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے اور جو چاہے تخلیق فرماتا ہے۔

ii- کل اختیار اللہ ہی کے لیے ہے اور اُس کے علاوہ کسی کے پاس کوئی اختیار نہیں۔

iii- اللہ تعالیٰ ہر طرح کے شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

iv- اللہ تعالیٰ ہر شے کا علم رکھتا ہے، یہاں تک کہ اُسے معلوم ہے کہ ایک شخص کیا ظاہر کر رہا ہے اور کیا چھپا رہا ہے؟

v- اِس دنیا میں حمد کے لائق صرف اللہ ہے اور آخرت میں بھی حمد اُسی کے لیے ہوگی۔

iv- فیصلہ کا اختیار اللہ ہی کو حاصل ہے۔ روزِ قیامت اُسی کی طرف سب لوٹائے جائیں گے اور ہر فرد کے لیے کامیابی یا ناکامی کا فیصلہ بھی وہی فرمائے گا۔

ہم اللہ کی ذات و صفات کی معرفت کو حاصل کرنے سے عاجز ہیں لیکن دعا ہے کہ وہ ہمیں ہر قسم کے شرک سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

آیات ۷۱ تا ۷۳

دن اور رات اللہ کی دو نعمتیں

یہ آیات اللہ کی دو نعمتوں یعنی دن اور رات کی اہمیت بیان کر رہی ہیں ۔ اگر اللہ تعالیٰ بندوں پر پر ہمیشہ کے لیے رات طاری کر دے تو کون دن کا اُجالا لا سکتا ہے ۔ اِسی طرح اگر اللہ ہمیشہ کے لیے دن طاری کر دے تو کون ہے جو سکون دینے والی تاریکی برآمد کر سکتا ہے ۔ بلا شبہ اللہ نے رات انسانوں کے آرام کے لیے بنائی ہے اور دن مختلف سرگرمیوں کے لیے جدوجہد کی خاطر بنایا ہے۔ اللہ ہمیں اپنی نعمتوں کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

آیات ۷۴ تا ۷۵

خود ساختہ معبود کام نہ آئیں گے

اِن آیات میں ایک بار پھر یہ حقیقت ذہن نشین کرائی گئی کہ روزِ قیامت کوئی خود ساختہ معبود کام نہ آئے گا۔ اللہ شرک کرنے والوں سے پوچھے گا کہ کہاں ہیں تمہارے من گھڑت معبود؟ پھر ہر اُمت کے رسول اللہ کی طرف سے اُس امت پر گواہ بن کر آئیں گے ۔ وہ گواہی دیں گے کہ اُنھوں نے اُمت تک توحید کی دعوت پہنچانے کا حق ادا کر دیا تھا۔ مشرکین کے پاس اپنے شرک کا کوئی جواز نہ ہوگا۔ بے بسی اور لاچارگی کے اُس عالم میں کوئی اُن کے کام نہ آئے گا۔

آیات ۷۶ تا ۷۷

قارون کو اہلِ خیر کی نصیحت

یہ آیات بتا رہی ہیں کہ قارون کا تعلق حضرت موسیٰؑ کی قوم سے تھا ۔ وہ فرعون کا ایجنٹ بن کر اپنی قوم پر ظلم کر رہا تھا۔ اُس کے مال و دولت کے خزانے اِس قدر کثیر تھے کہ اُن کی محض کنجیوں کو اٹھانے کے لیے بڑی نفری درکار ہوتی تھی ۔ وہ اِس دولت کے نشہ میں تکبر کر رہا تھا اور زمین میں ظلم وستم کر کے فساد مچا رہا تھا۔ قوم کے اہلِ خیر نے اُسے نصیحت کی کہ:

i- زمین میں ناحق تکبر نہ کرو۔ اللہ کو تکبر کرنے والے ناپسند ہیں ۔

ii- دولت کے ذریعہ نیک کام کر کے آخرت کے لیے اَجر و ثواب کی صورت پیدا کرو۔

iii- بخل نہ کرو اور دولت سے دنیا کی جائز نعمتیں حاصل کر کے استفادہ کرو۔

iv- جیسے اللہ نے تم پر احسانات کیے ہیں تم بھی نیکیوں کے ذریعہ اللہ کا شکر ادا کرو۔

v- لوگوں پر ظلم و ستم کر کے زمین میں فساد نہ مچاؤ۔

آیت ۷۸

ذاتی علم پر ناز

اہلِ خیر کی نصیحت کے جواب میں قارون نے تکبر سے کہا کہ مجھے مال و دولت اپنے علم و صلاحیت کی بنیاد پر حاصل ہوا ہے۔ اُسے آگاہ کیا گیا کہ کیا وہ جانتا نہیں کہ ماضی میں کتنی قوموں کو اللہ نے ہلاک کیا حالانکہ وہ طاقت اور مال و دولت کے اعتبار سے کہیں آگے تھیں۔ پھر کوئی اللہ سے قوموں کو عذاب دینے کا سبب نہیں پوچھ سکتا۔ لہٰذا ہر آن ہر شخص کو اللہ کی پکڑ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔

آیات ۷۹ تا ۸۰

آخرت دنیا سے بہتر ہے

قارون ایک روز پوری شان و شوکت سے شہر میں نمودار ہوا۔ دنیا داروں نے حسرت سے کہا کہ کاش ہمیں بھی قارون جیسا مال و دولت عطا ہو جائے۔ ایسے میں علمِ حقیقت جاننے والوں نے کہا کہ نہیں، اصل اجر و ثواب آخرت کا ہے جو ایسے لوگوں کو ملتا ہے جو ایمان لانے کے بعد اعمالِ صالحہ کر رہے ہوں۔ بلاشبہ یہ دائمی اور اعلیٰ اجر و ثواب اُن خوش نصیبوں کو ملتا ہے جو اللہ کی اطاعت، اُس کی نافرمانی سے پرہیز اور حق کی راہ میں آنے والی مشقتوں پر صبر کرنے والے ہوں۔ اللہ ہمیں یہ سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔

جنت تری پنہاں ہے ترے خونِ جگر میں
اے پیکرِ گل، کوششِ پیہم کی جزا دیکھ

آیات ۸۱ تا ۸۲

قارون کی عبرتناک بربادی

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ ایک روز قارون اپنے جملہ مال واسباب کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا گیا۔ اب کوئی اُس کا مددگار نہ تھا جو اُسے تباہی سے بچا سکتا اور نہ وہ خود اِس قابل تھا کہ اِس انجام کا بدلہ لے سکتا۔ وہی لوگ جو کل تک اُس کی دولت کو دیکھ کر حسرت کر رہے تھے کہ کاش ہمیں بھی یہ سب کچھ ملتا، اب اللہ کا شکر ادا کر رہے تھے کہ وہ اُس تباہی سے بچ گئے جو قارون پر آئی تھی۔ لوگوں کو یہ حکمت سمجھ آ گئی کہ خیر اللہ کے دیے پر راضی رہنے میں ہے نہ کہ مال و دولت اور اقتدار و حکومت میں۔

آیت ۸۳

آخرت میں کون سرخرو ہوگا؟

اِس آیت میں رہنمائی دی گئی ہے کہ آخرت کا اجر و ثواب ایسے لوگوں کے لیے ہے جو نہ فرعون کی طرح زمین میں سرکشی کریں اور نہ قارون کی طرح فساد مچائیں۔ اِس کے برعکس وہ ہر وقت اللہ کے خوف سے لرزاں و ترساں رہنے والے اور اُس کی نافرمانیوں سے بچنے والے ہوں۔

آیت ۸۴

نیکی اور بدی کے نتیجہ کا فرق

یہ آیت خوشخبری سنا رہی ہے کہ جس شخص نے نیکی کی اور پھر اُس کی نیکی کسی گناہ کی وجہ سے ضائع نہ ہوئی تو اُسے روزِ قیامت کئی گنا اجر ملے گا۔ اِس کے برعکس جس بدنصیب نے برائی کی اور پھر اُس سے توبہ نہ کی تو اُسے برائی کا بالکل ویسا ہی بدلہ ملے گا۔

آیت ۸۵

خدمتِ قرآن کا صلہ

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو بشارت دی گئی کہ جس رب تعالیٰ نے آپ ﷺ پر قرآنِ حکیم لوگوں تک پہنچانے کی بھاری ذمہ داری ڈالی ہے وہ آپ ﷺ کو ضرور کامیابی کی اعلیٰ منازل

تک پہنچائے گا۔ دنیا میں آپ ﷺ ایک فاتح کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے اور آخرت میں آپ ﷺ اللہ کی قربت کے اعلیٰ ترین مقام یعنی مقامِ محمود پر فائز ہوں گے۔ البتہ دنیا میں وقتی طور پر مشکلات ہیں۔ کچھ لوگ آپ ﷺ کی تعلیمات قبول کر رہے ہیں اور کچھ نہیں۔ اللہ خوب جانتا ہے کون کیا کر رہا ہے؟ وہ ہر اک کو اُس کے عمل کے اعتبار سے بدلہ دے دے گا۔

آیات ۸۶ تا ۸۸

باطل کے ساتھ سمجھوتا نہیں ہوسکتا

مکی دور کے آخر میں مشرکینِ مکہ آپ ﷺ کو پیشکش کر رہے تھے کہ آپ ﷺ کچھ ہماری مان لیں اور ہم کچھ آپ ﷺ کی مان لیں گے۔ ایک معینہ مدت تک آپ ﷺ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں۔ پھر ہم اتنی ہی مدت آپ ﷺ کے معبودِ واحد کی عبادت کریں گے۔ اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ باطل کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہ کریں۔ اللہ نے آپ ﷺ کو نبوت و رسالت اپنے خاص فضل سے عطا فرمائی ہے۔ اب اللہ کے شکر کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ اللہ ہی کے ہوکر رہیں اور کافروں کے اتحادی نہ بنیں۔ خیال رکھیں کہ کہیں کافر آپ ﷺ کو شرک کی طرف آمادہ کرکے اللہ کے واضح احکامات سے پھیر نہ دیں۔ آپ ﷺ صرف اور صرف اللہ ہی کی بندگی کریں۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اُسی کی ذات ہمیشہ قائم و دائم رہنے والی ہے، ہر فیصلہ کا اختیار اُسی کے پاس ہے اور قیامت کے روز خواہی نخواہی اُس کے سامنے حاضر ہونا ہے۔

سورۂ عنکبوت

صبر واستقامت کی تلقین

سورۂ عنکبوت مکی دور میں ایک ایسے پس منظر میں نازل ہوئی جب کفار کی طرف سے اہلِ ایمان پر تشدد اور مار پیٹ کا بازار گرم تھا۔ اِس سورۂ مبارکہ میں اللہ نے اہلِ ایمان کو نرمی اور سختی دونوں ہی طرح سے صبر اور حق پر ڈٹے رہنے کی تلقین فرمائی۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۱۳ صبر واستقامت کی تلقین
- آیات ۱۴ تا ۴۰ صبر واستقامت کے حوالے سے رسولوں کی مثالیں
- آیات ۴۱ تا ۴۴ مشرکانہ تصورات کی حقیقت
- آیات ۴۵ تا ۶۹ اہلِ ایمان کے لیے ہدایات۔مشرکین کے لیے وعیدیں

آیات ۱ تا ۴

صرف کلمہ پڑھ لینے سے جنت نہیں ملے گی

اِن آیات میں خبردار کیا گیا کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ محض زبان سے ایمان کا اقرار اُنہیں جہنم سے بچالے گا اور جنت میں پہنچادے گا۔اللہ آزمائش کے ذریعہ ثابت کردے گا کہ کون صدقِ دل سے ایمان لایا ہے اور کون محض زبانی کلامی ایمان کا دعویدار ہے۔ ماضی میں قوموں کی آزمائش اللہ کی اِس سنت کی گواہ ہے۔البتہ جن ظالموں کے تشدد سے اہل ایمان کی آزمائش ہورہی ہے وہ کان کھول کر سن لیں کہ وہ بدترین انجام سے دوچار ہوکررہیں گے۔

آیات ۵ تا ۷

تربیت کے لیے نرمی اور سختی دونوں ضروری ہیں

یہ آیات اہلِ ایمان کو آزمائش میں ڈٹ جانے کی ہدایت دے رہی ہیں۔البتہ اُن کی تربیت کے لیے نرمی اور سختی دونوں اسلوب اختیار کیے گئے ہیں۔سختی کے اعتبار سے آگاہ کیا گیا کہ جولوگ بھی دین پر استقامت کے لیے مشقت اٹھارہے ہیں وہ اپنے ہی اجر وثواب کا سامان کررہے ہیں۔ اِس سے اللہ کو کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔نرمی کے اسلوب میں بشارت دی گئی کہ جولوگ بھی آج تشدد اور اذیتوں کا سامنا کررہے ہیں اللہ اُن کے حال سے واقف ہے۔عنقریب اُنہیں اِس صبر واستقامت کا بھرپور اجر وثواب دیا جائے گا۔اللہ اُن کے گناہ معاف فرمادے گا اور اُن کے حق پر ڈٹے رہنے اور دوسروں کو بھی دینِ حق کی دعوت کے عمل کا بہترین بدلہ عطا فرمائے گا۔

آیات ۸ تا ۹

والدین کی طرف سے شرک کا حکم

اِن آیات میں اُن نوجوانوں کے مسئلہ کے حوالے سے رہنمائی دی گئی جنہیں اُن کے والدین شرک کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم اللہ ہی نے دیا ہے۔ البتہ اگر وہ شرک یا شریعت کی کسی نافرمانی پر مجبور کریں تو اب اُن کی بات نہیں مانی جائے گی۔ حدیثِ نبوی ﷺ کے مطابق:

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ (ابوداؤد)

''مخلوقات میں سے کسی کی اطاعت جائز نہیں اگر اِس سے خالق کی نافرمانی ہو''۔

اگر والدین ناراض ہو کر اولاد کو علیحدہ کر دیں تو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اللہ ایسے حق کے علمبرداروں کو نیک لوگوں کی پاکیزہ صحبت عطا فرما دے گا۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ کو مشرک والدہ نے گھر سے نکال دیا لیکن اب اُنہیں نبی اکرم ﷺ کی مبارک رفاقت حاصل ہوگئی۔ تربیت نبوی ﷺ کا نتیجہ یہ نکلا کہ اُنہوں نے صحابہ کرامؓ میں قرآن کے پہلے مبلغ بننے کی سعادت حاصل کی اور مدینہ منورہ جا کر ایک سال میں ۷۲ مردوں اور ۳ خواتین کو دائرۂ اسلام میں لانے کا شرف پایا۔

آیات ۱۰ تا ۱۱

اللہ ظاہر فرما دے گا کہ کون مومن ہے اور کون منافق؟

یہ آیات منافقانہ کردار واضح کر رہی ہیں۔ جہاں سہولتیں اور فوائد ہوں وہاں منافق ساتھ دیتا ہے اور جہاں مال و جان کی قربانی کا معاملہ آئے منافق پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ اللہ آزمائشوں کے ذریعہ ہر کلمہ گو مسلمان کے حقیقی کردار کو ظاہر فرما دے گا۔ حق کی خاطر جان و مال کی بازی لگانے والے مومن ثابت ہوں گے اور دنیا کی خاطر، دین کے لیے قربانیوں سے گریز کرنے والے منافق قرار پائیں گے۔

آیات ۱۲ تا ۱۳

نوجوانوں کے لیے کافر بزرگوں کا فریب

مشرکینِ مکہ کے بڑے بوڑھے نوجوانوں کو بڑے میٹھے انداز میں سمجھاتے تھے کہ محمد ﷺ کی بات نہ مانو، ہمارے راستے پر چلو۔ اگر ہمارے راستے پر چلنا گناہ ہے تو ہم روزِ قیامت یہ گناہ اپنے سر لے لیں گے۔ اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ قیامت کے روز کوئی کسی کا گناہ اپنے ذمہ نہ لے سکے گا۔ اگر توبہ نہ کی تو ہر ایک کو گناہ کی سزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔ البتہ گمراہ کرنے والوں کو دگنی سزا ملے گی۔ اپنی گمراہی کا وبال بھی اُن پر آئے گا اور دوسروں کو گمراہ کرنے کا عذاب بھی جھیلنا پڑے گا۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

مَنْ سَنَّ سُنّةً حَسَنَةً فَيَعْمَلُ بِهَا كَانَ لَهُ اَجْرُهَا، وَمِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَالَا يَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًاوَّمَنْ سَنَّ سُنّةً سَيِّئَةً فَعَمِلَ بِهَا كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا

”جس نے کسی بھلائی کو جاری کیا پھر اُس پر عمل کیا تو اُس کے لیے اجر ہے اور اُس کا اجر بھی ہے جس نے اِس بھلائی پر عمل کیا، بغیر عمل کرنے والے کے اجر میں کمی کیے ہوئے۔ اور جس نے کسی برائی کو جاری کیا پھر اُس پر عمل کیا تو اُس کے لیے وبال ہے اور اُس کا وبال بھی ہے جس نے اِس برائی پر عمل کیا بغیر عمل کرنے والے کے وبال میں کمی کیے ہوئے۔“ (ابنِ ماجہ)

آیات ۱۴ تا ۱۵

حضرت نوح علیہ السلام کی استقامت

یہ آیات بیان کررہی ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کے درمیان ۹۵۰ برس تک رہے اور اُنہیں حق کی دعوت دیتے رہے۔ قوم نے حق کی دعوت کو ٹھکرا دیا اور حضرت نوح علیہ السلام کے خلاف بڑی بڑی سازشیں کیں۔ حضرت نوح علیہ السلام بڑی استقامت کے ساتھ حق کی راہ میں ڈٹے رہے۔ آخر کار ایک طوفان کے ذریعے مخالفینِ حق کو ہلاک کر دیا گیا اور ایک کشتی کے ذریعہ

حضرت نوح علیہ السلام اور اہلِ حق کو بچا لیا گیا۔ اللہ نے اِس کشتی کو رہتی دنیا تک لوگوں کے لیے ایک یادگار بنا دیا۔

آیات ۱۶ تا ۱۸

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے طویل عرصہ تک اپنی قوم کو دعوتِ حق دی جس کا لب لباب یہ تھا:

i- صرف اور صرف اللہ کی بندگی کرو اور اُس کی نافرمانی سے بچو۔ اِسی میں تمہاری بھلائی ہے۔

ii- اللہ کے سوا دیگر تمام معبود خود ساختہ ہیں اور اُن کی کوئی حقیقت نہیں۔

iii- انسانوں کو رزق اور تمام ضروریات اللہ فراہم کرتا ہے۔ لہٰذا اُسی کا شکر ادا کرو اور اُس کے ساتھ من گھڑت معبودوں کو مت شریک کرو۔

iv- کوئی چاہے نہ چاہے اُسے اللہ کی عدالت میں حاضر ہونا ہے اور اُس کے لیے ہمیشہ ہمیش کی جنت یا جہنم کا فیصلہ اللہ ہی نے کرنا ہے۔

v- اگر تم نے دعوتِ حق کو جھٹلا دیا تو یہ روش ماضی میں بھی کئی قوموں نے اختیار کی تھی۔ رسولوں کی ذمہ داری صاف صاف حق کا پیغام پہنچا دینا ہے لوگوں سے منوانا نہیں۔ البتہ جو لوگ حق سے اعراض کریں گے وہ دنیا کی رسوائی اور آخرت کے شدید عذاب سے دوچار ہو کر رہیں گے۔

آیات ۱۹ تا ۲۳

تمام انسانوں کے لیے درسِ عبرت

اِن آیات میں تمام انسانوں کو غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے:

i- اللہ نے کائنات میں کیا کچھ بنایا ہے۔ وہ اللہ تمہیں دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اُس کے لیے ایسا کرنا انتہائی آسان ہے۔

ii- روزِ قیامت اللہ کے سامنے حاضری ہو کر رہے گی۔ وہ جسے چاہے گا عذاب دے گا اور جسے چاہے گا بخش دے گا۔

iii- کوئی مخلوق زمین یا آسمان میں اللہ کو عاجز نہیں کر سکتی۔ اللہ جب چاہے اُس کی پکڑ کر سکتا

ہے۔اللہ کے سامنے کوئی اُس کی مدد کرنے والا یا حمایتی نہ ہوگا۔

iv- جو بدنصیب اللہ کی نازل کردہ تعلیمات اور آخرت میں اُس تعالیٰ کے سامنے حاضری کا انکار کررہے ہیں، وہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہوں گے اور دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔

آیات ۲۴ تا ۲۷

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر انعامات

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم نے اُن کی دعوت کو جھٹلایا اور اُنہیں دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا۔ اللہ نے اُن کے لیے آگ کو گل و گلزار بنادیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کو آگاہ کیا کہ تم جانتے ہو کہ مٹی کے بنائے ہوئے بت تمہارے کچھ کام نہیں آسکتے۔ لیکن یہ دنیا کی رشتہ داریوں اور تعلقات کے بندھن ہیں جن کی وجہ سے تم باطل عمل پر اڑے ہوئے ہو۔ ایک دوسرے سے وابستہ مفادات اور ایک دوسرے کی ناراضگی کا خوف ہے جو تمہارے پاؤں کی بیڑی بن چکا ہے۔ اب تم جان بوجھ کر حق کی طرف آنے سے اعراض کررہے ہو۔ البتہ جان لو کہ قیامت کے دن کوئی تعلق کام نہ آئے گا۔ گمراہی میں مبتلا دوست اور رشتہ دار ایک دوسرے پر لعنت کریں گے اور ایک دوسرے کو اپنی گمراہی کا ذمہ دار قرار دیں گے۔ وہاں تم سب کا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہوگی اور کوئی تمہاری مدد کے لیے نہ آئے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب محسوس کیا کہ اِس قوم سے کسی بھلائی کی توقع نہیں تو آپ علیہ السلام نے وہاں سے ہجرت فرمائی۔ مشرک رشتہ داروں سے کٹے تو اللہ نے اسحٰق علیہ السلام جیسا بیٹا اور یعقوب علیہ السلام جیسا پوتا عطا فرمایا۔ پھر اُن کی نسل میں نبوت کا سلسلہ جاری فرمادیا۔ اللہ نے دنیا میں بھی نوازا اور وہ آخرت میں بھی اعلیٰ مقام پر فائز ہوں گے۔

آیات ۲۸ تا ۳۵

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی خباثت اور برا انجام

تاریخِ انسانی میں ہم جنس پرستی جیسے قبیح فعل کا ارتکاب سب سے پہلے قوم لوط علیہ السلام نے کیا۔ وہ بدبخت بھری محفلوں میں اِس جرم کا ارتکاب کرتے تھے۔ جب حضرت لوط علیہ السلام نے اُنہیں

اِس بدفعلی سے روکا تو اکڑ کر عذاب لانے کا مطالبہ کرنے لگے۔ اللہ نے فرشتوں کو خوبصورت لڑکوں کی صورت میں اِس بدبخت قوم پر عذاب نازل کرنے کے لیے بھیجا۔ فرشتوں کی آمد پر حضرت لوط علیہ السلام گھبرائے۔ فرشتوں نے تسلی دی اور آگاہ کیا کہ آپ علیہ السلام اپنے اہلِ خانہ سمیت اِس عذاب سے محفوظ رہیں گے۔ البتہ آپ علیہ السلام کی بیوی کی ہمدردیاں فاسق قوم کے ساتھ ہیں اور اُس کا انجام بھی اُن کے ساتھ ہی ہوگا۔ اُس بدبخت قوم کی بستی کو الٹ دیا گیا اور اوپر سے کنکریوں کی بارش برسائی گئی۔ طویل عرصہ تک اُن کی بستی کے کھنڈرات بعد میں آنے والی قوموں کے لیے نشانِ عبرت بنے رہے۔

آیات ۳۶ تا ۳۹

مجرم قوم کی عبرتناک مثالیں

اِن آیات میں چار مجرم قوموں کی روش بطورِ عبرت پیش کی گئی۔ اصحابِ مدین نے حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوتِ حق کو جھٹلایا۔ اللہ نے ایک زلزلہ کے ذریعہ اُنہیں برباد کر دیا۔ قوم عاد اور قوم ثمود نے باوجود سمجھدار ہونے کے رسولوں کی واضح تعلیمات کو قبول نہ کیا اور شیطان کی سجھائی ہوئی احمقانہ روش کو اختیار کر کے خسارے کا سودا کیا۔ فرعون اور اُس کے سرداروں ہامان اور قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واضح معجزوں کو جادو قرار دے دیا اور انتہائی تکبر کے ساتھ حق کی دعوت کو رد کر دیا۔ البتہ وہ اللہ کی قدرت کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور تباہی کا شکار ہوئے۔

آیت ۴۰

عذاب کی چار صورتیں

اِس آیت میں عذاب کی چار صورتیں بیان ہوئی جن کے ذریعہ بڑی بڑی تہذیبوں کو ملیا میٹ کر دیا گیا :

i- تیز آندھی جس کے ذریعہ ظالم قوموں پر کنکریاں برسائی گئیں۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر یہی عذاب آیا۔

ii- زلزلہ جس کے ذریعہ قومِ ثمود اور اصحابِ مدین کو ہلاک کیا گیا۔

یاد رکھنے والے حقائق

عَنْ سَھْلِ بنِ سَعْدٍ ، قَالَ: جَاءَ جِبْرِیْلُ ؑ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ ، فَقَالَ : یَا مُحَمَّدُ ، عِشْ مَا شِئْتَ فَاِنَّکَ مَیِّتٌ ، وَاَحْبِبْ مَنْ اَحْبَبْتَ فَاِنَّکَ مُفَارِقُہٗ ، وَاعْمَلْ مَا شِئْتَ فَاِنَّکَ مُجْزٰی بِہٖ ثُمَّ قَالَ : یَا مُحَمَّدُ شَرَفُ الْمُؤْمِنِ قِیَامُ اللَّیْلِ وَعِزُّہٗ اسْتِغْنَاؤُہٗ عَنِ النَّاسِ

(مستدرک الحاکم)

حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیلؑ نبی اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ ''اے محمد ﷺ! زندہ رہ لیجئے جتنا آپ چاہیں (لیکن یہ یاد رکھیں کہ) بالآخر مرنا ہے، اور محبت کر لیجئے جس سے بھی محبت کرنی ہے (لیکن یہ یاد رکھیں کہ) آپ اُسے چھوڑنے والے ہیں، اور عمل کیجئے جو آپ چاہیں (لیکن یہ یاد رکھیں کہ) آپ کو اُس کا بدلہ دیا جائے گا''۔ پھر فرمایا ''اے محمد ﷺ بندۂ مومن کا شرف قیام اللیل میں ہے اور اس کی عزت لوگوں سے نہ مانگنے میں ہے''۔

iii- زمین میں دھنسا دینا جس کے ذریعہ قارون کو نیست و نابود کیا گیا۔

iv- طوفان یا سمندر میں غرق کر دینا جیسا کہ قومِ نوح علیہ السلام اور آلِ فرعون کو تباہی سے دوچار کیا گیا۔

قوموں پر عذاب اُن کے اپنے سیاہ کرتوتوں کی وجہ سے آئے۔ اللہ نے اُن پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے۔

آیات ۴۱ تا ۴۴

شرک کی حقیقت ...... مکڑی کا جال

اِن آیات میں شرک کے جرم کی حقیقت واضح کی گئی۔ اللہ کے سوا دیگر معبودوں سے کسی چیز کی امید یا اُن پر اعتماد کرنا بالکل اِسی طرح ہے جیسے کسی مکڑی کا جال بنانا۔ مکڑی کا جال جس طرح انتہائی کمزور ہوتا ہے بالکل اِسی طرح اللہ کے سوا کسی اور پر بھروسہ اور اعتماد بھی بے فائدہ اور ناپائیدار ہوتا ہے۔ اللہ مشرکین کے خود ساختہ معبودوں کی لاچارگی اور بے بسی سے واقف ہے۔ زبردست اور کمالِ حکمت کا پیکر صرف اللہ ہی ہے۔ وہ گمراہ کن تصورات اور طرزِ عمل کو واضح مثالوں کے ذریعہ بیان کرتا ہے لیکن لوگوں کی اکثریت اِن مثالوں پر غور نہیں کرتی، گویا۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

اللہ نے کائنات کی ہر شے بامقصد بنائی ہے۔ ہر شے کا مقصد ہے اللہ کے حکم کے مطابق کام کرنا۔ انسانوں کی خیر بھی اِسی میں ہے کہ وہ اللہ کے عطا کردہ اختیار کو اللہ ہی کی اطاعت اور بندگی میں استعمال کریں۔ یہ طرزِ عمل اُن کی دنیا و آخرت دونوں ہی کو سنوار دے گا۔ اللہ ہمیں اِس حقیقت پر یقین عطا فرمائے۔ آمین۔

جس نے میری سنت کو زندہ کیا اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ (کنزالعمال)